باب: 1

نکاح

عام حالات میں نکاح کرنا سنت ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ أَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَ أُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین صحابی نبی ﷺ کی (رات کی) عبادت کی تحقیق میں نبی ﷺ کی ازواج کے گھروں پر گئے۔ جب ان کو (اس کی تفصیل) بتائی گئی تو گویا کہ انہوں نے اس کو کم سمجھا (لیکن) پھر انہوں نے (اس طرح سے اپنے آپ کو مطمئن کیا کہ) کہا کہ کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ۔ آپ ﷺ کی تو سب اگلی پچھلی خطائیں معاف ہیں (اس لئے اگر آپ عبادت میں کم مشقت کریں تو جائز ہے جبکہ ہم تو بخشے بخشائے نہیں لہذا ہمیں تو خوب محنت کے ساتھ عبادت میں لگنا چاہئے) تو ان میں سے ایک نے کہا میں تو اب ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا (کبھی رات کو نہ سوؤں گا) اور دوسرے نے کہا میں تو ساری عمر روزہ رکھوں گا کبھی نہ چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا میں تو عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی بھی نکاح نہ کروں گا۔ (ان کے ان ارادوں کا نبی ﷺ کو علم ہوا تو) آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا تم ہی لوگوں نے فلاں فلاں بات کہی ہے (میرے بارے میں جو نتیجہ تم نے نکالا اور پھر جو عزم تم نے کیئے وہ درست نہیں) اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں (لہذا میری عبادت جو تمہیں کم نظر آئی وہ اس وجہ سے نہیں کہ میں خوشخبری کی وجہ سے

مشقت کم کرتا ہوں) لیکن (وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہی طریقہ دیا ہے اس لئے) میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (اور یہ میرا طریقہ ہے) تو جو میرے طریقے سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں (یعنی وہ میرے طریقے پر نہیں)۔

جب نکاح کا شدید تقاضا ہو تو نکاح کرنا واجب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں جوان تھے لیکن ہمارے پاس کچھ (مال) نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے کیونکہ یہ نظروں کو (اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے) خوب نیچے کرنے والی (اور حفاظت کرنے والی) اور (نیز) شرمگاہ کی (بھی حرام سے) خوب حفاظت کرنے والی چیز ہے اور جس کو (نکاح کرنے کی) استطاعت نہ ہو تو وہ (خوب) روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔

کس قسم کی عورت سے نکاح کرنے کو ترجیح دی جائے

1- جو دیندار ہو

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عام طور پر) عورت سے چار باتوں (میں سے کسی ایک) کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندان کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ ارے تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں تم تو دیندار سے نکاح کر کے کامیاب ہو۔

2- جو نیکوکار ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا

اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَۃُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا تو کل کی کل قلیل اور جلد زائل ہونے والا سامان ہے اور دنیا کے سامان میں سب سے بہتر چیز نیک عورت ہے (جو آخرت کے کاموں میں معین و مددگار ہو)۔

3- جو بچوں پر شفقت کرنے والی اور شوہر کی امانتدار ہو

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی (یعنی عرب) عورتوں میں سے سب سے بہتر عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں جو اولاد پر ان کی صغرسنی میں انتہائی شفیق ہیں اور شوہر کے مال و متاع کی (جو شوہر نے ان کے پاس رکھوایا ہو) خوب حفاظت کرنے والی ہیں۔

4- جو زیادہ بچے جننے والی ہو

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْأُمَمَ (ابوداؤد و نسائی)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو (شوہر سے) محبت کرنے والی ہو اور زیادہ بچے جننے والی ہو کیونکہ میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر (اس بات میں) فخر کروں گا (کہ میرے پیروکار سب سے زیادہ ہیں)۔

5- جو کنواری ہو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم...... فَهَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُکَ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے ایک بیوہ سے شادی کی ہے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی تاکہ تم اس سے مکمل الفت رکھتے اور وہ تم سے مکمل الفت رکھتی (کیونکہ بیوہ کو اپنے سابقہ شوہر کے ساتھ جو الفت تھی وہ کچھ نہ کچھ باقی رہتی ہے)۔

پیغام نکاح سے پہلے عورت پر خود نظر ڈالنا یا گھر والوں کا دیکھنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا خَطَبَ أَحَدُکُمُ الْمَرْأَۃَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ یَّنْظُرَ

إِلٰی مَا یَدْعُوْهُ إِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ (ابوداؤد)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دینا چاہے تو اگر یہ ممکن ہو کہ وہ اس کے کسی عضو کو (مثلاً چہرے کو یا ہاتھ کو براہ راست) دیکھ سکے (یا اس کے گھر والے دیکھ کر اس کو بتا سکیں) جو اس شخص کو اس عورت کے ساتھ نکاح کرنے پر راغب کر دے تو وہ ایسا کر لے۔

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ نَظَرْتَ إِلَیْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ إِلَیْهَا فَإِنَّهٗ أَحْرٰی أَنْ یُّوْدِمَ بَیْنَکُمَا (احمد و ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا (اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا) تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دیکھ (بھی) لو کیونکہ دیکھ لینا آپس میں الفت پیدا کرتا ہے۔

فائدہ: بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیثیں حجاب کا حکم آنے سے پہلے کی ہیں لیکن جو وجہ اور علت بیان ہوئی ہے وہ چونکہ اب بھی موجود ہے لہٰذا ان حدیثوں پر عمل کرنے کی اب دو صورتیں ہیں:

1۔ کہیں کسی اوٹ میں سے نظر ڈالنے کا موقع مل جائے تو ایک نظر ڈال سکتا ہے۔

2۔ گھر کی عورتیں دیکھ لیں پھر وہ ضروری اوصاف مرد کے سامنے بیان کر دیں۔

نکاح کا اعلان کرنا اور نکاح کو مسجد میں کرنا مستحب ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْهِ بِالدُّفُوْفِ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نکاح کا اعلان کیا کرو اور (اس کی ایک تدبیر یہ ہے کہ) اس کو مسجدوں میں کیا کرو (جس سے تمام نمازیوں کو نکاح کا علم ہوگا) اور (اس کی دوسری تدبیر یہ ہے کہ) اس موقع پر دف بجالو (اس کی آواز سے پاس پڑوس کو بھی علم ہو جائے گا)

نکاح کا خطبہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ التَّشَهُّدَ فِی الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِی الْحَاجَةِ ...... وَالتَّشَهُّدُ فِی الْحَاجَةِ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ (وَفِیْ رِوَایَةِ الْبَیْهَقِیْ نَحْمَدُهٗ وَ) نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَاهَادِیَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَیَقْرَأُ ثَلَاثَ آیَاتٍ فَفَسَّرَهَا یٰأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُو اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کا تشہد اور حاجت کا تشہد سکھایا۔ حاجت (خواہ وہ نکاح کی ہو یا کوئی اور ہو اس) کا تشہد (یعنی خطبہ) یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر یہ تین آیتیں پڑھے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ الَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ o وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.

نکاح کی مبارکباد

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ وَ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص نکاح کرتا اور نبی ﷺ اس کو (نکاح کی) مبارکباد دیتے تو یوں فرماتے بَارَكَ اللّٰهُ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ (اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور اللہ تعالیٰ تم کو برکت دیں اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کو خیر اور بھلائی پر جمع رکھیں)

شادی کے موقع پر کچھ تفریح و شغل

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّهَا زُفَّتْ اِمْرَأَةٌ إِلٰی رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ يَا عَائِشَةُ مَاكَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت کی رخصتی ایک انصاری کے گھر کی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہارے پاس کوئی (جائز) کھیل نہ تھا (مثلاً دف بجانا یا جائز شعر پڑھنا) کیونکہ انصار کو (یہ) پسند ہے کہ (ایسے موقع پر کچھ نہ کچھ) کھیل ہو (اور ان کی اس عادت اور رواج کا لحاظ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَّهَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

فَقَالَ أَ هَدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَّقُوْلُ أَتَيْنَا كُمْ أَتَيْنَا كُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک قرابتدار لڑکی کا نکاح انصار میں کیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا کیا تم نے دلہن کی (اس کے سسرال کی طرف) رخصتی کر دی (اور اس کو بھیج دیا)۔ گھر والوں نے بتایا کہ جی ہاں (اس کو بھیج دیا ہے) آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس کے ساتھ کسی (ایسی بچی) کو بھیجا جو ترنم سے کچھ پڑھتی جائے۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ نہیں (ہم نے تو کسی ایسی کو نہیں بھیجا) آپ ﷺ نے فرمایا (ارے بھئی) انصار (تو) ایسے لوگ ہیں جن میں ترنم (سے شعر پڑھنے) کا بڑا میلان ہے تو اگر تم اس موقع پر ان کے میلان کی رعایت کرتے ہوئے جس میں کچھ گناہ بھی نہیں ہے) دلہن کے ساتھ کسی ایسوں (مثلاً چھوٹے بچوں، بچیوں) کو بھیج دیتے جو ترنم سے یہ کہتے جاتے تو بہت اچھا ہوتا۔ **أَتَيْنَا كُمْ أَتَيْنَا كُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ** (ہم آئے ہیں تمہارے پاس ہم آئے ہیں تمہارے پاس ہمیں بھی اللہ سلامت رکھیں تمہیں بھی اللہ سلامت رکھیں)۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَّنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِيْ غَدٍ قَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ (بخاری)

خالد بن ذکوان رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بتایا جب میری رخصتی ہوئی تو (ابھی حجاب کا حکم نہیں آیا تھا اور) نبی ﷺ تشریف لائے اور میرے بچھونے پر (مجھ سے) اتنے فاصلہ پر بیٹھ گئے جتنے فاصلہ پر تم بیٹھے ہو (کمرے میں اور بھی لوگ تھے اور کچھ بچیاں بھی تھیں۔ ان) بچیوں نے دف بجانا اور ترنم سے ایسے اشعار پڑھنا شروع کئے جن میں جنگ بدر کے ہمارے شہید باپ دادوں کی تعریف تھی۔ اتنے میں ایک بچی نے ترنم سے یہ بھی کہا **وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ** (یعنی ہم میں ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا) نبی ﷺ نے فرمایا یہ بات تو چھوڑ دو (کیونکہ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ ہاں وہی کبھی کسی کو کچھ بتا دیں تو اور بات ہے) البتہ تم جو پہلے پڑھ رہی تھیں بس وہی کہتی رہو۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى قُرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ فِيْ عُرْسٍ

وَإِذَا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ أَىْ صَاحِبَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلَ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَا اِجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَإِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَإِنَّهُ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِى اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ (نسائی)

عامر بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں ایک شادی میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو چند چھوٹی نابالغ بچیاں ترنم سے گا رہی تھیں۔ (یہ دیکھ کر) میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے صحابیو اور اے بدر والو یہ آپ کی موجودگی میں کیا ہو رہا ہے۔ ان دونوں نے فرمایا تمہارا دل چاہے تو بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ یہ سن لو اور اگر دل چاہے تو تم (یہاں سے) چلے جاؤ (ہم تو بیٹھے سنتے رہیں گے) کیونکہ شادی کے موقع پر اس قسم کی تفریح کی ہمیں (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) اجازت دی گئی ہے۔

رخصتی کے وقت کچھ عورتوں کا جمع ہونا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِى النَّبِىُّ ﷺ فَأَتَتْنِى أُمِّى فَأَدْخَلَتْنِى الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِى الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری والدہ میرے پاس آئیں اور مجھے گھر میں لے گئیں۔ کمرے میں انصار کی کچھ عورتیں موجود تھیں۔ انہوں نے (دیکھتے ہی) کہا آؤ خیر و برکت کے ساتھ آؤ اور اچھے نصیب کے ساتھ آؤ۔

عورتوں اور بچوں کا شادی میں شریک ہونا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِىُّ ﷺ نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَىَّ. (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (انصار کی) کچھ عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے (واپس) آتے دیکھا تو آپ ان پر مہربانی کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم (انصار) مجھے سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں سے ہو۔

فائدہ: چند ایک قریبی رشتہ داروں کی سادگی اور پردے کے ساتھ شریک ہونا تو ثابت ہوا لیکن اس کا ہمارے زمانے کی بے اعتدالیوں اور اسراف اور حدود شرعیہ سے تجاوز کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

لڑکی اگر بالغ ہو تو نکاح کرنے میں اس کی اجازت ضروری ہے

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالغ بے نکاحی عورت (جو پہلے شوہر کے ساتھ رہ چکی ہو اس) کا نکاح نہیں کیا جائے گا جب تک اس سے صریح زبانی اجازت نہ لے لی جائے اور (بالغ) کنواری لڑکی کا نکاح نہیں کیا جائے گا جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کنواری کی اجازت کیونکر حاصل ہوگی (کیونکہ وہ تو شرم وحیا کی وجہ سے بولتی ہی نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا اس کا خاموش رہنا (ہی اس کی طرف سے اجازت شمار ہوگا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بالغ بے نکاحی عورت اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے آپ کی زیادہ مالک ہے (اور ولی جہاں اس کا رشتہ کرنا چاہتا ہے عورت کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کو قبول کرے اور چاہے رد کردے، اس کا ولی اس پر زبردستی نہیں کرسکتا)۔

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا (بخاری)

حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا جو پہلے شوہر کے ساتھ رہ چکی تھیں ان سے روایت ہے کہ ان کے والد نے (ان کی اجازت کے بغیر) ان کا (دوسرا) نکاح کردیا۔ ان کو یہ رشتہ پسند نہ تھا۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آکر قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے (ان کی ناپسندیدگی پر اصرار کی وجہ سے) ان کے نکاح کو رد کردیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ اس کے والد نے اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کا نکاح کردیا ہے تو نبی ﷺ نے اس کو اختیار دیا (کہ وہ چاہے تو نکاح باقی رکھے اور چاہے تو نکاح رد کردے)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ زَوَّجَنِيْ اِبْنَ أَخِيْهِ لِيَرْفَعَ بِيْ مِنْ خَسِيْسَتِهٖ قَالَ فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ إِنِّيْ أَجَزْتُ مَاصَنَعَ أَبِيْ وَلٰكِنْ أَرَدْتُّ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (نسائی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک جوان لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے اس لئے کیا ہے کہ تاکہ میری وجہ سے وہ اپنے

گرے ہوئے درجہ سے بلند ہو جائے (حالانکہ میں اس رشتہ پر راضی نہیں تھی) رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکی کو اختیار دیا (کہ وہ چاہے تو نکاح قبول کرے اور چاہے تو نکاح کو رد کر دے) اس پر اس لڑکی نے کہا میرے والد نے جو کیا میں اس کو برقرار رکھتی ہوں اور (یہاں آ کر شکایت کرنے سے) میری غرض یہ تھی کہ عورتیں جان لیں کہ بیٹیوں کے نکاح کے معاملہ میں باپوں کو کچھ زور حاصل نہیں ہے۔

بالغ عورت کا اپنا نکاح خود کرنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی عورت (اپنے کفو میں نکاح کرنا چاہے تو چونکہ ولی کے پاس اس پر اعتراض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے لہٰذا ولی کی اجازت دلالۃً موجود سمجھی جائے گی۔ لہٰذا جو عورت ولی کے بغیر اپنا نکاح خود ہی کفو میں کر لے تو وہ ولی کی اجازت ہی سے سمجھا جائے گا۔ اور جو نکاح عورت غیر کفو میں کرنا چاہے تو چونکہ ولی اس پر اعتراض کر سکتا ہے لہٰذا جو عورت) اپنے ولی کی (صریح یا دلالۃً) اجازت کے بغیر خود ہی (غیر کفو میں) نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے (کہ منعقد ہی نہیں ہوتا)۔

فائدہ: مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو عورت ولی کے بغیر اپنا نکاح کفو میں خود ہی کر لے اس کا نکاح ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کے ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل حدیث کا مطلب سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا نکاح (کی خوبی) ولی کے بغیر نہیں (کیونکہ انسانی معاشرے میں یہ بات بجاطور پر بے حیائی کی سمجھی جاتی ہے کہ عورت خود ہی اجنبیوں سے رابطے کر کے اپنا نکاح کرے)

کفو یعنی برابری

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْ ...... وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَّ لَهَا كُفُوًا (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے (ان

میں سے ایک یہ ہے کہ) بے نکاحی عورت (کے نکاح) میں (تاخیر نہ کرو) جبکہ تم اس کا کفو (یعنی جوڑ) پالو۔

ولی کی اجازت سے کسی خوبی کی بنا پر غیر کفو میں نکاح جائز ہے

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُیَیْنَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَرْسَلَ بِلَالًا إِلٰی أَھْلِ بَیْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ یَخْطِبُ إِلَیْھِمْ فَقَالُوْا عَبْدٌ حَبَشِیٌّ قَالَ بِلَالٌ لَوْلَا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَمَرَ لِیْ أَنْ اٰتِیَکُمْ لَمَا آتَیْتُکُمْ فَقَالُوْا النَّبِیُّ ﷺ أَمَرَکَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا قَدْ مَلَکْتَ (مراسیل ابی داؤد)

حکم بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری خاندان کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان میں (اپنے لئے) پیغام نکاح دیں۔ (حضرت بلال نے جب جا کر ان کو پیغام نکاح دیا) تو وہ کہنے لگے یہ تو حبشی غلام ہیں (ان کا اور ہمارا کیا جوڑ؟ یہ سن کر) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اگر نبی ﷺ نے مجھے تمہارے پاس آنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں کبھی (پیغام نکاح لے کر) تمہارے پاس نہ آتا۔ انہوں نے پوچھا کیا نبی ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (اس پر) انہوں نے کہا (رسول اللہ ﷺ کا فرمان سر آنکھوں پر) بس آپ تو اس رشتے کے مالک بن گئے (اور ہم اس نکاح پر تیار ہیں)۔

نکاح کے طرفین کا ایک ہی شخص نمائندگی کرے

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَکِیْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَ تَجْعَلِیْنَ أَمْرَکِ إِلَیَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُکِ (بخاری)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا کہ کیا تم (میرے ساتھ نکاح کرنے کا) اپنا معاملہ میرے سپرد کرتی ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (اپنی طرف سے اصل اور ام حکیم کی طرف سے وکیل بن کر گواہوں کے سامنے) کہا کہ میں نے تم سے نکاح کرلیا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ أَ تَرْضٰی أَنْ أُزَوِّجَکَ فُلَانَةً قَالَ نَعَمْ وَقَالَ لِلْمَرْأَةِ أَتَرْضَیْنَ أَنْ أُزَوِّجَکِ فُلَانًا قَالَتْ نَعَمْ فَزَوَّجَ أَحَدَھُمَا صَاحِبَهٗ (ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم اس پر راضی ہو کہ میں فلاں عورت کے ساتھ تمہارا نکاح کردوں۔ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے

عورت سے پوچھا کیا تم اس پر راضی ہو کہ میں تمہارا نکاح فلاں شخص سے کر دوں۔ اس نے (بھی) کہا جی ہاں۔ تو (دونوں کی طرف سے وکیل بن کر) رسول اللہ ﷺ نے ایک کا نکاح دوسرے سے کر دیا۔

جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکمران وقت ہوتا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَلسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکمران وقت ہوتا ہے۔

نکاح میں گواہی

دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَىْ عَدْلٍ وَمَا كَانَ مِنْ نِكَاحٍ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بَاطِلٌ (ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اور جو نکاح ان شرطوں کے بغیر ہو وہ باطل ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجَازَ شَهَادَةَ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ فِي النِّكَاحِ (مؤطا محمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کی اجازت دی۔

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ أُتِيَ بِرَجُلٍ فِيْ نِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا النِّكَاحُ السِّرُّ وَلَا نُجِيْزُهُ (مؤطا محمد)

امام مالک رحمہ اللہ ابو زبیر کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے شخص کو لایا گیا جس کے نکاح کے گواہوں میں صرف ایک مرد اور صرف ایک عورت تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو خفیہ نکاح ہے اور ہم اس کو جائز قرار نہیں دیتے۔

ولیمہ

ولیمہ کی تاکید

عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ (عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ) فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (مدینہ منورہ آنے کے بعد) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ولیمہ کرواگرچہ (اس میں صرف) ایک بکری ہی ہو۔

نبی ﷺ کے دئے ہوئے ولیمے

1- عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِیجُ زَیْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلٰی أَحَدٍ مِّنْ نِسَائِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلَیْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ (بخاری)

ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو فرمایا جیسا ولیمہ نبی ﷺ نے ان کے نکاح پر دیا ویسا کسی اور زوجہ کے ساتھ نکاح پر نہیں دیا (اس وقت کشادگی ہونے کی وجہ سے) آپ ﷺ نے ولیمہ میں ایک بکری پکا کر کھلائی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ بَنٰی بِزَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (سے نکاح کے بعدان) کے ساتھ رات گزاری تو ولیمہ دیا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت کھلایا۔

2- عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ (بخاری)

صفیہ بنت شیبہ رحمہا اللہ کہتی ہیں نبی ﷺ نے اپنی ایک زوجہ سے نکاح پر دو مد (یعنی تقریباً 900 گرام) جو (پکا کر اس) اس کا ولیمہ کھلایا۔

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَةِ ثَلَاثَ لَیَالٍ یُبْنٰی عَلَیْهِ بِصَفِیَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ إِلٰی وَلِیْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِیْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِیْهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقٰی عَلَیْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے خیبر اور مدینہ (منورہ) کے درمیان صہباء کے مقام پر تین دن قیام کیا جہاں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (کے ساتھ نکاح) کے سبب سے آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگایا

گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ (کے ارشاد پر آپ) کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی۔ اس ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا اس میں تو بس یہ تھا کہ آپ ﷺ نے دستر خوانوں کا حکم دیا جو بچھا دیئے گئے پھر آپ نے ان پر چھوارے اور پنیر اور گھی (کے ٹکڑے کر کے ان کا جو آمیزہ بنا جس کو حدیث میں حیس کہا گیا ہے وہ) رکھ دیا۔

ولیمہ کا وقت میاں بیوی کی یکجائی کے بعد ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ یکجائی کی تو ولیمہ کھلایا۔

کوئی عذر نہ ہو تو ولیمہ کی دعوت قبول کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاتِهَا (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کسی کو ولیمہ پر بلایا جائے (اور اس کو کوئی عذر نہ ہو) تو وہ (دعوت کو قبول کرتے ہوئے) ولیمہ کے لئے حاضر ہو۔

ولیمہ پر صرف مالداروں کو بلانا فقراء کو نہ بلانا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برے کھانوں میں سے ولیمہ کا وہ کھانا (بھی) ہے جس میں صرف مالداروں کو دعوت دی گئی ہو اور فقراء کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

ولیمہ کتنے دن تک

عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلْوَلِيْمَةُ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِيْ مَعْرُوْفٌ وَالْيَوْمَ الثَّالِثَ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ (ابوداؤد)

ایک ثقفی صحابی سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا ولیمہ پہلے دن تو حق ہے اور دوسرے دن (بھی اگر کھلایا تو یہ بھی) بھلی بات ہے (تاکہ جو پہلے دن آنے سے رہ گئے ہوں ان کو دوسرے دن کھلا دیا اور (عام طور سے) تیسرے دن (ضرورت نہیں رہتی لہٰذا پھر بھی کھلائے تو وہ عام طور سے) شہرت اور دکھلاوا ہوتا ہے۔

نکاح متعہ

عربوں میں نکاح کی ایک قسم متعہ رائج تھی اور عام طور سے وہ سفر میں کہیں پڑاؤ کرتے تو اس کو اختیار کرتے۔ وہ اس کو جائز نکاح ہی کی قسم خیال کرتے تھے اور زنا سے جدا سمجھتے تھے۔ اسلام نے تدریجاً اس سے منع فرمایا کیونکہ اسلام نکاح کو وقتی اور عارضی معاملہ نہیں دائمی معاملہ کے طور پر دیکھتا ہے۔

متعہ سے پہلی مرتبہ ممانعت جنگ خیبر کے موقع پر ہوئی

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے (جس کا پہلے سے عربوں میں رواج تھا) اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا۔

فتح مکہ کے موقع پر عارضی رخصت

عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَنَحْنُ شَبَابٌ) نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلٰى أَجَلٍ (مسلم)

قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ہم جوان تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں نکلتے تھے جبکہ ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہ ہوتی تھیں (جنسی تقاضے کی شدت کی وجہ سے) ہم نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرلیں (تاکہ ہمارے اندر جنسی تقاضا اور طلب نہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا اور ہمیں اجازت دی کہ ہم کپڑے وغیرہ کے عوض ایک مدت تک کے لئے کسی عورت سے نکاح (متعہ) کرلیں۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا (مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اوطاس (اور فتح مکہ) کے سال تین دن کے لئے متعہ کی رخصت دی اور پھر اس سے منع فرمادیا۔

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهٗ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتْحَ مَكَّةَ قَالَ فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ

ثَلاَ ثِيْنَ بَيْنَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَأَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ (مسلم)

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے غزوہ میں شریک ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ہم (مکہ مکرمہ میں) پندرہ دن ٹھہرے یعنی پندرہ دن اور پندرہ راتیں تو (ہمارے جنسی تقاضے کی شدت کی وجہ سے) آپ ﷺ نے ہمیں عورتوں سے متعہ کرنے کی رخصت دی۔

فتح مکہ کے موقع کی عارضی رخصت کے بعد قیامت تک کے لئے متعہ کی حرمت

عَنْ سَبُرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ إِنِّیْ قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِیْ الْإِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَیْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا وَلَا تَاخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا (مسلم)

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور (اب) اللہ نے اس کو قیامت کے دن تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔ تو جس کے پاس متعہ کرنے والیوں میں سے کوئی عورت ہو وہ اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ مال ان کو دیا ہوا اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لے۔

بعض لوگوں کو نسخ کا شروع میں علم نہ ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقُبْضَةِ مِنَ التَّمرِ وَالدَّقِيْقِ الْأَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھجور اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض چند دن متعہ کرتے رہے (کیونکہ ہمیں متعہ کی اجازت کے منسوخ ہونے کا علم ہی نہیں ہوا) یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ دَخَلَتْ عَلٰى ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ إِنَّ رَبِيْعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ اِسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ مُوَلَّدَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَزِعاً يَجُرُّ رِدَائَهٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ (مؤطا مالک)

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور (ان کو) بتایا کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک بچہ جنانے والی عورت سے متعہ کیا اور اس عورت کو اس سے حمل (بھی) ٹھہر گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) گھبراہٹ میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے باہر آئے اور فرمایا یہ

متعہ (تو اب زنا کی طرح ہے اور حرام) ہے اگر میں نے اس بارے میں پہلے حکم جاری کرایا ہوتا تو میں (ربیعہ کو) رجم کرا دیتا (کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اس کی صریح حرمت کے بعد اس میں اختلاف اور تاویل کی کچھ گنجائش نہیں ہے۔ یہ تو ان لوگوں کی حکم سے لاعلمی ہے اس لئے ربیعہ پر حد رجم نہیں لگائی جا رہی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرمت کا عام اعلان کر دیا

عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ خَطَبَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لَنَا فِى الْمُتْعَةِ ثَلَا ثًا ثُمَّ حَرَّمَهَا وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصِنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ (ابن ماجه)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (متعہ کی تحریم کے بعد فتح مکہ کے موقع پر صرف) تین دن متعہ کرنے کی اجازت دی پھر اس کے بعد (قیامت تک کے لئے) اس کو حرام قرار دیا۔ اللہ کی قسم اگر (آج کے بعد) مجھے علم ہوا کہ کسی نے محصن (شادی شدہ) ہوتے ہوئے متعہ کیا ہے تو میں اس کو پتھروں سے رجم کرا دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عام حالات میں تو متعہ کو حرام سمجھتے تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ زنا میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہو متعہ کی رخصت اسی طرح برقرار ہے جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر دی گئی تھی۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَقَدْ سَارَتْ بِفُتْيَاكَ الرُّكْبَانُ وَقَالَ فِيْهَا الشُّعَرَاءُ. قَالَ وَمَا قَالُوْا. قُلْتُ قَالُوْا

قَدْ قُلْتُ لِلشَّيْخِ لَمَّا طَالَ مَحْبَسُهُ ...... يَاصَاحِ هَلْ لَكَ فِىْ فَتْوٰى ابْنِ عَبَّاسٍ
هَلْ لَكَ فِىْ رُخْصَةِ الْأَطْرَافِ آنِسَةٌ ...... تَكُوْنُ مَثْوَاكَ حَتّٰى يَصْدُرَ النَّاسُ

فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَابِهٰذَا أَفْتَيْتُ وَمَا هِىَ إِلَّا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِلْمُضْطَرِّ. (حازمى)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کا فتوی تو بہت دور دور تک پہنچ گیا اور لوگوں نے اس کے شعر بنا لئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا لوگوں نے کیا شعر بنا لئے ہیں میں نے دو شعر پڑھے (جن کا ترجمہ یہ ہے) جب سفر میں میرے ساتھی کو کئی دن رکنا پڑا تو میں نے اس سے کہا ارے بھائی کیا تمہیں حضرت عبداللہ بن عباس کے فتوے میں کچھ رغبت ہے۔ کیا تمہارے

اطراف میں کوئی پاکیزہ طبیعت والی عورت ہے جو قافلہ کے لوگوں کی واپسی تک تمہارا ٹھکانا بنے۔اس کو سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ میں نے تو یہ فتوی نہیں دیا۔ میں تو اس کو مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کی طرح حرام سمجھتا ہوں اور سوائے شدید لاچاری کے یہ حلال نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ شدید لاچاری میں متعہ کی رخصت ہے باقی تمام صحابہ کو اختلاف تھا اور خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سمجھانے کے بعد تو ان کے قول کی کوئی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی۔لیکن حضرت عبداللہ بن عباس اپنے قول پر آخر تک قائم رہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مطلق ممانعت اور امت کے اجماع کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کسی طرح بھی جائز نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سمجھانا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ يَقُوْلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ (إِنَّکَ رَجُلٌ تَائِهٌ) نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ (مسلم)

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے (اپنے والد) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم مغرور آدمی ہو (کہ اپنی بات پر غرہ کئے ہوئے ہو کسی اور کی نہیں مانتے ہو یہ بات سن لو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کو مطلقاً منع کر دیا تھا (خواہ حالت اضطرار ہو یا نہ ہو۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر جو رخصت ملی وہ اس وجہ سے نہیں تھی کہ خیبر کے موقع پر بتائی گئی حرمت صرف حالت اختیار کے لئے تھی اور اضطرار کی حالت میں رخصت تھی اور فتح مکہ کے موقع پر اس پر عمل ہوا بلکہ ایک نئی اور عارضی رخصت دی گئی تھی اور تین دن کے بعد متعہ کی اس عارضی رخصت کو قیامت تک کے لئے دوبارہ مطلقاً حرام کر دیا گیا تھا)۔

لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس بات سے مطمئن نہ ہوئے اور اپنے موقف پر قائم رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے موقف کی کھلی مخالفت کی۔

سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ حَرَامٌ فَقِيْلَ لَهُ اِبْنُ عَبَّاسٍ يُفْتِیْ بِهَا قَالَ فَهَلَّا تَزَمْزَمَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ. (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ تو (ہر حال میں) حرام ہے۔کہا گیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو (اضطرار کی حالت میں) اس کے جواز کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے یہ بات کیوں نہ کہی (ان کے زمانہ میں کہتے تو

پھر دیکھتے کہ اس کا کیا انجام ہوتا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو کبھی بھی برداشت نہ کرتے)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں ان کی سخت مخالفت کی۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ كَمَا أَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ يُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعَمْرِىْ لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ فِىْ عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ يُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ اِبْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ نَفْسَكَ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ (مسلم).

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (اپنے دور خلافت میں) مکہ مکرمہ میں ایک بار (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوئے اور فرمایا کچھ لوگ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں اسی طرح ان کی عقل بھی مار دی ہے اس لئے وہ متعہ کی حلت کا فتوی دیتے ہیں۔اس سے ان کی مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے (جو اس وقت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے) وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔انہوں نے بلند آواز سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پکارا اور کہا تم تو کم عقل آدمی ہو واللہ امام المتقین یعنی رسول اللہ ﷺ کے عہد میں (بھی فتح مکہ کے موقع پر حالت اضطراری میں) متعہ کیا جاتا تھا۔اس پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تو تم خود بھی اس کا تجربہ کرلو اور اللہ کی قسم اگر تم نے کبھی یہ کیا تو میں ضرور تمہیں پتھروں سے سنگسار کرا دوں گا۔

باب: 2

مہر

قرآن پاک میں ہے کہ مہر مال ہو

وَاُحِلَّ لَكُمۡ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ. (سورہ نساء: 24)

اور حلال کی گئیں تمہارے لئے سب عورتیں محرمات کے علاوہ بشرطیکہ تم طلب کرو (نکاح سے) اپنے مال کے بدلے میں۔

مہر کی کم سے کم مالیت جو شرعاً واجب ہے

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوۡلُ ...... وَلَا مَهۡرَ أَقَلَّ مِنۡ عَشۡرَةِ دَرَاهِمَ. (ابن ابی حاتم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (شرعی مقدار کے اعتبار سے) مہر دس درہم (30.56 گرام چاندی) سے کم نہیں ہوتا۔

عَنِ الشَّعۡبِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لَا يَكُوۡنُ مَهۡرٌ أَقَلَّ مِنۡ عَشۡرَةِ دَرَاهِمَ (دار قطنی)

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مہر دس درہم سے کم نہیں ہوتا۔

قرآن وحدیث کے ان دلائل سے یہ معلوم ہونے کے بعد کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم چاندی شریعت کی طرف سے مقرر کردہ ہے اس سے کم جائز نہیں تو جن حدیثوں میں سرے سے مال کا ہی ذکر نہیں یا بہت ہی حقیر مادی چیز کا ذکر ہے وہ مہر کی شرعی مقدار والی حدیثوں کے قائم مقام تو نہیں ہوسکتیں اور ان سے مراد:

1- یا تو وہ مادی یا معنوی ہدیہ ہے جو شوہر پہلی یکجائی کے وقت دلجوئی کے لئے بیوی کو دے۔

عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ تۡهُ اِمۡرَأَةٌ فَقَالَتۡ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنِّيۡ هَبۡتُ نَفۡسِيۡ لَكَ فَقَامَتۡ طَوِيۡلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ زَوِّجۡنِيۡهَا اِنۡ لَّمۡ تَكُنۡ لَكَ فِيۡهَا

حَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَکَ مِنْ شَیْئٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِیْ إِلَّا إِزَارِیْ هٰذَا قَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِیْدٍ فَلَمْ یَجِدْ شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ شَیْئٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةٌ کَذَا وَسُوْرَةٌ کَذَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْآن وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِنْطَلِقْ قَدْ زَوَّجْتُکَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ (بخاری ومسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے کہ) ایک عورت آئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کے لئے اپنے آپ کو بغیر مہر کے پیش کرتی ہوں (تو آپ مجھ سے نکاح کر لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا) وہ عورت خاصی دیر کھڑی رہی۔ اتنے میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ کو اس عورت (سے نکاح کرنے) کی حاجت نہیں ہے تو اس کے ساتھ آپ میرا نکاح کر دیجئے (عورت کی رضا مندی پا کر) نبی ﷺ نے ان صاحب سے پوچھا تمہارے پاس اس عورت کو مہر کے طور پر دینے کے لئے کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو صرف میرا یہ تہہ بند ہے (جو میں پہنا ہوا ہوں اوپر اوڑھنے کی چادر بھی نہیں ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (اس سے تو کام نہیں بنے گا کیونکہ جب تم اس کو استعمال کرو گے تو عورت کیا کرے گی اور جب وہ استعمال کرے گی تو تم کیا کرو گے لہٰذا) تم کچھ (اور) تلاش کرو اگرچہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی (جیسی کم قیمت چیز) ہو لیکن ان صاحب کو اور کچھ بھی نہ ملا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا (اچھا) تمہیں کچھ قرآن یاد ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں فلاں فلاں سورت مجھے یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (کسی کو قرآن یاد کرانا معنوی ہدیہ ہے لہٰذا) جتنا قرآن تمہیں یاد ہے اس کے عوض تمہارا نکاح میں نے اس عورت کے ساتھ کر دیا جاؤ اور اس کو بھی اتنا قرآن (یعنی وہ سورتیں) یاد کرا دو (رہا مہر شرعی یا مہر مثل تو وہ بعد میں جب میسر ہو دے دینا)۔

2- یا اس سے یہ مراد ہے کہ نکاح تو اگرچہ مہر شرعی یا مہر مثل پر ہوا ہے اور نکاح کے بعد عورت مہر شرعی کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن نکاح کے بعد بھی اس کے اسی کم قیمت مہر پر یا بے مال پر راضی رہنے سے گویا اس نے اپنا شرعی حق معاف کر دیا ہے۔

عَنْ عامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِیْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَضِیْتِ مِنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَأَجَازَهُ. (ترمذی)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو فزارہ کی ایک عورت نے ایک جوڑی جوتی کے مہر پر نکاح کر لیا (جو اس وقت کے اعتبار سے دس درہم کی مالیت سے بھی کہیں کم کی تھی) رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا (اب نکاح کے بعد بھی) تم اپنے اتنے (زیادہ) مال کے ہوتے ہوئے اپنی جان کے

عوض میں صرف ایک جوڑی جوتی پر راضی ہو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو جائز فرما دیا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ أَبُوطَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صِدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَأَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ ان کے درمیان جو مہر طے پایا وہ اسلام تھا (اس کا قصہ یہ تھا کہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (جو بیوہ تھیں) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں۔ ابوطلحہ نے ان کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے کہا میں تو مسلمان ہوچکی ہوں۔ ہاں اگر آپ بھی مسلمان ہو جائیں تو میں آپ سے نکاح کرلوں گی (اور بس آپ کا اسلام ہی میرے لئے کافی ہوگا مزید مہر کا مطالبہ نہ ہوگا) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے (اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح ہوا) اوران کا اسلام ہی ان کا آپس کا مہر تھا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نکاح کے بعد بھی مہر کے اپنے شرعی حق کو معاف کئے رکھا)۔

رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور صاحبزادیوں کا مہر

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صِدَاقُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ صِدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ (مسلم)

حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا (اپنی ازواج کے لئے) مہر کتنا تھا۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کا اپنی ازواج کے لئے مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (فی اوقیہ چالیس درہم کے حساب سے) یہ کل پانچ سو درہم ہوئے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ...... مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلٰى أَكْثَرَ مِنْ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ أُوقِيَّةً (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ساڑھے) بارہ اوقیہ چاندی (یعنی پانچ سو درہم) سے زائد مہر پر اپنی کسی زوجہ سے نکاح کیا ہو اور اپنی کسی بیٹی کا نکاح کیا ہو۔

فائدہ: پانچ سو درہم کی 131 تولہ 3 ماشہ یا ایک کلو 527.75 گرام چاندی بنتی ہے۔

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا

النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ (ابوداؤد و نسائی).

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جس کی موت (عیسائی مذہب پر) حبشہ میں ہوئی۔ (رسول اللہ ﷺ کے پیغام نکاح بھجوانے پر) نجاشی بادشاہ نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا اور اپنے پاس سے ان کو چار ہزار درہم مہر میں دیئے (جس کی مقدار 12 کلو 224 گرام چاندی بنتی ہے)۔

بہت زیادہ مہر مقرر کرنا کوئی عزت کی بات نہیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَلَا لَا تُغَالُوْ صَدُقَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْكَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوًى عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اے لوگو) آگاہ ہو (اور میری یہ نصیحت پلے باندھ لو کہ) عورتوں کے مہر بہت زیادہ نہ رکھو کیونکہ یہ اگر دنیا میں تعریف اور اللہ کے ہاں تقویٰ (اور عزت) کی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تم سے زیادہ اس کے (کرنے کے) حقدار ہوتے (حالانکہ آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کا اور اپنی کسی بیٹی کا مہر 500 درہم یعنی 131.25 تولہ یا 1.528 کلو چاندی سے زیادہ مقرر نہیں کیا)۔

یکجائی سے پہلے یا یکجائی کے شروع میں بیوی کو کچھ ہدیہ دینا یا مہر کا کچھ حصہ دینا مستحب ہے

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ شَيْئٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطِهَا دِرْعَكَ فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا (ابوداؤد)

نبی ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے روکا یہاں تک کہ وہ فاطمہ کو (ہدیہ کے طور پر یا مہر کے ایک حصہ کے طور پر) کچھ دیں (کیونکہ یہ بات عورت کی خوشی اور محبت کا باعث ہوگی) انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا (اچھا اور کچھ نہیں ہے تو) اپنی زرہ ہی ان کو دے دو۔ غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زرہ دی اور پھر ان کے ساتھ یکجائی کی۔

مہر کب واجب ہوتا ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ أَنَّهُ إِذَا أُرْخِيَتِ السُّتُورُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ (مؤطا مالک)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مرد جب عورت سے نکاح کر لے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ یکجائی کے لئے جب پردے گرا دیئے جائیں (اور دروازے بند کر دیئے جائیں اور خلوت ثابت ہو جائے) تو (اسی سے پورا) مہر واجب ہو جاتا ہے۔

مہر مقرر نہ کیا ہو اور رخصتی سے پہلے شوہر مر جائے

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانِ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُودٍ (ترمذی و ابوداؤد)

علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور نہ تو اس کے لئے مہر مقرر کیا اور نہ ہی اس سے یکجائی کی یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (کے علم میں نہ تھا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ہدایت موجود ہے اس لئے انہوں) نے (اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد سے) یہ جواب دیا کہ عورت کو (اپنے باپ کے خاندان کی) اپنی جیسی عورتوں کے مہر کے مثل ملے گا نہ اس سے کچھ کم اور نہ کچھ زیادہ اور اس پر عدت بھی ہوگی اور اس کو (شوہر کی) میراث بھی ملے گی۔ (اسی مجلس میں) حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ (بھی تھے۔ یہ جواب سن کر وہ) کھڑے ہوئے اور کہا ہماری ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعینہ ایسا ہی فیصلہ دیا تھا (یہ جان کر کہ ان کا اجتہاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے موافق ہوا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (انتہائی) خوش ہوئے۔

شغار سے ممانعت

شغار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے سے کر دے اور عوض میں دوسرا اپنی بیٹی کا نکاح پہلے سے کر دے اور مہر کچھ نہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا۔

باب: 3

کن عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں

حرمت رضاعت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت سے (دودھ پینے والے کے لئے) وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت (اور نسب) سے حرام ہوتے ہیں (مثلاً دودھ پلانے والی اس کی رضاعی ماں بنتی ہے، اس کا شوہر اس کا رضاعی باپ بنتا ہے، اس کی اولاد دودھ پینے والے کے رضاعی بہن بھائی بنتے ہیں۔ اسی طرح رضاعی خالہ، رضاعی پھوپھی، رضاعی ماموں اور رضاعی چچا وغیرہ بنتے ہیں اور ان سے نکاح اسی طرح حرام ہے جس طرح مذکورہ رشتے نسبی ہوں تو حرام ہوتا ہے)۔

کتنی مقدار سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعِ إِلَّا مَا فَتَقَ الْأَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ (ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت سے پستان کے دودھ کی وہ مقدار حرمت ثابت کرتی ہے جو (بچے کی) آنتوں کو کھولے (خواہ وہ بچے کو پستان سے لگا کر پلایا گیا ہو یا پستان سے نکال کر پلایا گیا ہو) اور وہ دودھ چھڑانے (کی مدت) سے پہلے پلایا گیا ہو۔

ایک یا دو دفعہ چوسنے سے بچے کے منہ میں کبھی تو فوری طور پر کچھ دودھ نہیں آتا اور کبھی صرف ایک دو قطرے آتے ہیں جو یا تو منہ ہی میں لاشے ہو جاتے ہیں یا معدہ میں پہنچنے سے پہلے لاشے ہو جاتے ہیں اور معدہ میں نہیں پہنچ پاتے (اس لئے اتنی مقدار سے معدہ یا آنتوں کا کھولنا ثابت نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ کا درج ذیل فرمان ہے۔

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتِيْ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ كَانَتْ لِيْ اِمْرَأَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا أُخْرٰى فَزَعَمَتْ اِمْرَأَتِي الْأُوْلٰى أَنَّهَا أَرْضَعَتْ اِمْرَأَتِي الْحُدْثٰى رَضْعَةً أَوْ رَضْعَتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِ مْلَاجَتَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ (مسلم)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ میرے گھر میں تھے کہ ایک بدوی آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے نبی میری (پہلے سے) ایک بیوی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے میں نے (اس سے چھوٹی عمر کی) ایک اور عورت سے شادی کر لی۔ اب میری پہلی بیوی کہتی ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک یا دو رضعہ دودھ پلایا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ایک یا دو املاجہ یا ایک یا دو رضعہ یا ایک یا دو مصہ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضعہ (دودھ پلانا) املاجہ (ایک مرتبہ پستان منہ میں دینا) اور مصہ (ایک مرتبہ پستان چوسنا) ان سب کا حاصل ایک ہے اور وہ یہ کہ پستان منہ میں دینے سے بچہ ایک یا دو مرتبہ چوسے تو کبھی تو اس کے منہ میں کچھ نہیں آتا اور کبھی صرف ایک یا دو قطرے آتے ہیں جو معدے میں پہنچنے سے پہلے ہی لاشے ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

غرض رضاعت کا تعلق نہ تو منہ میں پستان دینے کی تعداد کے ساتھ ہے اور نہ بچے کے چوسنے کی تعداد کے ساتھ ہے بلکہ اس کا تعلق دودھ کی اس مقدار کے ساتھ ہے جو معدے تک پہنچ سکے۔ اگر اندازہ ہو کہ ایک دفعہ کے چوسنے ہی میں اتنی مقدار بچے کے منہ میں چلی گئی ہے تو رضاعت ثابت ہوگی اور اگر معلوم ہو کہ ایک چھوڑ دو دفعہ یا تین دفعہ میں بھی اتنی مقدار نہیں گئی تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

ایک خصوصی معاملہ

عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ كَانَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِيْرَاثَهُ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا آبَائَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ فَرُدُّوْا إِلٰى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَاءَ تْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ وَهِيَ اِمْرَأَةُ أَبِيْ حُذَيْفَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا فَكَانَ يَاوِيْ مَعِيْ وَمَعَ أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَيَرَانِيْ فُضُلًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتَ (وَقَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوْا وَأَنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ فِيْ نَفْسِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ

مِنْ ذٰلِکَ شَيْئًا) فَکَيْفَ تَرٰی فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَرْضِعِيْهِ (قَالَتْ وَکَيْفَ أُرْضِعُهٗ وَهُوَ رَجُلٌ کَبِيْرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهٗ رَجُلٌ کَبِيْرٌ فَأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضُعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَکَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَبِذٰلِکَ کَانَتْ عَائِشَةُ تَأْمُرُ بَنَاتَ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتَ إِخْوَتِهَا أَنْ يُّرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَّرَاهَا وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ کَانَ کَبِيْرًا خَمْسَ رَضُعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُّدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْکَ الرَّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتّٰی يُرْضَعَ فِی الْمَهْدِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَدْرِیْ لَعَلَّهَا کَانَتْ رُخْصَةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لِسَالِمٍ دُوْنَ النَّاسِ (ابو داؤد و مسلم)

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری عورت کے آزاد کئے ہوئے غلام کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور جاہلیت کے دور میں جو کوئی کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تھا تو لوگ اس بیٹے کی نسبت اسی شخص کی طرف کرتے تھے اور وہ بیٹا اس شخص کا وارث بھی بنتا تھا۔ (یہی سلسلہ جاری رہا) یہاں تک کہ اللہ عز و جل نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا آبَائَهُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّيْنِ وَمَوَالِيْکُمْ۔ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے۔ یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔ پھر اگر تمہیں علم نہ ہو ان کے باپوں کا تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور رفیق ہیں۔

(اس آیت کے نزول کے بعد) لوگوں نے (منہ بولی اولاد کی) اصل باپوں کی طرف نسبت کرنا شروع کردی اور جس کے اصل باپ کا علم نہ ہوتا تو اس کو دینی بھائی اور دوست کہتے۔ (ان حالات میں) حضرت ابوحذیفہ کی اہلیہ حضرت سہلہ بنت سہیل (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئیں اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ (میرا جو سوال ہے اس کا پہلا منشا یہ ہے کہ) ہم تو سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ وہ (ایک ہی گھر اور کمرے میں) میرے ساتھ اور ابوحذیفہ کے ساتھ رہتے تھے اور مجھے کام کاج کے کپڑوں میں بھی دیکھتے تھے (کہ جن میں کچھ بازو بھی کھلے ہوتے ہیں اور سر بھی کھل جاتا ہے وغیرہ) اور اب آپ کے علم میں یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے منہ بولے بیٹوں کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے۔ (سوال کا دوسرا منشا یہ ہے کہ) وہ مردوں کی بلوغت کو پہنچ گئے ہیں اور (ان کی داڑھی بھی آگئی ہے اور) مرد جو باتیں جانتے ہیں وہ بھی ان کو جان گئے ہیں اور اب جب سالم میرے پاس آتے ہیں تو میرا اندازہ ہے کہ (اس سے) ابوحذیفہ اپنے دل میں کچھ بے اطمینانی محسوس کرتے ہیں تو (ان حالات میں) آپ کیا رائے دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے (غالباً ان کے مخصوص حالات کو اور ان کی جو مجبوریاں ہوں گی ان کو دیکھتے ہوئے)

ارشاد فرمایا کہ (اس کا یہ حل ہے کہ) تم سالم کو اپنا دودھ پلا دو (اس سے تم ان پر حرام ہو جاؤ گی اور وہ بلا کھٹکے تمہارے پاس آسکیں گے اور اس سے ابو حذیفہ کی بے اطمینانی بھی جاتی رہے گی) سہلہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول میں ان کو دودھ کیسے پلاؤں وہ تو بڑی عمر کے آدمی ہو گئے ہیں۔ اس بات پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ وہ بڑی عمر کے آدمی ہیں (ظاہر ہے کہ تم ان کو اپنے سینے سے لگا کر تو دودھ نہیں پلا سکتیں ہاں تم یہ کر سکتی ہو کہ ہاتھ سے دودھ نکال کر کسی برتن میں ان کو پلا دو) تو حضرت سہلہ نے ان کو (تقریباً) پانچ گھونٹ دودھ کے پلا دیئے۔ پھر وہ (بلا تکلف) حضرت سہلہ کے پاس آنے لگے اور ان کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گئے۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (نے یہ سمجھا کہ ایسا اوروں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور اس واقعہ کو دلیل بنا کر وہ) جس شخص کے بارے میں چاہتی تھیں کہ وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کے پاس آسکے اگرچہ بڑی عمر کا ہو تو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں (میں سے کسی) کو کہتی تھیں کہ وہ اس شخص کو پانچ گھونٹ دودھ کے پلا دے پھر وہ شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ جا سکے۔ لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج نے اس کو تسلیم نہیں کیا کہ مردوں میں سے کوئی اس طرح کی رضاعت سے ان کے پاس جا سکے سوائے اس کے جس کو پنگھوڑے میں (رضاعت کی مدت میں) دودھ پلایا گیا ہو اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو (ان کے عمل سے روکنے کے لئے) کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم ہم تو یہی جانتی ہیں کہ وہ (سالم کے ساتھ ایک خصوصی معاملہ تھا) اور (دیگر) لوگوں سے ہٹ کر صرف سالم ہی کے لئے رخصت تھی۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقابلہ میں دیگر ازواج ہی کی بات وزنی اور درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ بچہ کے لئے عورت کا دودھ پینے کی عمر قرآن کی رو سے بھی صرف دو سال تک ہے اور اسی مدت میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِکَ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهٗ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ فَقَالَ أُنْظُرْنَ إِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آئے تو میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ آپ پر یہ بات گراں گذری اور میں نے آپ کے چہرے پر غصہ (کے آثار) کو دیکھا۔ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرے رضاعی بھائی ہیں (اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا اپنے رضاعی بھائیوں پر نظر ثانی کرو کیونکہ (دور جاہلیت میں دو سال کی عمر کے بعد بھی دودھ پلانے سے رضاعت سمجھ لیتے تھے حالانکہ) رضاعت کا ثبوت تو صرف اس وقت ہوتا ہے جب وہ

بھوک میں ہو (اور بھوک کو مٹائے اور یہ بات عام طور سے شیر خوار بچوں میں تو ہوتی ہے زائد عمر والوں میں نہیں ہوتی)۔

رضاعت کے ثبوت کے لئے گواہی کا نصاب

گواہی کا ایک عمومی نصاب وہ ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہے۔

وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ فَإِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَأَتَانِ (سورہ بقرہ 282).

(اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں)۔

جہاں کہیں نصاب اس سے ہٹ کر ہے اس کا ذکر یا تو خود قرآن پاک میں مذکور ہے جیسے زنا میں گواہی کے لئے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا وہ ایسا معاملہ ہے جو ہر طرح سے پوشیدہ ہو اور عام طور سے صرف کوئی عورت ہی اپنے مشاہدہ اور معائنہ سے اس پر مطلع ہو سکتی ہو مثلاً کسی لڑکی کی بکارت یا کسی بچے کی اس کی ماں سے ولادت۔ ایسے معاملہ میں صرف ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے۔

رضاعت اول تو کوئی خفیہ معاملہ نہیں دوسرے اس کی تشہیر بھی ممکن ہے لہٰذا اس میں گواہی کا نصاب دو مرد ہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث بھی اس کے خلاف نہیں۔

عَنۡ عُقۡبَةَ بۡنِ الۡحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابۡنَةً لِأَبِيۡ إِهَابِ بۡنِ عَزِيۡزٍ فَأَتَتۡ اِمۡرَأَةٌ فَقَالَتۡ قَدۡ أَرۡضَعۡتُ عُقۡبَةَ وَالَّتِيۡ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقۡبَةُ مَا أَعۡلَمُ أَنَّكِ قَدۡ أَرۡضَعۡتِنِيۡ وَلاَ أَخۡبَرۡتِنِيۡ فَأَرۡسَلَ إِلٰى آلِ أَبِيۡ إِهَابٍ فَسَأَلَهُمۡ فَقَالُوۡا مَا عَلِمۡنَا أَرۡضَعَتۡ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالۡمَدِيۡنَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ كَيۡفَ وَقَدۡ قِيۡلَ فَفَارَقَهَا عُقۡبَةُ وَنَكَحَتۡ زَوۡجًا غَيۡرَهُ (بخاری).

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا۔ ایک (حبشی) عورت آئی اور کہا میں نے تو عقبہ کو بھی اور جس لڑکی سے اس نے نکاح کیا اس کو بھی دودھ پلایا تھا۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا میرے علم میں نہیں کہ تم نے مجھے دودھ پلایا اور نہ ہی (اس سے پہلے کبھی) تم نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔ پھر انہوں نے (اپنے سسرال یعنی) آل اہاب کے پاس پیغام بھیج کر ان سے پتہ کیا تو انہوں نے (بھی یہ) جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس عورت نے (کبھی) ہماری لڑکی کو دودھ پلایا ہو۔ پھر عقبہ رضی اللہ عنہ سوار ہو کر مدینہ (منورہ) گئے اور رسول اللہ ﷺ سے (سارا قصہ ذکر کیا اور بتایا کہ کسی کو بھی اس عورت کے دودھ پلانے کے بارے میں علم نہیں ہے اور اس صورتحال کا حکم) پوچھا تو آپ نے فرمایا (اس سے رضاعت تو ثابت نہیں ہوئی لیکن اب تم نکاح کو)

کیسے (قائم رکھ سکتے ہو) حالانکہ بات تو کہی جا چکی ہے (اور تمہارے دلوں میں شک پیدا ہو چکا ہے کہ ممکن ہے اس عورت نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہو۔ اور چونکہ ہر وقت دل میں کھٹک رہے گی لہٰذا اب بہتر یہی ہے کہ تم اپنی بیوی سے جدائی اختیار کر لو) اس پر عقبہ نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے کسی دوسرے (مرد) سے نکاح کر لیا۔

پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْخَالَتِهَا (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے اس سے منع کیا کہ عورت سے نکاح کیا جائے جبکہ اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ (یا اس کی بہن) پہلے ہی اس مرد کے نکاح میں ہو۔

فائدہ: عورت اور اس کی سوتیلی بیٹی کے درمیان چونکہ کوئی باہمی قرابتداری نہیں ہے اس لئے وہ دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں۔

جَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَیْنَ اِبْنَةِ عَلِیٍّ وَامْرَأَةِ عَلِیٍّ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی (زینب جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوہ (لیلیٰ بنت مسعود) دونوں کو اپنے نکاح میں جمع کیا۔

حرمت مصاہرت

عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنِ قَالَ إِذَا زَنَى الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ فَلَیْسَ لَهٗ أَنْ یَّتَزَوَّجَ اِبْنَتَهَا وَلَا أُمَّهَا (ابن ابی شیبه)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا جب آدمی کسی عورت سے زنا کرے تو پھر وہ اس عورت کی نہ تو بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ فِیْمَنْ فَجَرَ بِأُمِّ امْرَأَتِهٖ حَرُمَتَا عَلَیْهِ (عبدالرزاق)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی ساس سے بدکاری کر بیٹھے فرمایا کہ اس کی بیوی اور اس کی ساس دونوں ہی اس پر حرام ہو گئیں (یعنی ساس تو پہلے ہی حرام تھی اب بیوی بھی حرام ہو گئی)

چار بیویوں میں سے ایک کو طلاق دی تو جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے

پانچویں سے نکاح نہیں کرسکتا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا يَتَزَوَّجُ خَامِسَةً حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّةُ الَّتِي طَلَّقَ حَامِلاً كَانَتْ أَوْغَيْرَ حَامِلٍ وَكَذٰلِكَ فِي الْأُخْتَيْنِ (كتاب الحجج)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی پانچویں عورت سے اس وقت تک نکاح نہیں کرسکتا جب تک جس عورت کو طلاق دی ہے خواہ وہ حمل سے ہو یا نہ ہو اس کی عدت نہ گزر جائے اور ایسا ہی حکم دو بہنوں میں ہے (کہ جب تک جس عورت کو طلاق دی ہے اس کی عدت نہ گزر جائے اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا)۔

باب: 4

بیویوں میں برابری

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَتْ لَهٗ اِمْرَأَتَانِ یَمِیْلُ إِحْدَاهُمَا عَلَی الْأُخْرٰی جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَجُرُّ أَحَدَ شِقَّیْهِ سَاقِطًا أَوْمَائِلاً (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں (اور) وہ ایک ہی کی طرف مائل رہے (اس کے ساتھ ترجیحی سلوک کرے جبکہ دوسری کو نظر انداز کئے رہے اور اس کے ساتھ کمتر سلوک کرے) تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہ اپنے ایک گرے ہوئے یا جھکے ہوئے پہلو کو کھینچ رہا ہوگا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهٖ فَیَعْدِلُ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قِسْمِیْ فِیْمَا أَمْلِکُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِکُ وَلاَ أَمْلِکُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر کی تھی اور (اس میں) برابری کرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ جس چیز میں مجھے اختیار ہے (مثلاً رات گزارنے میں اور خرچہ وغیرہ دینے میں) اس میں تو یہ میری تقسیم ہے (کہ برابری کا معاملہ کرتا ہوں) اور جس چیز میں آپ کو اختیار ہے مجھے نہیں (مثلاً کسی کے ساتھ قلبی تعلق اور محبت) تو اس میں آپ میرا مواخذہ نہ فرمائیے۔

سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے بیویوں میں قرعہ کرنا مستحب ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَیْنَ نِسَائِهٖ فَأَیَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ نکالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا ان کو اپنے ساتھ لے جاتے۔

نئی بیوی کے پاس تین دن یا سات دن رہے تو اتنے ہی دن دوسروں کو بھی دے

عَنْ أَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَۃَ وَ أَصْبَحَتْ عِنْدَہٗ قَالَ لَھَا لَیْسَ بِکِ عَلٰی أَھْلِکِ ھَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَکِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَ ھُنَّ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَکِ وَدُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ (مسلم)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ نے ان سے فرمایا تم مجھ پر کم وقعت والی نہیں ہو(لیکن بیویوں میں برابری کرنے کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں) اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات راتیں گزاروں پھر دوسری ازواج کے پاس بھی سات سات راتیں گزاروں اور اگر تم چاہو تو تین راتیں تمہارے پاس گزاروں اور تین تین راتیں دوسری ازواج کے پاس گزاروں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (یہ خیال کر کے کہ سات راتیں گزارنے کے بعد پھر دوبارہ باری زیادہ مدت کے بعد آئے گی) عرض کیا کہ آپ تین راتیں ہی گزار لیجئے۔

ایک بیوی کا اپنی باری دوسری بیوی کو ہبہ کرنا

عَنْ عَائِشَۃَ أَنَّ سَوْدَۃَ لَمَّا کَبِرَتْ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ جَعَلْتُ یَوْمِیْ مِنْکَ لِعَائِشَۃَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْسِمُ لِعَائِشَۃَ یَوْمَیْنِ یَوْمَھَا وَیَوْمَ سَوْدَۃَ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ (اب میں آپ کے کام کی نہیں رہی لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ آخرت میں آپ کی بیوی رہوں اس لئے آپ مجھے اپنے نکاح میں رہنے دیجئے ہاں) آپ کی جو میرے ہاں باری ہے میں وہ (بخوشی) عائشہ کے نام کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ (نے ان کی یہ بات قبول فرمائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو دن دینے لگے ایک ان کا اپنا دن اور ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا دن۔

باب: 5

نکاح سے متعلق چند مسائل

بیوی کا چار ماہ میں ایک مرتبہ جماع کا حق ہے

عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِی مَنْ أُصَدِّقُ أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بَیْنَا هُوَ یَطُوفُ سَمِعَ امْرَأَةً تَقُولُ

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّیْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُهُ ۔۔۔ وَأَرَّقَنِی أَنْ لَّا حَبِیْبَ أُلَاعِبُهُ

فَلَوْلَا حِذَارَ اللّٰهِ لَا شَیْئَ مِثْلُهُ ۔۔۔ لَزُعْزِعَ مِنْ هٰذَا السَّرِیْرِ جَوَانِبُهُ

فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَالَکِ قَالَتْ أَغْرَبْتُ زَوْجِی مُنْذُ أَشْهُرٍ وَقَدْ اِشْتَقْتُ إِلَیْهِ قَالَ أَرَدْتِ سُوْءً ا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ قَالَ فَامْلِکِی عَلَیْکِ نَفْسَکِ فَإِنَّمَا هُوَ الْبَرِیْدُ إِلَیْهِ فَبَعَثَ إِلَیْهِ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ رضی الله عنها فَقَالَ إِنِّی سَائِلُکِ عَنْ أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّنِی فَافْرِجِیْهِ عَنِّی فِی کَمْ تَشْتَاقُ الْمَرْأَةُ إِلٰی زَوْجِهَا فَخَفَضَتْ رَاسَهَا وَاسْتَحْیَتْ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِ مِنَ الْحَقِّ فَأَشَارَتْ بِیَدِهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَ إِلَّا فَأَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَکَتَبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ أَنْ لَّا تُحْبَسَ الْجُیُوْشُ فَوْقَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ (کنز العمال)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے ایک قابل تصدیق صاحب نے بتایا اس دوران کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (رات کے وقت) گشت کررہے تھے کہ انہوں نے ایک عورت کو شعر کی صورت میں یہ کہتے سنا۔

(فراق میں) آج رات بہت طویل ہوگئی ہے اوراس کے اطراف بھی سیاہ ہوگئے ہیں۔

اور مجھے اس بات نے لاغر کردیا ہے کہ میرے پاس میرا محبوب نہیں جس سے میں دل لگی کروں

اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا کہ جس کی مثل کوئی بھی چیز نہیں ہے

تو اس تخت کے پائے اس سے جدا کردیئے جاتے (یعنی میں کسی دوسرے سے دل لگی کرتی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ اس نے جواب دیا میرے شوہر کو جہاد پر گئے کئی مہینے گزر چکے ہیں اور مجھے اس کا شوق ستا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تو نے کسی برائی کا ارادہ کرلیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ایسی کسی بات سے اللہ کی پناہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا

کہ تو اپنے آپ کو سنبھال کر رکھ (ہم تیرے شوہر کو بلوا لیتے ہیں) بس پیغام پہنچنے کی دیر ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے شوہر کو بلوا بھیجا۔ پھر (اس بارے میں ایک قانون وضابطہ بنانے کے لئے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اوران سے فرمایا کہ مجھے تم سے ایسی بات پوچھنی ہے جس نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے تو میری پریشانی دور کرو۔ وہ بات یہ ہے کہ کتنی مدت میں عورت (جنسی تقاضے سے) اپنے شوہر کی دوبارہ ضرورت محسوس کرتی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حیا آئی اور انہوں نے اپنا سر جھکا لیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتے (اور شرعی ضرورت ہے لہٰذا تم بھی کچھ خیال نہ کرو) اس پر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ تین مہینے ورنہ (زیادہ سے زیادہ) چار مہینے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکمنامہ جاری کرا دیا کہ لشکر والوں کو چار ماہ سے زائد نہ رکھا جائے (چار ماہ کے بعد ان کو کچھ عرصہ کے لئے ضرور چھٹی دی جائے)۔

بیوی سے پیچھے کی راہ میں جماع کرنا

عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَاتُوا النِّسَاءَ فِیْ أَعْجَازِهِنَّ أَوْقَالَ فِیْ أَدْبَارِهِنَّ (احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کی پیچھے کی (یعنی پاخانے کی) راہ میں جماع نہ کرو۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتٰی امْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا (ابوداؤد و احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر (اللہ تعالیٰ کی) لعنت ہے جو (اپنی) عورت کی پیچھے کی راہ سے جماع کرتا ہے۔

استمناء بالید (مشت زنی)

محض لذت کے لئے حرام ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَةٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعَالَمِیْنَ یُدْخِلُهُمُ النَّارَ أَوَّلَ الدَّاخِلِیْنَ إِلَّا أَنْ یَّتُوْبُوْا إِلَّا أَنْ یَّتُوْبُوْا إِلَّا أَنْ یَّتُوْبُوْا فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اَلنَّاکِحُ یَدُهٗ وَالْفَاعِلُ وَالْمَفْعُوْلُ بِهٖ (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات (قسم کے) آدمی ہیں کہ قیامت کے

دن اللہ تعالیٰ ان پر (رحمت کی) نظر نہ فرمائیں گے اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک صاف کریں گے اور نہ ہی اور لوگوں کے ساتھ ان کو جمع کریں گے (بلکہ ان کو علیحدہ رکھیں گے) اور ان کو (جہنم کی) آگ میں شروع میں داخل ہونے والے کے ساتھ داخل کریں گے الا یہ کہ یہ لوگ توبہ کرلیں الا یہ کہ یہ لوگ توبہ کرلیں الا یہ کہ یہ لوگ توبہ کرلیں اور جو کوئی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ (ان سات قسم کے آدمیوں میں سے دو یہ ہیں محض لذت کے لئے) مشت زنی کرنے والا اور اغلام بازی کرنے والا اور کرانے والا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْإِسْتِمْنَاءِ فَقَالَ ذٰلِکَ نَائِکٌ نَفْسَهٗ (محلی ابن حزم)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مشت زنی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا (جب یہ کسی مجبوری سے نہ ہو تو) یہ تو خود اپنے آپ سے جماع کرنا ہے۔

زنا کا اندیشہ ہو تو جائز ہے

عَنْ زِيَادٍ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَهٗ فِي الْمَغَازِيْ يَعْنِي الْإِسْتِمْنَاءَ يَعْبَثُ الرَّجُلُ بِذَكَرِهٖ يَدْلُكُهٗ حَتّٰى يُنْزِلَ (اعلاء السنن)

زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد (کے دنوں) میں (جب شہوت کا بہت زور ہوتا تو اس کو ختم کرنے کے لئے) مشت زنی کرلیتے تھے یعنی آدمی اپنے آلہ تناسل کو ہاتھ سے رگڑے یہاں تک کہ انزال ہو جائے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ مَنْ مَضٰى يَأْمُرُوْنَ شَبَابَهُمْ بِالْإِسْتِمْنَاءِ يَسْتَعْفُوْنَ بِذٰلِکَ (عبدالرزاق)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں پہلے لوگ (یعنی صحابہ) اپنے جوانوں کو (جب ان پر شہوت کا غلبہ ہوتا) مشت زنی کرنے کو کہتے تاکہ اس کے ذریعے اپنے کو بدکاری سے بچائیں۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَاسًا بِالْمَرْأَةِ تُدْخِلُ شَيْئًا تُرِيْدُ السِّتْرَ تَسْتَغْنِيْ بِهٖ عَنِ الزِّنَا (عبدالرزاق)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے کہ عورت (پر جب شہوت کا شدید غلبہ ہو تو محض) (حیاداری کی خاطر اور زنا سے بچنے کی خاطر اپنی شرمگاہ میں کوئی چیز داخل کرے (جس کی وجہ سے اسے انزال ہو جائے اور شہوت کا غلبہ جاتا رہے)

مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ فعل بد کرنا

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ

إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِى الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ﷜ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور ایک عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ (جبکہ دونوں ننگ دھڑنگ ہوں) ایک چادر کے اندر نہ گھسیں اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ (جبکہ دونوں ننگ دھڑنگ ہوں) ایک چادر کے اندر نہ گھسیں۔

عَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسِّحَاقُ بَيْنَ النِّسَاءِ زِنًا بَيْنَهُنَّ (طبرانی و ابو یعلی)

واثلہ ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کا آپس میں شرمگاہوں کو رگڑنا آپس میں زنا (کرنے کے برابر) ہے۔

باب: 6

منع حمل

منع حمل

منع حمل اختیار کرنے کی اگر کوئی ایسی غرض ہو جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو تب تو جائز نہیں مثلاً

1- اگر لڑکی ہوگئی تو بدنامی ہوگی

2- زیادہ اولاد ہوئی تو لوگوں میں سبکی ہوگی اور لوگ مذاق اڑائیں گے۔

3- اگر مزید اولاد ہوگئی تو مفلسی آ جائے گی جیسا کہ حکومت خاندانی منصوبہ بندی کی مہم خاص اسی غرض سے چلاتی ہے۔

ایسی کوئی غرض نہ ہو تو عام حالات میں کوئی مانع حمل طریقہ اختیار کرنا جائز لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔البتہ مجبوری ہو مثلاً بچہ ہونے سے یا کسی اور وجہ سے عورت کمزور ہے یا بیمار ہے اور حمل کا تحمل نہیں کر سکتی یا حج وغیرہ کا سفر درپیش ہے یا اوپر تلے دو تین بچے ہوگئے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے کوئی ملازم رکھنے کی استطاعت نہیں ہے وغیرہ تو ان حالات میں کراہت تنزیہی بھی نہیں ہوگی۔

جواز کے دلائل

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَلَغَ ذٰلِکَ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ .(مسلم).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عزل (**Coitus interruptus** یعنی جماع کے وقت آلہ تناسل کو باہر کر کے انزال) کرتے تھے۔ یہ بات نبی ﷺ کو بھی پہنچی لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع نہیں کیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ رَجُلاً أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ لِی جَارِيَةً هِیَ خَادِمَتُنَا وَأَنَا أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اِعْزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّهُ سَيَاتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرْتُکَ أَنَّهُ سَيَاتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا میری ایک باندی ہے جو میرے کام کاج بھی کرتی ہے اور میں اس سے صحبت بھی کرتا ہوں لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ اس کو حمل ٹھہر جائے (کیونکہ اس سے میرے کام کاج میں فرق آئے گا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چاہو تو اس سے عزل کرلو البتہ (یہ سمجھ لو کہ) جو بچہ اس کے لئے مقدر کر دیا گیا وہ تو اس کے ہاں ہو کر ہی رہے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحب پھر آئے اور بتایا کہ میری اس باندی کو تو (عزل اور منع حمل کی تدبیر کے باوجود) حمل ٹھہر گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو میں نے تمہیں بتا ہی دیا تھا کہ اس کے لئے جو بچہ ہونا مقدر ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔

کراہت تنزیہی کے دلائل

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ کُلِّ الْمَاءِ یَکُوْنُ الْوَلَدُ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰہُ خَلْقَ شَیْءٍ لَمْ یَمْنَعْہُ شَیْءٌ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ہر ہر نطفہ سے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی شے کو پیدا کرنے کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو پھر کوئی بھی شے (اور کوئی بھی تدبیر) اس کو نہیں روک سکتی (مطلب یہ ہے کہ منع حمل کی تمہاری تدبیر سے صرف تمہاری تسلی ہوتی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی تدبیر تقدیر الٰہی کو روک نہیں سکتی۔ (اگر کوئی بچہ ہونا ہے تو ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ اور یہ کہو کہ ہم نے تدبیر کی تو بچہ نہیں ہوا تو ہر جماع اور ہر نطفہ سے تو بچہ ہوتا ہی نہیں ہے کتنے ہی نطفے ضائع جاتے ہیں لہٰذا تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہاری تدبیر نے بچہ نہیں ہونے دیا۔)

عَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَھْبٍ قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ أُنَاسٍ...... ثُمَّ سَأَلُوْہُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذٰلِکَ الْوَأْدُ الْخَفِیُّ وَھِیَ وَإِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ (مسلم)

حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئی...... کچھ دیر کے بعد لوگوں نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو خفیہ زندہ درگور کرنے کی مانند ہے (خفیہ اس طرح کہ اصل غرض یہ ہے کہ اولاد سے چھٹکارا رہے۔ پھر اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے کبھی تو بچہ ہونے کے بعد اس کو زندہ درگور کر دیتے ہیں جو کھلا فعل ہے اور دیگر لوگوں کی نظر میں آتا ہے اور کبھی بچہ ہونے سے پہلے عزل کر کے اس کے مادہ تخلیق کو ضائع کر دیتے ہیں جو کہ خفیہ فعل ہے۔ لیکن چونکہ اس میں بھی مقصود وہی ہے لہٰذا خفیہ زندہ درگور کرنا ہے اور (ایک درجہ میں) یہ آیت وَإِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ کے تحت داخل ہے۔

باب: 7

طلاق

طلاق جائز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَبْغَضُ الْحَلاَلِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلاَقُ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا حلال (اور جائز) چیزوں میں سے (باوجود جائز ہونے کے) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ (چیز) طلاق ہے۔

فائدہ: جائز ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس میں پسندیدگی اور خوشی بھی ہو مثلاً دو حقیقی بھائیوں میں آپس میں ٹھن جائے اور بات بات پر لڑتے ہوں تو والدین مجبور ہو کر کہتے ہیں کہ تم دونوں آپس میں نہ ملا کرو نہ کوئی بات کیا کرو حالانکہ وہ دل سے یہ پسند نہیں کرتے کہ بھائی بھائی آپس میں غیر بن کر رہیں بلکہ دل میں ان کو یہی پسند ہوتا ہے کہ وہ بھائیوں کی طرح آپس میں شیر و شکر ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو پسند تو یہ ہے کہ میاں بیوی میں جب ایک رشتہ قائم ہو گیا ہے تو اب وہ آپس میں خوش اسلوبی سے نبھاؤ کریں ہاں اگر کسی بھی وجہ سے نبھاؤ نہ ہو سکے تو لڑائی جھگڑے سے بہتر ہے کہ علیحدہ ہو جائیں۔ البتہ شیطان کو یہ پسند ہے کہ میاں بیوی میں جدائی ہو جائے۔

طلاق دینے کی مختلف صورتیں

سب سے بہتر طریقہ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ يَتْرُكَهَا حَتّٰى تَحِيضَ ثَلاَثَ حِيَضٍ.

(ابن ابی شیبہ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحابہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ (جب) آدمی (نے طلاق دینی ہو تو وہ) اپنی بیوی کو (صرف) ایک طلاق دے پھر اس کو چھوڑے رکھے یہاں تک کہ عورت

کو تین حیض آ جائیں (کہ اس سے عورت کی عدت پوری ہو جائے گی اور نکاح ختم ہو جائے گا لیکن اس کی گنجائش رہے گی کہ عدت کے دوران شوہر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گزر چکی ہو لیکن دونوں میاں بیوی چاہیں تو دوبارہ نکاح کر کے اکٹھے ہو سکتے ہیں)۔

جائز طریقہ

عَنْ أَبِیْ الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّہٗ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِیْقَةٌ وَهِیَ طَاهِرٌ فِی غَیْرِ جِمَاعٍ فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرٰی فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرٰی ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِکَ بِحَیْضَةٍ

(نسائی)

ابو احوص رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ نے فرمایا طلاق دینے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ شوہر بیوی کو پاکی کے دنوں میں جبکہ اس سے (ان دنوں میں) جماع بھی نہ کیا ہو ایک طلاق دے دے (جماع نہ کرنے کی قید لگائی تاکہ جماع سے شہوت کو جو سیری ہوتی ہے وہ عورت سے جدائی اختیار کرنے میں اثر انداز نہ ہو) پھر جب حیض گزر جائے اور پاکی کے دن (دوبارہ) آ جائیں تو اس کو ایک اور طلاق دے دے۔ پھر جب (دوسرا) حیض آ کر عورت پھر پاک ہو جائے تو اس کو ایک اور (یعنی تیسری) طلاق دے دے۔ (عورت کی عدت تو پہلی طلاق ہی سے شروع ہو گئی تھی اور اب تک دو حیض گزر چکے ہیں لہٰذا) اب عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد (صرف) ایک حیض عدت کے طور پر گزارے گی۔

طلاق دینے کے وہ طریقے جن میں گناہ بھی ہوتا ہے اور طلاق بھی ہوتی ہے

1- حیض کے دنوں میں طلاق دینا

حیض کے دنوں میں شوہر کے اندر بیوی کے لئے ناپاکی کے تصور سے طبعی طور پر تنفر اور بے رغبتی ہو سکتی ہے۔ یہ بات غیر مناسب ہے کہ عارضی بے رغبتی مستقل جدائی کا سبب بن جائے اس لئے حیض کے دنوں میں طلاق دینا صحیح نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُرْہُ فَلْیُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِیُمْسِکْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَکَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ یَّمَسَّ (بخاری)

فَقَالَ عُمَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَفَتَحْتَسِبُ بِتِلْکَ التَّطْلِیْقَةِ قَالَ نَعَمْ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی کو

جبکہ وہ حالت حیض میں تھیں ایک طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے کے اس فعل کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا (حالت حیض میں طلاق دینا گناہ کا طریقہ ہے لہٰذا) تم ان کو (یعنی اپنے بیٹے عبداللہ کو) حکم دو کہ وہ (پہلے تو) اپنی بیوی سے رجوع کر لیں (تاکہ اس گناہ کے طریقہ سے اجتناب ہو جائے۔ اور پھر وہ اپنی بیوی کو (اپنے نکاح میں) روکے رکھیں یہاں تک کہ وہ (اس موجودہ حیض سے) پاک ہو جائے پھر اس کو (دوبارہ) حیض آئے پھر (اس دوسرے حیض سے بھی وہ) پاک ہو جائے۔ پھر اگر عبداللہ چاہیں تو اس کے بعد بھی (بیوی کو اپنے نکاح میں) روکے رکھیں اور اگر چاہیں (کہ طلاق ہی دینی ہے) تو صحبت کرنے سے پہلے بیوی کو طلاق دے دیں۔ (ایک روایت میں ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا (عبداللہ کی بیوی) اس ایک طلاق کو شمار کرے (جو اسے دی گئی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

2- ایک پاکی کی مدت میں تین طلاقیں دینا خواہ اکٹھی یا متفرق

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاَ ثًا فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَرُدُّهَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْأُحْمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلاَ أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ (ابوداؤد)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس (بیٹھا) تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو (ایک وقت میں) تین طلاقیں دے دی ہیں تو (کیا کوئی گنجائش ہے۔ اس پر) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ (شاید کوئی صورت سوچ کر) وہ اس کی بیوی اس کو واپس دلا دیں گے (لیکن) پھر انہوں نے فرمایا تم میں سے ایک شروع ہوتا ہے اور حماقت پر سوار ہو جاتا ہے (اور تین طلاقیں دے بیٹھتا ہے اور) پھر (میرے پاس آ کر) اے ابن عباس اے ابن عباس (کوئی راہ نکالئے) کی دہائی دینے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهُ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا** (جو کوئی اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے خلاصی کی راہ نکالتے ہیں) تم تو اللہ سے ڈرے ہی نہیں (اور تم نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں جو کہ گناہ کی بات ہے۔ تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی (اس لئے تمہارے لئے خلاصی کی کوئی راہ نہیں) اور تمہاری بیوی تم سے جدا ہو گئی۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ عَمِّيْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاَ ثًا قَالَ إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَأَنْدَمَهُ اللّٰهُ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا (ابن ابی شیبہ)

مالک بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دے دی ہیں تو (خلاصی کی کوئی راہ بتائیں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ندامت میں ڈال دیا اور اس کے لئے خلاصی کی کوئی راہ نہیں رکھی۔

چونکہ یہ نافرمانی اور گناہ کا طریقہ ہے اس لئے جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو آپ سخت ناراض ہوئے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ (نسائی)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں۔ (اس پر) آپ غصہ سے کھڑے ہوگئے پھر فرمایا کیا جبکہ میں تم میں موجود ہوں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے (کہ قرآن کے بتائے ہوئے اچھے طریقے کو چھوڑ کر گناہ کے طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے۔ آپ نے اتنی دیر تک اتنے زیادہ غصہ کا اظہار فرمایا) یہاں تک کہ (آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا تحمل نہ کر کے) ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ (اس آدمی نے آپ ﷺ کے اتنے سخت غصہ کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات پر تو قتل کی سزا ہونی چاہئے تو) کیا میں اس کو (سزا میں) قتل (ہی) نہ کر دوں۔

فائدہ: آگے ان دو حدیثوں کا ذکر ہے جن سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو صرف ایک طلاق پڑتی ہے۔ ان کی یہ غلط فہمی حدیث کے صحیح مطلب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَجَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدَةً (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو (ایک ہی مجلس میں اکٹھی) تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک ہی طلاق قرار دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق کا لفظ نہیں کہا تھا بلکہ طلاق کی نیت سے بتہ کا لفظ کہا تھا جس کا مطلب ہے میں نے تجھے اپنے سے کاٹ دیا۔ چونکہ عرب یہ بول کر سمجھتے تھے کہ اس سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اور تین طلاق کی طرح اس سے رجوع نہیں ہو سکتا اس لئے خود انہوں نے بھی اور دوسرے لوگوں نے بھی یہ خیال کیا کہ تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں لیکن نبی ﷺ نے ان کی اصلاح

فرمائی اور بتایا کہ اگر اس لفظ کو کہنے میں تین کی نیت نہ ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور فریقین باہمی رضا مندی سے دوبارہ نکاح کر کے اکٹھے رہ سکتے ہیں۔

عَنْ رُكَانَةَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا أَرَدْتَّ قَالَ وَاحِدَةً قَالَ آللّٰهُ قَالَ آللّٰهُ قَالَ هُوَ عَلٰى مَا أَرَدْتَّ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بتہ کے لفظ کے ساتھ طلاق دی (بعد میں ان کو افسوس بھی ہوا لیکن انہوں نے ایک اور عورت سے نکاح کرلیا۔ اس عورت نے نبی ﷺ کی مجلس میں آ کر رکانہ کی نامردی کا ناحق الزام لگایا تو نبی ﷺ نے رکانہ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دے دو اور سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرلو۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے تو اس کو تین طلاق دے دی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کیسے طلاق دی تھی یعنی کیا لفظ کہے تھے تو انہوں نے بتایا کہ میں نے بتہ کا لفظ کہا تھا) آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری مراد کیا تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک طلاق مراد تھی۔ آپ نے پوچھا اللہ کی قسم (کیا ایک ہی طلاق مراد تھی؟) انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم (ایک ہی طلاق مراد تھی) آپ ﷺ نے فرمایا جو تمہاری مراد تھی وہی واقع ہوئی (یعنی ایک ہی ہوئی لہٰذا تم اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرلو)۔

مذکورہ بالا تفصیل مختلف حدیثوں میں وارد ہوئی ہے۔ ان سب حدیثوں کو سامنے رکھیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے اور کسی قسم کا اشکال نہیں رہتا۔

2- عَنْ طَاؤسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَبِىْ بَكْرٍ وَ سَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِىْ أَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ (مسلم)

طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے (پہلے) دو سال میں طلاق کا معاملہ یہ تھا کہ تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کام میں لوگوں کے لئے مہلت تھی اس میں انہوں نے جلدی کرنی شروع کردی تو کیوں نہ ہم اس کو ان پر نافذ ہی کر دیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تین طلاقوں کو) لوگوں پر نافذ کر دیا۔

اس حدیث کا یہ مطلب لینا کہ نبی ﷺ سے ثابت شدہ حکم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بھی مصلحت سے تبدیل کر دیا بہت ہی غیر مناسب ہے کیونکہ کسی بھی امتی کو یہ حق نہیں کہ وہ شرعی حکم کو تبدیل کر دے۔ پھر اس میں تمام صحابہ کے بارے میں بدگمانی لازم آتی ہے کہ انہوں نے ایک غلطی کے خلاف کچھ

آواز نہ اٹھائی یہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی اصلاح نہیں کی۔

اصل بات یہ ہے کہ شروع کا دور صحابہ کا دور تھا جو کمال اخلاص اور کمال سچائی والے تھے۔ ان میں سے اگر کوئی یہ کہتا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین دفعہ ''تجھے طلاق ہے'' کے الفاظ کہے اور پہلی دفعہ کہنے سے طلاق مراد تھی جبکہ بقیہ دو دفعہ کہنے سے اسی ایک کی تاکید مراد تھی تو صحابہ کی سچائی کے غلبہ کی وجہ سے اس کی بات مان لی جاتی تھی اور قانون کے اس ضابطہ کو موخر کر دیا گیا تھا کہ عدالت ظاہری معاملہ کو دیکھے گی دل کی نیت سے اس کو بحث نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بہت سے نئے نئے لوگ مسلمان ہوئے اور طلاق کی مذکورہ صورت بکثرت پیش آنے لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ اب نئے لوگوں میں احتیاط اور سچائی کا وہ معیار نہیں اور اب قانونی ضابطہ کو موخر کرنے کی وجہ باقی نہیں رہی لہٰذا انہوں نے یہ اعلان کرا دیا کہ لوگوں کو یہ مہلت حاصل ہے کہ وہ تین طلاقیں ایک ایک کر کے تین مہینوں میں دیں لیکن وہ چونکہ طلاق دینے میں جلد بازی کرنے لگے ہیں اور ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور ان کی سچائی کا معیار وہ نہیں جو پہلے لوگوں میں تھا لہٰذا اب اگر کوئی تین طلاقیں اکٹھی دے گا تو تینوں واقع سمجھی جائیں گی۔

اس بات کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے وہ فتوے ہیں جو اوپر ذکر ہوئے جن میں اکٹھی دی گئی تین طلاقوں کے نافذ ہونے کا قول کیا۔

اکٹھی دی گئی تین طلاقوں کے نافذ ہونے کے مزید دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّهَا قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ إِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ إِنَّمَا أَنْتَ قَاصٍ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (مؤطا مالک)

عطاء بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس یہ سوال لے کر آیا کہ اس نے رخصتی سے پہلے اپنی بیوی کو (یہ کہہ کر کہ تجھے تین طلاق ہیں اکٹھی) تین طلاقیں دے دی ہیں۔ عطاء کہتے ہیں میں نے کہا کنواری کی طلاق تو صرف ایک ہوتی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم تو محض واعظ ہو (مسائل سے تمہارا کیا تعلق۔ جس کی رخصتی نہ ہوئی ہو) ایک طلاق اس کو جدا کر دیتی ہے اور تین طلاقیں (جو یوں کہہ کر دی گئی ہوں کہ تجھے تین طلاقیں ہیں) اس کو (طلاق مغلظ کے ساتھ طلاق دینے والے شوہر پر) حرام کر دیتی ہیں جب تک کہ وہ اس (طلاق دینے والے) کے علاوہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ...... أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلاَ ثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ (مسلم)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (اکٹھی تین طلاقیں دینے والے سے کہا) تم نے اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں جو تمہارے رب کا حکم (یعنی بتایا ہوا طریقہ) ہے اس میں تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تمہاری بیوی تم سے (طلاق مغلظ کے ساتھ) جدا ہوگئی۔

جس کی رخصتی نہ ہوئی ہو اس کو طلاق

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَيَّاشٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ إِنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاَ ثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ مَا بَلَغَ لَنَا فِيهِ قَوْلٌ فَاذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ فَاسْئَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضَلَةٌ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ (مؤطا مالک)

معاویہ بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس محمد بن ایاس آئے اور کہا کہ دیہات والوں میں سے ایک شخص نے اپنی بیوی کو رخصتی سے پہلے ہی (اکٹھی) تین طلاقیں دے دی ہیں (اور یوں کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں) تو آپ دونوں کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بارے میں ہمیں تو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے صحابی سے) کوئی قول نہیں پہنچا لہٰذا تم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ جن کو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دیکھا ہے اور ان سے جا کر پوچھو پھر (جو جواب وہ دیں) آ کر ہمیں بھی بتانا۔ محمد بن ایاس ان دو حضرات کے پاس گئے اور ان سے وہ سوال کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس یہ ایک سوال آیا ہے آپ اس کا جواب دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک طلاق (دی ہو تو اس) سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے اور تین طلاقیں (اکٹھی دی ہوں) تو عورت کو حرام کر دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ موجود شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔

کنایہ الفاظ سے طلاق

عَنْ مَالِکٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ كُتِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِامْرَأَتِهِ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَامِلِهِ أَنْ مُرْهُ أَنْ يُوَافِيَنِي بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ فَبَيْنَا عُمَرُ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا الرَّجُلُ الَّذِي أَمَرْتَ أَنْ أُجْلَبَ عَلَيْكَ فَقَالَ عُمَرُ أَسْئَلُكَ بِرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ مَا أَرَدْتَّ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوِ اسْتَحْلَفْتَنِي فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضَعِ مَا صَدَقْتُكَ أَرَدْتُ بِذٰلِكَ الْفِرَاقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ مَا أَرَدْتَّ (مؤطا مالک)

عراق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یوں کہا ہے حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ (یعنی میں نے تیرا رستہ چھوڑ دیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں کے گورنر کو لکھا کہ (جس شخص نے یہ الفاظ کہے ہیں) اس کو کہو کہ وہ مجھ سے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں ملے۔ (حج کے موقع پر) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو ان کو ایک شخص ملا اور اس نے سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) پوچھا تم کون ہو؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں وہی آدمی ہوں جس کے بارے میں آپ نے حکم دیا کہ مجھے آپ کے پاس پہنچایا جائے۔ (ساری بات جان لینے کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں تجھے اس گھر کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اپنے ان الفاظ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ (میں نے تیرا رستہ چھوڑ دیا) سے تیری کیا مراد تھی۔ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین اگر آپ مجھے اس جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر قسم دیتے تو (شاید) میں آپ کو سچ نہ بتاتا۔ (سچی بات یہ ہے کہ) ان سے میری مراد جدائی (اور طلاق) تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تمہاری مراد تھی وہی حکم ہے (یعنی تمہاری بیوی کو ایک طلاق بائنہ ہوگئی)۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولَانِ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا خَيَّرَهَا زَوْجُهَا فَاخْتَارَتْهُ فَهِيَ امْرَأَتُهُ وَإِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ وَزَوْجُهَا أَمْلَكُ بِهَا (مؤطا محمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس عورت کے بارے میں جس کو اس کے خاوند نے اختیار دے دیا ہو فرمایا کہ اگر عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے (اور یوں کہے کہ میں اپنے شوہر کو اختیار کرتی ہوں) تو وہ اس کی بیوی رہے گی اور اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کرے (اور کہے کہ میں خود اپنے کو اختیار کرتی ہوں) تو یہ ایک طلاق ہوگی اور شوہر کو بیوی سے رجوع کرنے کا حق ہوگا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فِیْ مَنْ یُّحَرِّمُ امْرَأَتَهٗ قَالَ اِنْ کَانَ یَرٰی طَلَاقًا وَاِلَّا فَهِیَ یَمِیْنٌ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو (اپنے اوپر) حرام کیا فرمایا اگر اس کی نیت طلاق کی تھی تو وہ ایک طلاق (بائن) ہے ورنہ وہ قسم ہے۔

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَیْرٍ اَنَّ رُکَانَةَ بْنَ یَزِیْدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ سُهَیْمَةَ الْبَتَّةَ فَأَخْبَرَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِذٰلِکَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتَ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُکَانَةُ وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (ابوداؤد)

نافع بن عجیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رکانہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو بتہ کا لفظ کہہ کر طلاق دی (یعنی طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی بیوی کو یوں کہہ دیا کہ تم بتہ ہو جس کا مطلب ہے کہ تم مجھ سے جدا ہو) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور (چونکہ کنایہ الفاظ میں اگر کوئی مرد تین طلاق کی نیت کرے تو تین ہی ہو جاتی ہیں اس لئے انہوں نے وضاحت کی کہ) اللہ کی قسم میں نے صرف ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وضاحت کی خاطر) پوچھا کیا واللہ تمہارا ارادہ صرف ایک طلاق کا تھا۔ اس پر رکانہ رضی اللہ عنہ نے (دوبارہ) جواب دیا کہ واللہ میرا ارادہ صرف ایک طلاق کا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیمہ کو ان پر (جدید نکاح سے) لوٹا دیا۔

طلاق اور رجوع پر گواہ بنانا مستحب ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ ثُمَّ یَقَعُ بِهَا وَلَمْ یُشْهِدْ عَلٰی طَلَاقِهَا وَلَا عَلٰی رَجْعَتِهَا فَقَالَ طَلَّقْتَ لِغَیْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعْتَ لِغَیْرِ سُنَّةٍ اِشْهَدْ عَلٰی طَلَاقِهَا وَعَلٰی رَجْعَتِهَا (ابوداؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو (ایک) طلاق دے پھر اس سے (رجوع کے طور پر) صحبت کرلے اور نہ تو اس نے عورت کو طلاق دینے پر گواہ بنایا اور نہ اس سے رجوع کرنے پر گواہ بنایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے طلاق بھی غیر مسنون (یعنی غیر مستحب) طریقے پر دی اور رجوع بھی غیر مستحب طریقے پر کیا۔ (مستحب طریقہ یہ ہے کہ) عورت کو طلاق دینے پر اور اس سے رجوع کرنے پر گواہ بنالیا کرو۔

جس کا رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو وہ کمرے میں داخل ہو تو پہلے اطلاع کرے

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ تَطْلِیْقَةً فَکَانَ یَسْتَاذِنُ عَلَیْهَا اِذَا أَرَادَ أَنْ یَّمُرَّ (عبد الرزاق)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی (اور

چونکہ رجوع کرنے کا ارادہ نہ تھا) لہٰذا جب ان کا ارادہ ہوتا کہ (کسی کام سے بیوی کے پاس سے) گزریں تو (کھنکھار کر یا زبان سے کہتے ہوئے کہ میں آرہا ہوں) ان کو اطلاع کر دیا کرتے تھے۔

تین طلاقوں کے بعد عورت سے جب تک کوئی دوسرا نکاح کر کے جماع نہ کرے وہ پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ تِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ (بخاری و مسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رفاعہ قرظی کی (سابقہ) اہلیہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور بتایا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی اور تینوں دے دیں۔ ان کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زَبیر سے نکاح کیا (لیکن) ان کے پاس تو محض کپڑے کا پھندنا ہے (یعنی وہ نامرد ہیں) آپ ﷺ نے پوچھا تو کیا تم چاہتی ہو کہ دوبارہ رفاعہ کے نکاح میں لوٹ جاؤ۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا نہیں (ایسا نہیں ہوسکتا جب تک تم عبدالرحمٰن کی کچھ مٹھاس نہ چکھ لو اور وہ تمہاری کچھ مٹھاس نہ چکھ لیں (مراد یہ ہے کہ جب تک تم دونوں جماع نہ کرلو)۔

فائدہ: ا۔ عُسَيْلَةَ یعنی کچھ مٹھاس چکھنے کے لفظ سے معلوم ہوا کہ جماع میں انزال شرط نہیں ہے کیونکہ اس سے تو مٹھاس پوری حاصل ہو جاتی ہے۔

2- اگر دوسرا مرد نامرد ہو اور جماع پر قادر نہ ہو تو یہ عورت اس سے طلاق لے کر کسی تیسرے مرد سے نکاح کرے اور اس سے صحبت بھی ہو۔ پھر طلاق کے بعد وہ پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔

حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا سخت گناہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر (خواہ بلا مجبوری کے حلالہ کی نیت سے نکاح کیا ہو یا مجبوری سے کیا ہو لیکن ایجاب و قبول میں اس کی شرط کی ہو) اور جس کے لئے حلالہ کیا ہے (دونوں) پر لعنت فرمائی (کیونکہ نکاح میں اصل یہ ہے کہ وہ دوام کی نیت سے ہو)

حلالہ کی شرط اور نیت سے کیا ہوا نکاح ہو جاتا ہے

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ امْرَأَةً طَلَّقَهَا زَوْجُهَا ثَلاَثًا وَكَانَ مِسْكِينٌ أَعْرَابِيٌّ يَقْعُدُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ هَلْ لَكَ فِي امْرَأَةٍ تَنْكِحُهَا فَتَبِيتُ مَعَهَا اللَّيْلَةَ وَتُصْبِحُ فَتُفَارِقُهَا فَقَالَ نَعَمْ فَكَانَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ إِنَّكَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَإِنَّهُمْ سَيَقُولُونَ لَكَ فَارِقْهَا فَلاَ تَفْعَلْ ذٰلِكَ فَإِنِّي مُقِيمَةٌ لَكَ مَا بَدَا لِي وَاذْهَبْ إِلٰى عُمَرَ فَلَمَّا أَصْبَحْتْ أَتَوْهُ وَأَتَوْهَا فَقَالَتْ كَلِّمُوْهُ فَأَنْتُمْ جِئْتُمْ بِهِ فَكَلَّمُوْهُ فَأَبٰى فَانْطَلَقَ إِلٰى عُمَرَ فَقَالَ اِلْزَمْ اِمْرَأَتَكَ فَإِنْ رَابُوْكَ بِرَيْبٍ فَأْتِنِي (بیھقی).

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں۔ (پھر سب کا ارادہ ہوا کہ حلالہ کرا لیا جائے اور ایک عورت کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ حلالہ کروائے) مسجد کے دروازے پر ایک مسکین بدوی پڑا رہتا تھا وہ ذمہ دار عورت اس کے پاس آئی اور پوچھا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ ایک عورت سے نکاح کر لو اور نکاح کے بعد اس کے ساتھ رات گزارو اور صبح ہو تو تم اس کو چھوڑ دو یعنی طلاق دے دو۔ اس بدوی نے جواب دیا کہ ہاں (مجھے منظور ہے) تو اس کے مطابق نکاح ہو گیا۔ نکاح کی رات اس کی بیوی نے اس سے کہا جب صبح ہو گی تو گھر والے تم سے کہیں گے کہ تم مجھے چھوڑ دو لیکن تم ایسا نہ کرنا کیونکہ جب تک ہو سکے گا بس اب میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی اور (یہ لوگ زور لگائیں تو) تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کو بتا دینا۔ جب صبح ہوئی تو گھر والے اس بدوی اور اس کی بیوی کے پاس آئے۔ عورت نے کہا تم خود ہی اس سے بات کرو کیونکہ تم ہی اس کو لائے تھے۔ گھر والوں نے بدوی سے بات کی (کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو) تو اس نے انکار کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (شکایت لے کر) چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم (بے فکر ہو کر) اپنی بیوی کے ساتھ رہو اور اگر یہ لوگ تمہیں تنگ کریں تو میرے پاس آ جانا۔

فائدہ: اوپر کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حلالہ کرنے سے عورت پہلے شوہر کے لئے بہر حال حلال ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ:

1- پہلی حدیث میں حلالہ کرنے والے کو محلّل کہا۔ کلام میں حقیقی معنی کو اصل کی حیثیت حاصل ہوتی ہے مجازی معنی اسی وقت لیتے ہیں جب حقیقی معنی لینا ممکن نہ ہو۔ اور حقیقت میں کسی کو محلل اسی وقت کہا جاتا ہے جب اس کی وجہ سے عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے۔

2- دوسری حدیث میں جو قصہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ قصہ کے تمام متعلقین کا یہی خیال تھا کہ حلالہ سے عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے اس خیال کی اصلاح نہیں فرمائی بس اتنا کہا کہ حلالہ کرنے والے پر طلاق دینا لازم نہیں اور اس کو طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے شوہر اور اس کے خاندان والوں کو یہ نہیں کہا کہ اس طرح سے عورت تمہارے لئے

حلال نہیں ہوتی۔

اس مضمون کو سمجھ لینے کے بعد اب اس حدیث کو سمجھیں۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاَثًا فتزوّجها أخٌ لَهُ لِيُحِلَّهَا لِأَخِيْهِ هَلْ تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا إِلَّا نِكَاحَ رَغْبَةٍ كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا سَفَاحًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (حاکم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس کے بھائی نے اس عورت سے نکاح کرلیا تا کہ وہ اس کو اپنے بھائی کے لئے حلال کر دے تو کیا (اس طرح) وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں (یہ مناسب طریقہ نہیں) بلکہ (صحیح طریقہ اس وقت ہے جب اپنی) رغبت سے نکاح کیا ہو (یعنی اس رشتہ کو اپنی پسند کی وجہ سے کیا ہو) اور یہ جو طریقہ (تم نے ذکر کیا) ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم اس کو (قباحت میں) زنا (کی طرح) شمار کرتے تھے۔

تنبیہ: ہوسکتا ہے کوئی یہ خیال کرے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول لَا (نہیں) سے مراد ہے کہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی اور یہی چیز اس بات کا قرینہ بن سکتی ہے کہ اوپر کی حدیث میں محلل سے حقیقی معنی نہیں مجازی معنی مراد ہے یعنی حلالہ کی نیت یا شرط کے ساتھ نکاح کرنے والا۔

لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ **كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا اسَفَاحًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ** یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم اس کو زنا شمار کرتے تھے اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے برخلاف اس نکاح کو جائز نہ رکھتے۔

اور جب نکاح ہو جاتا ہے تو پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کی شرط جو قرآن میں ہے وہ پوری ہوگئی۔ قرآن پاک میں ہے

فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے)

لہٰذا پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی اور ضروری ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول لَا (نہیں) کا وہی معنی لیا جائے جو ہم نے ذکر کیا۔ وہ نہیں جو کسی کو وہم ہوسکتا ہے۔

دیوانے اور جائز نشہ والے کی طلاق

قَالَ عُثْمَانُ ﷺ لَیْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلاَ لِسَکْرَانَ طَلاَقٌ (بخاری)

حضرت عثمان ﷺ نے فرمایا نہ تو مجنون (دیوانہ) کی طلاق ہوتی ہے اور نہ ہی (کسی جائز چیز سے) نشہ والے کی طلاق ہوتی ہے۔

قَالَ عَلِیٌّ وَکُلُّ طَلاَقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلاَقَ الْمَعْتُوْہِ (بخاری)

حضرت علی ﷺ نے فرمایا ہر طلاق نافذ ہوتی ہے سوائے معتوہ کی طلاق کے۔

قَالَ عُقْبَۃُ بْنُ عَامِرٍ لَا یَجُوْزُ طَلاَقُ الْمُوَسْوِسِ (بخاری)

حضرت عقبہ بن عمر ﷺ نے فرمایا جو شخص (طلاق کے) وسوسہ میں مبتلا ہو اس کی طلاق نہیں ہوتی۔

طلاق کے الفاظ محض مذاق یا ڈراوے کے لئے کہے ہوں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلاَثٌ جِدُّ ھُنَّ جِدٌّ وَھَزْلُھُنَّ جِدٌّ اَلنِّکَاحُ وَالطَّلاَقُ وَالرَّجْعَۃُ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ مراد ہوں تب تو وہ مراد ہی ہوں گی لیکن اگر وہ مراد نہ ہوں تب بھی وہ مراد شمار ہوں گی۔ (وہ تین چیزیں یہ ہیں) نکاح، طلاق اور (طلاق کے بعد) رجوع۔

طلاق کے الفاظ زبردستی کہلوائے گئے ہوں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ اَجَازَ طَلاَقَ الْمُکْرَہِ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے مکرہ (یعنی جس سے زبردستی طلاق کے الفاظ کہلوائے گئے ہوں اس) کی طلاق کو نافذ قرار دیا۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ قَوْلُ الْحَسَنِ لَیْسَ طَلاَقُ الْمُکْرَہِ بِشَیْءٍ فَقَالَ یَرْحَمُہُ اللّٰہُ اِنَّمَا کَانَ اَھْلُ الشِّرْکِ یُکْرِھُوْنَ الرَّجُلَ عَلَی الْکُفْرِ وَالطَّلاَقِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَاَمَّا مَاصَنَعَ اَھْلُ الْاِسْلاَمِ بَیْنَھُمْ فَھُوَ جَائِزٌ (عبدالرزاق)

(مشہور تابعی) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کو جب حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول پہنچا کہ مکرہ کی طلاق کچھ نہیں ہوتی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حسن بصری پر رحم فرمائے بات یہ تھی کہ (شروع دور میں) مشرکین مسلمانوں کو کفر کرنے اور طلاق دینے پر مجبور کرتے تھے تو یہ وہ طلاق ہے جو کچھ (شمار) نہیں ہوتی۔ رہی وہ طلاق جو اہل اسلام آپس میں (زبردستی کی وجہ سے)

کہیں وہ تو نافذ ہوتی ہے۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عِمْرَانَ الطَّائِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ رَجُلاً كَانَ نَائِمًا فَقَامَتِ امْرَأَتُهُ فَأَخَذَتْ سِكِّيْنًا فَجَلَسَتْ عَلٰى صَدْرِهِ فَقَالَتْ لِتُطَلِّقْنِيْ ثَلاَثًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّكَ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَهُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لاَ قَيْلُوْلَةَ فِي الطَّلاَقِ (عقیلی)

صفوان بن عمران رحمہ اللہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص سویا ہوا تھا اس کی بیوی اٹھی اور چھری پکڑ کر اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئی اور کہا تم مجھے (فوراً) تین طلاقیں دے دو ورنہ میں (ابھی) تمہیں ذبح کر دیتی ہوں۔ اس شخص نے (مجبور ہو کر) اس عورت کو (تین) طلاقیں دیں۔ وہ صاحب پھر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سارا قصہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا طلاق (تو ہو چکی اور اب وہ) واپس نہیں ہو سکتی۔

ناجائز نشہ والے کی طلاق

إِنَّ عُمَرَ أَجَازَ طَلاَقَ السَّكْرَانِ بِشَهَادَةِ نِسْوَةٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محض عورتوں کی گواہی پر (ناجائز) نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کو نافذ قرار دیا۔

عَنِ الْحَكَمِ قَالَ مَنْ طَلَّقَ فِيْ سَكَرٍ مِنَ اللّٰهِ فَلَيْسَ طَلاَقُهُ بِشَيْءٍ وَمَنْ طَلَّقَ فِيْ سَكَرٍ مِنَ الشَّيْطَانِ فَطَلاَقُهُ جَائِزٌ. (ابن ابی شیبہ)

حکم رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے ایسے نشہ میں طلاق دی جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی کسی جائز سبب سے تھا مثلاً معالج کے بتانے پر کوئی دوا کھائی اس سے نشہ ہو گیا) تو اس کی طلاق کا شمار نہیں اور جس نے ایسے نشہ میں طلاق دی جو شیطان کی جانب سے ہو (مثلاً جان بوجھ کر شراب پی لی) تو اس کی طلاق نافذ ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ سُئِلاَ عَنْ طَلاَقِ السَّكْرَانِ فَقَالاَ إِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلاَقُهُ وَإِنْ قَتَلَ قُتِلَ (مالک)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو دونوں نے فرمایا نشہ میں مبتلا شخص جب طلاق دے تو اس کی طلاق نافذ ہے اور اگر وہ کسی کو قتل کر بیٹھے تو (قصاص میں) اس کو قتل کیا جائے گا۔

باب: 8

نامردی

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ قَضٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی الْعِنِّیْنِ أَنْ یُّؤَجَّلَ سَنَةً (عبد الرزاق)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں نامرد کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ اس کو (علاج کے لئے) ایک سال کی مہلت دی جائے۔ (اتنی مدت میں اگر وہ بیوی سے جماع کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ زوجین کے درمیان جدائی کر دو اور عورت کو پورا مہر ملے گا)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ یُؤَجَّلُ الْعِنِّیْنُ سَنَةً فَإِنْ جَامَعَ وَإِلَّا فُرِّقَ بَیْنَهُمَا.(عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نامرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے پھر اگر اس مدت میں اس نے جماع کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ زوجین کے درمیان جدائی کر دی جائے۔

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ زَوْجَهَا لَا یَصِلُ إِلَیْهَا فَأَجَّلَهٗ حَوْلاً فَلَمَّا انْقَضٰی حَوْلٌ وَلَمْ یَصِلْ إِلَیْهَا خَیَّرَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَفَرَّقَ بَیْنَهُمَا عُمَرُ وَجَعَلَهَا تَطْلِیْقَةً بَائِنَةً (کتاب الآثار محمد)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور آپ کو بتایا کہ اس کا شوہر اس سے جماع نہیں کر پاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کے شوہر کو بلوایا اور تحقیق کر کے علاج کی خاطر) اس کو ایک سال کی مہلت دی۔ جب سال گزر گیا اور شوہر کو بیوی سے جماع پر قدرت حاصل نہ ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کو اختیار دیا (کہ وہ چاہے تو اپنی جدائی کو اختیار کر لے) اور عورت نے اپنی جدائی کو اختیار کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور اس تفریق کو ایک طلاق بائن قرار دیا۔

باب: 9

خلع

خلع سے ایک طلاق بائنہ ہوتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخُلْعَ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خلع کو ایک طلاق بائن قرار دیا۔

خلع سے عدت طلاق کی طرح ہوتی ہے

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ تْ هِيَ وَعَمَّتُهَا إِلٰى عَبدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اِخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ (موطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اور ان کی پھوپھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ان کو بتایا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور (خلافت) میں اپنے شوہر سے خلع لے لیا تھا اور اس کی خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تھی لیکن انہوں نے اس پر کچھ اعتراض نہیں کیا تھا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (مزید) یہ بات بتائی کہ خلع لینے والی کی عدت وہی ہوتی ہے جو طلاق والی کی ہوتی ہے۔

مہر سے زیادہ واپس لینا مکروہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَمِيْلَةَ بِنْتَ سَلُوْلٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَعْبَتُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰكِنْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِى الْإِسْلَامِ لَا أُطِيْقُهُ بُغْضًا فَقَالَ لَهَا النَّبِىُّ ﷺ أَ تَرُدِّ يْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ (الَّتِىْ أَعْطَاکِ) قَالَتْ نَعَمْ (وَزِيَادَةٌ. فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ أَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَا) فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّاخُذَ مِنْهَا حَدِيْقَتَهُ وَلَا يَزْدَادَ (ابن ماجه).

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَأَخَذَھَا لَہٗ وَخَلّٰی سَبِیْلَھَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِکَ ثَابِتَ بْنَ قَیْسٍ قَالَ قَدْ قَبِلْتُ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمیلہ بنت سلول رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا اللہ کی قسم میں نے (اپنے شوہر) ثابت بن قیس کے دین میں اور نہ ہی ان کے اخلاق میں کوئی عیب پایا ہے لیکن اسلام کے اندر مجھے کفر کی بات پسند نہیں۔ بات یہ ہے کہ (طبعی) بغض کی وجہ سے میں انہیں برداشت نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم ان کو ان کا وہ باغ واپس کرتی ہو جو انہوں نے تمہیں (مہر کے طور پر) دیا تھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں بلکہ زائد بھی (دینے کو تیار ہوں) نبی ﷺ نے فرمایا زائد تو بہرحال نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ جمیلہ سے اپنا باغ واپس لے لیں اور زائد کچھ نہ لیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ منظور ہے۔

باب: 10

ایلاء

ایلاء چار مہینے سے کم میں نہیں ہوتا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا آلٰی مِنَ امْرَأَتِهٖ شَهْرًا أَوْشَهْرَيْنِ أَوْ ثَلَا ثَةً مَا لَمْ يَبْلُغِ الْحَدَّ فَلَيْسَ بِإِيْلَاءٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی شخص ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے یا زائد مدت کے لئے جب تک وہ چار مہینے سے کم ہو قسم کھالے کہ (اتنی مدت) اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرے گا تو یہ ایلا نہیں ہوتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ إِيْلَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ فَوَقَّتَ اللّٰهُ لَهُمْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَمَنْ كَانَ إِيْلَاؤُهٗ أَقَلَّ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَلَيْسَ بِإِيْلَاءٍ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جاہلیت کے دور میں ایک ایک سال دو دو سال کے لئے صحبت نہ کرنے کی قسم کھاتے تھے (اسلام آیا) تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے چار مہینے مقرر کئے۔ تو جس کی قسم چار ماہ سے کم ہو تو اس کا ایلاء نہیں ہوتا۔

چار ماہ گزرنے پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے

عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ أَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ آلٰی مِنَ امْرَأَتِهٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ بِتَطْلِيْقَةٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب چار مہینے گزر جائیں گے تو عورت ایک طلاق بائنہ پڑنے سے ان کے نکاح سے نکل جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک مہینے تک اپنی ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا

اصل سبب: جب حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہو گئے ہیں تو چاہا کہ ہمارا خرچہ بھی کچھ بڑھا دیا جائے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهٖ لَمْ يُوْذَنُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ قَالَ فَأُذِنَ لِأَبِىْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاذَنَ فَأُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَ النَّبِىَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَاؤُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَأَقُوْلَنَّ شَيْئًا أُضْحِكُ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتُ بِنْتَ خَارِجَةَ سَأَلَتْنِى النَّفَقَةَ فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَوَجَأْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ هُنَّ حَوْلِىْ كَمَا تَرٰى يَسْأَلْنَنِى النَّفَقَةَ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ إِلٰى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا فَقَامَ عُمَرُ إِلٰى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا يَقُوْلُ تَسْأَلْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالَيْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَا نَسْئَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا أَبَداً لَيْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا أَوْتِسْعًا وَّ عِشْرِيْنَ. (مسلم).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے ہاں) آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے دروازے پر اور لوگوں کو بھی بیٹھے ہوئے دیکھا جن میں سے کسی کو بھی اجازت نہیں ملی تھی۔ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی تو وہ اندر چلے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت مانگی تو ان کو بھی اجازت مل گئی۔ حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ نبی ﷺ پریشان اور خاموش بیٹھے ہیں اور آپ کی ازواج آپ کے گرد بیٹھی ہیں۔ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنے کی کوئی بات کرتا ہوں۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر میں بنت خارجہ (یعنی اپنی بیوی) کو دیکھتا کہ وہ مجھ سے خرچہ مانگ رہی ہے تو میں تو کھڑے ہو کر اس کی گردن دبوچ لیتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا جیسے تم دیکھ رہے یہ (میری ازواج) میرے گرد ہیں اور مجھ سے خرچہ مانگ رہی ہیں۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گردن دبوچنے کے لئے اٹھے اور عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی گردن دبوچنے کے لئے اٹھے۔ دونوں یہی کہہ رہے تھے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگ رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے وہ جواب میں کہنے لگیں کہ اللہ کی قسم ہم رسول اللہ ﷺ سے کبھی بھی وہ چیز نہ مانگیں گی جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ اپنی ازواج سے ایک مہینہ یعنی انتیس دن تک علیحدہ رہے۔

ضمنی سبب

آگے سے جواب دینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ كُنَّا مَعْشَرُ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ (وَفِي رِوَايَةٍ وَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ) وَكَانَ مَنْزِلِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ بِالْعَوَالِي فَبَيْنَمَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَئَمَرُهُ إِذْ قَالَتْ لِي امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ لَهَا وَ مَالَكِ أَنْتِ وَلِمَا هٰهُنَا ؟ وَمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيْدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيْدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَ أَنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ فِي رِوَايَةٍ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ وَيَظَلُّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَانْطَلَقْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ أَتَهْجُرُهُ إِحْدَاكُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَّغْضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ لَا تُرَاجِعِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا تَسْأَلِيْهِ شَيْئًا وَسَلِيْنِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْكِ يُرِيْدُ عَائِشَةَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قَدْ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِي أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَزْوَاجِهٖ (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ إِيْ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُكَلِّمُهُ فَإِنْ تَحَمَّلَ ذٰلِكَ فَهُوَ أَوْلٰى بِهٖ وَإِنْ نَهَانَا عَنْهُ كَانَ أَطْوَعَ عِنْدَنَا مِنْكَ) قَالَ فَأَخَذَتْنِي أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا . (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم قریش ایسے لوگ تھے کہ ہم اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے (یہاں) ایسے لوگوں (یعنی انصار) کو پایا کہ جن کی عورتیں ان پر حاوی تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی اُن کی عورتوں سے یہ روش سیکھنی شروع کردی۔ ایک روایت میں ہے واللہ جاہلیت کے دور میں ہم عورتوں کو کچھ نہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں حکم نازل فرمایا اور ان کے لئے حقوق تقسیم فرمائے۔ اور میرا گھر (مدینہ سے باہر) عوالی میں بنو امیہ بن زید کے محلّہ میں تھا۔ ایک مرتبہ میں کسی کام کے بارے میں غور و فکر کر رہا تھا کہ مجھ سے میری بیوی نے کہا اگر آپ یہ کام ایسے ایسے کرلیں (تو اچھا ہو) میں نے (فوراً) کہا تمہارا اس کام سے کیا واسطہ اور مجھے تمہاری یہ دخل اندازی پسند نہیں۔ اس پر میری بیوی نے کہا اے ابن خطاب تعجب ہے کہ آپ تو میرے آگے سے بولنے کو پسند نہیں کرتے حالانکہ آپ کی صاحبزادی

رسول اللہ ﷺ کے سامنے بولتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی بیویاں تو آپ کو آگے سے جواب بھی دیتی ہیں اور صبح سے رات تک آپ سے بات بھی نہیں کرتیں اور آپ بھی اس دن ان سے ناراض رہتے ہیں۔ کہتے ہیں (یہ سن کر تو میں پریشان ہو گیا اور) میں (اپنی بیٹی) حفصہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کو آگے سے جواب بھی دے لیتی ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی صبح سے لے کر رات تک آپ ﷺ سے بات بھی چھوڑے رکھتی ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا جی ہاں۔ کہتے ہیں میں نے کہا تم میں سے جو کوئی ایسا کرے وہ تو ناکام ہے اور نقصان میں ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو اس بات کا اطمینان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ناراضگی پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض نہ ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو وہ تو ہلاکت میں پڑ گئی۔ (کہتے ہیں پھر میں نے حفصہ کو سمجھایا کہ دیکھو) تم تو رسول اللہ ﷺ کو آگے سے (ہرگز) جواب نہ دیا کرو اور نہ ہی آپ سے کچھ مطالبہ کیا کرو۔ تمہیں جو ضرورت ہو مجھ سے کہہ دیا کرو۔ اور تم اپنے آپ کو اپنی پڑوسن یعنی عائشہ پر قیاس نہ کیا کرو۔ وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہیں اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔ کہتے ہیں میں وہاں سے نکل کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے ساتھ اپنی قرابتداری کی وجہ سے گیا اور (اسی سلسلہ میں) ان سے کچھ بات کی تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ اے ابن خطاب تم پر تعجب ہے کہ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے ہو یہاں تک کہ (اب تم) رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج کے درمیان بھی دخل دینا چاہتے ہو۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ کی قسم ہم رسول اللہ ﷺ سے بولتی ہیں۔ اگر آپ ہماری بات کو برداشت کرتے ہیں تو آپ کی یہی شان ہے اور آپ اگر ہمیں اس سے منع کر دیں تو ہماری نظروں میں رسول اللہ ﷺ تمہارے مقابلہ میں زیادہ اطاعت کے لائق ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے ایسے آڑے ہاتھ لیا کہ انہوں نے میرا وہ (نصیحت کا) جذبہ ہی ختم کر دیا اور میں ان کے پاس سے چلا آیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِیْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ كَانَ لِیْ جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلَ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَيَاتِيْنِیْ بِخَبَرِ الْوَحْیِ وَغَيْرِهٖ وَ آتِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا فَنَزَلَ صَاحِبِیْ ثُمَّ أَتَانِیْ عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِیْ ثُمَّ نَادَانِیْ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَاذَا ؟ أَجَاءَ تْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَ أَطْوَلُ طَلَّقَ النَّبِیُّ ﷺ نِسَاءَهٗ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا حَتّٰی إِذَا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَیَّ ثِيَابِیْ ثُمَّ نَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ وَهِیَ تَبْكِیْ فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَا أَدْرِیْ هَا هُوَذَا مُعْتَزِلٌ فِیْ هٰذِهِ الْمَشْرُبَةِ فَأَتَيْتُ غُلَامًا لَهٗ أَسْوَدَ فَقُلْتُ اِسْتَاذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَیَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَصَمَتَ

فَانْطَلَقْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ فَإِذَا عِنْدَهُ رَهْطٌ جُلُوسٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اِسْتَاذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ اُدْخُلْ فَقَدْ أُذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى رَمْلِ حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْتُ أَطَلَّقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نِسَائَكَ ؟ فَرَفَعَ رَاسَهُ إِلَيَّ وَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَوْ رَأَيْتَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ كُنَّا مَعْشَرُ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَأَتِي يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَ أَ فَتَامَنُ إِحْدَا هُنَّ أَنْ يَغْضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكِ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى وَفِي رِوَايَةٍ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْراً مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ. (مسلم).

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ایک انصاری میرے پڑوسی تھے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری جاتے تھے۔ ایک دن وہ جاتے تھے اور ایک دن میں جاتا تھا۔ ان کی باری میں جو وحی وغیرہ کی بات ان کے سامنے آتی وہ مجھے بتاتے اور میں اپنی باری کی باتیں ان کو بتاتا تھا۔ ان دنوں ہماری زبانوں پر یہ بات عام تھی کہ غسان کا بادشاہ ہم سے لڑنے کے لئے اپنی فوج تیار کر رہا ہے۔ ایک دن میرے ساتھی کی باری تھی تو وہ رات کو میرے پاس آئے اور میرا دروازہ پیٹا پھر مجھے آواز دی۔ میں باہر نکلا تو کہا ایک بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا۔ کیا غسانی فوج آ گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور سخت حادثہ ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ کہتے ہیں میں نے (اپنے دل میں) کہا حفصہ تو ناکام ہو گئی اور نقصان میں پڑ گئی۔ میں یہی خیال کرتا تھا کہ یہ بات ہو کر رہے گی۔ (اس پریشانی میں رات بھر مبتلا رہا) یہاں تک کہ میں نے جب فجر کی نماز پڑھ لی تو میں نے اپنے کپڑے درست کئے اور نکل کر حفصہ کے پاس گیا۔ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ہاں رسول اللہ ﷺ اس بالا خانے میں الگ بیٹھے ہیں۔ میں وہاں گیا۔ دروازہ پر ایک حبشی غلام تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا پھر

میرے پاس باہر آیا اور بتایا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا لیکن رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ یہ سن کر میں چل کر منبر تک پہنچا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ منبر کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے جن میں سے بعض رو رہے تھے۔ میں کچھ دیر تو بیٹھا لیکن پھر میری پریشانی بڑھ گئی تو میں دوبارہ اس حبشی غلام کے پاس گیا اور کہا کہ عمر کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا پھر میرے پاس باہر آیا اور بتایا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا لیکن رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ میں پیٹھ موڑ کر پھرا ہی تھا کہ وہ حبشی غلام مجھے آواز دینے لگا کہ اندر چلئے آپ کو اجازت مل گئی ہے۔ کہتے ہیں میں اندر داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ایک چٹائی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس کی سیون کا اثر آپ کے پہلو پر نمایاں تھا۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا کہ نہیں۔ اس پر میں نے (خوشی میں) اللہ اکبر کہا۔ اور کہا یا رسول اللہ اگر آپ دیکھیں تو ہم قریش اپنی عورتوں پر حاوی تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ یہاں کے مردوں پر ان کی عورتیں حاوی ہیں۔ ہماری عورتیں بھی ان کی عورتوں سے ان کی روش سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو وہ آگے سے جواب دینے لگی۔ میں نے اس کے جواب دینے کو پسند نہیں کیا تو وہ بولی کہ آپ میرے جواب دینے کو کیوں برا سمجھتے ہیں جب کہ اللہ کی قسم نبی ﷺ کی ازواج تو آپ کو آگے سے جواب بھی دیتی ہیں اور صبح سے رات بات کرنا بھی چھوڑ دیتی ہیں۔ (یہ سن کر میں تو کانپ گیا اور) میں نے کہا ان میں سے جو کوئی ایسے کرتی ہے وہ تو نامراد ہوئی اور نقصان میں پڑی۔ کیا اس کو اطمینان ہے کہ اللہ کے رسول کے غصہ پر اللہ اس سے ناراض نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو وہ تو ہلاک ہوگئی۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ میں نے اپنی بات جاری رکھی اور کہا یا رسول اللہ میں حفصہ کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ تم اپنی پڑوسن پر خود کو قیاس نہ کرو۔ وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہیں اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ایک اور مرتبہ مسکرائے۔ اور جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات پر پہنچا تو (اس پر بھی) رسول اللہ ﷺ مسکرائے......اور قصہ یہ ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج پر غصہ کی وجہ سے ایک مہینہ ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَضٰی تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَ عِشْرُوْنَ. (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب انتیس دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور ازواج کے پاس جانے کی ابتدا مجھ سے کی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے قسم کھائی تھی کہ

آپ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہ آئیں گے۔آپ تو انتیس دن میں آ گئے۔ میں ان کو شمار کئے دیتی ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ اِعْتَزَلَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا أَوْ تِسْعًاوَّ عِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا قَالَ فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْکِ أَمْرًا أُحِبُّ أَنْ لَا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ أَبَوَيْکِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا لِيَأْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَلَا عَلَيْهَا الْاٰيَةَ قَالَتْ أَفِيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْتَشِيْرُ أَبَوَيَّ ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ أَسْأَلُکَ أَنْ لَا تُخْبِرَ اِمْرَأَةً مِنْ نِسَائِکَ بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ لَا تَسْئَلُنِيْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ. (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ یعنی انتیس دن اپنی ازواج سے علیحدہ رہے پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (جس میں آپ کی ازواج کو اختیار دیا گیا ہے)۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. (سورہ احزاب: 28-29)

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ سامان دیتا ہوں اور بھلے طریقے سے تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکوں کیلئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی ابتدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی اور ان سے فرمایا اے عائشہ میں تمہارے سامنے ایک اہم بات رکھنا چاہتا ہوں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس میں جلد بازی سے کام نہ لو (اور) اپنے والدین سے مشورہ کرنے تک (کوئی فیصلہ نہ کرو) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نے ایسا اس لئے کہا کہ آپ) کو پتا ہی تھا کہ میرے والدین کبھی بھی مجھے رسول اللہ ﷺ سے جدائی اختیار کرنے کو نہ کہیں گے۔ کہتی ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا بات ہے۔اس پر آپ ﷺ نے (مذکورہ بالا) آیت پڑھی۔ کہتی ہیں میں نے (فوراً) کہا اے اللہ کے رسول کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں۔ (نہیں) بلکہ (میرا تو نقد فیصلہ یہ ہے کہ) میں اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ البتہ میری آپ سے یہ درخواست ہے

کہ آپ اپنی کسی اہلیہ کو یہ بات نہ بتائیں جو میں نے (اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرنے کی) کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کوئی مجھ سے پوچھیں گی تو میں ان کو یہ بتا دوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا یا اور دوسروں کی لغزشوں کو طلب کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی باقی تمام ازواج نے بھی وہی (فیصلہ) کیا جو میں نے کیا تھا۔

باب: 11

ظہار

ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے صحبت کر بیٹھے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرِ الْبَيَاضِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ قَالَ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ (ترمذی)

سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ (نے رمضان کے گزرنے تک کے لئے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا تاکہ رمضان صرف عبادت میں گزاریں لیکن اسی رمضان کی ایک رات میں ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے جماع کر بیٹھے پھر نبی ﷺ سے پوچھا) کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو ظہار کرنے والا کفارہ دینے سے پہلے جماع کر بیٹھے تو اس پر صرف ایک ہی کفارہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ ظَاهَرْتُ مِنَ امْرَأَتِيْ فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ فَقَالَ وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا فِيْ ضَوْءِ الْقَمَرِ قَالَ فَلَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللّٰهُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر (کفارہ ادا کئے بغیر اس سے جماع کر بیٹھا تو یہ) نبی ﷺ کے پاس آیا اور بتایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا تھا پھر کفارہ دینے سے پہلے میں اس سے جماع کر بیٹھا (تو اب میرے لئے کیا حکم ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا چاند کی روشنی میں میری نظر اس کے پازیب پر پڑی (تو میں بے قابو ہو گیا اور اس طرح سے جماع کر بیٹھا) آپ ﷺ نے فرمایا (اچھا) تو اب جب تک تم وہ (یعنی کفارہ کی ادائیگی) نہ کر لو جس کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے اس سے صحبت نہ کرنا۔

باب: 12

لعان

کن عورتوں کے ساتھ لعان نہیں ہوتا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَةَ بَیْنَهُنَّ اَلنَّصْرَانِیَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْیَهُوْدِیَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْکِ وَالْمَمْلُوْکَةُ تَحْتَ الْحُرِّ

(ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چار قسم کی عورتوں سے لعان نہیں ہوسکتا۔ عیسائی عورت جو مسلمان کے نکاح میں ہو اور یہودی عورت جو مسلمان کے نکاح میں ہو اور آزاد عورت جو غلام کے نکاح میں ہو اور باندی جو آزاد مرد کے نکاح میں ہو۔

لعان کا طریقہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَیَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ بِشَرِیْکِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْبَیِّنَةَ أَوْحَدًّا فِیْ ظَهْرِکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَاٰی أَحَدُنَا عَلٰی امْرَأَتِهٖ رَجُلًا یَنْطَلِقُ یَلْتَمِسُ الْبَیِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اَلْبَیِّنَةُ وَإِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِکَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ إِنِّیْ لَصَادِقٌ فَلَیُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا یُبْرِئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ وَأُنْزِلَ عَلَیْهِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتّٰی بَلَغَ إِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ.

فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَهَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا کَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَکَّأَتْ وَنَکَصَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهٖ أَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ سَابِغَ الْأَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَهُوَ لِشَرِیْکِ

بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَ تْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَانٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی مجلس میں اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ ملوث ہونے کا الزام لگایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا یا تو (اس الزام پر) گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پشت پر (تہمت لگانے کی یعنی قذف کی) حد لگے گی (جو اسی کوڑے ہیں) انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی (غیر) مرد کو دیکھے (تو کیا) وہ گواہ تلاش کرنے جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا (ضابطہ تو یہی ہے کہ جب تم کسی پر زنا کی تہمت لگاؤ تو) یا تو گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر (قذف کی) حد لگے گی۔ اس پر ہلال نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث کیا بلاشبہ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسی بات ضرور نازل فرمائیں گے جو میری پشت کو حد سے بچا دے۔ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور نبی ﷺ پر (سورہ نور کی لعان سے متعلق) یہ آیات نازل فرمائیں وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ...... اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ترجمہ: اور جو لوگ زنا کا الزام لگائیں اپنی بیویوں پر اور سوائے خود کے ان کے پاس اور گواہ نہ ہوں تو ایسے لوگوں میں سے ایک کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ وہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔ اور عورت سے ٹلا دے گا سزا اس کا چار بار گواہی دینا اللہ کی قسم کھا کر کہ اس کا شوہر الزام لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہے۔ (اس پر ہلال اور ان کی بیوی کو بلایا گیا) ہلال آئے اور (لعان کی) قسمیں کھائیں اور نبی ﷺ یہ فرماتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی (اپنی غلطی تسلیم کر کے) توبہ کرتا ہے۔ پھر (ہلال کے قسمیں کھانے کے بعد) ان کی بیوی کھڑی ہوئی اور قسمیں کھائیں۔ جب وہ پانچویں قسم پر پہنچی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا (کہ جھوٹ ہونے کی صورت میں) پانچویں قسم تو (لعنت کی) موجب ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (اس پر) اس عورت نے کچھ توقف کیا اور پیچھے کو ہٹی جس سے ہم نے سمجھا کہ وہ پلٹ رہی ہے لیکن پھر (اچانک) اس نے کہا میں کبھی بھی اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی اور (یہ کہہ کر) پانچویں قسم بھی کھا لی۔ نبی ﷺ نے فرمایا دیکھنا اگر یہ سرمگیں آنکھوں والا بھرے بھرے کولہوں والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک بن سحماء سے ہوگا۔ بالآخر جب اس نے ویسا ہی بچہ جنا تو نبی ﷺ نے فرمایا اگر جو کتاب الٰہی کا حکم ہے یہ نہ ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ عبرتناک معاملہ کرتا (کیونکہ اس نے ایک تو زنا کیا پھر میری موجودگی میں سب کچھ سمجھانے کے باوجود اتنی ساری جھوٹی قسمیں کھا لیں)۔

لعان کے بعد زوجین میں تفریق کی جائے گی

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ إِنَّ عُوَيْمَرَ الْعَجَلَانِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَ يَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمَرُ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّامُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ رِوَايَةٍ ذَاكُمُ التَّفْرِيْقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو دیکھے تو کیا وہ اس مرد کو قتل کردے اور پھر (قصاص میں) لوگ اس کو قتل کردیں یا معاملہ کو کیسے کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بیوی کے (معاملہ کے) بارے میں آیات نازل ہو چکی ہیں لہٰذا جاؤ اور اپنی بیوی کو یہاں لے آؤ۔ سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (وہ دونوں آئے اور) دونوں نے لعان کی قسمیں کھائیں۔ اس وقت میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ جب وہ دونوں قسموں سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں اب بھی اس کو رکھوں تو میں نے تو پھر (گویا) اس پر جھوٹا الزام لگایا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دو لعان کرنے والوں کے درمیان یہی لعان تفریق کا سبب ہوتا ہے۔

لعان کے بعد بچے کی نسبت ماں کی طرف کی جائے گی باپ کی طرف نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور یہ لعان عورت کے بچے سے مرد کی لاتعلقی کا سبب بنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کا حکم سنایا اور بچے کا الحاق صرف عورت کے ساتھ کیا۔

لعان کے بعد شوہر اپنا مہر واپس نہیں لے سکتا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ إِلَيْكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا (بخاری و مسلم).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے دو میاں بیوی سے کہا(اب) تمہارا حساب اللہ کے سپرد ہے(کیونکہ) نفس الامر میں تم میں سے کوئی ایک (تو ضرور) جھوٹا ہے (اور شوہر سے فرمایا) اب تمہارے لئے عورت کی طرف کوئی راہ نہیں ہے(کیونکہ وہ تم پر حرام ہو چکی) اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال (جو میں نے اس کو مہر کے طور پر دیا) اس کا کیا بنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کچھ مال نہیں رہا(کیونکہ) اگر تم نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو تم نے جو اس کی شرمگاہ کو حلال کیا وہ اس کے عوض میں ہو گیا اور اگر تم نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تو (جیسے اس وقت قسمیں کھانے میں سچائی تم پر نہیں لوٹی تو مہر کی واپسی تو) اور بھی زیادہ دور ہے اور تمہارے لئے بیوی سے بھی زیادہ دور ہے (مطلب یہ ہے کہ کسی حالت میں وہ تم کو واپس نہیں مل سکتا)۔

باب: 13

عدت

قرآن پاک میں عدت کے حکم میں قروء کے لفظ سے مراد حیض ہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَاءِ هَا وَحَيْضِهَا (نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی تکلیف تھی انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا (کہ میرے لئے نماز کا کیا حکم ہے) تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے قروء (یعنی ایام حیض) میں نماز کو چھوڑے رکھیں۔

عدت طلاق کے وقت سے یا موت کے وقت سے شروع ہوتی ہے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عِدَّتُهَا مِنْ يَوْمٍ طَلَّقَهَا وَمِنْ يَّوْمٍ يَّمُوْتُ عَنْهَا (ابن ابی شیبه)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت کی عدت اس دن سے (شروع) ہوتی ہے جس دن اس کو شوہر نے طلاق دی اور جس دن شوہر اس کو چھوڑ کر مرا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَلْعِدَّةُ مِنْ يَوْمٍ يَّمُوْتُ أَوْ يُطَلِّقُ (ابن ابی شیبه)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا عدت اس دن سے ہوتی ہے جس دن اس کے شوہر نے وفات پائی یا اس کے شوہر نے طلاق دی۔

سوگ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (بخاری و مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان عورت جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی پر تین دن سے زائد سوگ کرے سوائے اپنے شوہر کے جس پر وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَال...... لَاتَلْبَسْ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَاتَمَسُّ طِيْبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْأَظْفَارٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بیوہ عدت میں) نہ (کسم وغیرہ میں) رنگا ہوا کپڑا پہنے الا یہ کہ وہ یمنی چادر ہو (جس کی بنائی کے فوراً بعد اس کو رنگ لیا جاتا ہے) اور نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے البتہ جب وہ حیض سے پاک ہو تو قسط یا اظفار (یا کوئی اور خوشبو حیض کا خون لگنے کی جگہوں پر) ذرا سی لگا لے (تا کہ خون کی بو زائل ہو جائے)۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ (ابو داؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس عورت کا شوہر مر جائے وہ (عدت کے دوران) کسم اور گیرو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے اور زیور نہ پہنے اور مہندی نہ لگائے اور سرمہ نہ لگائے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْسَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَيَّ صَبِرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ قُلْتُ إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ لَيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ فَقَالَ إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ فَتَنْزَعِيْهِ بِالنَّهَارِ وَلَا تَمْتَشِطِيْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْئٍ أَمْتَشِطُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالسِّدْرِ تَغْلِفِيْنَ بِهِ رَاسَكِ (ابو داؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے میں نے اپنے چہرے پر ایلوا مل رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ام سلمہ یہ (تمہارے چہرے پر) کیا (لگا) ہے۔ میں نے جواب دیا یہ تو محض ایلوا ہے اس میں کچھ بھی خوشبو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ (جب لگا ہو تو) چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے لہٰذا اس کو استعمال نہ کرو (اور اگر اس کے استعمال کی مجبوری ہو تو) البتہ رات کو لگا لو اور صبح اتار دو (تا کہ زینت کا ظہور نہ ہو) اور بالوں کی کنگھی کرنے میں نہ خوشبو لگاؤ اور نہ مہندی لگاؤ کیونکہ وہ خضاب ہے۔ کہتی ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ پھر میں اپنے بالوں کو کیسے صاف کروں۔ آپ نے فرمایا بیری کا لیپ اپنے سر پر کر لیا کرو۔

طلاق یافتہ اور بیوہ اگر حاملہ ہوں تو عدت وضع حمل تک ہے

عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثاً وَلِلْمُتَوَفّٰی عَنْهَا فَقَالَ هِیَ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَلِلْمُتَوَفّٰی عَنْهَا (احمد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول (قرآن پاک کی آیت) وَ اُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (ترجمہ: اور حمل والیوں کی عدت حمل جننے تک ہے) کا حکم کیا تین طلاق والی اور بیوہ (دونوں) کے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) یہ تین طلاق والی اور بیوہ (دونوں) کے لئے ہے۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَیْعَةَ الْأَسْلَمِیَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَیَالٍ فَجَاءَ تِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَاذَنَتْهُ أَنْ تَنْکِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَکَحَتْ (بخاری)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کی سُبیعہ نامی خاتون نے اپنے شوہر کی وفات سے چند راتوں کے بعد بچہ جنا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے آگے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی (کیونکہ بیوہ حاملہ ہو تو وضع حمل سے اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے) اور انہوں نے نکاح کرلیا۔

بیوہ عدت کہاں گزارے

عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ کَعْبٍ أَنَّ الْفُرَیْعَةَ بِنْتَ مَالِکِ بْنِ سَنَانٍ وَهِیَ أُخْتُ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلٰی أَهْلِهَا فِیْ بَنِیْ خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِیْ طَلَبِ أَعْبُدٍ لَّهُ أَبَقُوْا فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ أَرْجِعَ إِلٰی أَهْلِیْ فَإِنَّ زَوْجِیْ لَمْ یَتْرُکْنِیْ فِیْ مَنْزِلٍ یَمْلِکُهُ وَلَا نَفَقَةً فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰی إِذَا کُنْتُ فِی الْحُجْرَةِ أَوْ فِی الْمَسْجِدِ دَعَانِیْ فَقَالَ أُمْکُثِیْ فِیْ بَیْتِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِیْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (مالک، ترمذی و ابوداؤد)

زینب بنت کعب کہتی ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن فُریعہ بنت مالک کے شوہر کے کچھ غلام بھاگ گئے تھے۔ وہ ان کے تعاقب میں گئے۔ غلاموں نے موقع پا کر ان کو قتل کر دیا تو فریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ کیا وہ اپنے میکے بنو خدرہ میں عدت کے دوران واپس چلی جائیں۔ خود فریعہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنے میکہ واپس چلی جاؤں کیونکہ میرے شوہر نے نہ میرے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے جو ان ملکیت ہو اور نہ ہی خرچہ چھوڑا

ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں (تم اس صورت میں اپنے میکہ جا سکتی ہو) کہتی ہیں میں واپس مڑی اور ابھی میں کمرے میں یا مسجد میں (ان میں سے جو بھی ہو اس میں) تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا تم (جس گھر میں ابھی قیام پذیر ہو) اپنے اسی گھر میں ٹھہرو یہاں تک کے عدت گزر جائے (کیونکہ وہاں عدت گزارنے میں تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے) فُریعہ کہتی ہیں اس پر میں نے اسی گھر میں چار مہینے دس دن عدت پوری کی۔

بیوہ کا عدت میں مجبوری کی وجہ سے دوسری جگہ رہنا

عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ نَقَلَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا عُمَرَ لِأَنَّهَا كَانَتْ فِي دَارِ الْإِمَارَةِ (كتاب الآثار محمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ بھی تھیں جبکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عدت میں تھیں ان کی رہائش سے منتقل کیا کیونکہ ان کی رہائش دار الامارت میں تھی (جو کہ سرکاری رہائش گاہ تھی اور وہاں مزید ان کا ٹھہرنا ممکن نہ تھا)۔

طلاق یافتہ کی عدت کے دوران رہائش اور خرچہ شوہر کے ذمہ ہے

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ (دارقطنی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس کو تین طلاقیں مل گئی ہوں اس کے لئے (اس کے شوہر کے ذمہ) رہائش بھی ہے اور خرچہ بھی ہے۔

فائدہ: ایک خاتون فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تھیں ان کے شوہر ابو عمرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر گئے تو ان کو تین طلاقیں بھیج دیں اور ایک شخص کے ہاتھ خرچہ کے لئے تھوڑے سے جو بھیج دیئے۔ ان کو یہ خرچہ بہت تھوڑا لگا اور وہ نبی ﷺ کے پاس گئیں۔ چونکہ ان کے شوہر کچھ چھوڑ کر ہی نہیں گئے تھے اس لئے خرچہ کہاں سے ملتا۔ رہی رہائش تو جہاں وہ رہتی تھیں اسی گھر میں ان کے سسرال والے بھی رہتے تھے جن کے ساتھ ان کی بنتی نہیں تھی اور سخت کلامی کی نوبت آ جاتی تھی۔ اور ان کو اس مکان کا علیحدہ حصہ اگر ملتا تھا تو وہ چونکہ بالکل کٹا ہوا تھا اس لئے محفوظ نہ تھا۔ اس پر نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بھئی تمہارے لئے تو نہ خرچہ ہے اور نہ رہائش ہے اور ان کے لئے رہائش کا خود بندوبست فرمایا۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ بات بطور ضابطہ کے فرمائی تھی کہ تین طلاق والی کو رہائش اور خرچہ کا حق ہی نہیں ہے اس لئے جب کبھی کوئی موقع ہوتا تو وہ اسی کو بطور ضابطہ ذکر کرتیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر حضرات کو ان سے اتفاق نہ تھا اور انہوں نے کھل کر اس بات کی مخالفت کی۔

عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ ثَلاَثًا) وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَیْهَا وَكِیْلُهُ الشَّعِیْرَ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالَکِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْئٍ فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِکَ لَهُ فَقَالَ لَیْسَ لَکِ نَفَقَةٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ أُمِّ شَرِیْکٍ (مسلم).

ابوسلمہ رحمہ اللہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ (ان کے شوہر) ابو عمرو بن حفص نے ان کو تین طلاقیں دیں جبکہ وہ سفر میں تھے اور ان کے وکیل نے فاطمہ کو (خرچہ کے لئے) کچھ جو بھیجے۔ اس قلیل مقدار پر وہ ناراض ہوئیں تو وکیل نے کہا ہمارے ذمہ تو آپ (کی عدت کی مدت) کا کچھ خرچہ نہیں ہے۔ یہ بات سن کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے وہ بات ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا (بھئی) تمہارے لئے تو کچھ خرچہ (تمہارے شوہر نے چھوڑا) ہی نہیں ہے اور آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے گھر میں عدت گزاریں۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ إِنَّمَا نُقِلَتْ فَاطِمَةُ لِطُوْلِ لِسَانِهَا عَلٰی أَحْمَائِهَا (شرح السنة)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا فاطمہ کو ان کے سسرال والوں کے ساتھ ان کی سخت کلامی کی وجہ سے (ان کی رہائش سے) منتقل کیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِیْ مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِیْفَ عَلٰی نَاحِیَتِهَا فَلِذٰلِکَ رَخَّصَ لَهَا النَّبِیُّ ﷺ تَعْنِیْ فِی النُّقْلَةِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ فاطمہ خالی مکان میں تھیں (جو ان کے سسرال کے مکان کا ویران حصہ تھا) تو ان کی جان کا خوف ہوا لہٰذا نبی ﷺ نے ان کو منتقل ہونے کی رخصت دی۔

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْأَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِیُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِیُّ بِحَدِیْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰی وَلاَ نَفَقَةَ ثُمَّ أَخَذَ الْأَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حَصًی فَحَصَبَهُ بِهٖ فَقَالَ وَیْلَکَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا قَالَ عُمَرُ لاَ نَتْرُکُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِیِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لاَ نَدْرِیْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَوْنَسِیَتْ لَهَا السُّكْنٰی وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. لاَ تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلاَ یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ. (مسلم)

ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں بڑی مسجد میں حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ہمارے ساتھ شعبی رحمہ اللہ بھی تھے۔ شعبی نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے

لئے نہ رہائش طے کی اور نہ ہی خرچہ طے کیا۔اس پر اسود رحمہ اللہ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور وہ شعبی کو ماری اور فرمایا ارے تمہارا ناس ہو تم ایسی حدیث بیان کر رہے ہو حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کے بارے میں) فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے پر اللہ کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک نہیں کریں گے جبکہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے (اصل بات کو) یاد رکھا یا بھول گئی تین طلاق والی کے لئے عدت کے دوران رہائش بھی ہے اور خرچہ بھی ہے۔اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ. (مت نکالو طلاق والیوں کو عدت میں ان کے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فاطمہ (بنت قیس) کو کیا ہوا۔کیا وہ یہ کہنے سے کہ (تین طلاق یافتہ کے لئے) نہ رہائش ہے اور نہ خرچہ ہے اللہ سے نہیں ڈرتیں۔

باب: 14

میاں بیوی میں جدائی کے بعد اولاد کی پرورش کا حق

تمیز کی عمر آنے تک ماں کو حق حاصل ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِیْ هٰذَا كَانَ بَطْنِیْ لَهٗ وِعَاءً وَثَدْيِیْ لَهٗ سِقَاءً وَحِجْرِیْ لَهٗ حِوَاءً وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِیْ وَأَرَادَ أَنْ يَنْزِعَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْتِ أَحَقُّ بِهٖ مَا لَمْ تَنْكِحِیْ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے اس بیٹے کے لئے میرا پیٹ (حمل کے دوران) جائے قرار تھا اور (دودھ پلانے کے دوران) میرا پستان اس کے لئے مشکیزہ تھا اور میری گود اس کے لئے جائے حفاظت تھی۔ اور (اب) اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور چاہتا ہے کہ اس بچے کو مجھ سے چھین لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تم (کہیں اور) نکاح نہ کرلو تم ہی اس کی (پرورش کرنے کی) زیادہ حقدار ہو۔

بچہ سمجھنے کی عمر کو پہنچ جائے تو باپ پر پرورش کی ذمہ داری ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ. (ابو داؤد)

عمرو اپنے والد شعیب کے واسطے سے اپنے پڑ دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے اور جب دس سال

کی ہو جائے (اور نماز نہ پڑھے) تو اس کو مارو اور ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کر دو۔

فائدہ : یہ حکم باپ کو ہے جبکہ وہ صاحب حیات ہو۔ اس حکم پر عمل کرنے کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ سات سال کے بعد باپ کی ذمہ داری ہو کہ وہ لڑکے کی پرورش کرے۔ البتہ لڑکی کی پرورش اور تربیت چونکہ ماں کر سکتی ہے اس لئے نو سال کی عمر تک لڑکی کی پرورش ماں کرے گی۔

بچہ بالغ ہو یا بلوغت کے بالکل قریب ہو تو بچے کو اختیار ہو گا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ إِنِّیْ کُنْتُ قَاعِدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِیْ یُرِیْدُ أَنْ یَّذْهَبَ بِابْنِیْ وَقَدْ نَفَعَنِیْ وَسَقَانِیْ مِنْ بِئْرِ أَبِیْ عِنَبَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِسْتَهِمَا عَلَیْهِ فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ یُّحَاقُّنِیْ فِیْ وَلَدِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا أَبُوْکَ وَهٰذِهٖ أُمُّکَ فَخُذْ بِیَدِ أَیِّهِمَا شِئْتَ فَأَخَذَ بِیَدِ أُمِّهٖ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ (میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور اب) میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے حالانکہ وہ مجھے نفع پہنچاتا ہے اور مجھے ابی عنبہ کے کنویں سے پانی لا کر پلاتا ہے (اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکا بالغ ہو گا یا بلوغت کے بالکل قریب ہو گا کیونکہ اس سے چھوٹی عمر والا کنویں سے پانی نکال کر لائے یہ متصور نہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکے کے بارے میں تم (دونوں فریق) قرعہ اندازی کر لو۔ (اتنے میں اس عورت کا شوہر بھی آ گیا اور) اس کے شوہر نے کہا میری اولاد کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے سے فرمایا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو جس کا ہاتھ چاہے پکڑ لے۔ (یہ اختیار اسی کو دیا جا سکتا ہے جو اپنے برے بھلے کو سوچ سکتا ہو۔ جو بچے چھوٹی عمر کے ہوں ان کو اختیار دینا بے معنی سی بات ہے۔ اختیار ملنے پر) لڑکے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

خالہ بمنزلہ ماں کے ہے

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ ابْنَةَ حَمْزَةَ اِخْتَصَمَ فِیْهَا عَلِیٌّ وَجَعْفَرٌ وَزَیْدٌ فَقَالَ عَلِیٌّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا هِیَ ابْنَةُ عَمِّیْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّیْ وَخَالَتُهَا تَحْتِیْ وَقَالَ زَیْدٌ اِبْنَةُ أَخِیْ فَقَضٰی بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ (بخاری ومسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی (نابالغ) بیٹی کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا آپس میں (اس بات پر) جھگڑا ہوا (کہ ان کی

پرورش کون کرے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ یہ میری چچازاد بہن ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری چچازاد بہن بھی ہے اور اس کی خالہ بھی میرے نکاح میں ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھتیجی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا خالہ تو بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔

باب: 15

خرچہ کا بیان

بیوی بچوں کا خرچہ

خرچہ میں شوہر کی مالی حالت کا اعتبار

عَنْ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقُلْتُ مَا تَقُوْلُ فِيْ نِسَائِنَا قَالَ أَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّا تَاكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُوْنَ (ابو داؤد)

حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا آپ ہماری بیویوں کے بارے میں ہمیں کیا ہدایت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم کھاتے ہو اسی میں سے تم ان کو بھی کھلاؤ اور جیسا تم پہنتے ہو ویسا تم ان کو بھی پہناؤ۔

اگر شوہر کنجوسی سے خرچہ نہ دے تو بیوی اس کے مال میں سے نکال سکتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) ہند نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ابو سفیان رضی اللہ عنہ تو کنجوس آدمی ہیں وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتے جو میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو سوائے اس رقم کے جو میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اتنی رقم لے سکتی ہو جو بھلے انداز میں تمہارے لئے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو۔

والدین اگر ضرورت مند ہوں تو ان کا خرچہ

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِىْ حَازِمٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى أَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ إِنَّ أَبِىْ يُرِيْدُ أَنْ يَّاخُذَ مَالِىْ كُلَّهٗ لِحَاجَةٍ فَقَالَ لِأَبِيْهِ إِنَّمَا لَكَ مِنْ مَالِهٖ مَا يَكْفِيْكَ فَقَالَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَلَيْسَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ فَقَالَ نَعَمْ وَإِنَّمَا يَعْنِىْ بِذٰلِكَ النَّفَقَةَ اِرْضَ بِمَا رَضِىَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (طبرانی)

قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے والد اپنی کسی (غیر بنیادی) ضرورت سے میرا سارا ہی مال لینا چاہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے والد سے فرمایا کہ تم بس اتنا لے سکتے ہو جو (تمہاری بنیادی ضرورتوں میں) تمہارے لئے کافی ہو۔ اس نے پوچھا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی اور تمہارا مال بھی تمہارے والد کا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں (آپ نے یہ فرمایا ہے) لیکن اس سے آپ کی مراد ضروری خرچہ ہے تو جس حکم پر اللہ عزوجل راضی ہیں تم بھی اس پر راضی ہو جاؤ۔

دیگر رشتہ داروں کا خرچہ

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ أَجْبَرَ رَجُلاً عَلٰى نَفَقَةِ ابْنِ أَخِيْهِ (ابن ابی شیبه)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر زبردستی اس کے (کمانے سے عاجز) بھتیجے کا خرچہ ڈالا۔

بیوی بچوں کا خرچہ دوسروں کے خرچہ پر مقدم ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَ أَهْلِ بَيْتِهٖ. (مسلم).

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تم میں سے کسی کو مال دیں تو خرچہ کو وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں سے شروع کرے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَىْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَىْءٌ فَلِذِىْ قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِىْ قَرَابَتِكَ شَىْءٌ فَهٰكَذَا وَ هٰكَذَا يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَ عَنْ يَمِيْنِكَ وَ عَنْ شِمَالِكَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرچہ اپنی ذات سے شروع کرو۔ پھر اگر کچھ بچ رہے تو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرو (یہ ایک عقلی ترتیب ہے ورنہ اوپر والی حدیث میں اپنے پر اور اپنے بیوی بچوں پر (ایک ساتھ خرچہ کرنے کا ذکر ہے)۔ پھر اگر بچ رہے تو رشتہ داروں پر خرچ کرو۔ پھر اگر بچ

رہے تو اور لوگوں پر خرچ کرو اور آپ ﷺ نے اس کے لئے اپنے سامنے اور اپنے دائیں بائیں ہاتھ سے اشارہ کیا۔

فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِیْنَارٌ أَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ أَنْفَقْتَهٗ عَلٰی أَهْلِکَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا اَلَّذِیْ أَنْفَقْتَهٗ عَلٰی أَهْلِکَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جو تم کسی غلام کو آزاد کرانے میں خرچ کرو اور ایک دینار وہ ہے جو تم کسی مسکین پر صدقہ کرو اور ایک دینار وہ ہے جو تم اپنے گھر والوں پر (ان کی بنیادی ضرورتوں میں) خرچ کرو۔ ان (تینوں) میں سے سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔

باب: 16

قسم کا بیان

قسم کھانی پڑے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی قسم کھائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کرتے ہیں۔ جس کو قسم کھانی ہی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی (ذات یا صفات کی) قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

کن الفاظ سے قسم ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی ناموں کے ساتھ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اے امت محمد ﷺ اللہ کی قسم اگر تم وہ سب کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ رو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ ﷺ لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کی (اکثر اوقات) قسم یوں ہوتی تھی مقلب قلوب (یعنی دلوں کے پھیرنے والے اللہ) کی قسم۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بَیْنَ أَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا فَخَرَّ عَلَیْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَیُّوْبُ یَحْتَثِیْ فِیْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ یَا أَیُّوْبُ أَلَمْ أَکُنْ أَغْنَیْتُکَ عَمَّا تَرٰی قَالَ بَلٰی وَعِزَّتِکَ وَلٰکِنْ لَا غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَکَتِکَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (حضرت) ایوب (علیہ السلام) کپڑے اتار کر نہا رہے تھے کہ اس دوران ٹڈی نما سونے کی ڈلی ان کے پاس آ کر گری۔ وہ جلدی سے اس کو اپنے کپڑے میں لینے لگے تو ان کے رب نے ان کو پکار کر کہا ارے ایوب کیا میں نے تمہیں (اتنی کثیر دولت دے کر) اس ڈلی سے بے نیاز نہیں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ کی عزت کی قسم (آپ نے واقعی مجھے بہت دولت عطا فرمائی ہے) لیکن آپ کی (عطا کی ہوئی) برکت (جیسے کہ یہ ڈلی ہے کہ آپ کی جانب سے خود بخود دی جا رہی ہے اس) سے میں بے نیاز نہیں ہو سکتا (آپ دیں اور میں بے نیازی دکھاؤں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا)۔

میں قسم کھاتا ہوں کہنے سے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُقْسِمُ لَا أَدْخُلُ عَلَیْکُنَّ شَهْرًا فَغَابَ عَنَّا تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ہماری کسی بات پر ناراض ہو کر) رسول اللہ ﷺ نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ مہینہ بھر تمہارے پاس نہ آؤں گا۔ پھر آپ ہم سے انتیس دن تک دور رہے (کیونکہ قسم پہلی تاریخ کو کھائی تھی اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا)۔

اگر یہ نہ کیا تو میں یہودی ہوں گا یا کافر ہوں گا وغیرہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی الرَّجُلِ یَقُوْلُ هُوَ یَهُوْدِیٌّ أَوْ نَصْرَانِیٌّ أَوْمَجُوْسِیٌّ أَوْ بَرِیْئٌ مِنَ الْإِسْلَامِ أَوْعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ قَالَ یَمِیْنٌ مُغَلَّظٌ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص یوں کہے (اگر اس نے یہ نہ کیا تو) وہ یہودی ہوگا یا عیسائی ہوگا یا مجوسی ہوگا یا وہ اسلام سے لاتعلق ہوگا یا اس پر خدا کی لعنت ہوگی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو بڑی گاڑھی قسم ہے۔

کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ أُتِیَ عَبْدُ اللّٰهِ بِضَرْعٍ فَأَخَذَ یَاکُلُ مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ اُدْنُوْا فَدَنَا الْقَوْمُ وَتَنَحّٰی رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ شَانُکَ قَالَ إِنِّیْ حَرَّمْتُ الضَّرْعَ قَالَ هٰذَا مِنْ خَطَرَاتِ الشَّیْطَانِ

أُدْنُ وَ كُلْ وَ كَفِّرْ يَمِيْنَکَ (طبرانی)

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھن کی (پکی ہوئی) چربی (یعنی کھیری) لائی گئی تو وہ اس میں سے کھانے لگے اور (پاس موجود) لوگوں سے بھی کہا کہ آؤ (اور کھاؤ) لوگ بھی قریب ہو گئے (اور کھانے لگے) البتہ ان میں سے ایک شخص علیحدہ ہی رہا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ (بھئی) کیا بات ہے (تم کیوں نہیں کھاتے) اس نے جواب دیا کہ میں نے کھیری کو (اپنے لئے) حرام کیا ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ (یعنی کسی حلال چیز کو حرام کرنا قسم ہوتی ہے لیکن اس طرح کی قسم) شیطانی خیالات ہیں قریب آؤ اور کھاؤ اور (کھانے سے جو قسم ٹوٹے گی تو) اپنی قسم کا کفارہ دے دینا۔

غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا ناجائز ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ لاَ وَالْكَعْبَةِ فَقَالَ لاَ تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَکَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا نہیں کعبہ کی قسم (بات ایسے نہیں ہے) تو انہوں نے فرمایا غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک کا کام کیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَکَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَلاَ إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں پایا کہ وہ چند سواروں کے ساتھ چل رہے تھے اور باپ کی قسم کھا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کرتے ہیں۔

فائدہ:

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ...... فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ ...... قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لاَ أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلاَ أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ (بخاری و مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ أَفْلَحَ وَاللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَفْلَحَ وَأَبِيْهِ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نجد کے رہنے والوں میں سے ایک صاحب رسول اللہ ﷺ

کے پاس آئے (اور آپ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا) کہتے ہیں (کہ جواب لینے کے بعد) وہ صاحب یہ کہتے ہوئے مڑے اللہ کی قسم (عمل کرنے میں) نہ میں (اپنی طرف سے) اس پر کچھ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے (ان صاحب کے یہ الفاظ سن کر) فرمایا اگر ان صاحب نے اپنی بات سچ کر دکھائی تو کامیاب ہوگئے اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ واللہ یہ کامیاب ہوگئے۔ اور ایک روایت میں وَأَبِیْہِ (یعنی میرے باپ کی قسم) کے الفاظ ہیں لیکن اگر ابیہ کے نقطے نہ ڈالیں تو اللہ ہی کی طرح لکھا ہوتا ہے اور شروع میں عربوں میں نقطے ڈالنے کا رواج نہ تھا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نقل کرنے والے نے واللہ کو وابیہ سمجھ کر اسی طرح تلفظ کر دیا جس کا مطلب ہے اس کے باپ کی قسم۔ لیکن واللہ والی روایت سے وابیہ نقل کرنے والے کی غلط فہمی واضح ہے اور کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

کفر کے معبودوں کی قسم کھانے پر تجدید ایمان کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قسم کھائی اور قسم کھانے میں (اسلام سے پیشتر کی عادت کی بناء پر زبان سے یوں نکل گیا کہ) لات وعزی کی قسم تو اس کو چاہیئے کہ وہ (کفر وشرک کے کلمہ کی ادائیگی کے تدارک میں) لا الہ الا اللہ کہے (یعنی کلمہ اسلام کی تجدید کرلے)

قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہے تو قسم نہیں ہوتی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلاَ حِنْثَ عَلَیْهِ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر قسم کھائی (پھر بلا توقف فوراً ہی) انشاء اللہ کہا (مثلاً یوں کہا اللہ کی قسم میں کھانا نہیں کھاؤں گا انشاء اللہ، تو چونکہ ہم اللہ کے چاہنے نہ چاہنے کو معلوم نہیں کر سکتے لہٰذا انشاء اللہ لگانے سے قسم ہی باطل ہو جاتی ہے اور جب قسم نہیں ہوتی) تو قسم کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوتی (لہٰذا مذکورہ مثال میں کھانا کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور کفارہ نہ آئے گا)

کسی ایسے کام کے نہ کرنے پر قسم کھائے جس کا کرنا بہتر ہے تو کام کر ڈالے اور قسم

کا کفارہ دے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ ...... إِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِنْهَا فَائْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَ كَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِکَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ جب تم کسی بات پر قسم کھا بیٹھو (مثلاً زید کی مدد نہ کرنے پر قسم کھا لو) پھر دیکھو کہ دوسری بات بہتر ہے (یعنی زید کو واقعی مدد کی ضرورت ہے اور اس کی مدد کرنا فی الواقع بہتر ہے) تو جو کام بہتر ہے اس کو کرلو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ نَضْرٍ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَیْتَ ابْنَ عَمٍّ لِّیْ آتِیْهِ أَسْأَلُهٗ فَلَا یُعْطِیْنِیْ وَلَا یَصِلُنِیْ ثُمَّ یَحْتَاجُ إِلَیَّ فَیَاتِیْنِیْ فَیَسْأَلُنِیْ وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَّا أُعْطِیَهٗ وَلَا أَصِلَهٗ فَأَمَرَنِیْ أَنْ آتِیَ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَ أُكَفِّرَ عَنْ یَّمِیْنِیْ (نسائی)

حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرا ایک چچازاد بھائی ہے (مجھے کبھی ضرورت ہوئی تو) میں اس کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا تو اس نے نہ مجھے کچھ دیا اور نہ ہی میرے ساتھ صلہ رحمی کی۔ پھر (حالات نے پلٹا کھایا اور) اس کو میری ضرورت ہوئی تو وہ میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے حالانکہ میں نے (اس کے رویہ کو دیکھ کر) قسم کھالی تھی کہ (اگر کبھی اس کو مجھ سے واسطہ پڑا تو) میں (بھی) اس کو نہ کچھ دوں گا اور نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا۔ (اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں) آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں جو بہتر کام ہے (یعنی ضرورت میں اس کی مدد کرنا) اس کو کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔

جھوٹی قسم کھانا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ (ابو داؤد و نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم بھی صرف اس وقت کھاؤ جب تم (اپنی بات میں) سچے ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَبَائِرِ...... اَلْیَمِیْنُ الْغُمُوْسُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے (ایک)

جھوٹی قسم (بھی) ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَۃٍ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی تا کہ اس کے ذریعے کسی مسلمان شخص کا مال (ناجائز طور پر لے لے) تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

جھوٹی قسم پر کفارہ نہیں

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَمسٌ لَیسَ لَھُنَّ کَفَّارَۃٌ...... وَیَمِیْنٌ بِغَیْرِ حَقٍّ (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزوں میں کفارہ نہیں ہے (ان میں سے ایک) جھوٹی قسم ہے۔

قسم میں نیت قسم دینے والے کی معتبر ہوتی ہے جبکہ وہ ظلم پر نہ ہو

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْیَمِیْنُ عَلٰی نِیَّۃِ الْمُسْتَحْلِفِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم میں قسم دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے (جبکہ وہ ظلم پر نہ ہو)۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَمِیْنُکَ عَلٰی مَا یُصَدِّقُکَ عَلَیْہِ صَاحِبُکَ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قسم اسی نیت پر ہوگی جس پر (قسم لینے والا) تمہارا ساتھی تمہاری تصدیق کرے (جبکہ وہ ظلم و زیادتی نہ کر رہا ہو)۔

اگر قسم دینے والا ظلم پر ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی

عَنْ سُوَیْدِ بْنِ حَنْظَلَۃَ أَنَّہٗ قَالَ خَرَجْنَا نُرِیْدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ الْحَضْرَمِیُّ فَأَخَذَہٗ عَدُوٌّ لَّہٗ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ یَحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ أَنَّہٗ أَخِیْ فَخَلَّوْا سَبِیْلَہٗ فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ (مرقات 29/7)

حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی نیت سے نکلے۔ ہمارے ساتھ وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (راستہ میں) ان کو ان کے کسی دشمن نے پکڑ لیا (اور اب ان کی خلاصی کی یہی صورت رہ گئی کہ ہم یہ قسم کھائیں کہ یہ تو ہمارے اپنے خاندان کے ہیں کوئی

اور نہیں)۔ اور لوگوں نے تو خلاف واقعہ قسم کھانے میں گناہ سمجھا لیکن میں نے قسم کھا کر کہہ دیا یہ تو میرے بھائی ہیں (اور نیت یہ کی کہ میرے دینی بھائی ہیں) اس پر دشمنوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر (جب) میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے (جھوٹ نہیں کہا) سچ ہی کہا (واقعی) مسلمان مسلمان کا (دینی) بھائی ہوتا ہے۔

بلا وجہ قسم نہ کھائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ فَوَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّىْ بِالَّذِىْ أَخْطَأْتُ فِى الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم آپ مجھے ضرور میری وہ غلطی بتائیں جو میں نے خواب (کی تعبیر بیان کرنے میں کی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم نہ کھاؤ (آخر اس کی کیا ضرورت ہے)۔

باب: 17

نذر کا بیان

نذر صرف اس کام کی ہوتی ہے جو عبادت مقصودہ ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُوْ إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ناگہاں آپ کے سامنے ایک شخص کھڑا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں پوچھا (کہ یہ کیوں کھڑا ہے؟) لوگوں نے بتایا کہ (یہ) ابو اسرائیل (ہیں اور انہوں) نے نذر مانی ہے کہ یہ (ہمیشہ) کھڑے ہی رہا کریں گے بیٹھیں گے نہیں اور (کبھی) سایہ میں نہ ہوں گے اور (کبھی کسی قسم کی) بات نہ کریں گے اور (ہمیشہ) روزہ رکھیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ان کو کہو کہ یہ بات بھی کریں اور سایہ میں بھی ہوں اور (کھڑے نہ رہیں بلکہ) بیٹھیں (کیونکہ ان باتوں سے نذر نہیں ہوتی اور ان پر عمل کرنا تو بس اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہوتے) اور (روزہ رکھنا چونکہ عبادت مقصود ہے اس کی نذر درست ہے اس لئے وہ) اپنے روزے کی نذر پوری کریں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نَذْرَ إِلَّا فِيْمَا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نذر صرف اس چیز میں ہوتی ہے جس سے (لذاتہ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کی جاتی ہے (اور ایسی چیز عبادت مقصودہ ہوتی ہے)

نذر اگر مباح کام کی ہو تو اس کو پورا کرنا جائز ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلٰى رَاسِكَ

بِالدُّفِّ قَالَ أَوْفِیْ بِنَذْرِکِ (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے نذر مانی تھی کہ (فلاں غزوہ سے آپ بخیریت واپس آئے تو اس خوشی میں آپ کے سامنے) دف بجاؤں گی۔ (اگرچہ یہ شرعی نذر نہ تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی خیریت کی خوشی میں اس نے دف بجانے کے مباح عمل کا التزام کیا تھا) تو آپ ﷺ نے (اس کے نیک جذبے کی رعایت کرتے ہوئے) فرمایا (اچھا بھئی) اپنی نذر (یعنی جس بات کا تم نے التزام کیا ہے اس) کو پورا کرلو۔

نذر ماننا جائز ہے لیکن اس میں فضیلت نہیں

عَنْ إِبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالاَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَنْذِرُوْا فَإِنَّ النَّذْرَ لاَ یُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَیْئًا وَإِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نذر مت مانا کرو (کیونکہ اگرچہ یہ جائز ہے لیکن کوئی فضیلت کی چیز نہیں اس لئے کہ آدمی اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے سودے بازی کرتا ہے کہ اگر آپ نے میرا یہ کام کردیا تو میں معاوضہ میں عبادت کا یہ کام کروں گا۔ اگرچہ ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ وہ بہرحال اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ رہا ہے اور اسی کی مرضی کے کام کرنے کا التزام کررہا ہے لیکن فضیلت تو اس میں ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مرضی کا جو کام کرسکتا ہے بس کرڈالے کسی کام کے ہونے کے ساتھ معلق نہ کرے) کیونکہ (ہوگا تو بس وہی جو اللہ تعالیٰ نے ازل سے مقدر کردیا ہے جبکہ) نذر سے تقدیر میں کچھ بھی فرق نہیں آتا۔ اس کے ذریعے سے تو بس بخیل سے (جو اپنا مطلب پورا ہونے سے پہلے اللہ کی مرضی میں خرچ کرنے کو تیار نہیں) کچھ مال نکلوا لیا جاتا ہے۔

اطاعت کی نذر کو پورا کرنا واجب ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَأَنْ یُّطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت (کا کوئی کام) کرنے کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت (کا کام) کرے (اور اس طرح اپنی نذر پوری کرے)۔

معصیت کی نذر کو پورا نہ کرے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَأَنْ یَعْصِیَهٗ فَلاَ یَعْصِهٖ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی

معصیت (کے کسی کام) کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت (کا کام) نہ کرے (اور اس غلط نذر کو پورا نہ کرے)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ...... مَنْ کَانَ نَذَرَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ فَذٰلِکَ لِلشَّیْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِیْہِ وَیُکَفِّرُہٗ مَا یُکَفِّرُ الْیَمِیْنَ (نسائی).

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ...... جس نے معصیت (کے کسی کام) کی نذر مانی تو وہ شیطان (کی خوشی) کے لئے ہے اور اس کو پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

جو چیز اپنی ملکیت میں نہ ہو اس میں نذر صحیح نہیں

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا (نَذْرَ) فِیْمَا لَا یَمْلِکُ ابْنُ آدَمَ (ابوداؤد)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چیز آدمی کی ملکیت میں نہ ہو اس میں نذر نہیں ہوتی۔

جس کام کے کرنے کی طاقت نہ ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ...... مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا یُطِیْقُہٗ فَکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَہٗ فَلْیَفِ بِہٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسی نذر مانی جس کو کرنے کی اس میں طاقت ہی نہ ہو تو اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے اور جس نے کوئی ایسی نذر مانی جس کو کرنے کی اس میں طاقت ہے تو وہ اس کو پورا کرے (بشرطیکہ وہ کوئی معصیت کا کام نہ ہو)۔

مبہم نذر مانی ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ یُسَمِّہٖ فَکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نذر مانی لیکن نذر کے کام کو ذکر نہیں کیا (مثلاً یوں کہا کہ میرے ذمہ نذر ہے یا یوں کہا کہ میں نے نذر مان لی ہے) تو اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

نذر میں جگہ اور وقت اور فقیر کی تعین لازم نہیں ہوتی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلاً قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّی نَذَرْتُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْکَ مَکَّةَ أَنْ أُصَلِّیَ فِی بَيْتِ الْمَقْدِسِ رَکْعَتَيْنِ قَالَ صَلِّ هٰهُنَا ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ صَلِّ هٰهُنَا ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ شَانُکَ إِذًا (ابو داؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول میں نے اللہ عزوجل کے لئے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں مکہ فتح کرایا تو میں بیت المقدس میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ آپ نے فرمایا (نذر میں جگہ اور وقت کی تخصیص کا اعتبار نہیں لہٰذا) تم یہیں (مکہ مکرمہ میں) نماز پڑھ لو (اس سے بھی تمہاری نذر پوری ہو جائے گی) ان صاحب نے پھر وہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا کہ یہیں نماز پڑھ لو۔ ان صاحب نے پھر (تیسری دفعہ) اپنا سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا پھر تم جانو (اگر تم بیت المقدس میں جا کر ہی پڑھنا چاہتے ہو تو وہاں جا کر پڑھ لو)۔

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ أَنَّ رَجُلاً أَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنِّی نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ فَقَالَ هَلْ کَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لاَ قَالَ فَهَلْ کَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لاَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْفِ بِنَذْرِکَ فَإِنَّهُ لاَ وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِی مَعْصِيَةِ اللّٰهِ (ابو داؤد)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بتایا کہ میں نے مقام بوانہ میں اونٹ کی قُربانی کرنے کی نذر مانی تھی (تو اب میرے لئے کیا حکم ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وہاں جاہلیت کے (بتوں میں سے کوئی بت تھا یا اس کے) تھانوں میں سے کوئی تھان تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا وہاں اہل جاہلیت کے تہواروں میں سے کوئی تہوار منایا جاتا تھا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اگرچہ نذر میں جگہ کی تعیین کا لحاظ کرنا کوئی لازم نہیں لیکن تم چاہو تو جگہ کی تعیین کے ساتھ) اپنی نذر کو پورا کر لو کیونکہ (صرف) ایسی نذر کو پورا کرنا جائز نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو۔

کفر کے زمانہ میں جو جائز نذر مانی ہو مسلمان ہونے کے بعد اس کو پورا کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَکِفَ لَيْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِکَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے

جاہلیت کے دور میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی (جو ابھی تک پوری نہیں کی۔ اب اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو۔

بیت اللہ کی طرف پیدل جانے کی نذر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ وَشَكَا إِلَيْهِ ضُعْفَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ نَذْرِ أُخْتِکَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ بَدَنَةً (احمد) وفی روایة لابی داود وَ تُهْدِیْ هَدْيًا.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو بتایا کہ ان کی بہن نے (حج کے لئے) بیت اللہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی تھی اور اس کے ضعف کی شکایت کی (کہ اپنے ضعف کے سبب سے وہ پیدل جانے کی طاقت نہیں رکھتی) اور پوچھا (کہ اس صورت میں وہ کیا کرے) تو نبی ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری بہن کی نذر سے بے نیاز ہیں۔ اس کو چاہئے کہ وہ سوار ہو (کر جائے) اور (کوئی جانور مثلاً) ایک اونٹ (یا گائے یا کم از کم ایک بکری) ذبح کرے۔

عید کے دن کے روزے کی نذر

عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ نَذَرْتُ أَنْ أَصُوْمَ كُلَّ يَوْمٍ ثُلَاثَاءَ أَوْ أَرْبَعَاءَ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَانَا أَنْ نَصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ (بخاری)

زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ میں نے ہر منگل یا ہر بدھ کے دن کے روزہ رکھنے کی نذر مانی ہوئی ہے اب اتفاق سے یہ دن قربانی کے دن میں آ گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ہمیں ایک طرف) نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور (دوسری طرف) ہمیں قربانی کے دن روزہ رکھنے سے (بھی) منع فرمایا۔ (اور ان دونوں پر عمل کی صورت یہی ہے کہ قربانی کے دن روزہ نہ رکھے بلکہ کسی اور دن قضا رکھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے یہ نتیجہ واضح تھا لیکن) اس شخص نے دوبارہ سوال پوچھا (تاکہ ان کی زبانی واضح اور متعین جواب حاصل ہو) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وہی بات کہی کوئی زائد بات نہیں کہی۔

باب: 18

وقف کا بیان

وقف میں واقف کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا مِنْ أَرْضِ خَيْبَرَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَامُرُنِيْ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ عَلٰى أَنْ لَّا تُبَاعَ وَلَا تُوْهَبَ وَلَا تُوْرَثَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی زمین میں سے حضرت عمرؓ کو کچھ حصہ ملا تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے خیبر میں کچھ زمین ملی ہے اور ایسا نفیس (اور قیمتی) مال اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں ملا تو آپ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اصل زمین کو (اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں) روکے رکھو اور اس کو وقف کر دو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اس کو وقف کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ نہ فروخت کی جائے گی نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی اور نہ ہی وراثت میں تقسیم کی جائے گی۔

وقف وہی ہوتا ہے جو ہمیشہ کے لئے ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَكَتَبَ عُمَرُ هٰذَا الْكِتَابَ ...... وَلَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ مَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے (اپنی وقف کی ہوئی زمین کی) یہ تحریر لکھوائی (جس میں یہ بات بھی تھی کہ) جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں اس کو نہ فروخت کیا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی میراث میں تقسیم کیا جائے گا۔

وقف کی وصیت کرنا

كَتَبَ مُعَيْقِيبٌ وَشَهِدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَرْقَمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا أَوْصٰى بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ حَدَثَ بِهٖ حَدَثٌ أَنْ ثَمْغًا وَ صِرْمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ وَالْعَبْدَ الَّذِیْ فِيهِ وَالْمِائَةَ سَهْمِ الَّذِیْ بِخَيْبَرَ وَرَقِيقَهُ الَّذِیْ فِيهِ وَالْمِائَةَ الَّتِیْ أَطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْوَادِی (ابوداؤد)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ جائیداد وقف کی تو حکم دینے پر) معیقیب رحمہ اللہ نے وقف نامہ لکھا اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ گواہ بنے۔ وقف نامہ کی تحریر یوں تھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ وہ تحریر ہے جس کی اللہ کے بندے امیر المومنین عمر نے وصیت کی ہے کہ اگر ان کو (وفات کا) حادثہ پیش آئے جائے تو ثمغ (نامی جائیداد) اور صرمہ بن اکوع اور وہ غلام جو اس جائیداد کے ساتھ خاص ہے اور خیبر کی زمین کے سو حصے اور ان کے لئے مخصوص غلام اور وہ سو حصے جو حضرت محمد ﷺ نے انہیں وادی میں سے دیئے تھے (یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہوں گے)۔

مسجد اور قبرستان کے علاوہ میں وقف مشاع جائز ہے

اوپر والی حدیث میں مذکور ہے کہ خیبر کی زمین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سو حصے تھے جو بلاتعین تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو وقف کیا تھا۔

وقف نامہ لکھنا اور اس پر گواہ بنانا مستحب ہے

اوپر والی حدیث میں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وقف نامہ لکھوانا اور اس پر حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو گواہ بنانا مذکور ہے۔

واقف کی عائد کردہ شرائط کی رعایت کرنا ضروری ہے

كَتَبَ مُعَيْقِيبٌ وَشَهِدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَرْقَمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا أَوْصٰى بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ حَدَثَ بِهٖ حَدَثٌ ...... تَلِيهِ حَفْصَةُ مَا عَاشَتْ ثُمَّ يَلِيهِ ذُو الرَّأْیِ مِنْ أَهْلِهَا أَنْ لَّا يُبَاعَ وَلَا يُشْتَرٰی يُنْفِقُهُ حَيْثُ رَأٰی مِنَ السَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ وَذِی الْقُرْبٰی وَلَا حَرَجَ عَلٰی مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ آكَلَ أَوِ اشْتَرٰی رَقِيقًا مِنْهُ (ابوداؤد)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر) معیقیب رحمہ اللہ نے (وقف نامہ) لکھا اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اس پر گواہ بنے (وقف نامہ کی تحریر یوں تھی) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ (تحریر) ہے جس کی اللہ کے بندے امیر المومنین عمر نے وصیت کی ہے کہ اگر ان کے ساتھ (موت کا) حادثہ پیش آجائے......تو وقف جائیداد کی متولی اپنی حیات تک حضرت حفصہ رہیں گی پھر ان کے بعد ان کے خاندان میں جو صاحب

رائے ہوگا وہ متولی ہوگا۔ (ان شرائط کے ساتھ) کہ نہ اس (وقف جائیداد) کو فروخت کیا جائے گا اور نہ خریدا جائے گا متولی جہاں مناسب سمجھے گا سوالیوں اور مسکینوں اور قرابتداروں میں (اس کی پیداوار) خرچ کرے گا۔ اور متولی پر کوئی حرج نہیں اگر وہ خود بھی کچھ کھالے یا (اپنے کسی دوست وغیرہ کو) کچھ کھلا دے (البتہ اس سے اپنے لئے مال نہ بنائے) یا (اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ متولی) اس کی پیداوار سے وقف کے لئے کوئی غلام خرید لے۔

واقف خود کا وقف عام سے نفع اٹھانا جائز ہے

عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرُ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِىْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلُ فِيْهَا دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ (نسائی و ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں رومہ نامی کنوئیں کے علاوہ کوئی اور میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو رومہ کنواں خرید لے (اور مسلمانوں پر وقف کردے) اور اپنا ڈول دیگر مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کردے (یعنی نفع اٹھانے میں وہ اور دیگر مسلمان برابر ہوں) اور اس کے بدلے میں اس کو اس سے بہتر جنت میں ملے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس پر میں نے اس کنویں کو اپنے ذاتی مال سے خریدا (اور وقف کردیا)۔

اپنی اولاد پر وقف کرنا

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ تَصَدَّقَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ بِدَارِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ وَبِدَارِهٖ بِمِصْرَ عَلٰى وُلْدِهٖ فَذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ (بیھقی فی الخلافیات)

عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ والے اپنے گھر کو اور مصر والے اپنے گھر کو اپنی اولاد پر وقف کیا اور وہ اب تک ایسا ہی چلا آرہا ہے۔

واقف وقف کا خود متولی بن سکتا ہے

عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ آلِ عَلِيٍّ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيَ صَدَقَتَهٗ حَتّٰى مَاتَ وَوَلِيَهَا بَعْدَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ (الام للشافعی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آل اولاد میں سے بہت سے لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے کئے ہوئے وقف کے اپنی موت تک خود متولی رہے پھر ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کے متولی بنے۔

متولی کا وقف سے رواج کے مطابق نفع اٹھانا

كَتَبَ مُعَيْقِيبُ ...... وَلاَ حَرَجَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْآكَلَ (ابوداؤد)

معیقیب رحمہ اللہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقف نامہ میں) لکھا اس کے متولی پر کچھ حرج نہیں اگر وہ اس کی پیداوار میں سے خود کچھ کھائے اور (اپنے دوست کو) کھلائے۔

وہ چند چیزیں جن کا وقف جائز ہے

1- کنواں یا پانی کی سبیل

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ فَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ سَقْيُ الْمَاءِ قَالَ الْحَسَنُ فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ (احمد و نسائی)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ وفات پا گئیں تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میری والدہ کی وفات ہوگئی ہے تو کیا میں ان کی طرف سے (ان کے ایصال ثواب کے لئے) صدقہ کرسکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں (کر سکتے ہو) کہتے ہیں میں نے پوچھا کونسا صدقہ افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پینے کے پانی کا بندوست کرنا۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں تو وہ مدینہ منورہ میں آل سعد کی پانی کی سبیل ہے۔

2- اونٹ اور دیگر سواریاں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَجَّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لِزَوْجِهَا أَحِجَّنِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَا عِنْدِيْ مَاأُحِجُّكِ عَلَيْهِ قَالَتْ أَحِجَّنِيْ عَلٰى جَمَلِكَ فُلَانٍ قَالَ ذٰلِكَ حَبِيْسٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَمَا أَنَّكَ لَوْ أَحْجَجْتَهَا عَلَيْهِ كَانَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرا دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں۔ اس عورت نے کہا کہ مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کرا دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ اونٹ اللہ کی راہ میں وقف ہے (لہٰذا وہ صرف جہاد میں استعمال ہوسکتا ہے۔ عورت کے اصرار پر) وہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور (ساری بات بتا کر) آپ سے

پوچھا (کہ کیا کریں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو اس اونٹ پر حج کراؤ تو یہ بھی اللہ کی راہ میں ہی ہے۔

مکان

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ الزُّبَيْرَ جَعَلَ دُوْرَهُ صَدَقَةً عَلٰى بَنِيْهِ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوْهَبُ وَلَا تُوْرَثُ (بخاری)

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (ان کے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان اپنے بیٹوں پر وقف کر دیئے تھے کہ نہ ان کو فروخت کیا جا سکتا تھا اور نہ ہبہ کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی میراث میں تقسیم کیا جا سکتا تھا۔

زرہیں اور ہتھیار

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ...... خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ...... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... أَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ (نبی ﷺ کو) بتایا گیا کہ خالد بن ولید نے (زکوٰۃ دینے سے) انکار کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خالد بن ولید (سے زکوٰۃ مانگ کر تم ان) پر ظلم کرتے ہو کیونکہ انہوں نے تو (اپنا سارا سامان تجارت یعنی) اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیار اللہ کی راہ میں وقف کئے ہوئے ہیں (اور اب ان کے پاس سامان تجارت ہے ہی نہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہو)۔

باب: 19

تجارت

حلال کو حاصل کرنا اور حرام سے بچنا

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ إِلَّا طَیِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰی یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَارَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ إِلَی السَّمَاءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ (تمام نقائص سے) پاک ہیں اور صرف ایسی چیز اور عمل کو قبول کرتے ہیں جو (شرعی مفاسد اور باطل اغراض سے) پاک ہو (یعنی واقع میں نیک اور صالح ہو) اور (انسان دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ نیک عمل کرے اور ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرے۔ اور نیک عمل کے لئے حلال غذا ایسے ہے جیسے زرعی پیداوار کے لئے عمدہ کھاد جبکہ حرام غذا ایسے ہے جیسے زہریلی کھاد۔ عمدہ کھاد کے ہوتے ہوئے ایک تو پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے پتے اور چارہ وغیرہ بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور زہریلی کھاد کے ہوتے ہوئے پیداوار بھی کم ہوگی اور پتے اور چارہ بھی بہت کم ہوگا۔ اسی طرح حلال غذا کے ہوتے ہوئے ایک تو نیک اعمال کی طرف رغبت بھی زیادہ ہوگی جس سے نیک اعمال بھی زیادہ ہوتے ہیں اور پھر ان کے دینی و دنیوی اثرات بھی زیادہ ہوتے ہیں جبکہ حرام غذا کے ہوتے ہوئے نیک اعمال کی طرف رغبت بھی کم ہوتی ہے اور ان کے دینی و دنیوی اثرات بھی کم ہوتے ہیں اور یہ ضابطہ تمام انسانوں کے لئے یکساں ہے خواہ وہ بڑے مرتبے کے لوگ مثلاً انبیاء ہوں یا عام لوگ ہوں اسی لئے) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم رسولوں کو دیا اور (رسولوں کو یوں) فرمایا اے رسولو! پاکیزہ (اور حلال) چیزیں

کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور (مومنوں کو یوں) فرمایا اے ایمان والو جو ہم نے تم کو پاکیزہ چیزیں رزق میں دیں ان کو کھاؤ (اور ساتھ ساتھ نیک عمل کرو)۔ پھر آپ ﷺ نے (حرام غذا کے ہوتے ہوئے نیک عمل کے اثرات نہ ہونے یا بہت قلیل ہونے کو یوں) ذکر کیا کہ ایک شخص ہے جو (کسی بھی نیک مقصد سے مثلاً حج، عمرہ یا جہاد یا علم دین حاصل کرنے کے لئے) طویل سفر کرتا ہے اس حال میں اس کے بال پراگندہ ہیں اور وہ خود خاک آلودہ ہے اور (ان مذکورہ حالات میں جبکہ دعا کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے) وہ آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب اے میرے رب (میری فلاں فلاں درخواستوں کو قبول فرمائیے) حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام ہے اور اس کا پینا بھی حرام اور اس کا پہننا بھی حرام اور اس کی پرورش بھی حرام سے ہوئی تو اس (حرام خوری) کی وجہ سے اس کی دعا (اور درخواست میں جب کوئی اثر ہی نہیں تو وہ) کیسے قبول کی جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهِ (احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ گوشت جو حرام سے بنا ہو (مراد ہے ایسے گوشت والا اول مرحلہ میں) جنت میں داخل نہ ہوگا اور ہر گوشت جو حرام سے بنا ہو (جہنم کی) آگ ہی اس کے زیادہ لائق ہے۔

صحابہ کا حرام سے بچنے میں اہتمام کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِيْ مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّيْ خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِيْ فَأَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَأَدْخَلَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَهٗ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو ان کو روزانہ (اپنی) کمائی کا ایک حصہ دیتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے دیئے ہوئے کو استعمال کر لیتے تھے۔ ایک دن وہ کچھ (کھانے کی) چیز لے کر آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھا لیا۔ ان سے اس غلام نے کہا کیا آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ یہ کیا چیز تھی (یعنی کیسی آمدنی سے تھی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اچھا بتاؤ) یہ کیسی چیز تھی۔ اس غلام نے جواب دیا کہ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں (جھوٹ موٹ) کہانت کی بنیاد پر ایک شخص کو کچھ بات بتائی تھی اور میں کہانت میں ماہر نہ تھا البتہ میں نے اس کو چکر دیا تھا (آج) وہ مجھے ملا تھا

اور (چونکہ وہ بات اتفاق سے درست ہوگئی تھی اس لئے) اس نے اس کا عوض مجھے دیا اور وہ یہی ہے جس میں سے آپ نے کھایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (یہ معلوم کر کے کہ وہ شے حرام آمدن تھی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ (اپنے حلق میں) ڈالا اور جو کچھ بھی ان کے پیٹ میں تھا اس کو قے کر (کے نکال) دیا (تا کہ وہ جزو بدن نہ بنے اور اس سے جسم کی نشو ونما نہ ہو)۔

کسب وآمدن میں بھی اور استعمال میں بھی حلال وحرام کی تمیز کرنا ضروری ہے

عَنِ النُّعمَانِ بنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الْشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلال بھی (حلت کے دلائل کے صریح ہونے کی وجہ سے) واضح ہے اور حرام بھی (حرمت کے دلائل کے صریح ہونے کی وجہ سے) واضح ہے اور ان کے درمیان (کچھ اعمال اور) کچھ چیزیں (دلائل کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے) مشتبہ ہوتی ہیں اور تحقیق سے پہلے بہت سے لوگ ان (کی حقیقت) کو نہیں جانتے (کہ وہ فی الواقع حرام ہیں یا حلال ہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچا جائے کیونکہ اگر وہ حرام ہیں تو ان سے بچنا ضروری ہے اور اگر وہ حلال ہیں تو ان کا استعمال جائز ہے ضروری نہیں) تو جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے بدن اور اپنی آبرو کو (لوگوں کے طعن وتشنیع سے اور اللہ کی نافرمانی کے اندیشہ سے) بچا لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ تو (گویا) حرام میں پڑ گیا۔

فائدہ: حرام سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز یا جو کام مشکوک اور مشتبہ ہو جب تک اس کی حلت کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک اس مشتبہ سے پرہیز کیا جائے۔

حرام وحلال کی تمیز نہ کرنا دور زوال کی علامت ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَاَ أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلاَلِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر (ان کے زوال کا) ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں آدمی (اس مال کی کچھ) پروا نہیں کرے گا جو وہ (اپنے) زمانہ والوں سے لے گا کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

وَالشُّهَدَاءِ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر (جو تجارت میں دین کے مقرر کردہ اصول وضوابط کی سچائی اور دیانتداری کے ساتھ پاسداری کرتا ہے وہ قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (کیونکہ تجارت میں راہ راست سے بھٹکنے اور پھسلنے کے بہت سے موقع ہیں اور بہت سے لوگ بہک جاتے ہیں کوئی سود میں مبتلا ہو گیا تو کوئی جوئے میں۔ کسی نے ناجائز چیزوں کا کاروبار شروع کر دیا اور کسی نے خرید وفروخت کے ناجائز طریقے نکال لئے۔ کسی نے سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی اور کسی نے جھوٹ سے ہی کام چلا لیا۔ لوگوں کو اس طرح آسانی سے کمائی کرتے دیکھنے اور حالات کو اپنے مخالف دیکھنے کے باوجود جو لوگ سچائی اور پرہیزگاری کو اختیار کرتے ہیں اور تجارت کے شرعی اصول وضوابط کی رعایت کرتے ہیں ان کا بڑا مجاہدہ ہے اور یہ ان کے پختہ ایمان و یقین کی بڑی علامت ہے اور ان کی حلال کمائی کی وجہ سے ان کے اعمال صالحہ کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے لہٰذا وہ بڑے اعزاز کے مستحق ٹھہرتے ہیں)۔

کاروبار کرنے سے پہلے کاروبار کے مسائل سیکھنا ضروری ہے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يَبِعْ فِيْ سُوْقِنَا إِلَّا مَنْ تَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ (ترمذی)

حضرت عمر ؓ نے یہ حکمنامہ جاری کرایا کہ ہمارے بازاروں میں صرف وہ شخص کاروبار کرے جس نے دین (کے کاروباری مسائل) کو خوب سمجھ لیا ہو۔

بیع نامہ لکھنا مستحب ہے

عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِيَ الْعِدَاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هُوْذَةَ أَلَا أُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهٗ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ بَلٰى فَأَخْرَجَ لِيْ كِتَابًا هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعِدَاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هُوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِشْتَرٰى مِنْهُ عَبْدًا (أَوْ أَمَةً) لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ (ترمذی)

عبدالمجید بن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عداء بن خالد ؓ نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تمہیں وہ تحریر پڑھ کر نہ سناؤں جو رسول اللہ (ﷺ) نے میرے لئے لکھوائی۔ کہتے ہیں میں نے کہا ضرور پڑھ کر سنائیے۔ تو انہوں نے میری خاطر ایک تحریر نکالی جو یہ تھی یہ اس بات کی تحریر ہے کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک غلام خریدا ہے جس میں نہ کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی عیب ہے اور یہ اس طرح کی بیع ہے جیسی ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ہونی چاہئے۔

ادھار قیمت پر سودا خریدنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ بِعِشْرِيْنَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَخَذَهُ لِأَهْلِهِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ بیس صاع اناج کے عوض گروی میں رکھی ہوئی تھی جو آپ نے اپنے گھر والوں کے لئے (ادھار) خریدا تھا۔

اناج کی ڈھیری کو تولے بغیر خریدنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَبْتَاعُوْنَ جِزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُوْنَ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو (یعنی صحابہ کو) دیکھا کہ وہ غلہ کی ڈھیری خریدتے تھے اور ان کی اس بات پر پٹائی کی جاتی تھی کہ وہ اس کو اپنی جگہ پر لے جانے سے پہلے فروخت کرتے تھے۔

ایجاب وقبول پائے جانے پر بیع مکمل ہو جاتی ہے اس سے پہلے نہیں ہوتی

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا (بخاری و مسلم)

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہونے والے) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا دو سودا کرنے والوں کو اس وقت تک (اس بات کا) اختیار رہتا ہے (کہ ان میں سے ایجاب کرنے والا اپنے ایجاب کو واپس لے لے اور قبول کرنے والا قبول نہ کرے) جب تک کہ وہ دونوں (ایجاب وقبول کر کے سودے کے اعتبار سے) جدا جدا نہ ہو جائیں (اس کے بعد اس میں کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ وہ اپنے طور پر سودے سے پھر جائے بلکہ اگر وہ سودا نہیں چاہتا تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ دوسرے کی رضامندی سے سودے کو فسخ کرے)۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا مِنْ بَيْعِهِمَا أَوْيَكُوْنُ بَيْنَهُمَا خِيَارٌ (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا دو سودا کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار رہتا ہے جب تک وہ اپنے سودے سے جدا نہ ہو جائیں یا ان کے درمیان خیار شرط کو طے کیا جائے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ اس حدیث کا یہ

مطلب لیتے تھے کہ سودا کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار حاصل رہتا ہے جب تک سودا کرنے کے بعد ان کے بدن ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا بَايَعَ رَجُلاً فَأَرَادَ أَنْ لَّا يَقِيْلَهُ قَامَ فَمَشٰى هُنَيْهَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ (مسلم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کے ساتھ سودا کرتے اور چاہتے کہ وہ سودا واپس نہ کرے تو (فوراً) کھڑے ہو جاتے اور کچھ تھوڑا سا چل کر واپس اس کے پاس آ جاتے۔

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا مطلب لینا مندرجہ ذیل دلائل کی وجہ سے مرجوح ہے۔

1۔خرید و فروخت کا واسطہ تو ہر ایک کو روزانہ ہی پڑتا ہے یہاں تک کہ عورتوں کو بھی اور بچوں کو بھی۔ایسا مسئلہ جس میں سب لوگ ہی مبتلا ہوں اس میں ایک خاص مطلب کا صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونا اس بات پر قوی دلیل ہے کہ اور صحابہ یہ خاص مطلب نہیں لیتے تھے ورنہ ان سے بھی کچھ نہ کچھ منقول ہوتا۔

2-عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا ...... وَلاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَّسْتَقِيْلَهُ (ابو داؤد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو سودا کرنے والوں کو اختیار رہتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں اور ان میں سے کسی ایک کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے سے اس اندیشہ سے جدا ہو جائے کہ کہیں وہ سودا واپس پھیرنے کا مطالبہ نہ کر دے۔

اس حدیث کا اگر وہ مطلب لیا جائے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لیا ہے تو ان کا اپنا عمل اس حدیث کے خلاف بنتا ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تو سودے کے بعد اس کے پھیر دیئے جانے کے خوف سے دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے جبکہ اس حدیث میں اس سے ممانعت ہے۔یہ تعارض بھی اس بات پر دلیل ہے کہ جو مطلب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لیا وہ مرجوح ہے۔

جو ترجمہ ہم نے ذکر کیا ہے اس کے مطابق سودا تو ایجاب و قبول کے پائے جانے سے مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد سودا کرنے والوں میں سے کسی کو اختیار نہیں رہتا کہ وہ یکطرفہ طور پر سودے کو فسخ کر سکے۔البتہ شریعت نے اس کی ترغیب دی ہے کہ اگر کسی وجہ سے کوئی سودا واپس کرنا چاہے تو دوسرا واپس کر لے۔کسی کا اس وجہ سے جدا ہونا کہ کہیں دوسرا سودا واپس لینے کو نہ کہہ دے خلاف اولیٰ ہے اور اس حدیث میں جو یہ کہا ''کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے سے محض اس وجہ سے جدا ہو جائے کہ کہیں وہ سودا واپس لینے کا مطالبہ نہ کر دے'' تو اس میں مذکور عدم جواز سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بہت زیادہ احتیاط پسند تھے جس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ وہ خلفائے راشدین کے عہد میں بھی زمین مزارعت پر دیتے رہے لیکن حضرت معاویہ ؓ کے دور میں جب بعض انصار نے ان کو بتایا کہ نبی ﷺ نے مزارعت سے منع کیا تھا تو انہوں نے مسئلہ کی پوری تحقیق کرنے کے بجائے احتیاط کو اختیار کیا اور مزارعت پر زمین دینے کو ترک کر دیا۔ ایسے ہی زیر بحث مسئلہ میں ہوا کہ انہوں نے جب جدا ہونے تک اختیار کی حدیث سنی تو انہوں نے اپنی جانب میں احتیاط والے معنی کو لیا یعنی یہ کہ سودے کے بعد دوسرے سے کچھ دور بھی چلا جائے۔

عَنْ أَبِی الْوَضِیْءِ قَالَ غَزَوْنَا غَزْوَةً لَّنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلاً فَبَاعَ صَاحِبٌ لَّنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ الرَّحِيْلُ قَامَ إِلٰى فَرَسِهٖ يُسَرِّجُهُ فَنَدِمَ فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَّدْ فَعَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ بَيْنِیْ وَبَيْنَکَ أُبُوْبُرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِیِّ ﷺ فَأَتَيَا أَبَابُرْزَةَ فِیْ نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَ لَهُ هٰذِهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ أَ تَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِیَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا مَا أَرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا (ابوداؤد)

ابو وضی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے تو ایک جگہ ہم نے پڑاؤ کیا۔ ہمارے ایک ساتھی نے اپنا گھوڑا ایک غلام کے عوض فروخت کر دیا پھر اس دن اور اس رات خریدار اور فروخت کنندہ (لشکر میں ہونے کی وجہ سے اسی جگہ پر رہے۔ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی اور کوچ کا وقت ہوا تو فروخت کنندہ (اپنی عادت کے مطابق گھوڑے کو زین لگانے کے لئے اٹھا (لیکن گھوڑا تو فروخت ہو چکا تھا) اس کو (گھوڑا فروخت کرنے پر اب) ندامت ہوئی تو وہ خریدار کے پاس آیا اور اس کو سودا فسخ کرنے کو (اور گھوڑا واپس کرنے کو) کہنے لگا۔ خریدار نے گھوڑا واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ فروخت کنندہ نے کہا نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو برزہ ؓ موجود ہیں میرے اور تمہارے درمیان وہ فیصلہ کر دیں گے (اس لئے ان کے پاس چلتے ہیں)۔ وہ دونوں حضرت ابو برزہ ؓ کے پاس گئے جو لشکر کے ایک کونے میں تھے اور ان کو قصہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا (ان دونوں نے کہا کہ ضرور کیجئے) کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو سودا کرنے والے جب تک جدا نہ ہو جائیں ان کو اختیار رہے گا۔ اور میں نہیں دیکھتا کہ تم جدا ہوئے ہو (لہٰذا فروخت کنندہ کو حق ہے کہ وہ اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے سودا واپس لے لے)۔

حضرت ابو برزہ ؓ نے جو فیصلہ دیا وہ بھی مرجوح ہے کیونکہ یہ ضروری ہے کہ وہ دونوں بشری حوائج کے لئے اور نماز وغیرہ کے لئے جدا بھی ہوئے ہوں گے اور رات کو سوئے بھی ہوں گے۔ اس

سب کے باوجود حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ یہ فرمائیں کہ تم دونوں اکٹھے رہے ہو اور سودا واپس کر سکتے ہو اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا اصل مقصد نہیں سمجھ پائے۔

پھلدار درخت فروخت کیا تو پھل صرف اس وقت شامل ہوگا جب خریداری میں اس کو بھی ذکر کیا ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلاً ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھجور کے درختوں کی بارآوری کی (چونکہ یہ پھل لگنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے سبب ذکر کر کے مسبب یعنی پھل لگنا مراد ہے یعنی جس کے درختوں پر پھل لگا) پھر اس نے درخت فروخت کئے تو پھل فروخت کنندہ کا ہوگا الا یہ کہ خریدار (سودے میں) اس کی (یعنی پھل کے شامل ہونے کی) شرط کر دے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُيْنِعَتْ فَثَمَرَتُهَا لِرَبِّهَا الْأَوَّلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کھجور کے درخت فروخت کئے جبکہ ان کا پھل پک چکا تھا تو ان کا پھل ان کے پہلے مالک کا ہوگا الا یہ کہ خریدار (خرید میں) اس (پھل کے شامل ہونے) کو بھی شرط کر لے۔

نیلامی سے فروخت کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْأَلُهُ فَقَالَ أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ فَأَتَاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ وَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوالی بن کر آئے تو آپ نے (ان سے) پوچھا کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں (کچھ تو ضرور ہے) ایک (تو) ٹاٹ کا ٹکڑا ہے جس کا کچھ حصہ تو ہم اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور (دوسرے) ایک بڑا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم وہ دونوں چیزیں

میرے پاس لے آؤ۔ وہ صاحب وہ دونوں چیزیں آپ کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں کون خریدتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کون شخص ایک درہم سے زائد دام لگاتا ہے تو ایک اور صاحب نے کہا میں ان دونوں چیزوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں تو آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں ان صاحب کو دے دیں۔

باب: 20

سودے میں مختلف خیار

خیار شرط

خیار شرط کی مدت

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً اِشْتَرَىٰ مِنْ رَجُلٍ بَعِيرًا وَاشْتَرَطَ الْخِيَارَ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ فَأَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْعَ وَقَالَ الْخِيَارُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ (عبدالرزاق)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک اونٹ خریدا اور (اپنے لئے) چار دن کا خیار رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (ان کی) وہ بیع تڑوادی اور فرمایا خیار (تو صرف) تین دن کے لئے ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنِّي أُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَايِعْ وَقُلْ لَا خِلَابَةَ ثُمَّ أَنْتَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا (مسند حمیدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص (حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ) نے نبی ﷺ سے کہا سودے کے معاملات میں مجھے دھوکہ ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سودا کرو تو (یوں) کہہ دیا کرو کہ (مجھے) دھوکہ (اور نقصان) نہ ہونا چاہئے (جس کی صورت یہ ہے کہ مجھے تین دن کا خیار ہوگا تاکہ میں اتنے عرصہ میں اپنے نفع ونقصان کو دیکھ لوں) تو وہ شخص (کوئی بھی سودا کرتے وقت) وہ الفاظ کہہ لیتے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رِكَانَةَ أَنَّهُ كَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ شَيْئًا أَوْسَعَ مِمَّا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَبَّانِ بْنِ مُنْقِذٍ أَنَّهُ كَانَ ضَرِيْرَ الْبَصَرِ فَجَعَلَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ﷺ عُهْدَةَ ثَلاَ ثَةِ أَيَّامٍ إِنْ رَضِيَ أَخَذَ وَ إِنْ سَخِطَ تَرَكَ (بیھقی)

طلحہ بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سودے کے معاملات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بات کی (کہ میں سودے میں دھوکہ کھا جاتا ہوں تو میں کیا کروں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارے لئے اس سے زیادہ وسعت نہیں پاتا جو رسول اللہ ﷺ نے حبان بن منقذ (رضی اللہ عنہ) کے لئے مقرر فرمائی تھی۔ وہ نابینا تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تین دن کا خیار رکھا (یعنی ان کو کہا کہ تم سودا کیا کرو تو تین دن کا خیار اپنے لئے طے کر لیا کرو تاکہ وہ اپنے کئے ہوئے سودے پر نظر ثانی کر لیں اور) اگر سودے پر راضی ہوں تو لے لیں اور اگر راضی نہ ہوں تو چھوڑ دیں تو میں تم کو بھی یہی مشورہ دیتا ہوں۔

جو چیز سودے کے طور پر لی ہو (مقبوض علی سوم الشراء)

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ أَخَذَ مِنْ رَجُلٍ ثَوْباً فَقَالَ أَذْهَبُ بِهِ فَإِنْ رَضِيْتُهُ أَخَذْتُهُ فَبَاعَهُ الْآخِذُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى صَاحِبِ الثَّوْبِ فَقَالَ عِكْرِمَةُ لاَ يَحِلُّ لَهُ الرِّبْحُ (محلی ابن حزم)

عمرو بن مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام (اور خصوصی شاگرد) عکرمہ رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص دوسرے سے کوئی کپڑا لے اور کہے کہ میں یہ کپڑا لے جاتا ہوں اگر مجھے پسند ہوا تو (اس قیمت پر) رکھ لوں گا۔ پھر یہ شخص فروخت کنندہ کو کوئی اطلاع دیئے بغیر اس کپڑے کو آگے کسی کے ہاتھ فروخت کر دے (تو اس کا کیا حکم ہے) عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا (مذکورہ صورت خیار شرط کی ہے اور خیار کی مدت تک کپڑے میں فروخت کنندہ کی ملکیت باقی ہے لہٰذا) کپڑا لینے والے کے لئے (وہ) نفع حلال نہیں جو اس نے کپڑا فروخت کر کے حاصل کیا (کیونکہ فروختگی کے وقت کپڑے میں اس کی ملکیت نہ تھی۔)

جس جانور کا دودھ فروخت سے پہلے چند دن تک نہ نکالا گیا ہو

امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں شریعت کی طرف سے خریدار کو خیار شرط حاصل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اشْتَرىٰ شَاةً مُصَرَّاةً فَلْيَنْقَلِبْ بِهَا فَلْيَحْلِبْهَا فَإِنْ رَضِيَ حِلاَبَهَا أَمْسَكَهَا وَإِلَّا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسی بکری خریدی جس کا

دودھ فروخت کنندہ نے چند دن نہ دوہا ہو تو وہ بکری کو لے کر (اپنے گھر) چلا جائے اور اس کا دودھ دوہے۔ پھر اگر وہ اس کے دودھ پر راضی ہو تو بکری کو رکھ لے اور اگر (یہ دیکھ کر کہ ایک دو دفعہ دوہنے کے بعد دودھ کی مقدار بہت کم رہ گئی ہے اور) وہ اس پر راضی نہیں تو بکری کو واپس کر دے اور (اس طرح سے خریدار کو شریعت کی طرف سے خیار شرط حاصل ہے لہٰذا جب تک اس کو خیار شرط حاصل ہے بکری اور اس کے منافع مثلاً اس کا دودھ اس کی ملکیت میں نہ آئیں گے۔ اس لئے خریدار نے بکری کا جو دودھ استعمال کیا ہے ضابطہ کے مطابق تو دودھ کی اتنی مقدار بھی واپس کرے لیکن عربوں میں اس زمانے میں دودھ کا لین دین تبادلہ کے طور پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کو معیوب سمجھا جاتا تھا اس لئے نبی ﷺ نے تین دن کے دودھ کا اندازہ کر کے اس کا ایک تخمینی تاوان مقرر کر دیا اور فرمایا کہ وہ) اس کے ساتھ ایک صاع (لگ بھگ ساڑھے تین کلو) کھجور بھی دے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِیَارِ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے ایسی بکری خریدی جس کا دودھ مالک نے چند دن نہ نکالا ہو تو اس کو تین دن تک (واپس کرنے کا) خیار حاصل ہوگا۔

فائدہ 1: رسول اللہ ﷺ کا تاوان میں ایک صاع کھجور کا فرمانا عربوں کے اس رواج کی بنیاد پر تھا جو اس زمانہ میں رائج تھا کہ دودھ کی خرید و فروخت نہ کرتے تھے۔ بعد میں جب حالات اور رواج میں تبدیلی آئی اور دودھ کی خرید و فروخت ہونے لگی تو اب حکم اس عام ضابطہ کے مطابق ہوگا کہ جس شے کی مثل ملتی ہو اس کے تاوان میں اسی کی برابر مقدار دی جائے گی مثلاً اگر خریدار نے بکری (یا گائے، اونٹنی وغیرہ) کا دس سیر دودھ حاصل کیا ہو تو وہ فروخت کنندہ کو دس سیر دودھ واپس کرے۔

2- مذکورہ بالا تفصیل امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس مسئلہ کو اور طریقہ سے لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک بکری کا کم دودھ والی ہونا عیب نہیں ہے کیونکہ جانور کم دودھ بھی دیتے ہیں زیادہ بھی دیتے ہیں۔ پھر جب بائع نے زبان سے یہ ذکر نہ کیا ہو کہ یہ بکری اتنا دودھ دیتی ہے تو عیب ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں رہی۔ اور خریدار نے اپنے لئے خیار شرط نہیں رکھا حالانکہ دھوکہ کھانے کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے لئے خیار شرط رکھ سکتا ہے خیار شرط کی مشروعیت اسی غرض سے ہے۔ جیسا کہ اوپر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوا۔ لہٰذا جو سودا ہوا وہ مکمل اور لازم ہوا اور بکری میں خریدار کی ملکیت بلاشبہ ثابت ہوئی۔ اب جب وہ بکری خریدار کی ذمہ داری اور ضمان (Risk) میں آ گئی تو بکری کے منافع مثلاً دودھ کا بھی وہ حقدار ہوا جیسا کہ آگے آنے والی حدیث میں ہے **اَلْغَلَّةُ بِالضَّمَانِ** کہ نفع ضمان و ذمہ داری کے عوض میں ہو گیا۔ غرض عیب نہ ہونے کی وجہ سے خریدار بکری کو واپس نہیں کر سکتا اور

اگر باہمی رضامندی سے بکری واپس کر دی جائے تو خریدار نے جو دودھ استعمال کیا وہ اپنی ذمہ داری کے دوران کیا اس لئے اس کا تاوان بھی نہ دے گا۔ البتہ چونکہ بائع نے دو تین دن دودھ نہ دوہا جس سے بکری کے تھن بھرے بھرے ہو گئے۔ اس سے خریدار کو دھوکا ہوا اور اس نے بکری کی زیادہ قیمت دے دی تو خریدار کو یہ حق ہو گا کہ وہ بائع سے واجب قیمت سے زائد واپس لے لے۔

خیار رویت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اشْتَرٰى شَيْئًا لَمْ يَرَهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِذَا رَآهُ (دارقطنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسی شے خریدی جس کو اس نے دیکھا نہیں تھا وہ شے دیکھنے پر اس کو خیار حاصل ہو گا (چاہے تو خریداری کو بحال رکھے اور چاہے تو سودے کو واپس کر دے)۔

خیار عیب

خریدار سے عیب چھپانا درست نہیں

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةٍ مِنْ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ مَا هٰذَا قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَ فَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اناج ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو آپ کو انگلیوں میں تری محسوس ہوئی۔ آپ نے پوچھا ارے (بھئی) اناج والے یہ کیا بات ہے (اناج اندر سے گیلا کیوں ہے) اس نے جواب دیا اے اللہ کے رسول اس پر بارش پڑ گئی تھی (اس کی وجہ سے یہ گیلا ہو گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا تو تم نے گیلے کو باقی اناج کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ دیکھ لیتے (اور پھر پسند ہوتا تو اپنے اختیار سے خریدتے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں) ہے۔

خریدار کو عیب نہ بتایا گیا ہو تو اس کو خیار عیب حاصل ہو گا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اِبْتَاعَ غُلَامًا فَاسْتَغَلَّهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَرَدَّهُ بِالْعَيْبِ فَقَالَ الْبَائِعُ غَلَّةُ عَبْدِیْ فَقَالَ ﷺ اَلْغَلَّةُ بِالضَّمَانِ. (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس کو مزدوری پر لگایا پھر اس غلام میں کوئی عیب پایا اور اس عیب کی وجہ سے (نبی ﷺ کا حکم حاصل کر کے) غلام (فروخت کنندہ) کو واپس کر دیا۔ فروخت کنندہ نے کہا میرے غلام کی مزدوری کی اجرت (مجھے دلوائی جائے) آپ ﷺ نے فرمایا نفع تو نقصان کے مقابلہ میں ہوگا (یعنی اگر اس دوران غلام مر جاتا تو عیب کی وجہ سے جو نقصان تھا وہ بھی تو خریدار پر پڑتا)۔

بائع کا اس شرط سے فروخت کرنا کہ وہ عیب سے بری ہوگا

بَلَغَنَا عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَاعَ غُلَامًا بِالْبَرَائَةِ فَهُوَ بَرِیْءٌ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ (مؤطا محمد)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس نے کوئی غلام اس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ وہ اس غلام میں موجود ہر عیب سے بری الذمہ ہوگا (اور خریدار نے اس شرط کو قبول کر لیا ہو) تو وہ غلام میں موجود ہر عیب سے بری ہوگا (اور خریدار اس میں پائے جانے والے کسی بھی عیب کی بنیاد پر غلام کو واپس نہیں کر سکتا)۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ بِالْبَرَائَةِ وَ قَالَ الَّذِیْ ابْتَاعَ الْعَبْدَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْعَبْدِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهِ لِیْ فَاخْتَصَمَا إِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِیْ عَبْدًا وَبِهٖ دَاءٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ بِعْتُهُ بِالْبَرَائَةِ فَقَضٰی عُثْمَانُ عَلَی ابْنِ عُمَرَ أَنْ يَّحْلِفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ بَاعَهُ وَمَابِهٖ دَاءٌ يَعْلَمُهُ فَأَبٰی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنْ يَّحْلِفَ فَارْتَجَعَ الْغُلَامَ فَصَحَّ عِنْدَهُ الْعَبْدُ فَبَاعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَلْفٍ وَ خَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ. (مؤطا محمد)

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک غلام ہر عیب سے بری الذمہ ہونے کی شرط کے ساتھ آٹھ سو درہم میں فروخت کیا۔ جس نے غلام خریدا تھا اس نے (بعد میں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا غلام کو تو ایک بیماری لگی ہے جس کا آپ نے مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا (لہٰذا آپ اپنا غلام واپس لیجئے۔ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس) خریدار نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے میرے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا جبکہ اس میں (فلاں) بیماری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میں نے اس کو ہر قسم کے عیب سے بری الذمہ ہونے کی شرط پر فروخت کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ کے بتائے ہوئے ضابطہ سے اتفاق نہیں کیا اور حکم دیا کہ عبداللہ بن عمر اس بات پر قسم کھائیں کہ انہوں نے جب غلام بیچا تھا تو ان کے علم میں غلام کی وہ بیماری نہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھانے کی بجائے غلام واپس

لے لیا۔ پھر جب وہ غلام ان کے پاس تندرست ہوگیا تو انہوں نے اس کو ڈیڑھ ہزار درہم میں فروخت کیا۔

فائدہ: اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ضابطہ سے اتفاق نہیں کیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے ضابطہ ہی کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے عین موافق ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ. (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔

باب: 21

بیع باطل

1۔ جو چیزیں مال نہ ہوں ان کی بیع

(i) آدمی کی لاش کی بیع

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّشْتَرُوْا جَسَدَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَبَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَّبِيْعَهُمْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مشرک نوفل بن عبداللہ جو جنگ خندق کے موقع پر خندق میں داخل ہو گیا تھا اور قتل کر دیا گیا تھا تو) مشرکوں نے چاہا کہ اس مشرک کی لاش کو (مسلمانوں سے) خرید لیں (اور اس کے لئے انہوں نے دس ہزار درہم کی قیمت کی پیشکش بھی کی) لیکن نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا (اور فرمایا کہ ہمیں نہ اس کی قیمت چاہئے اور نہ اس کی لاش چاہئے تم اس کی لاش کو یونہی لے جاؤ)۔

(ii) آزاد آدمی اور بچے کی بیع

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...... وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بتایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمی ایسے ہیں جن سے میں خود قیامت کے دن لڑوں گا (ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جو کسی آزاد آدمی کو (پکڑ کر) فروخت کر دے اور اس پر حاصل ہونے والی قیمت کو استعمال کر لے (بلکہ اس کے ذمہ ہے کہ وہ قیمت مالک کو واپس کرے اور آزاد کو چھڑائے)۔

(iii) خمر، خنزیر اور مردار کی بیع

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کو جبکہ آپ مکہ (مکرمہ) میں تھے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے (حقیقتاً) اور اس کے رسول نے (اسی کے حکم کی وجہ سے) شراب کی اور مردار (جانور) کی اور بتوں کی (اگرچہ وہ سونے چاندی کے بنے ہوں ان کی) بیع کو حرام قرار دیا۔

2۔بیع غرر یعنی غیر یقینی وجود یا غیر یقینی حصول والی اشیاء کی بیع

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا جس کا وجود غیر یقینی ہو کہ نہ جانے وہ چیز ہوگی یا نہیں یا جس کا حاصل ہونا غیر یقینی ہو۔

(i) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا تَشْتَرُوا السَّمَکَ فِی الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ (احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا پانی میں جو مچھلی ہو اس کو مت خریدو کیونکہ اس کا حصول غیر یقینی ہے۔

(ii) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (جانور کے موجودہ) حمل سے (جبکہ وہ مادہ ہو) آئندہ ہونے والے بچے کو فروخت کرنے سے منع کیا کیونکہ اس حمل سے زندہ بچہ پیدا ہونا، پھر اس کا مادہ ہونا اور پھر اس کا بچہ جننا یہ سب باتیں غیر یقینی ہیں)۔

(iii) عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ ﷺ عَنْ شِرَاءِ مَافِیْ بُطُوْنِ الْأَنْعَامِ حَتّٰی تَضَعَ وَعَنْ بَيْعِ مَا فِیْ ضُرُوْعِهَا إِلَّا بِكَيْلٍ وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰی تُقْسَمَ وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتّٰی تُقْبَضَ وَعَنْ ضَرْبَةِ الْقَانِصِ (احمد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے چوپایوں کے پیٹوں میں جنین کو اس کے جنے جانے سے پہلے خریدنے سے منع فرمایا (کیونکہ معلوم نہیں کہ وہ بچہ بھی ہے یا نہیں اور معلوم ہو جائے کہ بچہ ہے تو یہ یقین نہیں کہ وہ زندہ پیدا ہوگا) اور چوپایوں کے تھنوں میں جو دودھ ہے اس کو فروخت کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دودھ ہی نہ ہو کسی اور سبب سے وہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہوں) مگر جبکہ (اس کو نکال کر) پیمانہ سے ناپ کر فروخت کیا جائے اور غلام جبکہ وہ بھاگا ہوا ہو اس کے خریدنے

سے منع فرمایا (کیونکہ غلام دوبارہ گرفت میں آجائے یہ یقینی نہیں) اور مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کی خرید سے منع فرمایا (کیونکہ معلوم نہیں کہ فروخت کرنے والے کے حصہ میں وہ چیز آئے گی یا نہیں) اور قبضہ سے پہلے صدقہ کو خریدنے سے منع فرمایا (کیونکہ صدقہ ملنا اور اگر ملے تو اس میں وہی شے ملنا یقینی نہیں) اور مچھلی کے شکار کے لئے ایک دفعہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں آئیں ان کو فروخت کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ اس میں مچھلی کا پکڑا جانا یقینی نہیں)۔

(iv) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُّبَاعَ ثَمَرٌ حَتّٰى يُطْعَمَ أَوْ لَبَنٌ فِيْ ضَرْعٍ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ پھل کو (انسان یا جانوروں کے) کھانے کے لائق ہونے سے پہلے (یعنی جبکہ وہ پھول کی صورت میں ہو) فروخت کیا جائے (کیونکہ اس کا پھل بن جانا یقینی نہیں ہے) یا دودھ کو فروخت کیا جائے جبکہ وہ تھنوں میں ہو (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تھن دودھ سے نہ بھرے ہوں کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے پھولے ہوئے ہوں)۔

3۔ جو چیز وصف کی حیثیت رکھتی ہو اس کو فروخت کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُّبَاعَ صُوْفٌ عَلٰى ظَهْرٍ أَوْ سَمْنٌ فِيْ لَبَنٍ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ بھیڑ کی پشت پر ہوتے ہوئے اون کو اور دودھ میں ہوتے ہوئے گھی کو فروخت کیا جائے (کیونکہ اس صورت میں فروخت کی ہوئی شے صرف وصف کی حیثیت رکھتی ہے)۔

4- کتے اور خون کی بیع

عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ (بخاری)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خون (خواہ وہ انسان کا ہو یا کسی جانور کا ہو اس) کی قیمت (لینے) سے اور (شوقیہ پالے ہوئے) کتے کی قیمت (لینے) سے (اور مراد ہے ان دونوں کی خرید و فروخت سے) منع فرمایا (کیونکہ خون تو محض نجاست ہے اور شوقیہ کتا پالنا بالکل حرام ہے)۔

5۔ مفاد عام چیزوں کی بیع

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ (احمد و ابوداؤد)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان تین چیزوں میں (ایک دوسرے کے) شریک ہیں پانی میں (جبکہ وہ اپنے قدرتی منبع میں ہو اور اس کو نکال کر اپنے برتن میں جمع نہ کیا ہو) اور (قدرتی پیدا ہونے والی) گھاس میں (جبکہ اس کو کاٹا نہ گیا ہو) اور آگ میں۔

عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُزَنِيِّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ (ترمذی)

ایاس بن عبدالمزنی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پانی کی بیع سے منع کیا (جبکہ وہ اپنے قدرتی منبع میں ہو کیونکہ اس صورت میں وہ پانی فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہیں ہے بلکہ اس میں تمام مسلمان شریک ہیں)۔

6- جو چیز اپنی ملکیت میں نہ ہو اس کی بیع

عَنْ حکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَاتِیْنِی الرَّجُلُ فَیُرِیْدُ مِنِّی الْبَیْعَ لَیْسَ عِنْدِیْ أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوْقِ فَقَالَ لَا تَبِعْ مَالَیْسَ عِنْدَکَ (ابوداؤد)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول (ایسا ہوتا ہے کہ) میرے پاس ایک شخص آتا ہے جو مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی۔ تو کیا (اس سے سودا کرلوں اور پھر) بازار سے وہ چیز اس کے لئے خریدلوں (اور اس کو دے دوں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چیز تمہاری ملکیت میں نہ ہو تم (اپنے لئے) اس کو فروخت نہ کرو۔

فائدہ: اس کی متبادل جائز صورت یہ ہے کہ آدمی خریدار سے پہلے سودا نہ کرے بلکہ اس کو کہے کہ میں پہلے وہ شے منگوالیتا ہوں پھر سودا کرلیں گے۔

کھانے پینے کی چیزوں کی خرید کے بعد ان پر قبضہ سے پہلے ان کی فروخت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی طَعَامًا فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهُ وَیَقْبِضَهُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے غلہ خریدا تو وہ اس کو فروخت نہ کرے جب تک اس کو پورا وصول نہ کرلے اور اس پر قبضہ نہ کرلے۔

دیگر چیزوں میں بھی قبضہ سے پہلے ان کی فروخت

عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ کُلَّ شَیْءٍ مِثْلَهُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے غلہ خریدا تو جب

تک وہ اس کو پورا وصول نہ کرلے اس کو (آگے) فروخت نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کہتے ہیں میری رائے میں ہر چیز کا حکم غلہ کے حکم کی مانند ہے۔

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ رَجُلٌ أَبْتَاعُ هٰذِهِ الْبُيُوْعَ وَأَبِيعُهَا فَمَا يَحِلُّ لِیْ هٰهُنَا وَمَا يَحْرُمُ قَالَ لَا تَبِيعَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَقْبِضَهٗ (نسائی فی سنن الکبری)

حضرت حکیم بن حزام ﷺ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں (تاجر ہوں اور) سامان خریدتا ہوں اور فروخت کرتا ہوں تو میرے لئے کیا جائز ہے اور کیا نا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کسی بھی (خریدی ہوئی) شے کو فروخت نہ کرو جب تک (پہلے فروخت کنندہ سے اس پر) قبضہ نہ لے لو۔

فائدہ: بعض حدیثوں میں قبضہ کے ساتھ سامان کو اپنی جگہ منتقل کرنا مذکور ہے مثلاً

فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَهٗ حَتّٰى نَنْقُلَهٗ مِنْ مَكَانِهٖ (مسلم)

(ہم غلہ خریدتے) تو رسول اللہ ﷺ ہمیں غلہ کو اس جگہ سے منتقل کرنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع کرتے۔

اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اصل میں مراد قبضہ کرنا ہے اور چونکہ عام طور سے لوگ اس کو اپنی جگہ لے جاتے ہیں اس لئے حدیث میں قبضہ کو منتقل کرنے سے تعبیر فرمایا۔

قبضہ سے پیشتر فروخت کرنے کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایسی چیز پر نفع کمایا جا رہا ہے جو اپنی ذمہ داری (یعنی Risk) میں نہیں آتی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحِلُّ رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چیز اپنی ذمہ داری میں نہ آئی ہو (مثلاً کسی سے کوئی سامان خریدا لیکن ابھی اس سامان پر قبضہ نہیں کیا اور وہ سامان ابھی تک فروخت کنندہ کی ذمہ داری میں ہے کہ اگر وہ سامان کسی آفت سے ضائع ہو جائے تو فروخت کنندہ ہی کا گیا اور خریدار نے قبضہ سے پیشتر ہی اس کو آگے فروخت کر کے نفع کمایا) تو اس پر حاصل ہونے والا نفع حلال نہیں ہے۔

غیر منقولہ جائیداد کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے

عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ إِنَّ عُثْمَانَ ﷺ اِبْتَاعَ مِنْ طَلْحَةَ أَرْضًا بِالْمَدِيْنَةِ نَاقِلَةً بِأَرْضٍ لَّهٗ بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ بِعْتُكَ مَالَمْ أَرَهٗ فَقَالَ طَلْحَةُ إِنَّمَا النَّظْرُ لِیْ لِأَنِّیْ اِبْتَعْتُ مَغِيْبًا وَأَنْتَ قَدْ رَأَيْتَ مَاابْتَعْتَ فَتَحَاكَمَا إِلٰى جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَقَضٰى عَلٰى عُثْمَانَ أَنَّ الْبَيْعَ جَائِزٌ وَأَنَّ النَّظَرَ

لِطَلْحَةَ لِأَنَّهُ ابْتَاعَ مَغِيبًا (بیهقی)

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ میں واقع ان کی زمین کوفہ میں واقع اپنی زمین کے عوض خریدی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کا ارادہ ہوا کہ سودے کو منسوخ کردیں تو اس کے لئے انہوں) نے کہا کہ میں نے آپ کے ہاتھ ایسی زمین بیچی تھی جو میں نے (قبضہ کرنا تو دور کی بات ہے دیکھی ہی نہ تھی (نہ خود اور نہ ہی اپنے وکیل ونمائندے کے ذریعہ سے) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا (جو سودا آپ نے میرے ساتھ کیا ہے اس میں آپ کو خیار رویت کا کچھ حق نہیں) خیار رویت کا حق صرف میرا ہے کیونکہ میں نے ایک ان دیکھی زمین خریدی ہے (جو کوفہ میں ہے) جبکہ آپ نے (مدینہ کی) جو زمین خریدی ہے وہ آپ دیکھ چکے ہیں (اور کوفہ کی زمین اگرچہ آپ نے نہ دیکھی تھی لیکن وہ آپ نے جب اپنے اختیار سے فروخت کی تو خیار رویت کا آپ کا حق ختم ہوگیا)۔ دونوں اپنا مقدمہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سودا جائز ہے اور خیار رویت طلحہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کیونکہ انہوں نے ان دیکھی جائیداد کو خریدا ہے۔

باب: 22

بیع فاسد

ادھار سودے میں ادائیگی کی مدت مجہول ہو

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لاَ تَبِيْعُوْا إِلَى الْعَطَاءِ وَلاَ إِلَى الدِّيَاسِ (کتاب الام للشافعی)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس طرح سے ادھار فروخت مت کرو کہ قیمت اس وقت لے لیں گے جب خریدار کو وظیفہ ملے گا یا جب کھیتی کٹے گی (کیونکہ یہ باتیں آگے پیچھے ہو جاتی ہیں اور اس کی وجہ سے سودا کرنے والوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے۔)

ایک سودا درحقیقت دو سودوں پر مشتمل ہو

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ (ترمذی و نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع فرمایا (جس کی صورت یہ ہے کہ فروخت کنندہ خریدار سے کہے کہ یہ شے نقد میں سو روپے کی ہے اور ادھار میں سوا سو کی ہے اور خریدار کہے کہ مجھے منظور ہے۔ دونوں ایک سودا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہاں دو سودے بن گئے ایک نقد کا سو روپے میں اور ایک ادھار کا سوا سو روپے میں اور خریدار نے ان میں سے کسی ایک کی تعیین نہیں کی)۔

فائدہ: اگر خریدار جواب میں یوں کہے کہ مجھے نقد منظور ہے یا یوں کہے کہ مجھے ادھار منظور ہے تو یہ ایک ہی سودا ہوگا کیونکہ خریدار نے ان میں سے ایک کی تعیین کر دی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ (احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع فرمایا۔

سودے میں قرض کی شرط کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرض اور بیع (دونوں اکٹھے ہوں یہ) جائز نہیں (مثلاً زید بکر سے کہے کہ میں تمہیں ایک لاکھ روپے قرض اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم اپنا یہ مکان میرے ہاتھ اتنی رقم پر فروخت کرو گے یا زید نے بکر سے یوں کہا کہ میں نے تمہارے ہاتھ اپنا مکان اتنی رقم پر اس شرط سے فروخت کیا کہ تم مجھے ایک لاکھ روپیہ قرض دو گے)

سودے کو غیر متعلقہ شرطوں کے ساتھ مشروط کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحِلُّ شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک سودے میں دو شرطیں (یعنی ایک تو خود سودا اور دوسرے سودے میں لگائی ہوئی غیر متعلقہ شرط) جائز نہیں ہیں۔

ایک روایت جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں اس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَّشَرْطٍ یعنی نبی ﷺ نے بیع اور (غیر متعلقہ) شرط (کو جمع) کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے سفر کے دوران ان کا اونٹ خریدا۔ بعض روایتوں میں جو الفاظ ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سودے میں مدینہ منورہ تک اپنے لئے اونٹ کی سواری کی شرط کی حالانکہ یہ شرط غیر متعلقہ ہے کیونکہ یہ سودے کا تقاضا نہیں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ...... فَقَالَ بِعْنِيْهِ فَبِعْتُهُ مِنْهُ بِخَمْسِ أَوَاقٍ قَالَ قُلْتُ عَلٰى أَنَّ لِيْ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک غزوہ سے واپسی کے دوران) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنا اونٹ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ وہ اونٹ پانچ اوقیہ چاندی کے عوض فروخت کر دیا اور میں نے یہ بھی کہا کہ (یہ سودا) اس شرط کے ساتھ ہے کہ مجھے مدینہ تک اس پر سواری کا حق ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ٹھیک ہے مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے کہ) تمہیں مدینہ تک اس پر سواری کا حق ہوگا۔

ذیل میں ہم پورا واقعہ ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ سواری کرنے کا ذکر سودے میں شرط

کے طور پر نہیں ہوا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاحَقَ بِیْ وَتَحْتِیْ نَاضِحٌ لِّیْ قَدْ أَعْيَا وَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ قَالَ فَقَالَ لِیْ مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ عَلِيْلٌ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهٗ وَدَعَالَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَیِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ قَالَ فَقَالَ لِیْ كَيْفَ تَرٰی بَعِيْرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَ فَتَبِيْعُنِيْهِ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَّنَا نَاضِحٌ غَيْرُهٗ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهٗ إِيَّاهُ عَلٰی أَنَّ لِیْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ حَتّٰی أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ عَرُوْسٌ فَاسْتَاذَنْتُهٗ فَأَذِنَ لِیْ فَتَقَدَّمْتُ ...... فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَأَعْطَانِیْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَیَّ (مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ بِعْنِیْ جَمَلَكَ هٰذَا قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَلَكَ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيْهِ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا بِعْنِيْهِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ لِرَجُلٍ عَلَیَّ أُوْقِيَةَ ذَهَبٍ فَهُوَلَكَ بِهَا قَالَ قَدْ أَخَذْتُهٗ فَتَبْلُغُ عَلَيْهِ إِلَی الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ أَعْطِهٖ أُوْقِيَةً مِنْ ذَهَبٍ وَزِدْهُ قَال فَأَعْطَانِیْ أُوْقِيَةً مِنْ ذَهَبٍ وَزَادَنِیْ قِيْرَاطًا قَالَ فَقُلْتُ لَا تُفَارِقُنِیْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَكَانَ فِیْ كِيْسٍ لِّیْ فَأَخَذَهٗ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ (مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ فَنَزَلْتُ مِنَ الرَّحْلِ إِلَی الْأَرْضِ قَالَ مَا شَانُكَ قَالَ قُلْتُ جَمَلُكَ قَالَ قَالَ لِیْ اِرْكَبْ جَمَلَكَ قَالَ قُلْتُ مَا هُوَ بِجَمَلِیْ وَلٰكِنَّهٗ جَمَلُكَ قَالَ كُنَّا نُرَاجِعُهٗ مَرَّتَيْنِ فِی الْأَمْرِ إِذَا أَمَرَنَا بِهٖ فَإِذَا أَمَرَنَا الثَّالِثَةَ لَمْ نُرَاجِعْهُ قَالَ فَرَكِبْتُ الْجَمَلَ (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوا۔ (واپسی کے سفر میں) رسول اللہ ﷺ (اپنی سواری پر) میرے پاس آئے۔ میرا اونٹ بیمار تھا اور مشکل سے چلتا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا۔ میں نے کہا یہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ (میرے اونٹ کے) پیچھے ہوئے اور اس کو زبان سے ہنکایا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ پھر تو وہ اونٹ سب اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا (کیوں بھئی اب تم) اپنے اونٹ کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے کہا میں اس میں بھلائی پا تا ہوں۔ اس کو تو آپ کی برکت (کی دعا) لگ گئی ہے۔ آپ فرمایا کیا تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو۔ مجھے آپ کے ہاتھ فروخت کرتے ہوئے شرم آئی اور ہمارے پاس کوئی دوسرا اونٹ بھی نہ تھا (لیکن میں نے آپ کے فرمان کو ترجیح دیتے ہوئے کہا) نہیں یہ آپ کو ویسے ہی ہدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ نہیں بلکہ اسے میرے ہاتھ فروخت کردو۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول (اس کی کیا ضرورت ہے) یہ آپ کو ویسے ہی ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا نہیں (میں ہدیہ میں نہیں لوں گا) بلکہ تم اسے میرے ہاتھ فروخت کردو۔ میں نے کہا ایک شخص کا میرے ذمہ ایک اوقیہ سونا ہے تو ایک اوقیہ سونے کے بدلہ میں یہ آپ کو فروخت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں نے (اس قیمت کے عوض) اس اونٹ کو لیا۔ (جب سودا ہوگیا) تو میں اونٹ سے اتر کر زمین پر کھڑا ہوگیا۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (کیوں اتر گئے ہو) میں نے جواب دیا (اب تو یہ) آپ کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم اپنے اونٹ پر سوار ہو جاؤ (یہ آپ ﷺ نے ان کو ہدیہ کی نیت کرتے ہوئے کہا) کہتے ہیں میں نے کہا (اے اللہ کے رسول اب) یہ میرا اونٹ تو نہیں رہا اب تو آپ کا اونٹ ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب ہمیں کسی بات کا کہتے تھے تو (اشکال ہونے پر) ہم دو مرتبہ تو آپ سے اپنی بات کرتے تھے اور جب آپ ہمیں تیسری مرتبہ کہتے تھے تو ہم پھر آگے سے کچھ نہیں بولتے تھے (بس آپ کے کہے پر عمل کرتے تھے) تو (اس وجہ سے) میں اونٹ پر (دوبارہ) سوار ہوگیا (اس بات کو اختصار کی وجہ سے بعض نے یوں ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اونٹ لے لیا اب تم اس پر مدینہ تک سواری کرو اور بعض نے یوں ذکر کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اونٹ آپ کو بیچا لیکن مجھے مدینہ تک اس پر سواری کا حق ہوگا۔ لیکن اصل بات وہ ہے جو اوپر تفصیل سے ذکر ہوئی)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری نئی نئی شادی ہوئی تھی لہذا میں نے (دوسرے لوگوں سے پہلے تیز تیز مدینہ پہنچنے کی) نبی ﷺ سے اجازت چاہی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی اور میں پہلے مدینہ پہنچ گیا۔

(بعد میں) جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں آپ کے پاس اونٹ لے کر گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اس اونٹ کی قیمت ادا کی اور پھر اونٹ بھی مجھے ہی واپس (ہدیہ) کر دیا۔ قیمت کی ادائیگی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ان کو ایک اوقیہ سونا دے دو اور کچھ مزید بھی دے دو تو بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک اوقیہ سونا دیا اور مزید ایک قیراط دیا۔ میں نے خود سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو مزید سونا عطا کیا ہے وہ (برکت کی خاطر اپنے پاس رکھوں گا) وہ مجھ سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔ تو وہ میری ایک تھیلی میں رہا لیکن (یزید کے زمانے میں جب یزید کی فوج نے مدینہ والوں سے) جنگ حرہ (کی اور بعد) میں (غارت گری کی تو) یزید کے شامی لشکر نے وہ قیراط چھین لیا۔

ناپ تول والی چیز کو خریدار جب تک خود ناپ تول نہ کر لے یا سودے کے وقت ناپ تول ہوتے نہ دیکھ لے اس کا استعمال یا آگے اس کی فروخت جائز نہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يَجْرِيَ فِيْهِ الصَّاعَانِ صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ الْمُشْتَرِيْ (ابن ماجه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غلہ (کے خریدار کو اس) کی فروخت سے منع کیا یہاں تک کہ اس میں دو پیمانے جاری نہ ہو جائیں ایک پیمانہ فروخت کنندہ کا اور ایک پیمانہ خریدار کا (جس کی صورت یہ ہے کہ زید بکر سے ایک من گندم خریدے تو زید اور بکر دونوں اس کی پیمائش یا تول کریں چاہے تو دونوں سامنے ہو کر اس کو ایک دفعہ تول لیں۔ اس سے بھی دونوں کا تول ہو جائے گا یا اگر بکر نے اس کو پہلے سے تول کر رکھا ہو تو زید اس کو بکر کی دکان پر تولے یا اپنے گھر لا کر تولے۔ اس طرح سے جب دونوں کے تول ہو جائیں (اور زید کو بھی علم ہو جائے کہ وہ گندم ایک من ہے اس سے زیادہ نہیں ہے تب زید اس کو خود استعمال کرے یا آگے فروخت کرے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بکر نے غلطی سے زیادہ تول دی ہو اور زید زائد کو بھی اپنی سمجھ کر استعمال کرلے حالانکہ وہ اس کی نہیں ہے دوسرے کی ملکیت ہے)۔

باب: 23

بیع مکروہ

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد بیع

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا يَصْلُحُ الْبَيْعُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يُنَادِىْ لِلصَّلٰوةِ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَاشْتَرِ وَبِعْ (محلى ابن حزم).

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ کے دن جس وقت نماز کے لئے (مؤذن پہلی) اذان کہے اس وقت خرید وفروخت کرنا درست نہیں۔ ہاں جب نماز ہو چکے تو پھر خرید و فروخت کرو۔

مسجد میں سودا لا کر خرید وفروخت کرنا

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو مسجد میں (سودا لا کر فروخت کرتے یا خریدتے دیکھو تو کہو کہ اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے)

ایک کی فروخت پر اپنی فروخت کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک دوسرے کی فروخت پر اپنی فروخت نہ کرے (جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے بکر سے صحیح قیمت پر کوئی شے خیار شرط کے ساتھ خریدی۔ اب خالد زید سے کہتا ہے کہ تم اپنی یہ خریداری ختم کردو میں تمہیں ایسی ہی چیز اس سے کم قیمت پر فروخت کرتا ہوں)۔

ایک کے سودے پر اپنا سودا کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلٰی سَوْمِ الْمُسْلِمِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے (جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید اور بکر کسی خاص قیمت کے عوض ایک سودا کرنے پر راضی ہو گئے ہیں۔ اب فروخت کنندہ جو کہ بکر ہے خالد اس کے پاس آ کر اس کو کہتا ہے کہ تم اسی قیمت پر یا اس سے بھی زائد قیمت پر میرے ہاتھ فروخت کر دو)۔

شہر سے باہر جا کر تجارتی قافلہ سے سامان خریدنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یُتَلَقَّی الرُّکْبَانُ لِبَیْعٍ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (شہر کی طرف آنے والے تجارتی قافلہ کی خبر سن کر قافلہ والوں کو یہ دھوکہ دے کر کہ شہر میں نرخ گرے ہوئے ہیں سستے داموں) سامان خریدنے کی خاطر (یا سارا مال خرید کر ذخیرہ اندوزی کرنے اور پھر منہ مانگے داموں پر بیچنے کی خاطر) قافلہ والوں سے (شہر سے باہر جا کر) ملاقات نہ کی جائے۔

فائدہ: اسی کو دوسری حدیثوں میں تلقی جلب اور تلقی سلع بھی کہا گیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یُّتَلَقَّی الْجَلَبُ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (شہر سے باہر نکل کر) تجارتی قافلہ سے ملاقات نہ کی جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی أَنْ تُتَلَقَّی السِّلَعُ حَتّٰی تَبْلُغَ الْأَسْوَاقَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ سامان کے (شہر کی) منڈیوں میں پہنچنے سے پہلے ہی اس (کا سودا کر کے اس) کو لے لیا جائے۔

اگر خریدار نے قافلہ والوں کو قیمت بتانے میں دھوکہ دیا ہو تو خریدار کے یہ کہنے پر کہ دھوکہ ہونے کی صورت میں پیسے واپس ہوں گے یا قافلہ والوں کے اپنے لئے خیار شرط طے کرنے پر ان کو سودا واپس کرنے اختیار ہوگا۔

عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَلَقَّوا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰی مِنْهُ فَإِذَا أَتٰی سَیِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِیَارِ (مسلم).

ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجارتی قافلوں (کے شہر میں آنے سے پہلے ہی ان) سے جا کر نہ ملو۔ جو کوئی قافلہ والے سے جا کر ملا اور اس سے سامان خریدا پھر (اتفاق سے) قافلہ والا (شہر کی) منڈی میں آ جائے (اور وہ یہ دیکھے کہ خریدار نے اسے دھوکہ دے کر اس سے کم قیمت پر مال خریدا ہے اور اس سے دھوکہ سے بچنے کے لئے سودے میں خیار شرط طے کیا تھا) تو اس کو سودا فسخ کرنے (اور اپنا سامان واپس لینے) کا اختیار ہوگا۔

فائدہ: سودا فسخ کرنے کے لئے خیار شرط کی قید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت منقذ بن حبان رضی اللہ عنہ کو سودے میں دھوکہ سے بچنے کے لئے خیار شرط کرنے کا حکم دیا تھا۔

شہری کا دیہاتی کو اناج فروخت کرنا یا دیہاتی کیلئے اناج فروخت کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ (مسلم)

نوٹ: اس حدیث کے مندرجہ ذیل دو مطلب نکلتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔ (جب شہر میں غلہ کی کمیابی ہو تو) شہر والا (غلہ کا تاجر زیادہ نفع کی خاطر اپنا غلہ) گاؤں والے (یا کسی دوسرے علاقہ والے) کے ہاتھ فروخت نہ کرے (کیونکہ اس میں اپنے شہر والوں کا نقصان ہے)

2۔ (زیادہ دلالی، آڑھت اور کمیشن کی خاطر) شہری (دلال، آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ بن کر) دیہات والے کے لئے (غلہ وغیرہ) فروخت نہ کرے (جبکہ اگر دیہات والا خود فروخت کرتا تو سستے داموں فروخت کرتا۔ یہ مطلب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهٗ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا یَكُنْ لَهٗ سِمْسَارًا (مسلم)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حاضر لباد کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا (اس سے مراد یہ ہے کہ) شہر والا دیہات والے کے لئے دلال نہ بنے (کہ پھر اس کے ذریعہ سے مفاد عامہ کے خلاف کام کرے)۔

فائدہ: اگر شہری صحیح داموں پر فروخت کرے تو اس کا دیہات والے کے لئے دلال یا آڑھتی بننا جائز ہے کیونکہ دلالی بذات خود جائز ہونے کی وجہ سے اس حدیث میں اس علت سے منع کی گئی ہے کہ وہ مفاد عامہ کے خلاف ہو۔

اصل خریدار سے زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لئے جھوٹے دام لگوانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ النَّجْشِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش (یعنی خرید نے کی نیت کے بغیر زیادہ دام لگانا تا کہ خریدار یہ دیکھ کر کہ اور لوگ زیادہ بولی لگا رہے ہیں یہ سمجھے کہ یہ شے تو بڑی قیمتی معلوم ہوتی ہے اور وہ بھی زیادہ بولی لگانے پر آمادہ ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات) سے منع فرمایا۔

باب: 24

متفرق معاملات

تَوْلِیَه یعنی لاگت پر فروخت کرنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَکْرٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ خُذْ بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ إِحْدٰی رَاحِلَتَیَّ هَاتَیْنِ فَقَالَ ﷺ بِالثَّمَنِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (ہجرت کے موقع پر) نبی ﷺ سے درخواست کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ میری ان دو سواریوں میں سے ایک لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (میں نے ایک سواری لی) اس کی قیمت (یعنی لاگت) کے عوض میں (اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے یہ اتنے میں خریدی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس لاگت پر خریدی)۔

مُرَابَحه یعنی اصل دام پر متعین نفع لے کر بیچنا

عَنْ أَبِیْ بَحْرٍ عَنْ شَیْخٍ لَهُمْ قَالَ رَأَیْتُ عَلٰی عَلِیٍّ إِزَارًا غَلِیْظًا قَالَ اِشْتَرَیْتُ بِخَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَمَنْ أَرْبَحَنِیْ فِیْهِ دِرْهَمًا بِعْتُهُ إِیَّاهُ (احمد)

ابو بحر کے شیخ یعنی قابل اعتبار اور ثقہ استاد کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ (کے کندھے) پر ایک موٹا تہہ بند دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے یہ تہہ بند پانچ درہم میں خریدا ہے تو جو کوئی مجھے ایک درہم نفع دے میں اس کے ہاتھ اس کو بیچتا ہوں۔

ذخیرہ اندوزی (Hoarding)

عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ احْتَکَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ (مسلم)

حضرت معمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے (غلہ کی) ذخیرہ اندوزی کی اس نے

گناہ کا کام کیا۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنِ احْتَکَرَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ طَعَامًا ضَرَبَہُ اللّٰہُ بِالْجُذَامِ وَالْاِفْلَاسِ (احمد و ابن ماجه)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے مسلمانوں (کے مفاد عامہ) کے خلاف غلہ کی ذخیرہ اندوزی کی اللہ تعالیٰ اس پر (بعض اوقات سزا کے طور پر) کوڑھ کا مرض یا افلاس مسلط کردیتے ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ (ابن ماجه)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (غلہ کی) ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون (اور اللہ کی رحمت سے محروم) ہے۔

فائدہ: عام رائے تو یہی ہے کہ صرف اناج میں ذخیرہ اندوزی منع ہے لیکن چونکہ زیادہ تر حدیثوں میں اناج کی قید نہیں ہے اس لئے امام ابو یوسف رحمہ اللہ مفاد عامہ کے لئے مضر دیگر چیزوں میں بھی ذخیرہ اندوزی کو انہی حدیثوں کی ممانعت میں شامل کرتے ہیں۔

پھل کے صلاح سے پہلے اس کو فروخت

پھل لگنے کے بعد اس کی فروخت جائز ہے لیکن بہتر ہے کہ پھل جب ہلاکت سے محفوظ ہو جائے اس وقت فروخت کیا جائے

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ کَانَ النَّاسُ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَتَبَایَعُوْنَ الثِّمَارَ فَاِذَا جَذَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِیْھِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ اِنَّہٗ اَصَابَ الثَّمَرَ الدَّمَانُ اَصَابَہٗ مُرَاضٌ قُشَامٌ عَاھَاتٌ یَحْتَجُّوْنَ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا کَثُرَتْ عِنْدَہُ الْخُصُوْمَۃُ فِیْ ذٰلِکَ فَاِمَّا لَا فَلَا تُبَایِعُوْا حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ کَالْمَشُوْرَۃِ یُشِیْرُ بِھَا لِکَثْرَۃِ خُصُوْمَتِھِمْ. (بخاری)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب پھل توڑنے کا وقت آتا اور لوگوں کے (ادائیگی کیلئے) تقاضے شروع ہو جاتے تو خریدار کہتا کہ پھل تو پکنے سے پہلے گل سڑ گیا یا اس کو پھلوں کی وہ بیماری لگ گئی یا وہ بیماری لگ گئی یعنی مختلف بیماریوں اور آفتوں کا ذکر کر کے اپنے لئے (ادائیگی نہ کرنے کی) دلیل پکڑتے۔ جب یہ جھگڑے زیادہ ہی پیش آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے بطور مشورہ کے فرمایا اگر تم اس خرید و فروخت کو ترک نہیں

کر سکتے تو پھر یہ کیا کرو کہ پھل کے ہلاکت سے محفوظ ہونے سے پہلے اس کی خرید وفروخت مت کرو۔

ابتدائی کچے پھل کو اس شرط سے فروخت کرنا کہ پکنے تک پھل درخت پر لگا رہے گا جائز نہیں

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهٗ وَمَا تُزْهِيَ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَا يَاخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ. (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کے ازہاء سے پہلے (اس شرط سے) اس کی فروخت سے منع فرمایا (کہ پکنے تک پھل درخت پر لگا رہے گا)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ازہاء کا کیا مطلب ہے انہوں نے جواب دیا (اس کا مطلب ہے) پھل کا (پک کر) سرخ ہونا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (مذکورہ حکم کی علت کو اس طرح) بیان کیا کہ دیکھو (جب یہ شرط ہوگی کہ پھل پکنے تک درخت پر لگا رہے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھل فروخت کنندہ کے قبضہ میں رہے گا اور وہی پھل کا ذمہ دار ہوگا لہٰذا اگر کسی قدرتی آفت سے پھل ہلاک ہو جائے گا تو وہی اس کی ہلاکت کا ذمہ دار ہوگا اور اسی کے مال کی ہلاکت شمار ہوگی) تو (اے فروخت کنندہ ایسی صورت میں) تم اپنے (خریدار) بھائی کا مال کس بنیاد پر لیتے ہو۔

فائدہ: 1- ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پھل ظاہر ہونے کے بعد اس کے پکنے سے پہلے کوئی شرط کئے بغیر اس کی فروخت جائز ہے۔

2- پہلی حدیث میں پھل کے صلاح ظاہر ہونے تک اور دوسری حدیث میں پھل کے ازہاء ہونے تک کا ذکر ہے۔ ان دونوں سے کیا مراد ہے؟

i- **قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا صَلَاحُهٗ قَالَ تَذْهَبُ عَاهَتُهٗ. (بخاری و مسلم)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ پھل کی صلاح سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ اس کی ہلاکت کا خوف جاتا رہے۔

ii- **عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ. (مسلم)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پھل پکنے سے پہلے اس کو فروخت کرنے سے منع کیا۔

iii- **قِيْلَ لِأَنَسٍ وَمَا تُزْهِيَ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ. (بخاری)**

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ازہاء سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا پھل کا پک کر سرخ ہونا۔

iv- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَ يَاْمَنَ الْعَاهَةَ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید ہونے اور آفت سے محفوظ ہونے تک گندم کے خوشوں کی فروخت سے منع فرمایا

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صلاح اور ازہاء سے اصل مراد پھل کا آفت اور ہلاکت سے محفوظ ہونا ہے لیکن اس میں پھل مختلف ہوتے ہیں۔ بعض میں امن اس وقت ہوتا ہے جب پھل پک جائے اور اس میں مٹھاس پیدا ہو جائے، بعض میں اس وقت ہوتا ہے جب اس میں سرخی یا سفیدی آ جائے اور بعض میں جب کہ وہ کچے ہی ہوں لیکن اصل حجم حاصل ہو چکا ہو۔

جاہلیت کے دور کے بعض معاملات سے ممانعت

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَ الْمُنَابَذَةِ فِی الْبَيْعِ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سودے میں ملامست اور منابذہ سے منع فرمایا (ملامست کا طریقہ یہ تھا کہ خریدار رات کا وقت ہو یا دن کا محض سودے کی نیت سے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے تو بس سودا ہو گیا، خریدار کو کپڑے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ اور منابذہ کا طریقہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور دوسرا پہلے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے تو سودا ہو گیا۔ اگرچہ دونوں نے دوسرے کا کپڑا نہ تو دیکھا ہو اور نہ ہی دونوں دوسرے کے کپڑے پر راضی ہوں۔

فائدہ: ایسے معاملات کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو سودا ہو جائے گا لیکن ایک تو گناہ ہوگا دوسرے خریدار کو خیار رویت حاصل ہوگا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری کی بیع سے منع فرمایا۔

(اس کی مندرجہ ذیل صورتیں تھیں۔

i- آدمی کہے کہ جب کنکری پھینکوں تو سودا ہو گیا۔

ii- جب تم کنکری پھینکو تو جس چیز پر تمہاری کنکری گرے وہ چیز تمہیں فروخت ہے۔

iii- جہاں تک تمہاری کنکری جائے اتنی زمین تمہیں فروخت ہے۔

بیعانہ کی ضبطی منع ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعِرْبَانِ (مؤطا مالک)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عربان (یا عربون) کی فروخت سے منع فرمایا (جس کی صورت یہ ہے کہ زید بکر سے کوئی سودا مثلاً ایک ہزار روپے میں خریدے اور بکر کو ایک سو روپے دے کر کہا کہ یہ رکھ لو اگر میں نے سودا نہ لیا بلکہ واپس کیا تو یہ سو روپے تمہارے ہیں تم ان کو ضبط کر سکتے ہو۔

3- بیع عینہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ضُمِّنَ النَّاسُ بِالدِّيْنَارِ وَ الدِّرْهَمِ وَتَبَايَعُوْا بِالْعِيْنَةِ وَاتَّبَعُوْا أَذْنَابَ الْبَقَرَةِ وَتَرَكُوا الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهِمْ ذِلًّا فَلَا يَرْفَعُهٗ حَتّٰى يُرَاجِعُوْا دِيْنَهُمْ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگوں سے دینار و درہم میں جرمانہ وصول کیا جانے لگے اور لوگ بیع عینہ کرنے لگیں اور بیلوں کی دموں کے پیچھے لگ جائیں (یعنی اپنے تمام اوقات صرف کھیتی باڑی اور دنیا کے کاروبار میں لگا دیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کر دیں تو اللہ تعالیٰ لوگوں پر ذلت نازل فرمائیں گے جس کو ان سے اس وقت تک نہیں ہٹائیں گے جب تک کہ وہ واپس دین (کے احکام) کی طرف نہ لوٹ آئیں۔

فائدہ: بیع عینہ کا مطلب جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ زید کو رقم کی ضرورت ہے لیکن کوئی اسے قرض دینے پر تیار نہیں۔ بکر زید سے کہتا ہے کہ تم مجھ سے یہ موٹر سائیکل ایک سال کے ادھار پر ساٹھ ہزار میں خرید لو۔ زید مجبور ہو کر بکر سے وہ موٹر سائیکل خرید لیتا ہے۔ پھر بکر زید سے وہی موٹر سائیکل چالیس ہزار نقد میں خرید لیتا ہے اور زید کو چالیس ہزار ادا کر دیتا ہے۔ یہ صورت تو کھلے سود کی ہے کیونکہ بکر کو اپنی موٹر سائیکل بھی مل گئی اور ساتھ ہی بیس ہزار روپے بھی ملے جب کہ زید نے درمیان میں قیمت بھی ادا نہیں کی تھی۔

بیع عینہ کی ایک ملتی جلتی صورت یہ ہے کہ بکر زید کو کہے کہ تم مجھ سے میری یہ موٹر سائیکل ساٹھ ہزار میں ادھار خرید لو اور بازار میں لے جاؤ۔ وہاں یہ چالیس ہزار میں بک جائے گی تو فروخت کر کے چالیس ہزار وصول کر لو۔

یہ صورت بھی مکروہ ہے کیونکہ اس میں دوسرے کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا ہے اور بخل کا مظاہرہ ہے۔

باب: 25

حقوق کی بیع

مال غنیمت کی تقسیم سے قبل اس میں اپنے حق کی فروخت منع ہے

عَنْ رُوَیْفَعِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْمَ حُنَیْنٍ لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ یَّبْتَاعَ مَغْنَمًا حَتّٰی یُقْسَمَ (احمد و ابوداؤد).

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر فرمایا جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے (کسی کا اس میں) حصہ خریدے۔

راشن کی پرچی کی فروخت منع ہے

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ أَنَّ صِکَاکَ التُّجَّارِ خَرَجَتْ فَاسْتَاذَنَ التُّجَّارُ مَرْوَانَ فِیْ بَیْعِھَا فَأَذِنَ لَھُمْ فَدَخَلَ أَبُوْھُرَیْرَۃَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ أَذِنْتَ فِیْ بَیْعِ الرِّبَا وَقَدْ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ یُّشْتَرَی الطَّعَامُ ثُمَّ یُبَاعُ حَتّٰی یُسْتَوْفٰی قَالَ سُلَیْمَانُ فَرَأَیْتُ مَرْوَانَ بَعَثَ الْحَرَسَ فَجَعَلُوْا یَنْتَزِعُوْنَ الصِّکَاکَ مِنْ أَیْدِیْ مَنْ لَا یَتَحَرَّجُ مِنْھُمْ (احمد و مسلم)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تاجر (قسم کے لوگوں) کے نام راشن کی پرچیاں جاری ہوئیں (جن پر حکومت یا اہل خیر کی جانب سے اتنے راشن ملنے کے وعدے کی تحریر ہوتی تھی) تو ان لوگوں نے (اس وقت کے مدینہ منورہ کے گورنر) مروان سے ان کو فروخت کرنے کی اجازت چاہی۔ مروان نے ان کو اجازت دے دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (کو اس کا علم ہوا تو وہ) مروان کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے سودی معاملہ کی اجازت دے دی ہے حالانکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ غلہ خریدا جائے اور اس پر قبضہ کئے بغیر اس کو آگے فروخت کر دیا جائے (راشن کی پرچی میں بھی یہی بات

ہے کہ راشن پر ابھی قبضہ نہیں ہوا اور لوگوں نے اس کو فروخت کرنا شروع کر دیا کیونکہ پرچی سے اصل مقصود تو راشن اور غلہ ہے پرچی کا کاغذ نہیں۔ مروان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تو) سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مروان نے (اس سے روکنے کے لئے) سپاہی بھیجے جو (لوگوں کو ان پرچیوں کی فروخت سے روکتے اور) ان لوگوں میں سے جو باز نہ آتے ان کے ہاتھوں سے پرچیاں چھین لیتے۔

راشن کے حصے علیحدہ اور تقسیم ہونے کے بعد ان کی بیع ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِبَيْعِ الرِّزْقِ بَأْسًا (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما راشن کے حصے تقسیم کئے جانے اور علیحدہ علیحدہ کئے جانے کے بعد اس) کی بیع میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ اِبْتَاعَ طَعَامًا أَمَرَبِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ (مؤطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے وہ غلہ خریدا جس کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لئے دیا تھا (اور تقسیم کر کے اس کے علیحدہ علیحدہ حصے بنا لئے گئے تھے)۔

فائدہ: راشن کے حصے تقسیم ہونے اور علیحدہ علیحدہ ہونے کے بعد حقدار کا قبضہ کرنے سے پہلے ان کو فروخت کرنا جو صحیح ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وقف اور حکومت کے عمال حقداروں کے وکیل ہوتے ہیں اور ان کی طرف سے حصے علیحدہ کر دینے سے حقدار کے وکیل کا علیحدہ حصہ پر قبضہ ہوا اور وکیل کا قبضہ گویا اپنا قبضہ ہوتا ہے۔

حق مجرد کی بیع جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (نے غلام آزاد کرنے پر جو) حق ولاء (آزاد کرنے والے کو ملتا ہے اس) کو (کسی کے ہاتھ) فروخت کرنے سے اور (کسی کو) ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: حق ولاء یہ ہوتا ہے کہ اگر آزاد کیا ہوا غلام مر جائے اور اس کے بیوی بچے یا اور رشتہ دار نہ ہوں تو اس کا کل ترکہ اس کے آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

باب:26

ربا (سود)

ربوا عربی زبان میں زیادت و اضافہ کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں اس سے مراد ہر وہ زیادت ہے جو عوض سے خالی ہو۔

اس زیادت کی دو ممکنہ صورتیں ہیں۔

1- ادھار کی مدت پر معین شرح کے ساتھ نفع یا زائد مال لینا۔ اس کو ربا نسیئہ یعنی ادھار کا سود کہتے ہیں۔

2- خرید و فروخت کی وہ صورت جس میں کوئی زیادت بلا معاوضہ حاصل کی جائے۔ اس کو ربا فضل یعنی زیادت کا سود کہتے ہیں۔

پہلی صورت

یعنی ادھار کی میعاد پر معین شرح کے ساتھ نفع یا زائد مال لینا۔ اس کو اردو میں سود کہتے ہیں اور زمانہ جاہلیت میں عرب بھی عام طور سے ربوا صرف اسی صورت کو کہتے تھے۔ اس لئے اس کو ربا جاہلیت بھی کہتے ہیں۔ مذکورہ دوسری صورت کو وہ ربوا میں شامل نہ سمجھتے تھے۔ اسی پہلی صورت کو قرآن پاک نے صراحت سے حرام قرار دیا اور اسی وجہ سے اس کو قرآنی ربوا بھی کہتے ہیں۔ پھر خواہ وہ مفرد شکل میں ہو یا مرکب شکل میں اس کی دونوں ہی شکلیں حرام ہیں۔

سود مفرد

یہ ہے کہ ایک متعین رقم متعین مدت کے لئے بطور قرض سود پر دے۔ مقروض اگر متعین مدت تک قرض واپس کر دے اور مقررہ سود بھی دے دے تو معاملہ ختم۔ اگر وہ متعین مدت میں قرض واپس نہ کر سکے اور مزید مہلت مانگ لے تو صرف اصل قرض پر سابقہ شرح سے مزید سود دینا ہوگا۔

سود مرکب

یہ ہے کہ مقروض اگر وقت پر ادائیگی نہ کر سکے تو سود کی رقم کو بھی اصل زر میں شامل کر کے اصل قرار دے کر مجموعہ پر مزید مہلت دی جاتی ہے اور سود میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

جاہلیت کے زمانہ میں سود کی یہ دونوں ہی شکلیں رائج تھیں اور قرآن پاک نے دونوں ہی شکلوں کو حرام کیا۔

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (سورہ بقرہ:275)

اللہ تعالیٰ نے سودے کو حلال کیا اور سود کو (خواہ وہ مفرد ہو یا مرکب) حرام قرار دیا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُضَاعَفَۃً۔(آل عمران: 130)

اے ایمان والو سود مت کھاؤ کئی حصے زائد (یعنی چند در چند اور مرکب) کر کے۔

ایک حدیث میں ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَرِبًا۔ (کنز العمال)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ قرض جو نفع دے وہ ربا ہے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا دلائل میں قرض لینے کو غرض کی نہیں چھیڑا گیا بلکہ ممانعت کو مطلق ذکر کیا گیا ہے خواہ کسی بھی غرض سے قرض لیا گیا ہو خواہ غیر پیداواری (Non-Productive) ذاتی مجبوری کی وجہ سے لیا ہو یا پیداواری (Productive) کاروباری وجہ سے لیا ہو۔

قبیلہ بنو ثقیف کے خاندان بنو عمرو بن عامر اور قبیلہ بنو مخزوم) کے ایک خاندان بنو مغیرہ کا آپس میں زمانہ جاہلیت سے سود کا لین دین چلا آتا تھا۔ بنو عمرو، بنو مغیرہ کو سود پر قرض دیتے تھے اور چونکہ ایک بڑا خاندان دوسرے بڑے خاندان کو قرض دیتا تھا تو یہ کوئی ذاتی مجبوری کا قرض نہیں تھا بلکہ اس کا کاروباری مقصد سے ہونا ظاہر ہے۔

یہ بنو ثقیف ہی تھے جنہوں نے کفر کے زمانہ میں کہا تھا جیسا کہ قرآن پاک میں نقل ہے **قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا۔** (سودا بھی تو سود ہی کی مثل ہے)۔

ان میں سے بنو مغیرہ پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور 9ھ میں بنو ثقیف بھی مسلمان ہو گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد آئندہ کے لئے سودی کاروبار سے تو سب نے توبہ کر لی تھی لیکن پچھلے معاملات کے سلسلہ میں بنو ثقیف کے سود کی ایک بڑی رقم بنو مغیرہ کے ذمہ واجب الادا تھی۔ انہوں نے اس رقم کا مطالبہ کیا تو بنو مغیرہ نے جواب دیا کہ مسلمان ہونے کے بعد ہم سود نہیں دیں گے کیونکہ جس طرح سود کا لینا حرام ہے

اس کا دینا بھی حرام ہے۔ یہ جھگڑا مکہ مکرمہ میں پیش آیا تو مقدمہ حضرت عتاب بن اسید ؓ کی عدالت میں پیش ہوا جن کو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ حضرت عتاب بن اسید ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اس معاملہ کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس خط پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ سورہ بقرہ کی دو مستقل آیتوں میں نازل فرما دیا۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ.

(سورہ بقرہ: 278,279)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اعلان جنگ سن لو۔ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل زر تمہیں مل جائیں گے۔ نہ تم کسی پر ظلم کر سکو گے اور نہ کوئی دوسرا تم پر ظلم کر سکے گا۔

اسی طرح حضرت عباس ؓ اور حضرت خالد بن ولید ؓ کا شرکت میں کاروبار تھا۔ ان کی پچھلے سود کے حساب میں خود بنو ثقیف کے ذمہ ایک بہت بڑی رقم واجب الادا تھی۔ حضرت عباس ؓ کی سود کی سابقہ رقم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اعلان فرمایا:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ ...... وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَ أَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ. (مسلم)

خوب سمجھ لو کہ جاہلیت کی ساری رسمیں میرے قدموں تلے مسل دی گئی ہیں ...... اور جاہلیت کا سود بھی چھوڑ دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ (میرے چچا) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے کہ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا ہے۔

ادھار کے سود کی چند مثالیں

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ الْحَقُّ عَلٰى رَجُلٍ إِلٰى أَجَلٍ ...... فَقَالَ إِنَّمَا الرِّبَا أَخِّرْ لِيْ وَ أَنَا أَزِيْدُكَ. (ابن ابی شیبہ).

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس کا کسی دوسرے پر ایک مدت تک قرض ہو...... تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا سود تو محض اس صورت میں ہے جب مقروض یہ کہے کہ مجھے مزید مہلت دے دو میں تمہیں اتنی رقم زائد دوں گا۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ إِنِّيْ أَقْرَضْتُ رَجُلًا قَرْضًا فَأَهْدٰى لِيْ هَدِيَّةً قَالَ

ثُمَّ مَكَانَهُ هَدِيَّةً أَوْ اِحْسِبهَا لَهُ مِمَّا عَلَيْهِ. (عبدالزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا میں نے ایک صاحب کو کچھ قرض دیا پھر ان صاحب نے مجھے کچھ ہدیہ دیا (تو یہ کیسا ہے؟) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم بھی یا تو اس کو اس کے ہدیہ کے بدلہ میں (کم از کم اتنی ہی مالیت کا ہدیہ) دو یا تمہاری جو رقم اس کے ذمہ ہے اس میں سے ہدیہ کی مالیت محسوب اور منہا کرلو۔

3- عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ قَرْضًا فَأَهْدىٰ إِلَيْهِ طَبَقًا فَلَا يَقْبَلْهُ أَوْ حَمَلَهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَلَا يَرْكَبْهَا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ. (ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی (یعنی کسی دوسرے انسان) کو قرض دے اور مقروض اس کو ایک طبق ہدیہ میں دے تو وہ اس کو قبول نہ کرے یا مقروض اس کو اپنی سواری پر بٹھانا چاہے تو وہ اس پر سوار نہ ہو الا یہ کہ اس جیسے ہدیہ کے لین دین کا ان دونوں کے درمیان پہلے سے معمول ہو۔

4- عَنِ امْرَأَةِ أَبِیْ سُفْيَانَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ بِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ جَارِيَةً إِلَى الْعَطَاءِ بِثَمَانِمِائَةٍ وَابْتَعْتُهَا مِنْهُ بِسِتِّمِائَةٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضى الله عنها بِئْسَ وَاللّٰهِ مَا اشْتَرَيْتِ أَبْلِغِیْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ أَنَّهُ قَدْ أَبْطَلَ جِهَادَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا أَنْ يَّتُوْبَ. (عبدالرزاق).

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (جائز ناجائز معلوم کرنے کیلئے) کہا کہ میں نے (اپنی) ایک باندی سرکاری وظیفہ ملنے (کے وقت) تک (ادھار پر) آٹھ سو درہم کے عوض زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کی۔ پھر اسی باندی کو میں نے چھ سو درہم میں ان سے خرید لیا (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گویا چھ سو قرض دے کر میعاد مقررہ پر آٹھ سو درہم کی مستحق ہوگئی، دوسو درہم نفع کے مل گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم تم نے نہایت برا معاملہ کیا ہے۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو (میرا یہ پیغام) پہنچا دو کہ انہوں نے (یہ سودی معاملہ کرکے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا اپنا جہاد ضائع کردیا الا یہ کہ وہ توبہ کرلیں۔

5- عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَاتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبٰوا فَمَنْ لَّمْ يَا كُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهٖ. (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو سود نہ کھائے۔ جو کھلا سود نہ کھائے گا اس کو سود کا غبار تو ضرور پہنچ کر رہے گا۔

فائدہ: سود کا غبار پہنچنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص سود کی رقم لے کر بازار جا کر سودا خریدے اور فروخت کرنے والوں کو اس کے سود ہونے کا علم نہ ہو یا علم بھی ہو تو طاقت نہ ہونے کی وجہ سے سودا فروخت کرنے اور قیمت لینے پر مجبور ہوں۔

دوسری صورت

رسول اللہ ﷺ نے وحی کے اشاروں سے ربا کے مفہوم میں چند اور معاملات کا اضافہ فرمایا۔ چھ چیزوں کی خرید و فروخت میں کمی بیشی یا ادھار کرنے کو بھی ربا میں داخل قرار دیا۔ اس لئے اس کو حدیثی ربا یا نقد کا ربا یا کمی بیشی کا ربا بھی کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلذَّھَبُ بالذَّھَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمرُ بِالتَّمرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مَثْلاً بِمَثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰی الآخِذُ وَالْمُعْطِی فِیْهِ سَوَاءٌ (مسلم).

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے کا مبادلہ سونے سے اور چاندی کا چاندی سے اور گندم کا گندم سے اور جو کا جو سے اور چھواروں کا چھواروں سے اور نمک کا نمک سے برابر برابر (مقدار میں ہو) اور ہاتھ در ہاتھ (یعنی دونوں طرف سے نقد) ہو۔ اگر کسی فریق نے (اپنے حصہ میں) زیادہ کر دیا یا (دوسرے سے) زائد وصول کیا تو اس نے سود کا معاملہ کیا اور سودی معاملہ میں سود کا لینے والا اور دینے والا دونوں یکساں (مجرم اور گناہگار) ہوتے ہیں۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِا الشَّعِیْرِ وَالتَّمرُ بِالتَّمرِ وَالْمِلْحُ بِا لْمِلْحِ مَثْلاً بِمَثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَدًا بِیَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَ ھٰذِہِ الْأَصْنَافُ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ إِذَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ. (مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے کا مبادلہ سونے سے، چاندی کا چاندی سے، گندم کا گندم سے، جو کا جو سے، چھوارے کا چھوارے سے، نمک کا نمک سے برابر برابر اور ہاتھ در ہاتھ (یعنی دونوں طرف سے نقد) ہونا چاہئے۔ اور جب اصناف بدل جائیں (اور مثلاً گندم کا جو سے اور سونے کا چاندی سے تبادلہ کرنا ہو) تو جس طرح کی کمی بیشی کے ساتھ) چاہو خرید و فروخت کرو لیکن یہ خرید و فروخت بھی ہاتھ در ہاتھ (یعنی دونوں طرف سے نقد) ہونی چاہئے (ادھار بالکل نہ ہو)۔

تنبیہ: 1- ہم جنس ہونے کی صورت میں کوالٹی (Quality) کا اعتبار نہیں کیا گیا کیونکہ کوالٹی

کا تعلق اصل حاجت سے نہیں بلکہ تزیین سے ہے جب کہ یہ چیزیں بنیادی حاجت کی ہیں۔ جب کوالٹی کا اعتبار چھوڑ دیا جائے تو سودے میں کسی جانب زائد مقدار بلاعوض ہو گی اور اس پر بھی ربا کی تعریف صادق آتی ہے۔

2- جب جنس مختلف ہو اس وقت کمی بیشی تو جائز ہے ادھار جائز نہیں۔ کمی بیشی جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حاجت کی نوعیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ نمک کی حاجت گندم کی حاجت سے مختلف ہے۔ اس لئے نمک اور گندم کے مابین سودے میں ایسی کمی بیشی نظر نہ آئے گی جو بلاعوض قرار دی جا سکے۔

ادھار جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نقد اور ادھار میں عام طور سے تفاضل سمجھا جاتا ہے۔ ایک چیز نقد سو روپے میں فروخت کریں تو سو روپوں کی جو قیمت سمجھی جاتی ہے وہ ان سو روپوں سے زیادہ ہے جو اسی چیز کو ایک مہینے کے ادھار پر فروخت کر کے وصول کئے ہوں۔ اور جب یہ چھ چیزیں بنیادی حاجت کی ہیں تو ان میں ایک شخص تو اپنی حاجت نقد پوری کرنے پر قادر ہو گا جب کہ دوسرے کو ایک مدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اس طرح سے اس سودے میں تفاضل ظاہر ہو گا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رُسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰی خَیْبَرَ فَجَاءَ هٗ بِتَمَرٍ جَنِیْبٍ فَقَالَ أَکُلُّ تَمَرِ خَیْبَرَ هٰکَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَاخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَیْنِ وَالصَّاعَیْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِیْبًا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو سرکاری واجبات کی وصولی کے لئے خیبر بھیجا۔ وہ عمدہ قسم کی کھجور لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے (وہ کھجور دیکھی تو) پوچھا کیا خیبر کی سب کھجور ایسی ہی ہوتی ہے۔ ان صاحب نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم سب تو ایسی نہیں ہوتی۔ ہم (ایسا کرتے ہیں کہ) وصول ہونے والی کھجور کے دو صاع کے بدلے میں ایک صاع یہ عمدہ قسم لیتے ہیں یا تین صاع کے بدلے میں عمدہ قسم کی دو صاع کھجور لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کرو۔ (اگر اچھی قسم کی کھجوریں لینی ہوں تو) پہلے جمع شدہ کھجوروں کو (چاندی کے) دراہم کے عوض فروخت کر دو (اور دراہم پر قبضہ کر لو) پھر دراہم کے عوض عمدہ کھجور خرید لو۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِتَمَرٍ بَرْنِیٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ أَیْنَ هٰذَا قَالَ کَانَ عِنْدَنَا تَمَرٌ رَدِیْءٌ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ اوّہ عَیْنُ الرِّبَا عَیْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلٰکِنْ إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَشْتَرِیْ فَبِعِ التَّمَرَ بِبَیْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ (بخاری و مسلم).

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک دفعہ) بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس برنی کھجور لے کر آئے۔ آپ نے پوچھا یہ کہاں سے لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس گھٹیا کھجور تھی میں نے اس کے

دو صاع کے عوض میں برنی کا ایک صاع لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہائیں یہ تو نرا سود ہے یہ تو نرا سود ہے۔ یہ مت کرو۔ اگر تمہیں برنی کھجور خریدنی ہو تو گھٹیا کھجور دوسرے سودے سے (دراہم کے عوض) فروخت کر دو پھر (دراہم سے) برنی کھجور خرید لو۔

فائدہ: سونے چاندی کی ہم جنس بیع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حدیث سے لاعلم ہونے کی وجہ سے ایک عرصہ تک کمی بیشی کو جائز کہتے رہے لیکن حدیث کا علم ہونے پر انہوں نے اپنے اجتہاد کو ترک کر دیا۔

عَنْ حَيَّانِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مِجْلَزٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ لَا يَرٰى بِهٖ بَاسًا زَمَانًا مِنْ عُمْرِهٖ مَاكَانَ مِنْهُ عَيْنًا (يَعْنِي يَدًا بِيَدٍ) فَكَانَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ فَلَقِيَهٗ أَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ لَهٗ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ إِلٰى مَتٰى تُوْكِلُ النَّاسَ الرِّبَا أَمَا بَلَغَكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدَ زَوْجَتِهٖ أُمِّ سَلَمَةَ إِنِّي لَأَشْتَهِيْ تَمْرَ عَجْوَةٍ فَقَامَتْ فَبَعَثَتْ صَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَدَلَ صَاعَيْنِ صَاعٌ مِنْ تَمْرِ عَجْوَةٍ فَقَامَتْ فَقَدَّمَتْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَاٰهُ أَعْجَبَهٗ فَتَنَاوَلَ تَمْرَةً ثُمَّ أَمْسَكَ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ بَعَثْتُ صَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَانَا بَدَلَ صَاعَيْنِ هٰذَا الصَّاعُ الْوَاحِدُ وَهَا هُوَ كُلْ فَأَلْقَى التَّمْرَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ رُدُّوْهُ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ اَلتَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَالذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ يَدًا بِيَدٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ مَثَلاً بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ رِبًا. (حاکم).

حیان بن عبید کہتے ہیں میں نے ابو مجلز رحمہ اللہ سے سونے چاندی کی باہمی بیع کے بارے میں پوچھا (کہ کیا اس میں کمی بیشی جائز ہے) انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے (اور اس کو جائز سمجھتے تھے) جب تک دونوں طرف سے نقد ہو اور فرماتے تھے کہ سود تو صرف ادھار میں ہوتا ہے۔ پھر (ایک مرتبہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا اے ابن عباس کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے اور آپ لوگوں کو کب تک سود کھلاتے رہیں گے۔ کیا آپ کو یہ بات نہیں پہنچی کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے تو آپ نے فرمایا میرا دل عجوہ کھجور کھانے کو چاہتا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ام سلمہ نے اپنے پاس موجود کھجور کے دو صاع ایک انصاری کی طرف بھیجے تو دو صاع کے بدلے میں عجوہ کھجور کا ایک صاع آ گیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اٹھیں اور عجوہ کھجور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے جب عجوہ کھجور دیکھی تو آپ کو پسند آئی اور آپ نے کھانے کے لئے ایک کھجور اٹھائی لیکن پھر آپ رک گئے اور پوچھا یہ تمہارے

پاس کہاں سے آئیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے ایک انصاری کے پاس دو صاع کھجور بھیجی تو انہوں نے بدلے میں ایک صاع یہ دے دیں۔ لہٰذا آپ نوش فرمائیے۔ آپ ﷺ نے پکڑی ہوئی کھجور اپنے سامنے رکھ دی اور فرمایا یہ واپس لے جاؤ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کھجور کو کھجور کے عوض میں اور گندم کو گندم کے عوض میں اور جو کو جو کے عوض میں اور سونے کو سونے کے عوض میں اور چاندی کو چاندی کے عوض میں نقد و نقد اور برابر برابر مقدار میں فروخت کرو۔ جو کوئی زیادہ کرے تو وہ سود ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے جب ان کو متعلقہ حدیث سنائی تو انہوں نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ نَعْمٍ أَنَّ أَبَا سَعِیْدٍ لَقِیَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَشَهِدَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مَثَلاً بِمَثَلٍ فَمَنْ زَادَ فَقَدْ أَرْبٰی فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتُوْبُ إِلَی اللّٰهِ مِمَّا كُنْتُ أُفْتِیْ بِهٖ ثُمَّ رَجَعَ. (طبرانی).

عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ نے یوں فرمایا تھا کہ سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض برابر برابر مقدار میں فروخت کرو۔ جس نے مقدار کچھ زائد کی اس نے سود کا معاملہ کیا۔ (رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن کر) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے پہلے میں جو فتویٰ دیتا تھا اس سے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنے سابقہ فتوے کو چھوڑ دیا۔

عَنْ سَعِیْدِبْنِ جُبَیْرٍ قَالَ لَقِیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ إِنَّهٗ بَلَغَنِیْ أَنَّكَ رَجَعْتَ قَالَ نَعَمْ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ رَأْیًا مِنِّیْ وَهٰذَا أَبُوْسَعِیْدٍ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ نَهٰی عَنِ الصَّرْفِ. (احمد و ابن ماجه).

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے سونے چاندی کی بیع کے بارے میں اپنا فتویٰ چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں وہ تو محض میری رائے (اور اجتہاد) کی بنیاد پر تھا جب کہ یہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے سونے چاندی کے باہمی تبادلہ میں کمی بیشی سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا حدیثوں میں چھ چیزوں میں سود ہونے کا ذکر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سود

کا ہونا صرف ان ہی چھ چیزوں کے ساتھ خاص ہے یا ان کی بنیاد پر اور چیزوں میں بھی سود بنتا ہے۔ اگر اور چیزوں میں بھی سود بنتا ہے تو ان چھ چیزوں میں سود ہونے کی علت کیا ہے کہ اور چیزوں میں بھی جب وہی علت موجود ہو تو ان میں بھی سود ہونے کا حکم لگایا جائے۔ وہ علت کیا نقدی ہونا اور کھانے کی شے ہونا ہے یا وزن والی اور پیمائش والی چیز ہونا ہے۔ حدیث میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ اسی قسم کے اشکالات و سوالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی تھے۔ ایسی صورت میں انہوں نے یہ لائحہ عمل دیا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ آخِرَمَا نَزَلَتْ آيَةُ الرِّبٰوا وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا فَدَعُوا الرِّبٰوا وَ الرِّيْبَةَ. (ابن ماجه و دارمی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخری آیت جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) نازل ہوئی وہ آیت ربا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی پوری تفسیر و تشریح نہیں کی تھی اور اس کی وجہ سے مذکورہ بالا سوالات تشنہ رہ گئے تھے) کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ لہٰذا اب (تمہارے لئے محفوظ لائحہ عمل یہ ہے کہ) سود بھی چھوڑ دو اور ان چیزوں کو بھی چھوڑ دو جن میں سود کا شائبہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس ہدایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے امام شافعی رحمہ اللہ نے ان چھ چیزوں میں علت نقدی ہونے یا کھانے کی شے ہونے کو سمجھا جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مزید احتیاط سے کام لیتے ہوئے علت وزن والی یا پیمائش والی چیز ہونے کو سمجھا اور اس وجہ سے لوہے، تانبے، پیتل اور دیگر دھاتوں میں اور ناپ تول والی دیگر اشیاء میں ہم جنس کے ساتھ تبادلہ کے وقت سود سے بچنے کے لئے نقد اور برابر برابر ہونے کی شرط عائد کی۔

سود لینے دینے پر وعید

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلٰى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ رَأَيْتُهٗ فِي النَّهْرِ قَالَ اٰكِلُ الرِّبَا. (بخاری).

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے (خواب میں) دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک مقدس سرزمین کی طرف لے چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس نہر کے درمیان میں ایک شخص کھڑا تھا۔ اور نہر کے کنارے پر ایک شخص تھا جس کے

سامنے بہت سے پتھر پڑے تھے۔ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا اور جب وہ ارادہ کرتا کہ نہر سے باہر نکل جائے تو کنارے والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا کہ وہ پھر اپنی سابقہ جگہ پہنچ جاتا۔ تو جب بھی وہ باہر نکلنے کے قریب ہوتا تو کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا جس سے وہ اپنی سابقہ جگہ پہنچ جاتا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے دونوں ہمراہیوں سے) پوچھا کہ یہ کیسا شخص ہے جس کو میں نے نہر میں دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سود خور ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَ كَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ. (مسلم).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے والے پر اور سود دینے والے پر اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے پر اور سود کی شہادت دینے والوں پر اور فرمایا یہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلرِّبَا ثَلَاثٌ وَّ سَبْعُوْنَ بَابًا أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهٗ. (حاكم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود کے وبال تہتر قسم کے ہیں سب سے ہلکی قسم ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلدِّرْهَمُ يُصِيْبُهُ الرَّجُلُ مِنَ الرِّبَا أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَّ ثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً يَزْنِيْهَا فِي الْإِسْلَامِ. (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک درہم جو آدمی سود سے حاصل کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوتے ہوئے تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔

اسلامی ریاست میں کافروں کو بھی سودی معاملہ کرنے کی اجازت نہیں

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَهْلِ نَجْرَانَ وَهُمْ نَصَارٰى أَنَّ مَنْ بَاعَ مِنْكُمْ بِالرِّبَا فَلَا ذِمَّةَ لَهٗ. (ابن ابی شیبه).

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کو جو کہ عیسائی تھے یہ تحریر لکھ کر بھیجی کہ جو کوئی تم میں سے سودی معاملہ کرے گا تو اس کو ہمارا ذمہ حاصل نہ رہے گا۔

باب: 27

سونے چاندی اور ان کے زیورات کی خرید وفروخت

جب دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی ہو تو مقدار میں برابر ہونا ضروری ہے خواہ ان کی کوالٹی میں فرق ہو

عَنْ أَبِى بَكْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ (مسلم)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چاندی کو چاندی کے عوض اور سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا مگر جب کہ وہ (دونوں طرف) برابر برابر ہوں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارِ عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مَثَلًا بِمَثَلٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ تَزَيَّفُ عَلَيْنَا أَوْرَاقُنَا فَنُعْطِى الْخَبِيْثَ وَنَاخُذُ الطَّيِّبَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَلٰكِنْ اِبْتَغِ بِهَا عَرْضًا فَإِذَا قَبَضْتَهٗ وَكَانَ لَكَ فَبِعْهُ وَاهْضَمْ مَا شِئْتَ وَخُذْ أَىَّ نَقْدٍ شِئْتَ (محلی ابن حزم)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو فرمایا خبردار (چاندی کے سکہ) درہم کی بیع درہم کے عوض میں اور (سونے کے سکہ) دینار کی بیع دینار کے عوض میں نقد ونقد اور برابر برابر ہونی چاہیئے۔ (اس پر) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری چاندی کالی پڑ جاتی ہے تو ہم یہ خراب چاندی دے کر عوض میں عمدہ چاندی (کی کم مقدار) لیتے ہیں (کیا یہ جائز ہے؟)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ جائز نہیں البتہ اپنی (خراب) چاندی کے عوض کچھ سامان خرید لو پھر جب تم اس (سامان) پر قبضہ کر لو اور (اس طرح) وہ (مکمل طور پر) تمہارا ہو جائے تو تم اس کو فروخت کر دو اور (قیمت میں) جو چھوڑنا چاہو چھوڑ دو اور جو نقدی (یعنی چاندی کی جو مقدار) لینا چاہو لے لو۔

جب دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی ہو تو ادھار نا جائز ہے

عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ إِلَى الْمَوْسِمِ أَوْ إِلَى الْحَجِّ فَجَاءَ إِلَيَّ فَقُلْتُ هٰذَا أَمْرٌ لَا يَصْلُحُ قَالَ قَدْ بِعْتُهُ فِي السُّوقِ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا وَائْتِ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ تِجَارَةً مِنِّي فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ (مسلم)

ابو منہال رحمہ اللہ کہتے ہیں (کاروبار میں) میرے ایک شریک نے حج کے زمانہ تک کے لئے کچھ چاندی (چاندی ہی کے عوض) ادھار فروخت کی جب وہ میرے پاس آیا (اور مجھے بتایا) تو میں نے کہا کہ یہ معاملہ تو جائز نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے وہ بازار میں (اور لوگوں کے سامنے) فروخت کی تھی لیکن کسی نے بھی مجھے اس سے منع نہیں کیا (اس لئے مجھے تو اس کے جواز میں شک نہیں رہا) ابو منہال کہتے ہیں (اپنے شریک کی یہ بات سن کر) میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جب نبی ﷺ (ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم اس قسم کے سودے کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے (یہ سودے دیکھ کر) فرمایا (ایسا سودا جس میں دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی ہو) اگر نقد و نقد ہو تب تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو ادھار ہو تو وہ تو سود ہے۔ ابو منہال کہتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے (وہ حدیث سنانے کے بعد کہا کہ) تم (حضرت زید بن ارقم سے بھی جا کر پوچھو کیونکہ ان کی تجارت میرے سے زیادہ ہے (اس لئے ان کی معلومات بھی مجھ سے زیادہ ہوں گی) کہتے ہیں میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

جب ایک طرف سونا اور دوسری طرف چاندی ہو تو مقدار میں فرق جائز ہے لیکن ادھار جائز نہیں

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ أَقُولُ مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا إِذَا جَاءَ خَادِمُنَا نُعْطِكَ وَرِقَكَ فَقَالَ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ أَوْ لَتَرُدَّنَّهُ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْوَرَقُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ (مسلم)

مالک بن اوس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں (کچھ لوگوں کے پاس) آیا اور پوچھا دراہم (یعنی چاندی) کا کاروبار کون کرتا ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے کہ لاؤ ہمیں اپنا سونا دکھاؤ اور (سونا دیکھ کر کہا کہ چلو ہم تمہارا سونا لے لیتے ہیں) تم پھر آنا جب ہمارا خادم آئے گا تو ہم تمہیں تمہاری چاندی دے دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا اللہ کی قسم ایسا معاملہ ہرگز نہیں ہوگا (کیونکہ یہ تو سود ہے اور طلحہ بن عبید اللہ سے فرمایا) یا تو تم ان کی چاندی ابھی دے دو یا ان کا سونا لوٹا دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاندی کی سونے کے عوض فروخت سود ہے مگر جب وہ وہ ہاتھ در ہاتھ (اور نقد و نقد) ہو۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَ أَمَرَنَا أَنْ نَشْتَرِيَ الْفِضَّةَ بِا لذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا وَنَشْتَرِيَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَدًا بِيَدٍ (مسلم)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چاندی کو چاندی کے عوض اور سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا مگر جب کہ وہ برابر ہوں اور آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دی کہ سونے کے عوض چاندی کو (کمی بیشی کے ساتھ) جیسے (وزن میں) چاہیں خریدیں۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے کوئی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (وہ سودا) ہاتھ در ہاتھ (یعنی نقد و نقد) ہو (ادھار نہ ہو)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مَثَلاً بِمَثَلٍ وَلَا تَشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَ كَذٰلِكَ الْوَرَقُ وَلَا تَبِيْعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ وَ إِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلٰى أَنْ يَّلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تَنْظُرْهُ إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرِّ مَاءَ وَهُوَا الرِّبَا (موطا مالک)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سونے کو سونے کے عوض مت فروخت کرو مگر برابر سرابر۔ اور ایک کو دوسرے پر زائد مت کرو۔ ایسا ہی چاندی میں معاملہ کرو۔ اور ان میں سے کوئی ادھار کی شے نقد کے عوض مت بیچو اور اگر تمہارا فریق تم سے اپنے گھر میں داخل ہونے کی مہلت چاہے تو تم اس کو مہلت مت دو۔ بے شک میں (اس میں بھی) تم پر سود ہونے کا خوف کرتا ہوں (یعنی یہ بھی سود ہے)۔

سونے کے زیور کی سونے کے عوض اور چاندی کے زیور کی چاندی کے عوض خرید و فروخت

عَنْ حَنَشٍ قَالَ کُنَّا مَعَ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فِیْ غَزْوَةٍ فَطَارَتْ لِیْ وَلِأَصْحَابِیْ قَلَادَةٌ فِيْهَا ذَهَبٌ وَ وَرِقٌ وَجَوْهَرٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهَا فَسَأَلْتُ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ فَقَالَ اِنْزِعْ ذَهَبَهَا فَاجْعَلْهُ فِیْ كَفَّةٍ وَاجْعَلْ ذَهَبَکَ فِیْ كَفَّةٍ ثُمَّ لَا تَاخُذَنَّ إِلَّا مَثَلاً بِمَثَلٍ (مسلم)

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اِشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَلَادَةً بِاثْنَیْ عَشَرَ دِيْنَارًا فِيْهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَیْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ (مسلم).

حنش رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم ایک غزوہ میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اس غزوہ میں میرے اور میرے ساتھیوں کے حصہ میں ایک ہار آیا جس میں سونا چاندی اور موتی لگے ہوئے تھے۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اس ہار (میں اپنے ساتھیوں کے حصوں) کو خرید لوں تو میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جنگ خیبر میں میں نے ایک ہار جس میں سونا اور موتی تھے بارہ دینار میں خریدا۔ خریدنے کے بعد میں نے ہار سے موتی جدا کئے تو دیکھا کہ اس میں بارہ دینار سے زیادہ سونا ہے۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک موتی وغیرہ جدا نہ کر لئے جائیں زیور کو (سونے کے عوض) نہ بیچا جائے (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زیور میں موجود سونا قیمت کے سونے سے زائد ہو اور اس طرح سود بن جائے لہٰذا) تم ہار کا سونا علیحدہ کرو اور اس کو ایک پلڑے میں رکھو اور اپنے سودے کو دوسرے پلڑے میں رکھو پھر تم صرف برابر مقدار میں ہار کا سونا لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ بھی) فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ بس برابر مقدار میں لے۔

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ مَرَّ بِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَمَعَهُ وَرِقٌ فَقَالَ اِصْنَعْ لَنَا أَوْضَاحًا لِصَبِیٍّ لَّنَا قُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدِیْ أَوْضَاحٌ مَعْمُوْلَةٌ فَإِنْ شِئْتَ أَخَذْتُ الْوَرِقَ وَأَخَذْتَ الْأَوْضَاحَ فَقَالَ عُمَرُ مَثَلاً بِمَثَلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَوَضَعَ الْوَرِقَ فِیْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ وَالْأَوْضَاحَ فِی الْكَفَّةِ الْأُخْرٰى فَلَمَّا اسْتَوَى الْمِيْزَانُ أَخَذَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ وَ أَعْطٰى بِالْأُخْرٰى (معانی الاثار، طحاوی).

ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ آپ کے پاس چاندی تھی اور کہا کہ ہماری ایک بچی کے لئے پازیب بنا دو۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے پاس بنے

ہوئے پازیب رکھے ہیں۔ آپ چاہیں تو چاندی میں لے لیتا ہوں اور آپ پازیب لے لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ برابر وزن میں دینے پر تیار ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ تو حضرت عمر نے چاندی ترازو کے ایک پلڑے میں رکھی اور پازیب دوسرے پلڑے میں رکھا جب ترازو سیدھی ہوگئی تو آپ نے ایک ہاتھ سے پازیب کو لیا اور دوسرے ہاتھ سے چاندی پکڑائی۔

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ أَنَّهٗ قَالَ لِعُمَرَ إِنِّیْ أَصُوْغُ الذَّهَبَ فَأَبِیْعُهٗ بِوَزْنِهٖ وَآخُذُ لِعُمَالَةِ یَدِیْ أَجْرًا قَالَ لَا تَبِعِ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ وَلَا تَاخُذْ فَضْلًا (سنن بیهقی)

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں سونے کو ڈھالتا ہوں (یعنی اس کا زیور بناتا ہوں) اور اس کو اتنے ہی وزن کے سونے کے عوض فروخت کرتا ہوں اور ساتھ ہی میں اپنی مزدوری لیتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اجرت پر کام کرانا نہیں بلکہ بیع ہے لہٰذا جب تم سونے (کے زیور) کو سونے کے عوض میں اور چاندی (کے زیور) چاندی کے عوض میں فروخت کرو تو دیکھو دونوں طرف کا وزن برابر ہونا چاہئے اور اجرت کے نام سے زائد بھی مت لو۔

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِحْتَجْنَا فَأَخَذْتُ خَلْخَالَ اِمْرَأَتِیْ فِی السَّنَةِ الَّتِیْ أُسْتُخْلِفَ فِیْهَا أَبُوْبَكْرٍ فَلَقِیَنِیْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ اِحْتَاجَ الْحَیُّ إِلٰی نَفَقَةٍ فَقَالَ إِنَّ مَعِیْ وَرَقًا أُرِیْدُ بِهَا فِضَّةً فَدَعَا بِالْمِیْزَانِ فَوَضَعَ الْخَلْخَالَیْنِ فِیْ كَفَّةٍ وَوَضَعَ الْوَرَقَ فِیْ كَفَّةٍ فَشَفَّ الْخَلْخَالَانِ نَحْوًا مِنْ دَانِقٍ فَقَرَضَهٗ فَقُلْتُ یَاخَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُوَلَکَ حَلَالٌ فَقَالَ یَا أَبَا رَافِعٍ إِنَّکَ إِنْ أَحْلَلْتَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِلُّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ الزَّائِدُ وَالْمُسْتَزِیْدُ فِی النَّارِ (عبدالرزاق).

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ جس سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اس سال ہمیں مالی تنگی ہوئی تو میں نے فروخت کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کے پازیب لئے۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے میں نے جواب دیا کہ گھر والے خرچے کے محتاج ہو گئے ہیں اس لئے میرا ارادہ ان کو بیچنے کا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس چاندی کے سکے ہیں میں ان کے بدلے چاندی کا زیور لینا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے ترازو منگوائی اور دونوں پازیب ایک پلڑے میں رکھے اور چاندی دوسرے پلڑے میں رکھی۔ پازیب ایک دانق (یعنی آدھا گرام) وزن کے بقدر زائد تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اتنی چاندی پازیب میں سے توڑ دی۔ میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ یہ آپ کے لئے حلال ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

جواب میں فرمایا کہ ابورافع اگر تم اس کو حلال کر دو تو اللہ تو اس کو حلال نہیں کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سونے کو ہم وزن سونے کے عوض فروخت کرو اور چاندی کو ہم وزن چاندی کے عوض فروخت کرو۔ زائد وزن دینے والا اور زائد وزن لینے والا جہنم میں ہوں گے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِغٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّيْ أَصُوْغُ الذَّهَبَ ثُمَّ أَبِيْعُ الشَّيْءَ مِنْ ذٰلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهٖ فَاسْتَفْضِلُ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِيْ فَنَهَاهُ عَبْدُ اللّٰهُ بْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ يَنْهَاهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ أَوْ إِلٰى دَابَّتِهٖ يُرِيْدُ أَنْ يَّرْكَبَهَا ثُمَّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهِدَ نَبِيُّنَا إِلَيْنَا وَعَهِدْنَا إِلَيْكُمْ. (مؤطا مالک)

مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ایک زرگر ان کے پاس آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن عمر) میں زیور بناتا ہوں پھر اس کو زائد وزن سونے کے عوض فروخت کرتا ہوں اور زائد وزن اپنی مزدوری کے بقدر طے کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس طرح سے کرنے سے منع کیا۔ زرگر بار بار اپنا سوال دہراتا رہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بار بار اس کو منع کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے تک یا اپنی اس سواری تک آئے جس پر ان کو سوار ہونا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض (ہم وزن) فروخت کرو کسی طرف زائد نہ ہو۔ اسی کی تعلیم ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے دی اور اس کی تعلیم ہم تمہیں دیتے ہیں۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرَقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ لَهٗ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مَثَلًا بِمَثَلٍ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ مَا أَرٰى بِمِثْلِ هٰذَا بَاسًا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنَا أُخْبِرُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيُخْبِرُنِيْ عَنْ رَايِهٖ لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا ثُمَّ قَدِمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَكَتَبَ عُمَرُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ أَلَا يَبِيْعَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا مَثَلًا بِمَثَلٍ وَزْنًا بِوَزْنٍ. (موطا امام مالک).

عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سونے یا چاندی کا کٹورا (اسی جنس کے) اس سے زیادہ وزن کے عوض پر فروخت کیا تو ان سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جیسے سودے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے الا یہ کہ دونوں برابر وزن کے ہوں۔ جواب میں حضرت معاویہ نے ان سے کہا کہ میں تو اس میں کچھ حرج نہیں پاتا (کیونکہ

کاریگری کا عوض بھی تو ہونا چاہئے)۔ اس پر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون مجھے معاویہ سے معذور رکھتا ہے میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتاتا ہوں اور یہ مجھے اپنی رائے بتلاتے ہیں۔ پھر حضرت معاویہ سے کہا کہ (آپ کی اس بات سے اب میرا دل آپ سے نہیں ملتا اس لئے) جس جگہ آپ ہوں گے میں وہاں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ پھر حضرت ابودرداء ص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس (مدینہ منورہ) چلے آئے اور ان سے ساری بات ذکر کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ (حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بات درست ہے لہٰذا تم) ایسے سودے مت کرو (جن میں ایک طرف سونے کا برتن یا زیور ہو اور دوسری طرف سونا ہو) مگر اسی وقت جب دونوں طرف کا وزن برابر ہو۔

ناپ تول والی دیگر چیزوں میں ہم جنس کے عوض خرید و فروخت میں برابری اور نقد و نقد ہونا شرط ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ...... اَلْبُرَّ بِالْبُرِّ مَثَلاً بِمَثَلٍ وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ مَثَلاً بِمَثَلٍ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ مَثَلاً بِمَثَلٍ فَمَنْ زَادَ وَ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى (ترمذی).

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گندم کو گندم کے عوض برابر برابر بیچو اور نمک کو نمک کے عوض برابر برابر بیچو اور جو کو جو کے عوض برابر برابر بیچو۔ تو جس نے اپنی طرف سے زائد کیا یا دوسرے سے زائد مانگا تو اس نے سودی معاملہ کیا۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَاسْتَعْمَلَهٗ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ مَثَلاً بِمَثَلٍ أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهٖ مِنْ هٰذَا. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عدی کے ایک شخص (سواد بن غزیہ) کو خراج اور عشر کی وصولی کے لئے خیبر بھیجا۔ وہ واپس آئے تو جنیب (نام کی اعلیٰ قسم کی) کھجور لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا خیبر کی سب کھجور ایسی ہی ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ واللہ اے اللہ کے رسول سب ایسی تو نہیں ہوتی۔ ہم یہ کرتے ہیں کہ ملی جلی کھجوروں کے دو صاع (یعنی سات کلو) دے کر ایک صاع (یعنی ساڑھے تین کلو) اس جنیب کے لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو بلکہ یا تو برابر برابر (مقدار میں) فروخت کرو یا ملی جلی کھجور کو دراہم کے عوض میں فروخت کر دو اور ان دراہم سے جنیب خرید لو۔

ناپ تول والی دیگر چیزوں میں غیر جنس کے عوض خرید وفروخت میں برابری شرط نہیں البتہ نقد ونقد ہونا شرط ہے

عَنْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ...... بِيْعُوا الْبُرَّ بِالتَّمَرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَبِيْعُوا الشَّعِيْرَ بِالتَّمَرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ (ترمذی).

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا...... گندم کو کھجور کے عوض جس طرح (کی کمی بیشی کے ساتھ) چاہو فروخت کرو لیکن ہاتھ در ہاتھ ہو اور جو کو کھجور کے عوض جس طرح (کی کمی بیشی کے ساتھ) چاہو فروخت کرو لیکن ہاتھ در ہاتھ ہو۔

باب: 28

بیع سلم

Future Sale

وزن اور کیل اور مدت کا معلوم ہونا ضروری ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَھُمْ یُسْلِفُوْنَ فِی الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَیْنِ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِیْ تَمْرٍ فَلْیُسْلِفْ فِیْ کَیْلٍ مَعْلُوْمٍ وَ وَزْنٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰی أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ مدینہ (منورہ) تشریف لائے تو وہاں کے لوگ پھلوں میں بیع سلم ایک ایک دو دو سال کی مدت کے لئے کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی کھجور میں بیع سلم کرے تو وہ متعین پیمائش میں اور متعین وزن میں متعین وقت تک کے لئے کرے۔

مدت متعین ہونی چاہئے ایسی نہیں جو آگے پیچھے ہو سکے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا تُسْلِفْ إِلَی الْعَطَاءِ وَلَا إِلَی الْحَصَادِ وَاضْرِبْ أَجَلًا (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وظیفہ ملنے اور کھیتی کٹنے تک (کی مدتوں کے لئے) بیع سلم نہ کرو (کیونکہ یہ کام آگے پیچھے ہو جاتے ہیں) اور ایک متعین مدت مقرر کرو۔

قیمت کی تعیین ضروری ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا بَاسَ فِی الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰی أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ غلہ جس کا وصف مذکور ہو اور جس کی قیمت متعین ہو اور اس کے لئے مدت متعین ہو اس میں بیع سلم کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

کپڑے میں بیع سلم جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي السَّلَفِ فِي الْكَرَابِيسِ قَالَ إِذَا كَانَ ذَرْعٌ مَعْلُومٌ إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُومٍ فَلاَ بَاسَ (بیهقی).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کپڑے میں بیع سلم کے بارے میں فرمایا جب کپڑے کی پیائش متعین ہواور متعین مدت تک کے لئے ہوتو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

جانوروں میں بیع سلم جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ السَّلَفِ فِي الْحَيَوَانِ (حاکم).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور میں بیع سلم کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ جانور میں تمام اوصاف کی بیک وقت رعایت ممکن نہیں ہوتی)۔

بیع سلم کی مجلس میں راس المال پر قبضہ ضروری ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ (دار قطنی).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرض کے عوض قرض کی بیع سے منع فرمایا (چونکہ بیع سلم میں سودا قرض ہوتا ہے لہٰذا ممنوعہ بیع سے بچنے کے لئے مجلس بیع ہی میں قیمت اور راس المال کی ادائیگی ضروری ہے)۔

کسی خاص کھیت یا خاص باغ کی پیداوار میں بیع سلم جائز نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ سُعْنَةَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ لَكَ أَنْ تَبِيْعَنِيْ تَمْرًا مَعْلُوْمًا إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ مِنْ حَائِطِ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ لَا يَا يَهُوْدِيُّ وَلٰكِنِّيْ أَبِيْعُكَ تَمْرًا مَعْلُوْمًا إِلٰى كَذَا مِنَ الْأَجَلِ وَلَا أُسَمِّيْ مِنْ حَائِطِ بَنِيْ فُلَانٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَبَايَعَنِيْ فَأَطْلَقْتُ هِمْيَانِيْ وَ أَعْطَيْتُهٗ ثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا فِيْ تَمْرٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى كَذَا مِنَ الْأَجَلِ (بیهقی).

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی زید بن سُعنہ نے (مسلمان ہونے سے پہلے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (بیع سلم کا سودا کیا تو) کہا اے محمد کیا آپ میرے ہاتھ فلاں کے باغ کی اتنی کھجور اتنی مدت تک بیع سلم کرنے پر تیار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اے یہودی (اس طرح نہیں) بلکہ میں تمہارے ہاتھ اتنی کھجور اتنی مدت کے لئے بیع کرتا ہوں اور میں فلاں کے باغ کا ذکر نہیں کرتا (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی بھی وجہ سے اس باغ میں پیداوار نہ ہو یا ہولیکن کسی وجہ سے ضائع ہو جائے تو

پھر سودے کی ادائیگی ممکن نہ رہے گی)۔ زید بن سعنہ کا کہنا ہے کہ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ (اسی طرح) سودا کر لیجئے۔ پھر میں نے اپنی تھیلی کھولی اور اتنی اتنی مدت میں اتنی کھجور مہیا کرنے کے عوض میں آپ کو اسی دینار دیئے۔

جس چیز میں غرر ہو یا جو نایاب ہو جائے اس میں بیع سلم جائز نہیں

عَنْ أَبِی الْبَخْتَرِیِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِی النَّخْلِ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ النَّخْلِ حَتّٰی یَصْلُحَ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِی النَّخْلِ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ النَّخْلِ حَتّٰی یُؤْکَلَ مِنْهُ (بخاری).

ابو بختری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے درخت کے پھل کی بیع سلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تک درخت کا پھل استعمال کے قابل نہ ہو جائے اس کی بیع سلم سے منع فرمایا (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے کسی آفت سے پھل ظاہر نہ ہو یا نا قابل استعمال حالت ہی میں جھڑ جائے یا ضائع ہو جائے) اور میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے درخت کے پھل کی بیع سلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت کا پھل جب تک کھانے کے قابل نہ ہو جائے اس کی بیع سلم سے منع کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا أَسْلَفَ رَجُلًا فِیْ نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْکَ السَّنَةَ شَیْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ بِمَاتَسْتَحِلُّ مَالَهٗ أُرْدُدْ عَلَیْهِ مَالَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا تُسْلِفُوْا فِی النَّخْلِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهٗ (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ساتھ درخت کے پھل کی بیع سلم (ایسے وقت میں) کی (کہ ابھی پھل لگا ہی نہیں تھا اور بازار میں بھی نایاب تھا)۔ پھر اس سال پھل بالکل ہی نہ ہوا۔ دونوں اپنا مقدمہ نبی ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فروخت کنندہ سے کہا کہ تم اس کا مال کس بنیاد پر اپنے لئے حلال سمجھتے ہو۔ اس کو اس کا مال واپس کرو پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک درخت کا پھل قابل استعمال نہ ہو جائے اس میں بیع سلم نہ کرو۔

بیع سلم میں طے کیئے ہوئے سودے کے علاوہ کوئی دوسرا سودا نہ لے

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلَا یَصْرِفْهُ إِلٰی غَیْرِهٖ. (ترمذی و ابو داؤد).

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی شے میں بیع سلم کی

خاطر رقم دی تو وہ اس رقم کو کسی دوسرے شے میں نہ لگائے (مثلاً گندم میں بیع سلم کی ہو تو یہ جائز نہیں کہ دی ہوئی قیمت سے گندم کے بجائے چاول لے لے)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَفِ فَقَالَ أَسْلِمْ فِيْ كُلِّ صِنْفٍ وَرَقاً مَعْلُوْمًا فَإِنْ أَعْطَاكَهُ وَ إِلَّا فَخُذْ رَاسَ مَالِكَ وَلَا تَرُدَّهُ إِلٰى سَلْعَةٍ أُخْرىٰ (بیهقی).

محمد بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیع سلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا بیع سلم میں کسی شے کے عوض متعین رقم دو۔ پھر اگر دوسرا تمہیں وہی شے دیدے تو بہت اچھا ہے ورنہ تم اپنی رقم واپس لے لو اس سے کوئی دوسرا سودا نہ لو۔

بیع سلم کے کل سودے یا بعض سودے میں اقالہ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي السَّلَمِ يَحُلُّ فَيَاخُذُ بَعْضَهُ وَ يَاخُذُ بَعْضَ رَاسِ مَالِهِ فِيْمَا بَقِيَ قَالَ هٰذَا الْمَعْرُوْفُ الْحَسَنُ الْجَمِيْلُ (الآثار لمحمد).

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بیع سلم میں جب سودے کی ادائیگی کا وقت ہو جائے اور آدمی سودے کا کچھ حصہ لے لے اور باقی رقم واپس لے لے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کے بارے میں فرمایا یہ طریقہ مروج ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔

باب: 29

کفالت (ضمانت)

کفالت کی مشروعیت

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلزَّعِیْمُ غَارِمٌ (ابوداؤد و ترمذی).

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفیل (یعنی ضامن) ذمہ دار ہوتا ہے۔

شخصی کفالت (ضمانت)

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِیِّ أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰی جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كُفَلَاءَ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ فَصَدَّقَهُمْ وَ عَذَرَهُ بِالْجِهَالَةِ (بخاری).

حمزہ بن عمرو اسلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو زکوۃ کی وصولی کے لئے بھیجا (ایک جگہ ان کے سامنے ایک شخص ایک عورت سے کہنے لگا کہ تم اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کے مال کی زکوٰۃ ادا کرو جب کہ عورت کہنے لگی کہ نہیں وہ تمہارا بیٹا ہے تم اپنے بیٹے کے مال کی زکوۃ ادا کرو۔ حمزہ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے اور تم جو کہہ رہے ہو اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ دونوں میاں بیوی ہیں)۔ مرد اپنی بیوی کی باندی سے صحبت کر بیٹھا (جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ عورت نے اس لڑکے کو آزاد کر دیا۔ پھر اس لڑکے کو اس کی ماں کی طرف سے وراثت میں مال ملا ہے جس کی زکوٰۃ کے بارے میں ان دونوں میاں بیوی کا اختلاف ہوا ہے۔ حمزہ نے اس شخص سے کہا کہ میں تو تم کو اس ناجائز حرکت کی پاداش میں رجم کروں گا۔ اس علاقہ کے لوگوں نے کہا یہ معاملہ تو پہلے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑے لگائے تھے اور اس کو رجم کی سزا نہیں دی۔ حمزہ رحمہ اللہ نے اس شخص سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچنے کے وقت تک کچھ ضامن لئے

(جنہوں نے اس بات کی ضمانت دی کہ اگر ان لوگوں کی بات سچی نہ ہوئی تو یہ مجرم کو حضرت عمرؓ کی عدالت میں پیش کریں گے۔ حمزہ رحمہ اللہ جب واپس گئے اور اس قصہ کا ذکر کیا تو پتہ چلا کہ) حضرت عمرؓ نے (واقعی) اس شخص کو سو کوڑے لگائے تھے اور حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کی بات کی تصدیق کی اور مجرم کو (اس بات کی) لاعلمی کی وجہ سے (کہ بیوی کی باندی اپنے لئے حلال نہیں ہوتی) معذور سمجھا (اور شبہ کا فائدہ دے کر اس کو حد نہیں لگائی اور کوڑے بھی جو لگائے وہ حد کے طور پر نہیں بلکہ تعزیر کے طور پر لگائے۔

قَالَ جَرِيْرٌ وَالْأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْمُرْتَدِّيْنَ اِسْتَتِبْهُمْ وَ كَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَ كَفَّلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ (بخاری).

(حارثہ بن مضرب کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو ایک شخص کھڑا ہوا اور بتایا کہ میں بنو حنیفہ کی مسجد کی طرف گیا تو میں نے مؤذن کو جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا اذان میں **أَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلَمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** کہتے سنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ابن نواحہ اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر لائیں۔ ان کو لایا گیا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کہنے پر قرظہ بن کعب نے ابن نواحہ کی گردن اڑا دی۔ پھر حضرت ابن مسعود نے باقی لوگوں کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو حضرت عدی بن حاتمؓ نے ان سب کو قتل کرنے کا مشورہ دیا جب کہ) حضرت جریر بن عبداللہؓ اور حضرت اشعث بن قیسؓ (کھڑے ہوئے اور انہوں) نے کہا (ان کو قتل کرنے کے بجائے) ان سے توبہ کروایئے اور ان کے رشتہ داروں کو (اس بات پر) ان کا ضامن وکفیل بنایئے (کہ یہ آئندہ ارتداد کی باتوں سے ان کو روکیں گے اور اگر پھر یہ ارتدادی باتوں میں لگیں تو ان کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سامنے حاضر کریں گے۔ توبہ کروانے پر) ان لوگوں نے توبہ کی اور ان کے رشتہ داروں نے ان کی ضمانت دی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبَ بْنَ سُلَيْمٍ الَّذِىْ كَانَ يُقَدِّمُ الْخُصُوْمَ إِلٰى شُرَيْحٍ قَالَ خَاصَمَ رَجُلٌ اِبْنًا لِشُرَيْحٍ إِلٰى شُرَيْحٍ كَفَلَ لَهٗ بِرَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَحَبَسَهٗ شُرَيْحٌ. (بیهقی).

سلیمان شیبانی کہتے ہیں میں نے حبیب بن سُلیم کو جو مقدمہ کے فریقین کو قاضی شریح کی عدالت میں پیش کرتے تھے یہ کہتے سنا کہ ایک شخص نے قاضی شریح کی عدالت میں خود ان کے بیٹے (عبداللہ) کے خلاف مقدمہ دائر کیا کہ انہوں نے ایک ایسے شخص (کو حاضر کرنے) کی ضمانت دی تھی جس کے ذمہ مدعی کا قرض تھا (لیکن انہوں نے وقت پر اس کو حاضر نہیں کیا) قاضی شریح نے (اپنے) اس (بیٹے) کو (ضمانت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے) قید کر دیا۔

مالی ضمانت

عَنْ قُبَیْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ قَالَ أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَسْأَلُهُ فِیْ حِمَالَةٍ فَقَالَ إِنَّ الْمَسْئَلَةَ حُرِّمَتْ إِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ بِحِمَالَةٍ حَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰی یُؤَدِّیْهَا ثُمَّ یُمْسِکُ...... (مسلم).

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس ایک (مالی) ضمانت کی وجہ سے سوال کرنے گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تین حالتوں کے علاوہ باقی میں سوال کرنا حرام ہے(ان تین حالتوں میں سے) ایک یہ ہے کہ کسی شخص پر مالی ضمانت کا بوجھ ڈال دیا جائے تو وہ اس کی ادائیگی تک کے لئے سوال کرسکتا ہے(اور جب ادائیگی مکمل ہو جائے تو) پھر سوال سے رک جائے۔

مقروض کے کہنے پر اس کی طرف سے ضامن نے جو رقم ادا کی ہو اس کا وہ مقروض سے مطالبہ کرسکتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِیْمًا لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِیْرَ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أُفَارِقُکَ حَتّٰی تَقْضِیَنِیْ أَوْتَاتِیَنِیْ بِحَمِیْلٍ قَالَ فَتَحَمَّلَ بِهَا النَّبِیُّ ﷺ فَأَتَاهُ بِقَدْرِ مَا وَعَدَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ أَیْنَ أَصَبْتَ هٰذَا الذَّهَبَ قَالَ مِنْ مَعْدَنٍ قَالَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِیْهَا لَیْسَ فِیْهَا خَیْرٌ فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے دس دینار کے مقروض کے درپے ہو گیا اور کہا اللہ کی قسم میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ یا تو تم میرا قرض ادا کر دو یا تم مجھے کوئی ضامن دے دو۔ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس کے قرض کی ادائیگی کی ضمانت دی۔ اور وہ رقم بھی ادا کر دی۔ بعد میں وہ (مقروض) شخص وعدہ کی ہوئی سونے کی مقدار لے کر آیا تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ سونا کہاں سے ملا اس شخص نے جواب دیا کہ ایک معدن (کان) سے ملا ہے۔ (چونکہ اس میں کوئی شک کی بات تھی اس لئے) نبی ﷺ نے فرمایا ہمیں ایسے سونے کی حاجت نہیں۔ اس میں خیر نہیں ہے۔

ضمانت کی چند صورتیں

بیع سلم میں ضمانت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ کَانَ لَا یَرٰی بَاسًا بِالرَّهْنِ وَالْقَبِیْلِ فِی السَّلَفِ (بیهقی).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بیع سلم میں رہن اور ضامن لینے میں

کچھ حرج نہ خیال کرتے تھے۔

احسان کے طور پر ضمانت وادائیگی

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَصَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْقَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ (بخاری).

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔آپ نے پوچھا کیا اس میت کے ذمہ کچھ قرض ہے۔لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے اس پر جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا۔آپ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ کچھ قرض ہے۔لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں (اس کے ذمہ قرض ہے) آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے (مسلمان) ساتھی پر نماز پڑھ لو۔ (اس پر) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول اس میت کا قرض (میں اپنے ذمہ لیتا ہوں تو اب وہ) میرے ذمہ ہے۔تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر جنازہ کی نماز پڑھی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْجَاءَ مَالُ الْبَحْرِيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِئْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْبَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا (بخاری).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے (ان سے) فرمایا اگر بحرین سے مال آیا تو میں تمہیں (اس میں سے) اتنا اور اتنا مال دوں گا لیکن مال ابھی نہیں آیا تھا کہ نبی ﷺ کی وفات ہوگئی۔ پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور منادی نے ندا کی کہ جس کا نبی ﷺ کے پاس کوئی وعدہ تھا یا قرض تھا وہ ہمارے پاس آئے (ہم وہ ادا کریں گے)۔تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ یہ کہا تھا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے لئے ایک لپ بھرا (اور مجھ کو دیا) میں نے جو اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اس کے ساتھ ساتھ) اس کے دوگنے اور لے لو۔

باب: 30

حوالہ

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ أُتْبِعَ عَلٰی مَلِیْءٍ فَلْيَتَّبِعْ (بخاری).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو کسی مالدار کے پیچھے لگایا جائے (یعنی اس کے حوالے کیا جائے اور قرض خواہ اس کو قبول کر لے) تو وہ اس کے پیچھے لگے (یعنی پھر وہ جس کے حوالے کیا گیا ہے اسی سے مطالبہ کرے اب مقروض سے مطالبہ نہ کرے)۔

جس کے حوالے کیا وہ اگر مفلس ہو جائے یا مر جائے یا وہ ادائیگی کرنے سے انکار کر دے تو مقروض پر مطالبہ لوٹ آئے گا۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ أَنَّهٗ قَالَ فِی الَّذِیْ أُحِيْلَ لَا يَرْجِعُ عَلٰی صَاحِبِهٖ إِلَّا أَنْ يُفْلِسَ أَوْ يَمُوْتَ (عبدالرزاق).

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حوالہ کئے جانے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ مقروض سے مطالبہ نہ کرے مگر جب کہ جس کے حوالہ کیا گیا ہے وہ مفلس ہو جائے یا وفات پا جائے۔

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ أَنَّ رَجُلًا أَحَالَهٗ عَلٰی رَجُلٍ قَالَ فَتَقَاضَيْتُهٗ فَجَعَلَ لَا يَقْضِيْنِیْ فَخَاصَمْتُهٗ إِلٰی شُرَيْحٍ فَرَدَّنِیْ إِلٰی صَاحِبِیَ الْأَوَّلِ (عبدالرزاق).

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ ایک شخص (جو ان کا مقروض تھا اس) نے ان کو دوسرے شخص کے حوالہ کیا۔ کہتے ہیں میں دوسرے سے تقاضے کرتا لیکن وہ میری ادائیگی نہ کرتا تھا (آخر مجبور ہو کر) میں اس کا مقدمہ (قاضی) شریح کی عدالت میں لے گیا۔ انہوں نے (حوالہ ختم کر کے) مجھے میرے پہلے مقروض کی طرف لوٹا دیا۔

باب: 31

مضاربت

صحابہ میں مضاربت کا عملی رواج تھا

عَنْ عَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيْهِ عَلٰى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا. (موطا مالک)

علاء بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ اپنے والد کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے دادا کو مضاربت پر مال دیا اس شرط کے ساتھ کہ نفع دونوں میں نصف نصف ہوگا۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ أَعْطٰى زَيْدَ بْنَ جَلِيْدَةَ مَالًا مُقَارَضَةً (بیھقی فی المعرفة).

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن جلیدہ کو مضاربت پر مال دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ عُمَرَ دَفَعَ إِلَيْهِ مَالَ يَتِيْمٍ مُضَارَبَةً (ابن ابی شیبة).

عبداللہ بن حمید اپنے والد کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے دادا کو ایک یتیم کا مال مضاربت پر دیا۔

نفع باہم تقسیم کیا جاتا ہے اور نقصان صرف سرمایہ والے کا ہوتا ہے

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ فِى الْمُضَارَبَةِ اَلْوَضِيْعَةُ عَلَى الْمَالِ وَالرِّبْحُ عَلٰى مَا اصْطَلَحُوْا عَلَيْهِ (عبدالرزاق).

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مضاربت کے بارے میں فرمایا کہ نقصان تو مال والے کے ذمہ ہوگا اور نفع اس شرح سے دونوں میں تقسیم ہوگا جس شرح پر دونوں نے اتفاق کیا ہو۔

مضاربت مقید بھی ہوتی ہے

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ كَانَ يَشْتَرِطُ عَلَى الرَّجُلِ إِذَا أَعْطَاهُ مَالاً مُقَارَضَةً يَضْرِبُ لَهُ بِهٖ أَنْ تَجْعَلَ مَالِيْ فِيْ كَبِدٍ رَطْبَةٍ وَلَا تَحْمِلَهُ فِيْ بَحْرٍ وَلَا تَنْزِلَ بِهٖ فِيْ بَطْنِ مَسِيْلٍ فَإِنْ جَعَلْتَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَدْ ضَمِنْتَ مَالِيْ (دار قطنی).

حضرت حکیم بن حزام ﷺ سے روایت ہے کہ وہ جب کسی شخص کو مضاربت پر مال دیتے تھے تو اس کے لئے یہ قید لگاتے تھے کہ تم اس مال کو صرف زندہ جانوروں کی تجارت میں لگاؤ گے اور تم سرمایہ لے کر سمندری سفر میں نہیں جاؤ گے اور تم سرمایہ لے کر پانی کے بہاؤ والی وادی میں نہیں ٹھہرو گے۔ اگر تم نے ان میں سے کوئی بات کی (اور اس وجہ سے مال ضائع ہو گیا) تو تم ہی میرے مال کے تاوان کے ذمہ دار ہو گے۔

مضاربت کے لئے ضروری ہے کہ مضارب کو صرف سونا چاندی یا روپیہ پیسہ دیا جائے

عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّهُمَا قَالَا لَا تَكُوْنُ مُقَارَضَةٌ إِلَّا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ. (مدونہ مالک)

حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رحمہا اللہ کہتے ہیں کہ مضاربت صرف سونے یا چاندی (یا ان کے متبادل کرنسی مثلاً روپوں) سے ہوتی ہے۔

نفع کے ہر ہر حصہ میں مضارب اور رب المال دونوں شریک ہوں گے

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ قَالَ لَا يَصْلُحُ أَنْ تَدْفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالاً مُضَارَبَةً وَتَشْتَرِطُ مِنَ الرِّبْحِ خَاصَّةً لَكَ دُوْنَهُ وَلَوْ كَانَ دِرْهَمًا وَاحِدًا وَلٰكِنْ تَشْتَرِطُ نِصْفَ الرِّبْحِ لَكَ وَنِصْفَهُ لَهُ أَوْ ثُلُثَهُ لَكَ وَثُلُثَاهُ لَهُ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَقَلَّ مَا دَامَ لَهُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ مِنْهُ شِرْكٌ قَلِيْلٌ أَوْ كَثِيْرٌ فَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَلَالٌ وَهُوَ قِرَاضُ الْمُسْلِمِيْنَ. (مدونہ مالک).

حضرت ابوزناد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں کہ تم کسی دوسرے کو مضاربت پر مال دو پھر اپنے لئے نفع میں کسی چیز کی تعیین کرو جو خاص تمہارے لئے ہو مضارب کا اس میں حصہ نہ ہو اگرچہ وہ صرف ایک درہم ہی ہو لیکن (جو صحیح طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ) تم اپنے لئے نصف نفع کی اور مضارب کے لئے نصف نفع کی شرط کرو یا اپنے لئے ایک تہائی نفع کی اور مضارب کے لئے دو تہائی نفع کی شرط کرو یا اس سے زیادہ کی یا اس سے کم کی شرط کرو جب تک نفع کے ہر حصہ میں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو دونوں کی شرکت ہو کیونکہ ایسی سب صورتیں حلال ہیں اور یہی مسلمانوں کی مضاربت کا طریقہ ہے۔

مضارب اگر مضاربت کی خاطر سفر کرے تو سفر کے اخراجات مال مضاربت میں

سے لے گا

عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِیْ عِمْرَانَ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ وَسَالِمًا عَنِ الْمُقَارِضِ أَ یَاکُلُ مِنْ مَالِ الْقِرَاضِ وَیَرْکَبُ أَوْمِنْ مَالِهٖ. فَقَالَا یَاکُلُ وَیَکْتَسِیْ وَیَرْکَبُ مِنَ الْقِرَاضِ إِذَا کَانَ ذٰلِکَ فِیْ سَبَبِ الْقِرَاضِ وَفِیْمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ بِالْمَعْرُوْفِ. (مدونه مالک).

خالد بن ابی عمران کہتے ہیں کہ میں نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے) حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے) حضرت سالم رحمہ اللہ سے مضارب کے بارے میں پوچھا کہ وہ (مضاربت کے لئے سفر کے دوران) اپنے کھانے، پہننے اور سواری کرنے کا خرچہ مال مضاربت سے لے گا یا اپنے ذاتی مال سے خرچ کرے گا۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ کھانے، پہننے اور سواری کرنے کا سبب جب مضاربت ہو تو ان میں اور دیگر متعلقہ چیزوں میں وہ معروف و مروج مقدار میں مضاربت میں سے خرچہ لے گا۔

باب: 32

شرکت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَتْ ذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ بَايِعْهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَاسَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ. قَالَ زُهْرَةُ كَانَ يَخْرُجُ بِيْ جَدِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِيْ الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَيَقُوْلَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا لَکَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ (بخاری).

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ زینب بنت حمید نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور درخواست کی کہ ان (کے بچے) کو (بھی) بیعت فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو (بہت) چھوٹے ہیں (البتہ) آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی۔ (حضرت عبداللہ بن ہشام کے پوتے) زہرہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا (حضرت) عبداللہ (بن ہشام رضی اللہ عنہ) بازار لے جاتے اور غلہ (وغیرہ) خریدتے۔ (اگر وہاں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوتی تو وہ ان سے مطالبہ کرتے کہ تم ہمیں بھی اپنے کاروبار میں شریک کرلو کیونکہ نبی ﷺ نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی تھی (اس لئے ہمیں یقین ہے کہ تمہیں فائدہ ہی ہوگا۔ ہمیں شریک کرلو گے تو ہمیں بھی فائدہ ہی ہوگا) حضرت عبداللہ بن ہشام ان کو شریک کرلیتے اور بعض اوقات ان کو ایک قوی اونٹ کے بوجھ برابر غلہ کا نفع ہوتا تھا جو وہ گھر بھجوا دیتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا. (ابوداؤد).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں دو (جائز کاروبار میں شرعی طریقے کے مطابق) شرکت کرنے والوں (کے ساتھ ہوکر ان) کا تیسرا ہوتا ہوں (یعنی ان کے

مال کو میری طرف سے خصوصی حفاظت بھی حاصل ہوتی ہے اور برکت بھی حاصل ہوتی ہے) جب تک ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کرتا (بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے کیونکہ اس صورت میں میں بھی اس کی مدد کرتا ہوں لیکن) جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں (اور اپنی خصوصی حفاظت اور مدد ہٹا لیتا ہوں اور برکت چھین لیتا ہوں)۔

شرکت عنان کے احکام

عَنْ عَلِيٍّ فِيْ الشَّرِيْكَيْنِ قَالَ الرِّبْحُ عَلٰى مَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ. (عبدالرزاق)

حضرت علی ﷺ نے دو شرکت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ نفع (ان کے درمیان) اس تناسب سے تقسیم ہوگا جس پر دونوں اتفاق کرلیں۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قَالَا فِي شَرِيْكَيْنِ أَخْرَجَ أَحَدُهُمَا مِائَةً وَ الْآخَرُ مِأَتَيْنِ إِنَّ الرِّبْحَ عَلٰى مَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ وَ الْوَضِيْعَةُ عَلٰى رَاسِ الْمَالِ. (محلّٰی ابن حزم)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ نے دو شرکت کرنے والوں کے بارے میں کہ ان میں سے ایک نے سو درہم ملائے اور دوسرے نے دو سو درہم ملائے۔ فرمایا نفع تو اس تناسب سے تقسیم ہوگا جس پر دونوں شریک اتفاق کرلیں البتہ نقصان اصل سرمایوں کے درمیان تناسب کے مطابق ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا تُشَارِكَنَّ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا مُجُوسِيًّا لِأَنَّهُمْ يُرْبُوْنَ. (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو کسی یہودی کے ساتھ شراکت کرو اور نہ کسی عیسائی کے ساتھ اور نہ کسی مجوسی کے ساتھ کیونکہ یہ سودی لین دین کرتے ہیں۔

عَنْ إِيَاسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَا بَاسَ بِمُشَارَكَةِ الْمُسْلِمِ الذِّمِّيَّ إِذَا كَانَتِ الدَّرَاهِمُ عِنْدَ الْمُسْلِمِ وَتَوَلَّى الْعَمَلَ بِهَا. (محلّٰی ابن حزم)

حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نے فرمایا مسلمان کے کسی ذمی کے ساتھ شراکت کرنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ مال مسلمان کے پاس ہو اور وہی شراکت کا عمل چلاتا ہو (کیونکہ ذمی کو اگر یہ اختیار دے دیا جائے تو وہ سودی لین دین سے باز نہ رہے گا)۔

شرکت وجوہ کا جواز

عَنْ يَعْقُوْبَ قَالَ كُنْتُ أَبِيْعُ الْبَزَّ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ لَا يَبِيْعُهُ فِيْ سُوْقِنَا أَعْجَمِيٌّ فَإِنَّهُمْ لَمْ يَفْقَهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُقِيْمُوْا فِي الْمِيْزَانِ وَ الْمِكْيَالِ قَالَ يَعْقُوْبُ

فَذَهَبْتُ إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ لَکَ فِيْ غَنِيْمَةٍ بَارِدَةٍ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ بَزٌّ قَدْ عَلِمْتُ مَكَانًا يَبِيْعُهُ صَاحِبُهُ بِرَخْصٍ لَا يَسْتَطِيْعُ بَيْعَهُ أَشْتَرِيْهِ لَکَ قَالَ نَعَمْ فَذَهَبْتُ فَصَفَقْتُ بِالْبَزِّ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَطَرَحْتُ فِيْ دَارِ عُثْمَانَ فَلَمَّا رَجَعَ عُثْمَانُ فَرَأَى الْعُكُوْمَ فِيْ دَارِهِ قَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بَزٌّ جَاءَ بِهِ يَعْقُوْبُ قَالَ ادْعُوْهُ لِيْ فَجِئْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا قُلْتُ هٰذَا الَّذِيْ قُلْتُ لَکَ قَالَ أَنْظَرْتَهُ قَالَ كَفَيْتُکَ وَلٰكِنْ رَابَهُ حَرَسُ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَذَهَبَ عُثْمَانُ إِلٰى حَرَسِ عُمَرَ فَقَالَ يَعْقُوْبُ يَبِيْعُ بَزِّيْ فَلَا تَمْنَعُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ فَجِئْتُ بِالْبَزِّ السُّوْقَ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتّٰى جَعَلْتُ ثَمَنَهُ فِيْ مِزْوَدٍ وَ ذَهَبْتُ إِلٰى عُثْمَانَ وَبِالَّذِيْ اِشْتَرَيْتُ الْبَزَّ مِنْهُ فَقُلْتُ عُدَّ الَّذِيْ لَکَ فَاعْتَدَّهُ وَبَقِيَ مَالٌ كَثِيْرٌ قَالَ فَقُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذَا لَکَ أَمَا أَنِّيْ لَمْ أَظْلِمْ بِهِ أَحَدًا قَالَ جَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا وَفَرِحَ بِذٰلِکَ قَالَ فَقُلْتُ أَمَا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ مَكَانَ بَيْعِهَا مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ قَالَ وَ عَائِدٌ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ قَالَ قَدْ شِئْتُ قَالَ فَقُلْتُ فَإِنِّيْ بَاغٍ خَيْراً فَأَشْرِكْنِيْ قَالَ نَعَمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَکَ. (موطا محمد)

یعقوب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کپڑے بیچتا تھا۔حضرت عمر ﷛ نے یہ اعلان کرا رکھا تھا کہ ہمارے بازاروں میں عجمی لوگ سودا نہ بیچیں کیونکہ ان کو نہ تو دین کے کاروباری مسائل کی سمجھ ہوتی ہے اور نہ ہی وہ تول اور پیائش کو پورا کرتے ہیں۔ یعقوب کہتے ہیں میں حضرت عثمان ﷛ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ کیا آپ کو بہت سا نفع حاصل کرنے میں دلچسپی ہے۔انہوں نے پوچھا وہ کیسے۔ میں نے بتایا کہ میں وہ جگہ جانتا ہوں جہاں لوگ اپنے کپڑے سستے داموں فروخت کرتے ہیں کیونکہ وہ (عجمی ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے) بازار میں خود فروخت نہیں کر سکتے۔تو میں آپ کے لئے (آپ کی ساکھ پر) کپڑا ادھار خرید لوں گا۔ پھر آپ ہی کے لئے (آگے) فروخت کر دوں گا۔ (اس طرح سے آپ کو بیٹھے بٹھائے نفع حاصل ہو جائے گا) انہوں نے جواب دیا بہت اچھا (تم ایسا کرلو) یعقوب کہتے ہیں میں گیا اور کپڑا خریدا اور اس کو لا کر حضرت عثمان ﷛ کی حویلی میں رکھوا دیا۔ جب حضرت عثمان گھر واپس آئے اور وہاں بنڈل دیکھے تو پوچھا یہ کیا ہے۔ گھر والوں نے بتایا کہ یہ کپڑا ہے جو یعقوب لائے ہیں۔حضرت عثمان نے کہا یعقوب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ یعقوب کہتے ہیں میں پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ وہی کپڑا ہے جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا۔انہوں نے پوچھا کہ کیا تم نے کپڑے کو دیکھ بھی لیا تھا۔میں نے جواب دیا (آپ بے فکر رہئے میں نے دیکھ لیا تھا اور اس بارے میں) میں کافی ہوں لیکن حضرت عمر ﷛ کے نگرانوں نے کچھ روک ٹوک کی تھی۔ انہوں نے کہا اچھا۔ پھر وہ حضرت عمر ﷛ کے نگرانوں کے پاس

گئے اور کہا کہ یعقوب میرا کپڑا فروخت کریں گے لہٰذا تم ان کو مت روکنا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا۔ پھر میں کپڑا لے کر بازار گیا اور کچھ ہی دیر میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت پوٹلی میں ڈالی اور جس سے میں نے کپڑا خریدا تھا اس کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور کپڑے والے سے کہا کہ تم اپنی قیمت گن کر لے لو۔ اس نے گن کر لے لی اور بہت سا مال نفع کا بچ رہا جس کے بارے میں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ آپ کا نفع ہے دیکھئے کہ میں نے اس سلسلہ میں کسی پر بھی کچھ ظلم نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا جزاک اللہ خیرا اور خوشی کا اظہار کیا۔ پھر میں نے کہا میں جانتا ہوں کہ اتنے ہی نفع پر بلکہ اس سے بھی زائد نفع پر اس کو کہاں فروخت کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عثمان نے پوچھا کہ کیا تم آئندہ بھی ایسی تجارت کرو گے۔ میں نے جواب دیا اگر آپ چاہیں گے تو کروں گا۔ انہوں نے فرمایا میں تو چاہتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی نفع چاہتا ہوں تو آپ مجھے (اپنے ساتھ نفع ونقصان میں) شریک کر لیجئے۔ انہوں نے فرمایا بہت اچھا یہ میرے اور تمہارے درمیان شراکت ہوئی۔

باب: 33

ودیعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا ضَمَانَ عَلٰی مُؤْتَمَنٍ. (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امانت رکھنے والے پر (جب کہ اس نے امانت کی حفاظت میں کچھ کوتاہی نہ کی ہو امانت کے ضائع ہونے پر) تاوان نہیں آتا۔

رُوِیَ أَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَدَائِعُ فَلَمَّا أَرَادَ الْهِجْرَ أَوْدَعَهَا أُمَّ أَيْمَنَ وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَرُدَّهَا عَلٰی أَهْلِهَا فَأَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ خَمْسَ لَيَالٍ وَّ أَيَّامَهَا حَتّٰی أَدّٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ الْوَدَائِعَ الَّتِیْ كَانَتْ عِنْدَهٗ لِلنَّاسِ. (التلخیص الحبیر)

روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس لوگوں کی امانتیں رکھی تھیں۔ جب آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو امانتیں ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوا دیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانچ دن پانچ رات ٹھہر کر وہ تمام امانتیں نبی ﷺ کی جانب سے (ان کے مالکوں کو) لوٹا دیں۔

باب: 34

عاریت

عاریت کا جواز

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا مِنْ أَبِيْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ (بخاری).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) مدینہ منورہ میں خوف و ہراس پھیلا تو نبی ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریۃً لیا جس کا نام مندوب تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے (اور مدینہ کے اطراف کا چکر لگایا) جب آپ واپس آئے تو فرمایا ہم نے (خوف کی) کوئی بات نہیں پائی۔

عَنْ أَيْمَنَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ إِرْفَعْ بَصَرَكَ إِلٰى جَارِيَتِيْ أُنْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُزْهٰى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهُ (بخاری).

ایمن رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ پانچ درہم (یعنی 15.82 گرام چاندی) کی مالیت کی قطری لمبی قمیض پہنے ہوئی تھیں۔ انہوں نے (مجھ سے) فرمایا ذرا اس لڑکی کو تو دیکھو کہ یہ اس قمیص کو (گھٹیا سمجھ کر اپنے) گھر کے اندر پہننے سے نخرے کر رہی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میرے پاس اس جیسی ایک قمیض تھی اور مدینہ (منورہ) میں جب کسی عورت (کی شادی پر اس) کی زیب و زینت کی جاتی تھی تو وہ مجھ سے وہ قمیض عاریۃً منگواتی تھی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْمَاعُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَارِيَةَ الدَّلْوِ وَالْقِدْرِ وَالْفَاسِ وَالْمِيْزَانِ وَمَا تَتَعَاطَوْنَ بَيْنَكُمْ (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (سورت ماعون میں مذکور) ماعون میں ڈول، پتیلی، کلہاڑی اور ترازو کے عاریتاً دینے کو شمار کرتے تھے اور اسی طرح ان چیزوں

کو بھی جو تم لوگ آپس میں لیتے دیتے ہو۔

عاریت میں لی ہوئی چیز واپس کرنا ضروری ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَهُ. (بخاری و مسلم)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا آدمی نے جو چیز عاریت میں لی ہو واپس دینے تک وہ اس کی ذمہ داری میں رہتی ہے۔

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ. (ابو داؤد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ عاریت کی چیز کو واپس ہی کرنا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ أَسْلَمَ قَوْمٌ وَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ عَوَارِيْ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالُوْ قَدْ أَحْرَزَلَنَا الْإِسْلَامُ مَا بِأَيْدِيْنَا مِنْ عَوَارِيْ الْمُشْرِكِيْنَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الْإِسْلَامَ لَا يُحْرِزُلَكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ فَأَدَّى الْقَوْمُ مَا بِأَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَوَارِيْ. (دار قطنی)

حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کچھ لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے پاس مشرکوں کی عاریت میں لی ہوئی چیزیں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مشرکوں کی عاریت کی جو چیزیں ہیں اسلام نے انہیں (ہمارا بنا دیا اور) ہمارے لئے جمع کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا جو چیزیں تمہاری نہیں ہیں اسلام ان کو تمہاری نہیں بنا دیتا۔ عاریت کی چیز تو واپس کرنا ضروری ہے۔ اس پر ان لوگوں نے عاریت کی وہ چیزیں اصل مالکوں کو واپس کر دیں۔

اپنی کوتاہی کے بغیر عاریت کی چیز ضائع ہو جائے تو تاوان نہیں لیکن عاریت لینے والا اپنی خوشی سے تاوان دے تو جائز ہے۔

عَنْ أَنَسٍ مِنْ آلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَوْمَ حُنَيْنٍ) يَا صَفْوَانُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ سَلَاحٍ قَالَ عَارِيَةً أَمْ غَصْبًا قَالَ لَا لَا بَلْ عَارِيَةً (وَفِيْ رِوَايَةٍ بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُوْنَةٌ) فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِيْنَ دِرْعًا وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَلَمَّا هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ جُمِعَتْ دُرُوْعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ مِنْهَا دِرْعًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّا فَقَدْنَا مِنْ أَدْرَاعِكَ أَدْرُعًا فَهَلْ مُغْرِمٌ لَكَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِأَنَّ فِيْ قَلْبِيْ الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ (ابو داؤد).

حضرت انس رضی اللہ عنہ عبداللہ بن صفوان کی اولاد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر (صفوان سے) کہا اے صفوان کیا تمہارے پاس کچھ ہتھیار ہیں۔ صفوان نے کہا عاریۃً لینا

چاہتے ہیں (کہ ان کو واپس کریں گے) یا (لے کر) غصب کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (غصب کرنا نہیں چاہتے) بلکہ عاریت کے طور پر لینا چاہتے ہیں (اور ہماری طرف سے یہ وعدہ ہے کہ اگر ان میں سے کچھ ضائع ہوا تو اس کا تاوان بھی دیں گے۔ تو صفوان نے نبی ﷺ کو تقریباً تیس زرہیں دیں۔ نبی ﷺ نے جنگ حنین لڑی۔ جب مشرکوں کو شکست ہوگئی تو صفوان کی زرہیں اکٹھی کی گئیں۔ ان میں سے ایک کم نکلی۔ نبی ﷺ نے فرمایا (اے صفوان) تمہاری زرہوں میں سے ایک زرہ ہم سے گم ہوگئی ہے ہم اس کا تاوان تمہیں دینے کو تیار ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول نہیں (مجھے تاوان نہیں چاہئے) کیونکہ اب میرے دل میں وہ (ایمان آچکا) ہے جو اس دن نہیں تھا۔

کوتاہی سے نقصان ہوا تو تاوان آئے گا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِىْ طَالِبٍ قَالَ اَلْعَارِيَةُ لَيْسَتْ بَيْعًا وَلَا مَضْمُوْنَةً إِنَّمَا هُوَ مَعْرُوْفٌ إِلَّا أَنْ يُّخَالِفَ فَيَضْمَنُ (ابن ابی شیبه).

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عاریت نہ تو بیع ہوتی ہے اور نہ ہی اس (عاریت کی چیز) پر تاوان آتا ہے۔ یہ تو محض احسان ہوتا ہے البتہ اگر عاریت لینے والا زیادتی کرے تو پھر اس پر تاوان آئے گا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَلْعَارِيَةُ بِمَنْزِلَةِ الْوَدِيْعَةِ وَلَا ضَمَانَ فِيْهَا إِلَّا أَنْ يَّتَعَدّٰى. (عبدالرزاق)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عاریت (میں لی ہوئی چیز) ودیعت (شدہ چیز) کی طرح ہوتی ہے اور (ودیعت کی طرح) اس میں تاوان نہیں آتا مگر جب کہ عاریت لینے والا اس میں زیادتی کرے (کہ جان بوجھ کر اس کو ضائع کرے یا اس کی کوتاہی سے وہ شے ضائع ہو جائے)۔

باب: 35

اجارہ

اجرت طے کر لینی چاہئے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِیْرًا فَلْیُبَیِّنْ لَہٗ أُجْرَتَہٗ. (عبدالرزاق).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی شخص کو اجرت پر رکھا تو وہ (معاملہ طے کرتے وقت) اس کو اس کی اجرت بتا دے (تا کہ بعد میں اختلاف اور جھگڑا نہ ہو)۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ جُعْتُ مَرَّۃً جُوْعًا شَدِیْدًا فَخَرَجْتُ أَطْلُبُ الْعَمَلَ فِیْ عَوَالِی الْمَدِیْنَۃِ فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَۃٍ قَدْ جَمَعَتْ مَدَرًا فَظَنَنْتُھَا تُرِیْدُ بَلَّہٗ فَقَاطَعْتُھَا کُلَّ ذَنُوْبٍ عَلٰی تَمْرَۃٍ فَمَدَدْتُ سِتَّۃَ عَشَرَ ذَنُوْبًا حَتّٰی مَجَلَتْ یَدَایَ ثُمَّ أَتَیْتُھَا فَعَدَّتْ لِیْ سِتَّ عَشَرَۃَ تَمْرَۃً فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُہٗ فَأَکَلَ مَعِیْ مِنْھَا. (احمد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ مجھے سخت بھوک لگی تھی۔ میں مدینہ کے اطراف میں مزدوری کی طلب کے لئے نکلا (تا کہ مزدوری کر کے جو اجرت حاصل ہو اس سے بھوک مٹاؤں) تو میرا گزر ایک عورت پر ہوا جس نے مٹی جمع کر رکھی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ وہ (گارا بنانے کے لئے) اس پر پانی ڈالنا چاہتی ہے (اور پانی کنویں سے نکالنا ہوگا) تو میں نے اس سے ہر ایک کھجور کے عوض پانی کا ایک ڈول نکالنے کا معاملہ طے کیا۔ پھر میں نے سولہ ڈول نکالے جس سے میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ پھر میں اس عورت کے پاس گیا تو اس نے مجھے سولہ کھجوریں گن دیں۔ میں (وہ کھجوریں لے کر) نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ساری بات بھی بتائی۔ تو آپ ﷺ نے میرے ساتھ مل کر ان میں سے (کچھ) نوش فرمائیں۔

رواج پر اعتماد کرتے ہوئے اجرت طے نہ کرنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَجَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْ طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمَرٍ (بخاری).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سینگی لگائی تو (اس کی اجرت کے طور پر) رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ اكْتَرٰى مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ قَالَ بِدَانِقَيْنِ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ. (بخاری)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن مرداس سے ایک گدھا کرایہ پر لیا اور پوچھا کہ اس کی کتنی اجرت ہو گی۔ عبد اللہ بن مرداس نے بتایا کہ دو دانق (یعنی نصف درہم) وہ (اجرت قبول کر کے) گدھے پر سوار ہو گئے۔ بعد میں وہ ایک مرتبہ پھر آئے تو عبداللہ بن مرداس (ان کو دیکھ کر) کہنے لگا گدھا حاضر ہے گدھا حاضر ہے۔ حضرت حسن گدھے پر سوار ہو گئے اور مالک کے ساتھ اجرت طے نہیں کی بلکہ فراغت پر اس کو نصف درہم بھجوا دیا۔

اجیر کام پورا کرتے ہی اجرت کا مستحق ہو جاتا ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَعْطُوا الْأَجِيْرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ. (بیہقی).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اجیر کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

اجیر کو اجرت نہ دینے پر وعید

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ...... رَجُلٌ اِسْتَاجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ أَجْرَهُ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے بتایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کے مقدمہ کا میں خود قیامت کے دن فریق ہوں گا۔ (ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے کسی کو اجرت پر رکھا اور اس سے کام پورا لے لیا لیکن اس کو اجرت نہیں دی۔

اجیر نے جس چیز پر عمل کیا ہے اس میں سے اجرت طے کرنا جائز نہیں

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نُهِيَ عَنْ قَفِيْزِ الطَّحَّانِ. (دار قطنی)

حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں مسلمانوں کو پیسنے والے کے پیمانہ سے منع کیا گیا (جس کی صورت یہ ہے کہ گندم والا پیسنے والے سے کہے کہ تم یہ گندم پیس دو اور اجرت میں اسی پیسے ہوئے آٹے کی اتنی مقدار پیمانہ بھر کے لے لو)۔

اجرت پر مختلف کام

سینگی لگانے پر اجرت جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِحْتَجَمَ النَّبِیُّ ﷺ وَ أَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ كَانَ سُحْتًا لَمْ يُعْطِهِ

(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دی۔ اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو آپ ﷺ اس کو اجرت نہ دیتے۔

فائدہ:

ایک حدیث میں یوں ہے

عَنِ ابْنِ مُحَيَّصَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اِسْتَاذَنَ النَّبِیَّ ﷺ فِی إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَاذِنُهُ حَتّٰى قَالَ أَعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَ أَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ. (ترمذی)

ابن محیّصہ اپنے والد محیّصہ ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سینگی لگانے کا کام (خود) اجرت پر کرنے کی اجازت مانگی۔ یہ کام اگرچہ فی نفسہ جائز ہے لیکن خون ہاتھوں میں لگتا ہے اور منہ سے خون کھینچتے ہوئے خون منہ میں آنے بلکہ حلق کے اندر تک جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نیز یہ ہلکے درجے کا کام سمجھا جاتا تھا جب کہ یہ صاحب زیادہ باصلاحیت تھے۔ ان وجوہات سے) نبی ﷺ نے ان کو یہ پیشہ اختیار کرنے سے منع کر دیا۔ جب محیّصہ بار بار درخواست کرنے لگے تو آپ ﷺ نے (ان کے لئے اس پیشہ کی ناپسندیدگی کو حتمی طور پر یوں) فرمایا (کرتے ہو تو کر لو لیکن) حاصل شدہ آمدنی سے (بس) اپنے اونٹ کا چارہ کر دینا اور اپنے غلام کا کھانا کر دینا (تم خود اور تمہارے گھر والے اس سے فائدہ نہ اٹھائیں)۔

جب آپ ﷺ نے غلام کے لئے اس آمدنی سے کھانا مہیا کرنے کو کہا تو معلوم ہوا کہ کام بھی نفسہ جائز ہے اور اجرت بھی جائز ہے حرام نہیں کیونکہ اسلامی اصولوں کے مطابق غلام کو بھی حرام آمدنی سے کھانا کھلانا جائز نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض حدیثوں میں جو اس اجرت کو سُحتٌ وَ خَبِيثٌ (حرام اور ناپاک) کہا

گیا ہے تو اس سے حقیقت مراد نہیں ہے بلکہ اس کا گھٹیا ہونا مراد ہے۔

دم وغیرہ کرنے پر اجرت جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيهِ لَدِيْغٌ أَوْسَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَإِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا أَوْسَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْ أَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْراً حَتّٰى قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ أَجْرًا عَلَيْهِ كِتَابُ اللّٰهِ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب کا ایک پانی پر گزر ہوا (جس کے پاس عرب کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس قبیلہ کے یعنی) وہاں کے لوگوں کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص ان صحابہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا ہے۔ ان میں سے ایک صاحب گئے اور کچھ بکریوں کے عوض سورہ فاتحہ پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ وہ سردار ٹھیک ہو گیا (اور ان صحابی کو بکریاں مل گئیں)۔ یہ صحابی بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو ساتھیوں نے ان کے اجرت لینے کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ واپس مدینہ منورہ آئے (اور نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے) تو کہا اے اللہ کے رسول انہوں نے تو کتاب اللہ پر اجرت وصول کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ تو بیماری کا علاج تھا عبادت کا کام نہیں تھا اور کسی بیماری کے علاج میں) سب سے صحیح بات جس پر تم اجرت لو کتاب اللہ ہے (کہ اور دواؤں کے مقابلہ میں اس کا ذریعہ علاج ہونا زیادہ پختہ بنیاد پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام ہی حقیقتاً مؤثر ہیں جب کہ دواؤں کے پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم اور اسی کی قدرت کارفرما ہوتی ہے)۔

زمین کرایہ پر دینا جائز ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ الْمَزَارِعِ يُكْرُوْنَ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُوْنُ عَلَى السَّوَاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَعْضِ ذٰلِكَ فَنَهَا هُمْ أَنْ يُكْرُوْا بِذٰلِكَ وَقَالَ أُكْرُوْا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (ابو داؤد و نسائی).

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ اپنے کھیت اس پیداوار کے عوض دوسروں کو دیتے تھے جو نالیوں کے کنارے اور کنویں کے اردگرد پانی سے سیراب ہونے کی جگہ اگتی تھی۔ ایسے کسی معاملہ

میں جب جھگڑا پیدا ہوا (جس کا سبب غالباً یہ تھا کہ ان جگہوں پر ہونے والی پیداوار ضائع ہوگئی) تو لوگ مقدمہ نبی ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے مخصوص جگہوں کی پیداوار کے عوض زمین دینے سے منع کیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی کے عوض زمین (کرایہ پر) دو۔

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرَقِ فَقَالَ لَا بَاسَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَ أَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَ أَشْيَاءِ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زَجَرَ عَنْهُ فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُومٌ مَضْمُونٌ فَلَا بَاسَ بِهِ. (مسلم)

حضرت حنظلہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے اور چاندی کے عوض زمین کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (زمین کرائے پر دینے کا مسئلہ یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پانی کے بہاؤ کی جگہ کے کناروں پر اور نالوں کے شروع کے حصوں پر ہونے والی پیداوار اور کچھ اور مخصوص پیداوار کے عوض میں زمین اجرت پر دیتے تھے تو کبھی ایسا ہوتا کہ یہ (ایک کی پیداوار) ضائع ہو جاتی اور وہ (دوسرے کی پیداوار سالم) رہتی یا وہ (دوسرے کی) ضائع ہو جاتی اور یہ (پہلے کی) سالم رہتی (جس سے آپس میں جھگڑا ہوتا کیونکہ زمین والے کے لئے طے شدہ پیداوار کے ضائع ہونے پر اس کو کچھ نہ ملتا۔ اس سے جھگڑا پیدا ہوتا) تو اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سے کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔ رہی ایسی چیز جو متعین ہو اور اس کی جگہ اس کا تاوان دیا جا سکے (مثلاً سونا، چاندی اور روپیہ، پیسہ) تو اس کے عوض کرایہ پر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

تول کرنے پر اجرت جائز ہے

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَرٰى مِنَّا رَجُلٌ سَرَاوِيلَ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِأَجْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زِنْ وَارْجَحْ (ابوداؤد)

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے (اور کچھ دیر ٹھہرے اس دوران) ہم میں سے ایک شخص نے شلوار خریدی۔ وہاں ایک شخص اجرت پر (قیمت کے) سکے تولتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تولو اور جھکتا ہوا تولو۔

بعض وہ جائز و حرام کام جن پر اجرت لینا جائز نہیں

جفتی کروانے پر اجرت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے سانڈ (نر) کو جفتی کے لئے کرایہ پر لینے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِلَابٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ فَرَخَّصَ لَهُ فِي الْكَرَامَةِ (ترمذی و نسائی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو کلاب کے ایک شخص نے نبی ﷺ سے نر کو جفتی کے لئے کرایہ پر لینے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ پھر اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ہم سانڈ جفتی کے لئے عاریت کے طور پر دیتے ہیں اور عاریت پر لینے والا ہمارا اکرام کرتا ہے کہ ہمیں ویسے ہی کچھ ہدیہ دے دیتا ہے (اجرت کے طور پر کچھ دینا لینا نہیں ہوتا) رسول اللہ ﷺ نے عاریت پر دینے والے کو ہدیہ لینے کی رخصت دی۔

حرام کام کی اجرت بھی حرام ہے

عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَهْرِ الْبُغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.
(بخاری و مسلم)

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے زانی عورت کی (زنا پر) اجرت سے اور کاہن کی (کہانت پر) اجرت سے منع فرمایا (کیونکہ یہ کام بذات خود حرام ہیں۔ معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت بھی حرام ہوتی ہے)۔

عبادت کے کاموں پر اجرت لینا جائز نہیں

تعلیم قرآن پر

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَخَذَ قَوْسًا عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ قَلَّدَهُ اللّٰهُ قَوْسًا مِنْ نَارٍ (بیہقی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن سکھانے پر (اجرت میں) کوئی کمان لی تو (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالیں گے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ رَجُلٌ مُهَاجِرًا دَفَعَهُ إِلٰى رَجُلٍ يُعَلِّمُهُ

الْقُرْآنَ فَدَفَعَ إِلَيَّ رَجُلاً كَانَ مَعِيْ وَ كُنْتُ أُقْرِأُهُ الْقُرْآنَ فَانْصَرَفْتُ يَوْمًا إِلٰى أَهْلِيْ فَرَأٰى أَنَّ عَلَيْهِ حَقًّا فَأَهْدٰى إِلَيَّ قَوْسًا مَا رَأَيْتُ أَجْوَدَ مِنْهَا عُوْدًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقَلَّدْتَهَا أَوْتَعَلَّقْتَهَا. (ابو داؤد).

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب کوئی شخص ہجرت کر کے (مدینہ منورہ) آتا تو نبی ﷺ اس کو ایسے شخص کے سپرد کرتے جو اس کو قرآن سکھاتا۔ (ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے ایک شخص میرے سپرد کیا جو میرے ساتھ ہوتا اور میں اس کو قرآن سکھاتا تھا۔ ایک دن میرا اپنے گھر والوں کی طرف جانے کا ارادہ ہوا تو اس کو خیال ہوا کہ اس پر میرا کچھ حق ہے لہٰذا اس نے مجھے ایک کمان ہدیہ میں دی کہ میں نے اس سے بہتر لکڑی کی کمان نہ دیکھی تھی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے اس (ہدیہ) کے (لینے کے) بارے میں پوچھا (کہ کیسا ہے) تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک انگارہ ہے جو تم نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکا لیا ہے۔

اذان کہنے پر

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْنِيْ إِمَامَ قَوْمِيْ قَالَ أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَاخُذُ عَلَى الْأَذَانِ أَجْرًا. (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھے میری قوم کا (نماز کا) امام مقرر فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ٹھیک ہم تم کو مقرر کرتے ہیں لہٰذا آئندہ سے) تم اپنی قوم کے امام ہو۔ اب تم (اپنی امامت پر کچھ اجرت نہ لینا اور) ایسے کو مؤذن مقرر کرنا جو اذان کہنے پر کچھ اجرت نہ لے۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں امیر اور غریب سب ہی دین کے امور میں چست تھے۔ امیروں کو بھی اذان دینے یا نماز پڑھانے سے عار نہیں تھا۔ بلکہ قرآن پڑھانا، حفظ کرانا اور دین کی تعلیم دینا، اذان کہنا اور امامت کرانا معاشرے میں یہ سب کام باعث صد افتخار تھے۔ بعد میں حالات بدلتے گئے پہلی جیسی چستی نہ رہی اور پرانا شوق و ذوق کمزور پڑتا گیا اور ڈر ہوا کہ حالات اسی طرح رہے تو نماز باجماعت کا نظام اور دین کی تعلیم کا نظام معطل ہو جائے گا تو متاخرین نے یہ سامنے رکھتے ہوئے کہ دین کے علم کی حفاظت فرض ہے اور ہر قریب کے علاقہ میں ایک بڑے عالم کا ہونا فرض کفایہ ہے اور نماز با جماعت کا انتظام شعائر اسلام میں سے ہے اور ان سب کی حفاظت اب اسی پر موقوف ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں جو مستقل ان کاموں میں وقت دیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب معاشرہ ان کی مالی کفالت

کرے خواہ وظیفہ کی صورت میں یا تنخواہ کی صورت میں۔ یہ تنہا اجتہاد ہی نہیں ہے بلکہ تابعین کا عمل بھی اس بارے میں موجود ہے۔

عَنْ أَبِیْ غَیْلَانَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ یَزِیْدَ بْنَ أَبِیْ مَالِکٍ الدِّمَشْقِیَّ وَالْحَارِثَ بْنَ یَمْجَدَ الْأَشْعَرِیَّ یُفَقِّهَانَ النَّاسَ فِی الْبَدْوِ وَ أَجْرِیْ عَلَیْهِمَا رِزْقًا فَأَمَّا یَزِیْدُ فَقَبِلَ وَ أَمَّا الْحَارِثُ فَأَبٰی أَنْ یَّقْبَلَ فَکُتِبَ إِلٰی عُمَرَبْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بِذٰلِکَ فَکَتَبَ عُمَرُ إِنَّالَا نَعْلَمُ بِمَا صَنَعَ یَزِیْدُ بَاسًا وَأَکْثَرَ اللّٰهُ فِیْنَا مِثْلَ الْحَارِثِ بْنِ یَمْجَدَ (کتاب الاحوال لابی عبید)

ابوغیلان کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے دیہاتوں میں لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لئے یزید بن ابی مالک اشجعی اور حارث بن یجد کو بھیجا اور ان کے لئے وظیفہ جاری فرمایا (تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہیں) یزید نے تو اس وظیفہ کو قبول کرلیا البتہ حارث نے قبول نہیں کیا۔ یہ بات حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھی گئی تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ یزید نے وظیفہ قبول کیا تو ہم اس میں کچھ برائی نہیں سمجھتے اور حارث نے قبول نہیں کیا تو (یہ بڑی فضیلت کی بات ہے) اللہ تعالیٰ ہم میں حارث جیسے لوگوں کی کثرت کردیں۔

اس میں اہتمام مذکورہ بالا حدیثوں کی مخالفت نہیں ہے کیونکہ جن حالات میں اجرت نہ لینے کا حکم دیا گیا تھا وہ حالات باقی نہ رہے۔ بدلے ہوئے حالات میں کتنے لوگ ہیں جو اپنے کام کاج اور کاروبار میں بھی لگیں اور پھر روزانہ پانچ دفعہ وقت پر مسجد میں آکر اذان و جماعت کا نظام بھی قائم رکھیں اور کتنے ہیں جو قرآن پاک اور دین کی تعلیم میں سارا دن لگا کر پھر اپنی روزی بھی کماسکیں۔ غرض متاخرین کا قول مذکورہ بالا حدیثوں کے مخالف نہیں۔ اگر پہلے جیسے حالات پھر پیدا ہوجائیں تو حدیث کا ظاہری حکم خود بخود بحال ہوجائے گا اور اب بھی اگر کسی کے پاس آمدنی کے دیگر وسائل ہوں اور وہ ان کاموں پر اجرت نہ ملے تو یہی مستحب ہے۔

دیگر امور دینیہ پر وظائف

عَنْ أَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ بَعَثَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ ﷺ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ عَلَی الصَّلَاةِ وَالْحَرْبِ وَبَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَلَی الْقَضَاءِ وَبَیْتِ الْمَالِ وَبَعَثَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ عَلٰی مَسَاحَةِ الْأَرَضِیْنَ وَجَعَلَ بَیْنَهُمْ شَاةً کُلَّ یَوْمٍ شَطْرَهَا وَبَطْنَهَا لِعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ وَ رُبُعَهَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ وَالرُّبُعَ الآخَرَ لِعُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ (کتاب الخراج لابی یوسف)

ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نماز اور جنگ کے امور پر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قضاء اور بیت المال پر اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو زمین کی پیمائش پر مامور کیا اور ان کے لئے وظیفہ کے طور پر روزانہ کی ایک بکری مقرر کر دی۔ اس کا نصف اور کلیجی پھیپھڑے وغیرہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک چوتھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک چوتھائی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کیلئے۔

اجرت پر لی ہوئی چیز اگر قدرتی آفت سے ہلاک ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يَصِحُّ الْكِرَاءُ وَالضَّمَانُ. (أثرم).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کرایہ اور تاوان (دونوں ہی باتیں اکٹھی کسی پر آئیں یہ) درست نہیں ہے۔

اجیر مشترک پر تاوان

عَنْ أَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ كَانَ لَا يُضَمِّنُ الْقَصَّارَ وَلَا الصَّائِغَ وَلَا الْحَائِکَ. (کتاب الآثار محمد)

محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دھوبی پر اور زرگر پر اور جولاہے پر (کسی قدرتی آفت سے ہونے والے نقصان میں) تاوان نہیں ڈالتے تھے۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا يَضْمَنُ الْقَصَّارُ إِلَّا مَا جَنَتْ يَدُهُ (ابن ابی شیبه)

شعبی رحمہ اللہ فرماتے تھے دھوبی پر تاوان صرف اس صورت میں ہے جب اس نے خود نقصان کیا ہو۔

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَمَّنَ الصَّبَّاغِيْنَ الَّذِيْنَ انْتَصَبُوْا لِلنَّاسِ فِیْ أَعْمَالِهِمْ مَا أَهْلَكُوْا فِیْ أَيْدِيْهِمْ. (عبدالرزاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لئے کام کرنے والے رنگریزوں پر اس نقصان میں جو انہوں نے اپنے ہاتھوں کیا تاوان عائد کیا۔

باب: 36

رہن

رہن کی اجازت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِشْتَرٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ وَ رَهَنَهٗ دِرْعًا لَهٗ مِنْ حَدِيْدٍ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ اناج ادھار خریدا اور لوہے کی اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع (تقریباً 104 کلو اناج کی قیمت میں گروی رکھی ہوئی تھی۔

رہن میں مالک کی ملکیت قائم رہتی ہے رہن کا خرچہ اس کے ذمہ ہوتا ہے اور رہن منافع بھی اس کے ہوتے ہیں۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ الرَّهْنُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِيْ رَهَنَهٗ لَهٗ غُنْمُهٗ وَعَلَيْهِ غُرْمُهٗ (شافعی).

مشہور تابعی سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گروی رکھانے سے گروی کی چیز مالک کی ملکیت سے نہیں نکلتی (بلکہ اس کی ملکیت میں قائم رہتی ہے۔ اس چیز کے منافع اور اضافے (مثلاً گروی میں بکری رکھی ہو تو اس کا دودھ اور اس دوران ہونے والے اس کے بچے) مالک کے ہوں گے اور اس چیز (کی حفاظت) کے (علاوہ دیگر) اخراجات (مثلاً بکری کے چارے وغیرہ

کے اخراجات) مالک کے ذمہ ہوں گے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلظَّهْرُ یُرْکَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا کَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ یُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا کَانَ مَرْهُوْنًا وَ عَلَی الَّذِیْ یَرْکَبُ وَیَشْرَبُ النَّفَقَةُ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سواری کا جانور گروی میں رکھا ہو تو (مالک کے ذمہ) اس کے (چارے کا) خرچہ (ہوتا ہے اور اس کے ساتھ (مالک مرتہن کی اجازت سے جانور کی) سواری کرسکتا ہے۔ اور بکری جو گروی میں رکھی ہو اس کے خرچہ کے ساتھ (جو مالک کے ذمہ ہے) مالک اس کا دودھ بھی پا سکتا ہے (کیونکہ گروی میں رکھی بکری کے منافع مالک کے ہوتے ہیں) اور جو شخص (یعنی مالک مرتہن کی اجازت سے) سواری کرے گا اور دودھ پیئے گا اس کے ذمہ اس کے اخراجات بھی ہیں۔

مرتہن کے پاس گروی کی شے ہلاک ہو جائے تو اتنی مالیت کا قرض ساقط ہو جائے گا

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً یُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا رَهَنَ رَجُلًا فَرَسًا فَنَفَقَ فِیْ یَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُرْتَهِنِ ذَهَبَ حَقُّکَ. (ابن ابی شیبه).

مصعب بن ثابت کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے دوسرے کے پاس اپنا گھوڑا گروی رکھا۔ وہ گھوڑا مرتہن کے ہاں مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مرتہن سے فرمایا کہ اب اپنا قرض واپس لینے کا تمہارا حق جاتا رہا۔

جس کے پاس گروی رکھی ہو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ کَانُوْا یَکْرَهُوْنَ کُلَّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً. (ابن ابی شیبه)

حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسے قرض کو مکروہ سمجھتے تھے جو نفع لائے۔

عَنْ فُضَیْلَةَ بْنِ عُبَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ وَجْهٌ مِنْ وُجُوْهِ الرِّبَا. (بیهقی)

حضرت فضیلہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہر قرض جو نفع دے تو وہ سود ہی کوئی صورت ہے۔

باب: 37

ہدیہ

ہدیہ قبول کرنے کی تاکید

عَنْ خَالِدِ بْنِ عَدِیِّ الْجُهَنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ جَاءَ هُ مَعْرُوْفٌ مِنْ أَخِيْهِ مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ وَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ. (احمد)

حضرت خالد بن عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص کے پاس اس کے کسی سوال کے بغیر اور اس کے اشراف نفس کے بغیر اس کے بھائی کی جانب سے کوئی ہدیہ آئے تو وہ اس کو قبول کر لے اور اس کو واپس نہ کرے کیونکہ یہ تو رزق ہے جو اللہ نے اس کی طرف بھیجا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ إِلٰی كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِیَ إِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ. (بخاری).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے رزق کی اہمیت کو سمجھنا اور مسلمان کی دلجوئی اور اس کے جذبات کی قدر کرنا یہ دونوں باتیں بڑی اہم ہیں ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اسی لئے) اگر مجھے (پکے ہوئے) کھر کھانے کی دعوت دی جائے تو میں اس دعوت میں ضرور جاؤں اور اگر مجھے (گوشت کی چھوٹی سی) دستی (بھی) ہدیہ کی جائے تو میں (اللہ تعالیٰ کے رزق کی اہمیت اور مسلمان کے جذبہ کی قدر دانی کی وجہ سے) اس ہدیہ کو ضرور قبول کروں۔

کسی سے ہدیہ قبول نہ کرنا

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جُثَامَةَ أَنَّهُ أَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَ هُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَانَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ فَقَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِیْ وَجْهِیْ رَدَّهُ هَدِيَّتِیْ قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا

حُرُمٌ. (بخاری)

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ابواء یا ودان کے علاقہ میں تھے اور حالت احرام میں تھے ایک جنگلی گدھا ہدیہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو (قبول نہ کیا اور) واپس کر دیا۔ کہتے ہیں جب آپ ﷺ نے میرے ہدیہ کی واپسی سے میرے چہرے پر مایوسی (اور پریشانی) کو محسوس کیا تو فرمایا ہم تمہارے ہدیہ کو واپس نہ کرتے لیکن (مجبوری یہ ہے کہ) ہم حالت احرام میں ہیں (اور اس حالت میں شکار کو قبول کرنا جائز نہیں)۔

ہدیہ کا ایک فائدہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَهَادُوْا تَحَابُّوْا. (بخاری فی الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا آپس میں ہدیئے دو اس سے تمہارے درمیان آپس میں محبت پیدا ہوگی۔

ہدیہ میں قبولیت شرط ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ أُهْدِیَ إِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اگر مجھے کوئی (چھوٹی سی) دستی (بھی) ہدیہ کی جائے تو میں ضرور اس کو قبول کروں (اور رد نہ کروں)۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی کا ہدیہ قبول نہ کرے اور واپس کر دے تو وہ واپس ہو جاتا ہے۔

ہدیہ میں قبضہ شرط ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ الصِّدِّیْقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسَقًا مِنْ مَالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ یَا بُنَیَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَیَّ غِنًی بَعْدِیْ مِنْكِ وَلَا أَعَزُّ عَلَیَّ فَقْرًا بَعْدِیْ مِنْكِ وَإِنِّیْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسَقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِیْهِ وَاحْتَزْتِیْهِ كَانَ ذٰلِكِ لَكِ وَإِنَّمَا هُوَ الْیَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَ إِنَّمَا هُمَا أَخُوْكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ. (مؤطا مالک).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غابہ میں اپنے مال میں سے بیس وسق (یعنی 4200 کلو کھجور) ہدیہ کی اس طرح سے کہ وہ اس کو تڑوا کر اپنے قبضہ میں لے لیں۔ (لیکن حضرت عائشہ نے ابھی تک اس کو تڑوا کر اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض وفات میں مبتلا ہو گئے) جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو انہوں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے) کہا اے بٹیا اللہ کی قسم اپنی وفات کے بعد کوئی اور نہیں جس کا غنی ہونا مجھے تمہارے غنی ہونے سے زیادہ محبوب ہو اور اپنے بعد کوئی اور نہیں جس کا فقیر ہونا مجھے تمہارے فقیر ہونے سے زیادہ نا گوار ہو (اسی لئے) میں نے تمہیں بیس وسق (4200 کلو کھجور) ہدیہ کی تھی کہ تم اس کو تڑوا لو۔ اگر تم اس کو تڑوا لیتیں اور اس پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہوتی (لیکن چونکہ تم نے ایسا نہیں کیا اور ہدیہ پر جب تک قبضہ نہ ہو ہدیہ مکمل نہیں ہوتا لہٰذا وہ ہدیہ بھی مکمل نہیں ہوا اور میرے مرض وفات میں مبتلا ہونے سے حکم بدل گیا کہ) اب وہ (ترکہ بن گیا اور سب) وارثوں کا مال ہے اور وارث (تم سمیت) تمہارے ایک بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں تو تم کتاب اللہ کے حکم کے مطابق اس کو آپس میں تقسیم کر لینا۔

عَنِ النَّضرِبْنِ أَنَسٍ قَالَ قَضٰی عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فِی الإِنُحَالِ مَا قُبِضَ مِنْهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَ مَالَمْ يُقْبَضْ مِنْهُ فَهُوَ مِيرَاثٌ. (ابن ابی شیبه)

نضر بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب ؓ نے زبانی ہدیہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ (زبان سے ہدیہ کئے جانے کے بعد) اس میں سے جتنی مقدار پر قبضہ کر لیا گیا اس میں تو ہدیہ مکمل ہو گیا اور جتنی مقدار پر (ہدیہ کرنے والے کی موت تک یا اس کے مرض موت میں مبتلا ہونے تک) قبضہ نہیں ہوا وہ ترکہ اور میراث میں شامل ہے۔

جس کو ہدیہ کیا ہے ہدیہ کی چیز اگر پہلے سے اس کے قبضہ میں ہے تو جدید قبضہ شرط نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی سَفَرٍ وَكَانَ عَلٰی بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِیَّ ﷺ فَيَقُولُ أَبُوهُ يَا عَبْدَاللّٰهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِیَّ ﷺ أَحَدٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ بِعْنِيهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَلَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَلَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور حضرت عمر ؓ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے۔ (اونٹ سرکشی کی وجہ سے) نبی ﷺ کی سواری سے آگے نکلتا تو اس سے) حضرت عبداللہ بن عمر (خود بخود) نبی ﷺ سے آگے ہو جاتے۔ ان کے والد (حضرت عمر ؓ) کہتے ارے عبداللہ نبی ﷺ سے تو کوئی بھی آگے نہیں ہوتا (تم کیوں آگے ہوتے ہو) نبی ﷺ نے (یہ دیکھ کر کہ حضرت عمر ؓ کے اونٹ ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عمر کو دشواری ہو رہی ہے کیونکہ حضرت عمر ؓ اپنے بیٹے پر بھی ناراض ہوتے اور اونٹ کو بھی پیچھے دھکیلتے جب کہ اصل وجہ خود اونٹ کی سرکشی تھی تو حضرت ابن عمر پر معاملہ کو آسان کرنے کے لئے آپ نے) حضرت عمر سے فرمایا اپنا یہ اونٹ

مجھے فروخت کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آپ کو (ویسے ہی) ہدیہ ہے لیکن آپ ﷺ نے (حضرت عمر سے) اس کو خریدا پھر حضرت ابن عمر سے فرمایا اے عبداللہ یہ اونٹ تمہیں ہدیہ ہے تم اس کا جو چاہے کرو۔ (وہ اونٹ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں پہلے ہی سے تھا۔ نبی ﷺ کے ہدیہ کرنے پر انہوں نے قبضہ کی کسی طرح سے تجدید نہیں کی۔)

ہدیہ پر بدلہ دینا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول (بھی) فرماتے تھے اور اس پر بدلہ (بھی) عطا فرماتے تھے۔

ہدیہ واپس لینا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مَالَمْ يُثَبْ مِنْهَا. (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ہدیہ دیا تو جب تک اس ہدیہ کا بدلہ نہ دیا گیا ہو وہ اپنے ہدیہ (کو واپس لینے) کا زیادہ حقدار ہے۔

ہدیہ واپس لینا مکروہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ...... مَثَلُ الرَّجُلِ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتّٰى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فِيْ قَيْئِهِ (ترمذی).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو ہدیہ دے پھر اس کو واپس لے لے کتے کی طرح ہے جو کھائے یہاں تک کہ جب اس کا پیٹ بھر جائے تو قے کر دے پھر اپنی قے کو چاٹنا شروع کر دے۔

کن صورتوں میں ہدیہ واپس نہیں لے سکتے

i- ہدیہ کا بدلہ لے چکا ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مَالَمْ يُثَبْ مِنْهَا. (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کچھ ہدیہ دیا تو جب تک اس کو اس کا بدلہ نہ دیا جائے وہ اپنے ہدیہ (کو واپس لینے) کا زیادہ حقدار ہے۔ (ہاں جب اس کو اس کا بدلہ مل چکا ہو تو اب اپنے ہدیہ کو واپس نہیں لے سکتا)۔

ii- جب ہدیہ اپنے ذی رحم محرم کو دیا ہو

عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِيْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَرْجِعْ فِيْهَا. (حاكم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب ہدیہ ایسے رحمی رشتہ دار کو دیا ہو جو محرم بھی ہو (مثلاً بھائی بہن، بیٹا، بیٹی، بھتیجا، بھتیجی اور بھانجا، بھانجی وغیرہ) تو اس ہدیہ کو واپس نہیں لے سکتا۔

iii- جو بیوی کو دیا ہو

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ مَا أَدْرَكْتُ الْقُضَاةَ إِلَّا......لَا يُقِيْلُوْنَ الزَّوْجَ فِيْمَا وَهَبَ لِامْرَأَتِهِ. (عبدالرزاق)

(مشہور تابعی) امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے قاضیوں کو دیکھا (اور اس دور کے سب قاضی مجتہد ہوتے تھے) وہ سب کے سب شوہر نے جو ہدیہ اپنی بیوی کو دیا ہو اس کے واپس لینے کو جائز قرار نہ دیتے تھے۔

iv- جو ہدیہ بیوی نے اپنی رغبت سے شوہر کو دیا ہو

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ النِّسَاءَ يُعْطِيْنَ رَغْبَةً وَ رَهْبَةً فَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْطَتْ زَوْجَهَا فَشَاءَ تْ أَنْ تَرْجِعَ رَجَعَتْ. (عبدالرزاق)

محمد بن عبید اللہ ثقفی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ جاری کیا کہ عورتیں (اپنے شوہر کو) رغبت سے بھی ہدیہ کرتی ہے اور خوف (و مجبوری) کی وجہ سے بھی ہدیہ کرتی ہے۔ تو اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو کچھ ہدیہ کیا پھر اس کو واپس لینا چاہے تو (یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے کسی خوف یا مجبوری کی وجہ سے ہدیہ دیا ہو گا اس لئے) وہ واپس لے سکتی ہے۔

v- ہدیہ دینے والے اور لینے والے میں سے کسی کی وفات ہو جائے

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُمَرَ قَالَ......مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِغَيْرِ ذِيْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ ...... يَمُوْتْ أَحَدُهُمَا. (طحاوی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے کسی غیر محرم رشتہ دار کو کچھ ہدیہ کیا تو وہ اس (کو واپس لینے) کا زیادہ حقدار ہے جب تک ان (ہدیہ لینے دینے والوں) میں سے ایک کی وفات نہ ہو جائے۔

Vi- ہدیہ خرچ ہو چکا ہو

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ قَالَ ...... مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِغَيْرِ ذِىْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ ...... يَسْتَهْلِكْهَا. (طحاوی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے کسی غیر محرم رشتہ دار کو ہدیہ کیا تو وہ اس (کو واپس لینے) کا زیادہ حقدار ہے جب تک وہ اس کو خرچ نہ کر ڈالے۔

نابالغ بچے کے لئے باپ کا قبضہ کافی ہے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُثْمَانَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا صَغِيْرًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَّحُوْزَ نَحْلَةً فَأَعْلَنَ بِهَا وَ أَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِىَ جَائِزَةٌ وِإِنَّ وَلِيَّهَا أَبُوْهُ. (محلی ابن حزم)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اپنے ایسے چھوٹے بچے کو کچھ ہدیہ کیا جو اس قابل نہیں کہ اس پر قبضہ کر سکے اور دینے والے نے اس کا اظہار کیا اور اس پر گواہ بنا لئے (جو کہ مستحب ہے) تو ہدیہ جائز ہے اور اس ہدیہ کا نگہبان بچے کا باپ ہوگا۔

جس پر قرض ہو اس کو قرض ہدیہ کرنا

قَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهِ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ. (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر کسی کا قرض ہو تو چاہئے کہ وہ اس کو ادا کر دے یا اس سے اس قرض کو اپنے لئے حلال (یعنی معاف) کرا لے۔

مشاع کا ہبہ و ہدیہ جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسَقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ. فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ ...... إِنِّى كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسَقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاحْتَزْتِيْهِ كَانَ ذٰلِكِ لَكِ وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ. (موطا مالک)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو غابہ میں اپنے مال میں سے بیس وسق (4200 کلو کھجور) ہدیہ کیئے۔ (لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مال پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو فرمایا میں نے تم کو بیس وسق (4200 کلو) ہدیہ کیئے تھے (لیکن تم نے ان کو تڑوا کر اپنے قبضہ میں نہیں لیا) اگر تم ان کو توڑ کر اپنے قبضہ میں کر لیتیں تو وہ تمہاری ہوتیں لیکن اب (میرے مرض وفات میں مبتلا ہونے سے) وہ سب وارثوں کا مال ہے۔

اولاد کے درمیان ہدیہ کی برابری مستحب ہے

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أَعْطَانِیْ أَبِیْ عَطِیَّةً فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّیْ أَعْطَیْتُ ابْنِی بْنِ عُمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِیَّةً فَأَمَرَتْنِیْ أَنْ أُشْهِدَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَیْتَ سَائِرَ وَلَدِکَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ أَوْلَادِکُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِیَّةً. (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِیْرٍ اِنْحَلْ اِبْنِیْ غُلَامَکَ فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِی أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِیْ (مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ سَأَلَتْ أُمِّیْ أَبِیْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِیْ مِنْ مَالِهٖ فَالْتَوٰی بِهَا سَنَةً أَیْ مَطَلَهَا. (مسلم و نسائی)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میری والدہ نے میرے والد سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے اپنے مال میں سے ایک غلام ہدیہ کریں۔ میرے والد نے ان کے مطالبہ کو ایک دو سال ٹالا لیکن پھر مجبور ہو کر) میرے والد نے مجھے (وہ غلام) ہدیہ (کرنے کا فیصلہ) کر دیا (میری والدہ کو اتنی بات پر تسلی نہ ہوئی اس لئے توثیق کی خاطر میری والدہ) عمرہ بنت رواحہ نے کہا جب تک آپ اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنا لیں مجھے تسلی نہ ہو گی۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا (میری بیوی عمرہ) بنت رواحہ نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا غلام ہدیہ کر دوں تو میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو (غلام) ہدیہ (کرنا طے) کر دیا ہے لیکن اب اے اللہ کے رسول اس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں (اس پر) آپ کو گواہ بنا لوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی باقی اولاد کو بھی اسی جیسا ہدیہ (دینے کا فیصلہ) کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان برابری اور انصاف کرو۔ اس پر میرے والد واپس آ گئے اور ہدیہ (کا فیصلہ) واپس لے لیا۔

کسی معقول وجہ سے ایک بچے کو زیادہ دینا جائز ہے جب کہ دوسروں کو ضرر پہنچانا مقصود نہ ہو

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ کَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسَقًا مِنْ مَالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ یَا بُنَیَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَیَّ غِنًی بَعْدِیْ مِنْکِ وَلَا أَعَزُّ عَلَیَّ فَقْرًا بَعْدِیْ مِنْکِ وَ إِنِّیْ کُنْتُ نَحَلْتُکِ جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسَقًا فَلَوْ کُنْتِ جَدَدْتِیْهِ وَاحْتَزْتِیْهِ کَانَ ذٰلِکِ لَکِ وَ إِنَّمَا هُوَ الْیَوْمَ مَالُ وَارِثٍ (مؤطا مالک).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو غابہ میں اپنے مال میں سے بیس وسق (4200 کلو کھجور) ہدیہ کی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو تڑوا کر ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مرض وفات نے آلیا) جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا اے بٹیا اللہ کی قسم اپنی وفات کے بعد کوئی اور نہیں جس کا غنی ہونا مجھے تمہارے غنی ہونے سے زیادہ محبوب ہو اور اپنے بعد کوئی اور نہیں جس کا فقیر ہونا مجھے تمہارے فقیر ہونے سے زیادہ ناگوار ہو (کیونکہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف بھی حاصل ہے اور اس کی وجہ سے تمہارا کہیں اور نکاح بھی نہیں ہوسکتا اسی لئے) میں نے تمہیں توڑی ہوئی بیس وسق کھجور ہدیہ کی تھی۔ اگر تم اس کو تڑوا لیتیں اور اس کو تقسیم کر لیتیں تو وہ تمہاری ہوتی لیکن اب (میرے مرض وفات میں مبتلا ہونے سے) وہ تمام وارثوں کا مال ہے۔

عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَضَّلَ بَنِي أُمِّ كَلْثُوْمٍ بِنُحْلٍ قَسَّمَهُ بَيْنَ وَلَدِهٖ (طحاوی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پوتے صالح سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جب اپنی اولاد میں ہدیے تقسیم کئے تو (اپنی اہلیہ) ام کلثوم کے بیٹوں کو (دوسروں کی نسبت) زیادہ دیا۔

إِنَّ عُمَرَ نَحَلَ ابْنَهُ عَاصِمًا دُوْنَ سَائِرِ وَلَدِهٖ. (طحاوی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک موقع پر) اپنے بیٹے عاصم کو تو ہدیہ دیا باقی اولاد کو نہیں دیا۔

ایک شخص اپنا مکان دوسرے کو ہدیہ کرتے ہوئے کہے کہ اگر تمہاری اور تمہاری اولاد کی وفات میری زندگی میں ہو جائے تو پھر یہ مکان میرا اور میری اولاد کا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيْهَا وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهٖ. (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دوسرے کو اس کی اور اس کی نسل کی زندگی بھر کے لئے مکان ہدیہ کیا تو ہدیہ کرنے والے کا یہ قول اس کے اور اس کی اولاد کے حق کو ختم کر دیتا ہے (اور وہ مکان مستقل طور پر ہدیہ کئے ہوئے شخص اور اس کی اولاد کا ہو جاتا ہے)۔

ہدیہ کرتے ہوئے کہے کہ یہ تمہاری زندگی تک ہے اس کے بعد مجھے ملے گا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْمِرُوْهَا فَمَنْ أُعْمِرَ

شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَلَهُ حَيَاتَهُ وَبَعْدَ مَمَاتِهٖ. (نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال اپنے پاس روکے رکھو اور (اگر تم مستقل نہیں دینا چاہتے تو) کسی کو اس کی عمر بھر کے لئے نہ دو کیونکہ جس کو اس کی عمر بھر کے لئے کوئی مکان ملا تو وہ اس کی زندگی میں بھی اس کا ہے اور مرنے کے بعد بھی اسی کا ہے۔

یہ کہا کہ یہ تمہاری عمر بھر کے لئے ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْمَرَتِ امْرَأَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ حَائِطًا لَّهَا ابْنًا لَّهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ وَتُوُفِّيَتْ بَعْدَهٗ وَتَرَكَ وَلَدًا وَلَهٗ إِخْوَةٌ بَنُوْنَ لِلْمُعْمِرَةِ فَقَالَ وَلَدُ الْمُعْمِرَةِ رَجَعَ الْحَائِطُ إِلَيْنَا وَقَالَ بَنُوْ الْمُعْمَرِ بَلْ كَانَ لِأَبِيْنَا حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ فَاخْتَصَمُوْا إِلٰى طَارِقٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ فَدَعَا جَابِرًا فَشَهِدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْعُمْرٰى لِصَاحِبِهَا فَقَضٰى بِذٰلِكَ طَارِقٌ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مدینہ (منورہ) میں ایک عورت نے اپنا ایک باغ اپنے ایک بیٹے کو عمر بھر کے لئے دیا۔ پھر (کچھ عرصہ کے بعد) وہ لڑکا مر گیا اور اس کے بعد عورت بھی مر گئی۔ اس لڑکے کی اولاد بھی تھی اور بھائی (یعنی عورت کے دوسرے بیٹے) بھی تھے۔ عورت کی اولاد نے کہا کہ باغ تو اب ہمارے پاس واپس آ گیا (کیونکہ وہ ہدیہ صرف زندگی کے لئے تھا اس لئے اب وہ ہماری ملکیت ہے)۔ لڑکے کی اولاد نے کہا (ضابطہ کے مطابق تو) یہ ہمارے باپ کا ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی موت کے بعد بھی۔ یہ لوگ اپنا جھگڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام طارق کے پاس لے گئے۔ ان کے پاس حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسا مکان) ہدیہ دیئے ہوئے کی ملکیت بتایا ہے تو طارق رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔

مکان ہدیہ کرتے ہوئے آدمی کہے کہ اگر میں پہلے مر گیا تو یہ تمہارا ہے اور اگر تم پہلے مر گئے تو یہ میرا ہے

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الرُّقْبٰى (نسائی)

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص دوسرے کو مکان ہدیہ کرتے ہوئے یوں کہے کہ اگر میں پہلے مر گیا تو یہ تمہارا ہے اور اگر تم پہلے مر گئے تو یہ میرا ہے۔

باب: 38

حق شفعہ

شفعہ صرف غیر منقولہ جائیداد میں ہوتا ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا شُفْعَةَ إِلَّا فِی رَبْعٍ أَوْحَائِطٍ وَلَا یَنْبَغِیْ لَهُ أَنْ یَّبِیْعَ حَتّٰی یَسْتَامِرَ صَاحِبَهٗ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَ إِنْ شَاءَ تَرَکَ. (بزار).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حق) شفعہ نہیں ہوتا مگر گھر میں یا باغ میں۔ اور مالک کو مناسب نہیں کہ وہ اس کو فروخت کرے جب تک اپنے ساتھی (یعنی شریک یا پڑوس) سے اس کا تذکرہ نہ کرلے پھر اگر وہ چاہے تو خود خریدے اور چاہے تو ترک کردے۔

فائدہ: عام طور سے ایسا ہی ہوتا ہے کہ آدمی اس بات کا علم ہونے پر کہ شریک یا پڑوسی اپنی جائیداد بیچنا چاہتا ہے اپنا کوئی فیصلہ کر لیتا ہے۔ لیکن مالک کا بیچنا بھی لازمی نہیں ہوتا۔ بہت مرتبہ اس کا ارادہ بدل جاتا ہے۔ بیع کا حتمی ہونا تو بیع ہی سے پتہ چلتا ہے لہٰذا حق شفعہ کا اصل ثبوت بھی بیع ہونے پر ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا شُفْعَةَ إِلَّا فِیْ دَارٍ أَوْعَقَارٍ. (بیھقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شفعہ نہیں ہوتا مگر مکان میں یا زمین میں۔

حق شفعہ کی وجوہات

1- نفس جائیداد میں شرکت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَ لَهُ شَرِیْکٌ فِیْ رَبْعَةٍ أَوْنَخْلٍ فَلَیْسَ لَهُ أَنْ یَّبِیْعَ حَتّٰی یُؤْذِنَ شَرِیْکَهٗ فَإِنْ رَضِیَ أَخَذَ وَ إِنْ کَرِهَ تَرَکَ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا مکان میں یا باغ میں شریک ہو تو اس

کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس (مکان یا باغ) کو فروخت کرے یہاں تک کہ اپنے شریک کو اس کی اطلاع دے دے تاکہ اگر وہ چاہے تو خود لے لے اور نہ چاہے تو ترک کر دے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَضٰی بِالشُّفْعَةِ فِیْ کُلِّ شِرْکَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لَا یَحِلُّ لَهٗ أَنْ یَّبِیْعَ حَتّٰی یُؤْذِنَ شَرِیْکَهٗ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَ إِنْ شَاءَ تَرَکَ فَإِنْ بَاعَهٗ وَلَمْ یُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر غیر منقولہ جائیداد میں جو مشترک ہو اور (ابھی) تقسیم نہ ہوئی ہو خواہ وہ مکان ہو یا باغ ہو نبی ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ مالک کو جائز نہیں کہ وہ اس کو فروخت کرے یہاں تک کہ اپنے شریک کو اطلاع دے دے۔ تاکہ اگر اس کی مرضی ہو تو لے لے اور اگر مرضی نہ ہو تو ترک کر دے اور اگر مالک نے شریک کو بتائے بغیر فروخت کیا تو شریک اس (فروخت شدہ حصہ کو لینے) کا زیادہ حقدار ہوگا۔

2- جائیداد کے منافع میں شرکت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهٖ یُنْتَظَرُ بِهَا وَ إِنْ کَانَ غَائِبًا إِذَا کَانَ طَرِیْقُهُمَا وَاحِدًا. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا پڑوسی اپنے پڑوس (کی جائیداد میں) شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا انتظار کیا جائے گا اگرچہ وہ موجود نہ ہو جب کہ مالک جائیداد اور پڑوسی کا رستہ ایک ہی ہو۔

3- پڑوس

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهٖ. (بخاری)

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑوسی (کسی اجنبی خریدار کے مقابلہ میں) اپنے پڑوس (کی جائیداد خریدنے) کا زیادہ حقدار ہے۔

عَنِ الشَّرِیْدِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرْضِیْ لَیْسَ فِیْهَا لِأَحَدٍ شِرْکٌ وَلَا قِسْمٌ إِلَّا الْجِوَارُ فَقَالَ اَلْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةٍ مَا کَانَ. (نسائی)

حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول میری زمین میں نہ تو کسی کی شرکت ہے اور نہ کسی کا حصہ ہے البتہ پڑوس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی جائیداد ہو (مذکورہ صورت میں) اس کے شفعہ کا زیادہ حقدار پڑوسی ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ وَالْأَرْضِ. (ترمذی و ابوداؤد).

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مکان کا پڑوسی پڑوس کے مکان اور پڑوس کی زمین (لینے) کا زیادہ حقدار ہے۔

شفعہ میں ترتیب

عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ شُرَیْحٍ قَالَ اَلْخَلِیْطُ أَحَقُّ مِنَ الْجَارِ وَالْجَارُ أَحَقُّ مِنْ غَیْرِہٖ. (عبدالرزاق)

ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قاضی شریح (جو صحابہ کے دور میں قاضی تھے انہوں) نے فرمایا پڑوسی کے مقابلہ میں شریک کا حق زیادہ ہے اور کسی اور کے مقابلہ میں پڑوسی کا حق زیادہ ہے۔

شفعہ میں مطالبہ فوری ہونا چاہئے

عَنْ شُرَیْحٍ قَالَ إِنَّمَا الشُّفْعَةُ لِمَنْ وَاثَبَهَا. (عبدالرزاق)

قاضی شریح رحمہ اللہ نے فرمایا شفعہ تو صرف اس کے لئے جو (فروختگی کی اطلاع ملتے ہی) فوری طور پر مطالبہ کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعَقَالِ. (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا شفعہ تو رسی کے کھولنے کی مانند ہے۔ (جیسے رسی کھلتے ہی وہ کام ختم ہو جاتا ہے اسی طرح خرید یا فروخت کی خبر ملتے ہی فوری طلب کرے ورنہ حق ختم ہو جاتا ہے)۔

باب:39

مزارعت

خاص جگہوں کی پیداوار یا پیداوار کی مخصوص مقدار کے عوض زمین کرایہ پر دینا جائز نہیں

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاسَ بِهٖ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُوْنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَ أَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَ يَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زَجَرَعَنْهُ. (مسلم)

حنظلہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے چاندی کے عوض زمین کرایہ پر لینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ بات یہ تھی کہ نبی ﷺ کے زمانے میں لوگ پانی کے بہاؤ کے کناروں پر اور نالوں کے شروع کے کناروں پر ہونے والی پیداوار اور کچھ مخصوص پیداوار کے عوض زمین اجرت پر دیتے تھے۔ تو (ایسا ہوتا کہ کبھی) ان حصوں کی پیداوار ضائع ہو جاتی اور دوسرے حصوں کی سالم رہتی یا ان حصوں کی پیداوار سالم رہتی اور دوسرے حصوں کی ضائع ہو جاتی۔ لوگوں میں کرایہ پر دینے کی صرف یہی صورت تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا. كُنَّا نُكْرِى الْأَرْضَ عَلٰى أَنَّ لَنَا هٰذِهٖ وَلَهُمْ هٰذِهٖ فَرُبَمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ هٰذِهٖ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ. (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ہم سب سے زیادہ زمین کرائے پر دیا کرتے تھے۔ ہم زمین کرایہ پر اس طرح دیا کرتے تھے کہ اس حصہ کی پیداوار ہماری ہوگی اور اس حصہ کی

پیداوار ان (مزارعین) کی ہوگی تو کبھی ایسا ہوتا کہ ایک حصہ کی پیداوار ہوتی اور دوسرے حصہ کی پیداوار نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس (طرح کرایہ پر دینے) سے منع فرمایا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ کُنَّا نُکْرِی الْأَرْضَ بِمَا عَلَی السَّوَاقِیْ مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعَدَ بِالْمَاءِ مِنْهَا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ. (ابوداؤد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نالوں کے کناروں پر ہونے والی پیداوار اور نالوں کے پانی سے براہ راست سیراب ہونے والی جگہوں کی پیداوار کے عوض زمین کرایہ پر دیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔

عَنْ رَافِعٍ قَالَ أَتَانِیْ ظُهَیْرٌ فَقَالَ لَقَدْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ کَانَ بِنَا رَافِقًا فَقُلْتُ وَمَا ذَاکَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ سَأَلَنِیْ کَیْفَ تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِکُمْ فَقُلْتُ نُؤَاجِرُهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَی الرَّبِیْعِ أَوِ الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِیْرِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِزْرَعُوْهَا أَوْ أَزْرِعُوْهَا أَوْ أَمْسِکُوْهَا. (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے چچا) ظہیر میرے پاس آئے اور بتایا کہ جس بات میں ہمارے لئے سہولت تھی (اور فائدہ تھا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا بات ہے (لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ) جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بس وہی حق ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ اپنی زرعی زمین کا کیا کرتے ہو تو میں نے جواب دیا کہ ہم نالیوں کے گرد ہونے والی پیداوار یا (پیداوار میں سے) اتنے وسق کھجور یا جو کے عوض کرایہ پر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو یا تو خود کاشت کرو یا ویسے ہی کسی کو کاشت کے لئے دے دو یا زمین اپنے پاس روکے رکھو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ کِرَاءِ الْأَرْضِ. (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (مخصوص حصوں کی پیداوار کے عوض) زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔

نقدی کے عوض میں یا پیداوار سے علیحدہ کسی متعین شے کے عوض میں زمین کرایہ پر دینا جائز ہے

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَیْسٍ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ عَنْ کِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاسَ بِهٖ. (مسلم)

حنظلہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے چاندی (یعنی نقدی) کے عوض زمین کرایہ پر دینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ أَمَرَنَا أَنْ نُکْرِیَهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ. (ابوداؤد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے یا چاندی (یعنی نقدی) کے عوض زمین کرایہ پر دینے کو فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاکِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... أَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَ قَالَ لَا بَاسَ بِهٖ. (مسلم)

عبداللہ بن معقل رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نقدی یا زمین کی پیداوار سے علیحدہ غلہ کے عوض) زمین کرایہ پر دینے کو فرمایا اور کہا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

مزارعت پر یعنی پیداوار کی تناسب سے تقسیم پر زمین دینا جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِفْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاشْتَرَطَ أَنَّ لَهُ الْأَرْضَ وَکُلَّ صَفْرَاءَ وَبَیْضَاءَ وَ قَالَ أَهْلُ خَیْبَرَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْأَرْضِ مِنْکُمْ فَأَعْطِنَاهَا عَلٰی أَنَّ لَکُمْ نِصْفَ الثَّمَرَةِ وَلَنَا نِصْفٌ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا اور یہ طے فرمایا کہ خیبر کی زمین اور تمام سونا چاندی (خیبر کے باشندوں کے جو کہ یہودی تھے نہیں رہے بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور مسلمانوں) کے ہوں گے۔ (اور خیبر سے یہود کو نکالنے کا بھی ارادہ ہوا) یہ جان کر اہل خیبر (جو یہودی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں) نے کہا (آپ ہمیں یہاں سے جلاوطن نہ کیجئے) ہم کھیتی باڑی کو مسلمانوں سے زیادہ جانتے ہیں لہٰذا آپ ہمیں (مزارعت پر) زمینیں دے دیجئے آدھا پھل آپ کا ہوگا آدھا ہمارا ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا ظَهَرَ عَلٰی خَیْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْیَهُوْدِ مِنْهَا وَ کَانَتِ الْأَرْضُ حِیْنَ ظَهَرَ عَلَیْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْیَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْیَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ یُقِرَّهُمْ بِهَا عَلٰی أَنْ یَکْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نُقِرُّکُمْ بِهَا عَلٰی ذٰلِکَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰی أَجْلَاهُمْ عُمَرُ. (مسلم).

فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَ أَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَ إِبِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَّ حِبَالٍ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو وہاں سے یہود کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا اور فتح کے نتیجہ میں وہاں کی اراضی اللہ کے لئے (کہ اس کا حکم نافذ ہو) اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہونی قرار پائی۔ جب آپ ﷺ نے یہود کو وہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا تو یہود نے آپ سے درخواست کی کہ ان کو خیبر میں رہنے دیا جائے اس شرط پر کہ وہ خیبر کی زمینوں پر کام کریں گے اور (عوض میں) ان کو نصف پیداوار ملے گی۔ (چونکہ مسلمانوں کی نفری بھی کم تھی اس لئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ٹھیک ہے) جب تک ہم چاہیں گے ہم تمہیں یہاں برقرار رکھیں گے۔ تو وہ خیبر میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں سے جلاوطن کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو جلاوطن کیا تو آپ نے ان کو (ان کے نصف) پھل کے حصہ کی قیمت مال اور اونٹوں اور سامان مثلاً کجاووں اور رسیوں وغیرہ کی شکل میں دی۔

عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ قَسَمَهَا سِتَّةً وَّ ثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمْعًا فَعَزَلَ لِلْمُسْلِمِينَ الشَّطْرَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَهُوَ الشَّطْرُ لِنَوَائِبِهِ وَمَا يَنْزِلُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ ذٰلِكَ الْوَطِيعُ وَ الْكُتَيْبَةُ وَالسَّلَالِمُ وَ تَوَابِعُهَا فَلَمَّا صَارَتِ الْأَمْوَالُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عُمَّالٌ يُكْفُونَهُمْ عَمَلَهَا فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْيَهُودَ فَعَامَلَهُمْ. (ابوداؤد).

بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو خیبر مال غنیمت کے طور پر عطا فرمایا تو آپ نے اس کو چھتیس حصوں میں تقسیم کیا۔ ان کے نصف یعنی اٹھارہ حصے آپ نے مسلمانوں کے لئے علیحدہ کئے کہ ایک حصہ ہر سو آدمیوں کے لئے تھا نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک تھے اور آپ کے لئے بھی دوسرے ہر مسلمان کی طرح حصہ تھا۔ باقی نصف یعنی اٹھارہ حصے رسول اللہ ﷺ نے حوادث اور مسلمانوں کے دیگر امور کے لئے مختص کئے۔ یہ وطیع، کتیبہ اور سلالم اور مضافات کے علاقوں پر مشتمل تھے۔ جب یہ مال نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ہاتھ لگا تو ان زمینوں پر کام کرنے کے لئے آدمی نہ تھے تو (خیبر کے یہود کی پیشکش پر) آپ ﷺ نے یہود کو بلایا اور ان کے ساتھ مزارعت کا معاملہ کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِقْسِمْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ لَا فَقَالُوا تُكْفُونَا الْمَؤُونَةَ وَ نُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ فَقَالُوا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا. (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تو) انصار

نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ (ہمارے) کھجور کے باغ ہمارے اور ہمارے (مہاجر) بھائیوں کے درمیان تقسیم فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں (ہم ایسا نہیں کریں گے) انہوں نے کہا اچھا وہ باغوں میں ہماری جگہ کام کریں ہم ان کو پھل میں شریک کرتے ہیں۔ مہاجرین نے کہا یہ ہمیں دل و جان سے قبول ہے۔

عَنْ أَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِیْنَةِ أَهْلُ بَیْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا یَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ. (بخاری)

امام محمد باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدینہ (منورہ) میں کوئی بھی ہجرت کرنے والا گھرانہ ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض کاشتکاری نہ کرتا ہو۔

وَ زَارَعَ عَلِیٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ وَ الْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَ آلُ أَبِیْ بَكْرٍ وَ آلُ عُمَرَ وَ ابْنُ سِیْرِیْنَ رضی الله تعالیٰ عنهم. (بخاری)

حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت قاسم بن محمد اور حضرت عروہ بن زبیر رحمہم اللہ اور حضرت ابوبکر کا خاندان اور حضرت عمر کا خاندان اور ابن سیرین رحمہ اللہ سب ہی اپنی زمین مزارعت پر دیتے تھے۔

فائدہ: بعض حدیثوں سے مزارعت کا منع ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ذیل میں ہم ان حدیثوں کا اصل مطلب کھولتے ہیں۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُكْرِیْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى فَجَاءَ نَا ذَاتَ یَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُوْمَتِیْ فَقَالَ نَهَا نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِیَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ أَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِیْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى وَ أَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ یَزْرَعَهَا أَوْ یُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَ هَا وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ. (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم زمین کرایہ پر دیتے تھے اور اجرت میں تہائی یا چوتھائی پیداوار یا پیداوار کی متعین مقدار لیتے تھے۔ ایک روز میرے چچاؤں میں سے ایک (یعنی ظُہیر رضی اللہ عنہ) میرے پاس آئے اور بتایا کہ جس کام میں ہمارے لئے نفع تھا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا ہے اور ہمارے لئے اصل نفع والی چیز تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض یا پیداوار کی متعین مقدار کے عوض زمین کرایہ پر دینے سے منع کیا اور زمین کے مالک کو حکم دیا کہ یا تو خود کاشت کرے یا دوسرے کو ویسے ہی کاشت کے لئے دے دے اور آپ ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ ...... قَالَ عَطَاءٌ فَسَّرَلَنَا جَابِرٌ قَالَ أَمَّا الْمُخَابَرَةُ فَالْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ يَدْ فَعُهَا الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَيُنْفِقُ فِيْهَا ثُمَّ يَاخُذُ مِنَ الثَّمَرِ. (مسلم)

عطاء رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا۔ عطاء کہتے ہیں حضرت جابر ؓ نے ہمیں مخابرہ کی یہ تفسیر بتائی کہ ایک شخص خالی زمین دوسرے کو دے دے جو اس میں خرچ کرے اور پیدوار کا ایک حصہ لے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ. (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّوْخَذَ لِلْأَرْضِ أَجْرٌ أَوْ حَظٌّ. (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ زمین پر کوئی اجرت یا (پیداوار میں سے) حصہ وصول کیا جائے۔

ممانعت کی حقیقت

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیثوں میں جو ممانعت ہے وہ ان ممنوعہ صورتوں کے ساتھ خاص ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔ رہی حضرت رافع بن خدیجہ ؓ حدیث تو اس میں ممانعت کی حقیقت مندرجہ ذیل تین امور پر موقوف ہے:

1- پوری بات کا پیش نظر نہ ہونا

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَغْفِرُاللّٰهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَا وَاللّٰهِ أَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْهُ إِنَّمَا أَتَاهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَدْ اِقْتَتَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ كَانَ هٰذَا شَانُكُمْ فَلَا تُكْرُوْا الْمَزَارِعَ فَسَمِعَ قَوْلَهٗ لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ. (ابوداؤد و نسائی)

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت زید بن ثابت ؓ نے کہا اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائیں اللہ کی قسم میں ان سے زیادہ (متعلقہ) حدیث سے باخبر ہوں۔ بات یہ تھی کہ دو انصاری جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کا جھگڑا دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارا ایسا ہی معاملہ ہے (کہ خواہ مخواہ جھگڑتے ہو) تو تم کھیت کرایہ پر مت دیا کرو۔ اب رافع بن خدیج (بلکہ پہلے ان کے چچا) نے رسول اللہ ﷺ کی صرف اتنی بات سنی کہ کھیت کرایہ پر

مت دو (اور اس بات کے پس منظر کو پیش نظر نہیں رکھا)۔

2- استحباب کو ضروری سمجھ لینا

عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوٗسٍ أَنَّهٗ كَانَ يُخَابِرُ قَالَ عَمْرٌو فَقُلْتُ لَهٗ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوْ تَرَكْتَ هٰذِهِ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمْرُو أَخْبَرَنِيْ أَعْلَمُهُمْ بِذٰلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا إِنَّمَا قَالَ يَمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُوْمًا. (مسلم)

عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ طاؤس رحمہ اللہ مخابرہ کرتے تھے (یعنی زمین مزارعت پر دیتے تھے) عمرو کہتے ہیں میں نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ یہ مخابرہ چھوڑ دیتے کیونکہ بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا (اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ آپ اس کو ترک کر دیں (انہوں نے کہا ارے عمرو اس معاملہ سے جو زیادہ باخبر ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ (یعنی مزارعت) سے منع نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے تو محض یہ کہا تھا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو زمین ویسے ہی کاشت کے لئے دے دے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ اس پر کوئی متعین اجرت وصول کرے (لہٰذا مزارعت پر دینا جائز ہے)۔

عَنْ عَمْرٍو أَنَّ مُجَاهِدًا قَالَ لِطَاوٗسٍ اِنْطَلِقْ بِنَا إِلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ الْحَدِيْثَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَانْتَهَرَهٗ قَالَ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهٗ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِيْ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنْهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَأَنْ يَمْنَحَ الرَّجُلُ أَخَاهُ أَرْضَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُوْمًا. (مسلم)

عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ نے طاؤس رحمہ اللہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس چلو اور ان سے نبی ﷺ کی وہ حدیث سنو جو وہ اپنے چچا کے واسطے سے سناتے ہیں۔ طاؤس رحمہ اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ کو جھڑک دیا اور کہا اللہ کی قسم اگر میں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے (واقعی) اس سے منع کیا ہے تو میں (بھی) مزارعت کا کام نہ کرتا۔ لیکن مجھے تو ان لوگوں سے زیادہ اس معاملہ سے واقف شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو (صرف) یہ فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو زمین (کاشت کے لئے) بلاعوض دے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس پر کچھ متعین اجرت وصول کرے۔

3- مقید حکم کو مطلق سمجھنا

مندرجہ ذیل تین حدیثوں سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں عام طور سے مزارعت کی ناجائز صورتیں رائج تھیں جو جھگڑے کا سبب بنتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خاص انہی سے منع فرمایا تھا لیکن چوتھی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے غلط فہمی سے اس مقید ممانعت کو مطلق سمجھ لیا تھا۔

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاسَ بِهٖ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُوْنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَ أَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَ يَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زَجَرَ عَنْهُ. (مسلم)

حنظلہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے چاندی کے عوض زمین کرایہ پر لینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ بات یہ تھی کہ نبی ﷺ کے زمانے میں لوگ پانی کے بہاؤ کے کناروں پر اور نالوں کے شروع کے کناروں پر ہونے والی پیداوار اور کچھ مخصوص پیداوار کے عوض زمین اجرت پر دیتے تھے۔ تو (ایسا ہوتا کہ کبھی) ان حصوں کی پیداوار ضائع ہو جاتی اور دوسرے حصوں کی سالم رہتی یا ان حصوں کی پیداوار سالم رہتی اور دوسرے حصوں کی ضائع ہو جاتی۔ لوگوں میں کرایہ پر دینے کی صرف یہی صورت تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا. كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلٰى أَنَّ لَنَا هٰذِهٖ وَلَهُمْ هٰذِهٖ فَرُبَمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ هٰذِهٖ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ. (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ہم سب سے زیادہ زمین کرائے پر دیا کرتے تھے۔ ہم زمین کرایہ پر اس طرح دیا کرتے تھے کہ اس حصہ کی پیداوار ہماری ہوگی اور اس حصہ کی پیداوار ان (مزارعین) کی ہوگی تو کبھی ایسا ہوتا کہ ایک حصہ کی پیداوار ہوتی اور دوسرے حصہ کی پیداوار نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس (طرح کرایہ پر دینے) سے منع فرمایا۔

عَنْ رَافِعٍ قَالَ أَتَانِيْ ظُهَيْرٌ فَقَالَ لَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا فَقُلْتُ وَمَا ذَاكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ سَأَلَنِيْ كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ فَقُلْتُ نُؤَاجِرُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الرَّبِيْعِ أَوِ الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِيْرِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِزْرَعُوْهَا

أَوْ أَزْرِعُوْهَا أَوْ أَمْسِكُوْهَا. (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے چچا) ظہیر میرے پاس آئے اور بتایا کہ جس بات میں ہمارے لئے سہولت تھی (اور فائدہ تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرما دیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا بات ہے (لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بس وہی حق ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ اپنی زرعی زمین کا کیا کرتے ہو تو میں نے جواب دیا کہ ہم نالیوں کے گرد ہونے والی پیداوار یا (پیداوار میں سے) اتنے وسق کھجور یا جو کے عوض کرایہ پر دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو یا تو خود کاشت کرو یا ویسے ہی کسی کو کاشت کے لئے دے دو یا زمین اپنے پاس روکے رکھو۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى فَجَاءَ نَا ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُوْمَتِيْ فَقَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ أَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى وَ أَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَ هَا وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ. (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم زمین کرایہ پر دیتے تھے اور اجرت میں تہائی یا چوتھائی پیداوار یا پیدوار کی متعین مقدار لیتے تھے۔ ایک روز میرے چچاؤں میں سے ایک (یعنی ظُہیر رضی اللہ عنہ) میرے پاس آئے اور بتایا کہ جس کام میں ہمارے لئے نفع تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرما دیا ہے اور ہمارے لئے اصل نفع والی چیز تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض یا پیداوار کی متعین مقدار کے عوض زمین کرایہ پر دینے سے منع کیا اور زمین کے مالک کو حکم دیا کہ یا تو خود کاشت کرے یا دوسرے کو ویسے ہی کاشت کے لئے دے دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔

تنبیہ: آگے کی حدیث میں واضح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تمام خلفائے راشدین کے دور میں اپنی زمین مزارعت پر دیتے رہے حالانکہ یہ ایسا معاملہ نہیں جو حکومت کے علم میں نہ آ سکے۔ تمام خلفائے راشدین کا مزارعت پر سکوت اس کے جواز کی واضح دلیل ہے اور اس پر بھی کھلی دلیل ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوئی تھی۔

مزارعت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِیْ مَزَارِعَهٗ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ فِیْ إِمَارَةِ أَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ حَتّٰی بَلَغَهٗ فِیْ آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يُحَدِّثُ فِيْهَا بِنَهْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَأَنَا مَعَهٗ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰی عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا بَعْدُ قَالَ زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْهَا. (مسلم)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے دور خلافت میں اور حضرت معاویہ کی خلافت کے شروع کے سالوں میں اپنی زمینیں مزارعت پر دیتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں ان کو یہ بات پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مزارعت کی ممانعت بیان کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تو حضرت رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمینیں کرایہ پر دینے سے منع کیا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مزارعت پر زمینیں دینے کو ترک کر دیا اور اس کے بعد ان سے جب اس کے بارے پوچھا جاتا تو فرماتے کہ رافع بن خدیج یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِیْ أَرْضِيْهِ حَتّٰی بَلَغَهٗ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجِ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَنْهٰی عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيْجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَمَّیَّ وَكَانَ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰی ثُمَّ خَشِیَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْدَثَ فِیْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهٗ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ. (مسلم).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی زمینیں مزارعت پر دیتے تھے یہاں تک کہ ان کو یہ بات پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج زمین مزارعت پر دینے سے منع کرتے ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا ارے ابن خدیج زمین کے کرایہ سے متعلق یہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کرتے ہیں۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے اپنے دو چچاؤں کو جو جنگ بدر کے شرکاء میں سے تھے گھر والوں کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو میں یہی جانتا تھا کہ زمینیں

کرایہ پر دی جاسکتی ہیں (سوائے ان مستثنیٰ صورتوں کے جن کا پیچھے ذکر ہوا ہے اور ان کے والد حضرت عمرؓ سمیت کسی بھی خلیفہ راشد نے مزارعت سے منع بھی نہیں کیا تھا) لیکن پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خوف ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی نیا حکم دیا ہو جس کا ان کو علم نہ ہوا ہو لہٰذا (اس ڈر سے) انہوں نے زمین کرایہ پر دینے کو ترک کر دیا۔

باب: 40

پابندی (حجر)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الشَّيْخِ الْكِبِيْرِ يُنْكِرُهُ عَقْلُهُ أَ يُحْجَرُ عَلَيْهِ قَالَ نَعَمْ. (بيهقى)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے بوڑھے شخص کے بارے میں جس کی عقل صحیح نہ رہی ہو پوچھا گیا کہ کیا اس پر (مالی معاملات کرنے میں) پابندی لگائی جائے گی۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہاں (لگائی جائے گی)۔

باب: 41

غصب

غصب کرنے پر عذاب

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ ظَلَمَ شِبْراً مِنَ الْأَرْضِ طَوَّقَهُ اللّٰهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِیْنَ.
(بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لی تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتوں زمینوں تک اس کا طوق اس کے گلے میں ڈالیں گے۔

غصب شدہ چیز کو واپس کرنا ضروری ہے

عَنْ یَزِیْدَ أَبِی السَّائِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَاخُذَنَّ أَحَدُکُمْ مَتَاعَ أَخِیْهِ جَادًّا وَّلَا لَاعِبًا وَ إِذَا أَخَذَ أَحَدُکُمْ عَصَا أَخِیْهِ فَلْیَرُدَّهَا عَلَیْهِ. (ابوداؤد، و ترمذی)

حضرت یزید ابوسائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کوئی چیز (اس کی اجازت کے بغیر) نہ تو واقعی طور پر لے اور نہ مذاق کے طور پر لے۔اور اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی (بھی) اٹھالے تو وہ اس کو واپس کردے۔

مالک کو غاصب کے پاس اپنی چیز مل جائے تو وہ اسے اٹھا سکتا ہے

عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ وَجَدَعَیْنَ مَالِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ. (احمد و ابوداؤد)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنا مال بعینہ کسی (غاصب یا چور) کے پاس پائے تو وہ اس کو لینے کا پورا پورا حقدار ہے۔

غصب کی ہوئی چیز میں تبدیلی آجائے تو مالک تاوان لے گا اور چیز غاصب کی ہو

جائے گی

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ اجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةٍ ...... فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَ دَاعِی امْرَأَةٍ فَجَاءَ وَجِیْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهٗ وَ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوْا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلُوْكُ لُقْمَتَهٗ فِیْ فِيْهِ فَقَالَ إِنِّیْ أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيْعِ يَشْتَرِیْ لِیْ بِشَاةٍ فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلٰى جَارٍ لِیْ قَدِ اشْتَرٰى شَاةً أَنْ أَرْسِلْ إِلَیَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلٰى امْرَأَتِهٖ فَأَرْسَلَتْ بِهَا إِلَیَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلٰى امْرَأَتِهٖ فَأَرْسَلَتْ بِهَا إِلَیَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلٰى امْرَأَتِهٖ فَأَرْسَلَتْ بِهَا إِلَیَّ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَطْعِمُهُ الْأُسَارٰى. (ابو داؤد و احمد و محمد)

کلیب رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کے لئے نکلے۔ جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو رستہ میں ایک عورت (جو میت کے گھرانے کی نہ تھی اس) کا پیغام رساں ملا (جس نے عورت کی طرف سے آپ کو ساتھیوں سمیت کھانے پر بلایا)۔ رسول ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ کھانا لایا گیا۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اپنا ایک ہی لقمہ چباتے رہے پھر فرمایا مجھے تو یہ ایسی بکری کا گوشت لگتا ہے جو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی تھی۔ (جب تحقیق کی تو) میزبان عورت نے پیغام بھیجا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے بقیع کی طرف آدمی بھیجا تھا کہ میرے لئے بکری خرید لے لیکن وہاں بکری نہ ملی۔ پھر میں نے اپنے ایک پڑوسی کو جس نے ایک بکری خریدی ہوئی تھی پیغام بھیجا کہ قیمت کے عوض بکری مجھے بھیج دو لیکن پڑوسی نہیں ملا تو میں نے اس کی بیوی کو کہلوایا تو اس نے بکری مجھے بھیج دی۔ (اگرچہ بکری زبردستی نہیں لی گئی تھی لیکن پھر بھی چونکہ مالک کی اجازت تو حاصل نہیں ہوئی تھی اور مالک کی رضامندی بھی ابھی تک حاصل نہیں ہوئی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور بکری ذبح ہو کر اس کا گوشت پک چکا تھا اس لئے مالک کو واپس بھی نہ کی جا سکتی تھی اس لئے) آپ ﷺ نے فرمایا (یہ کھانا صدقہ کر دو جس کی صورت یہ ہے کہ) یہ قیدیوں کو کھلا دو۔

دوسرے کی زمین میں زبردستی درخت اور کھیتی لگانا یا عمارت تعمیر کرنا

عَنْ عُرْوَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ. (مؤطا مالک)

عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا ظالم (و غاصب) کی (لگائی ہوئی) جڑ (و بنیاد) کو حق (قرار) حاصل نہیں ہے (اس لئے اس جڑ پر جو کھیتی یا درخت قائم ہو یا اس بنیاد پر جو عمارت قائم

ہو زمین کا مالک حکم دے سکتا ہے کہ درخت یا عمارت یا کھیتی والا اس کو اکھیڑ لے اور اس کی زمین خالی کر دے اور اگر کھیتی پک چکی ہو تو چونکہ اس نے پورا فائدہ اٹھا لیا ہے اس لئے اس کو اس نقصان کا تاوان زمین کے مالک کو دینا ہوگا جس زمین میں پیدا ہوا۔

زمین کا مالک چاہے تو درخت یا عمارت کی قیمت دے کر اس کا مالک بن جائے

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ غَرَسَ قَوْمٌ نَخْلًا فِیْ أَرْضِ قَوْمٍ بَرَاحٍ فَاخْتَصَمُوْا إِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لِأَهْلِ الْأَرْضِ أَعْطُوْهُمْ قِيمَةَ النَّخْلِ وَخُذُوْا النَّخْلَ فَإِنْ أَبَيْتُمْ دَفَعَ عَلَيْكُمْ أَصْحَابُ النَّخْلِ قِيمَةَ الْأَرْضِ أَعْطُوْهُمْ قِيمَةَ النَّخْلِ وَخُذُوْا النَّخْلَ فَإِنْ أَبَيْتُمْ دَفَعَ عَلَيْكُمْ أَصْحَابُ النَّخْلِ قِيمَةَ الْأَرْضِ بَرَاحًا. (كتاب الخراج ليحيى بن آدم)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کچھ لوگوں نے دوسرے لوگوں کی چٹیل زمین پر درخت اگا دیئے۔ اختلاف ہوا تو وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین والوں سے کہا کہ ان کو درختوں کی قیمت دے دو اور درخت تم لے لو اور اگر تمہیں یہ پسند نہ ہو تو درخت والوں سے تم چٹیل زمین کی قیمت لے لو اور زمین ان کو دے دو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فریقین آپس میں کسی بات پر مصالحت کر لیں تو یہ بھی جائز ہے اور اگلی حدیث میں جو کچھ مذکور ہے وہ بھی مصالحت کے طور پر ہے قانونی ضابطہ کے طور پر نہیں ہے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ زَرَعَ فِيْ أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ. (بخاری و مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے دوسرے لوگوں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کاشت کی تو اس کو کاشت کا کچھ حصہ نہ ملے گا البتہ اس کو اپنا خرچہ ملے گا۔

باب: 42

قضاء

قاضیوں کی تین قسمیں

عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْقُضَاةُ ثَلاَ ثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَالَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَ رَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ وَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَ رَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ. (ابن ماجه و ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا قاضی تین قسم کے ہیں۔ (ان میں سے) ایک جنتی ہے اور (باقی) دو جہنمی ہیں۔ جو جنت میں ہوگا وہ وہ شخص ہے جس نے (صحیح علم حاصل کیا اور مقدمہ میں) حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ دیا اور وہ شخص جس نے (مقدمہ میں) حق کو جان لیا لیکن فیصلہ ناحق دیا تو وہ جہنم میں جائے گا اور وہ شخص جس نے حق کو معلوم کئے بغیر فیصلہ دیا وہ بھی جہنم میں جائے گا۔

قضاء ذمہ داری کا کام ہے قابل فخر عہدہ نہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا (تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کا معاشرے میں مقام بلند ہو گیا اور اس کی بڑی عزت ہو گئی بلکہ یہ تو بڑے خطرے اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ کہیں کوئی غفلت ہو گئی کہیں مسئلہ کی پوری تحقیق نہیں ہوئی کہیں خواہش نفس میں مبتلا ہو گئے ان سب باتوں کا قوی احتمال ہے لہٰذا جو قاضی بنایا گیا) وہ تو (ایسے ہے گویا) بغیر چھری کے ہی ذبح کر دیا گیا (کہ سخت مشکل میں پڑ گیا الا یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل رہے)۔

عَنِ ابْنِ مَوْھَبٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ اِقْضِ بَیْنَ النَّاسِ قَالَ أَوَ تُعَافِیْنِیْ یَا أَمِیْرَ الْمُوْمِنِیْنَ قَالَ وَمَا تَکْرَہُ مِنْ ذٰلِکَ وَقَدْ کَانَ أَبُوْکَ یَقْضِیْ قَالَ لِأَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ قَاضِیًا فَقَضٰی بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِیِّ أَنْ یَنْقَلِبَ مِنْهُ کَفَافًا فَمَا رَاجَعَهٗ بَعْدَ ذٰلِکَ. (ترمذی)

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ عَاذَ بِاللّٰہِ فَقَدْ عَاذَ بِعَظِیْمٍ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ مَنْ عَاذَ بِاللّٰہِ فَأَعِیْذُوْہُ وَ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ أَنْ تَجْعَلَنِیْ قَاضِیًا فَأَعْفَاہُ وَقَالَ لَا تُخْبِرُ أَحَدًا. (رزین).

ابن موہب رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا (چلو بھئی اب) تم بھی لوگوں کے درمیان قضاء کا کام کرو۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ مجھے (اس سے) معاف رکھ سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کو قضاء کی کیا بات پسند نہیں جب کہ تمہارے والد بھی قضاء کا کام کرتے تھے (اگر اس میں کوئی بات نا پسندیدگی اور کراہت کی ہوتی تو وہ کیوں یہ کام کرتے)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (میں اس لئے بچنا چاہتا ہوں) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو قاضی بنا اور عدل کے ساتھ فیصلے دیئے تو یہی بہت ہے کہ وہ اس سے برابر سرابر چھوٹ جائے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اللہ کی پناہ لے تو اس نے بڑی عظیم ذات کی پناہ لی اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اللہ کی پناہ لے تو اس کو پناہ دے دو اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ آپ مجھے قاضی بنائیں۔ (اس پر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا اور (ان سے) فرمایا یہ بات کسی اور کو نہ بتانا (کیونکہ اگر دوسرے لوگوں نے بھی تمہاری طرح عذر کرنا شروع کر دیا تو قضاء جیسا شرعی ضرورت کا کام پھر کون کرے گا)۔

عہدہ قضا خود طلب نہ کرے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُکِّلَ إِلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَیْهِ یَنْزِلُ عَلَیْهِ الْمَلَکُ یُسَدِّدُہٗ. (بخاری و مسلم).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خود عہدہ قضاء طلب کیا (اور اس کے مطالبہ پر عہدہ اس کو دیا گیا) تو وہ خود اپنے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ کی مدد اس کو حاصل نہیں ہوتی) اور جس کو عہدہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہو تو اس پر (اللہ تعالیٰ کی مدد کے طور پر) فرشتہ نازل ہوتا ہے جو اس کو درست راہ پر رکھتا ہے۔

جابر حاکم سے عہدہ قضا لینا جائز ہے

عَنْ ضَمُرَةَ قَالَ اِسْتَقْضَى الْحَجَّاجُ أَبَابُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسٰى وَ أَجْلَسَ مَعَهُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ. (بخاری فی تاریخه الوسط)

ضمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حجاج بن یوسف نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو قاضی مقرر کیا اور ان کے ساتھ (تعاون کے لئے) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو مقرر کیا۔

کیفیت قضاء

عَنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ أَقْضِيْ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَجْتَهِدُ رَايِيْ لَا آلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَدْرِيْ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَا يَرْضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. (احمد و ابوداؤد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے شاگرد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے لگے تو پوچھا اگر تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اگر وہ مسئلہ کتاب الٰہی میں نہ ہو (تو پھر کیا کرو گے) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ دوں گا۔ آپ نے پوچھا اگر رسول اللہ کی سنت میں وہ مسئلہ نہ ہو (تو پھر کیا کرو گے) انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کچھ کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شاباشی کے طور پر) میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ کے ایلچی کو رسول اللہ کی مرضی کی بات کی توفیق دی۔

عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ يَسْأَلُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ اِقْضِ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ (نسائی)

...... فَأَنْتَ بِالْخِيَارِ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَجْتَهِدَ رَايَكَ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَامِرَنِيْ وَلَا أَرٰى مُؤَامَرَتَكَ إِيَّايَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ. (كتاب الاحكام لابن حزم).

قاضی شریح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ان کو قضاء سے متعلق کچھ ہدایات دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ (سب سے پہلے) کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ (کرنے کی کوشش) کرو۔ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ دو۔ اور اگر وہ مسئلہ نہ تو کتاب اللہ میں ہو اور نہ ہی رسول اللہ کی سنت میں ہو تو اہل حق علماء کے دیئے ہوئے فیصلہ کے مطابق فیصلہ دو۔ اور اگر وہ مسئلہ نہ تو کتاب اللہ میں ہو اور نہ ہی رسول اللہ کی سنت میں ہو اور نہ ہی اہل حق سے وہ منقول ہو تو تم چاہو تو خود اجتہاد کر لو اور چاہو تو خود اجتہاد نہ کرو (بلکہ دوسرے اہل حق سے مشورہ لے لو) اور میں تمہارے لئے اجتہاد نہ کرنے ہی میں خیر خیال کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر تم چاہو تو مجھ سے مشورہ کر سکتے ہو اور تم میرے ساتھ مشورہ کرو اسی میں تمہارے لئے خیر خیال کرتا ہوں۔

قاضی کے اجتہاد پر اجر

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهٗ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهٗ أَجْرٌ. (بخاری و مسلم).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حاکم (وقاضی جو کہ مجتہد بھی ہو) کوئی فیصلہ دے اور (اس کی خاطر) وہ اجتہاد کرے اور وہ اجتہاد درست ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ اجتہاد کر کے فیصلہ دے اور اجتہاد میں خطا ہو جائے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔

قضاء کا کام مسجد میں کر سکتے ہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ أَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ زَنَیْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ أَرْبَعًا قَالَ أَبِکَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ. (بخاری).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپ مسجد میں تھے۔ اس نے آپ کو پکار کر کہا اے اللہ کے رسول مجھ سے زنا ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا۔ (لیکن وہ بار بار آ کر اعتراف کرتا رہا) جب اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ اقرار کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیگر ضروری چیزوں کی تفتیش کے ساتھ ساتھ یہ بھی) پوچھا کہ کیا تم دیوانے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ (پوری تفتیش کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔

عقد یا فسخ کا عدالتی فیصلہ ظاہر قانون اور حقیقت دونوں میں نافذ ہوتا ہے

بَلَغنَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَجُلاً أَقَامَ عِندَهُ بَيِّنَةً عَلٰى امْرَأَةٍ أَنَّهُ تزوَّجها فأَنكَرَتْ فَقَضٰى لَهُ بِالْبَيِّنَةِ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجُنِي فَأَمَّا إِذَا قَضَيْتَ عَلَيَّ فَجَدِّدْ نِكَاحِي فَقَالَ لَا أُجَدِّدُ نِكَاحَكِ اَلشَّاهِدَانِ زَوَّجَاكِ. (كتاب الاصل لمحمد).

امام محمد رحمہ اللہ کے بلاغات میں سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنے پر گواہ پیش کئے۔عورت نکاح سے انکاری تھی گواہوں کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے حق میں فیصلہ دے دیا۔اس عورت نے کہا حقیقت میں تو اس مدعی نے مجھ سے (عقد) نکاح نہیں کیا تھا۔اب جب آپ نے میرے خلاف فیصلہ دے ہی دیا ہے تو (ہمارا) نکاح بھی پڑھا دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارا نکاح نہیں پڑھاؤں گا کیونکہ (اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ) گواہوں نے (جب گواہی دی کہ تمہارا نکاح ہو چکا ہے اور ان کی گواہی پر فیصلہ دیا گیا ہے تو جیسے ظاہر قانون کی نظر میں تمہارا نکاح ثابت ہوا حقیقت میں بھی گواہوں نے) تمہارا نکاح کر دیا (اس لئے تم یہ خیال نہ کرو کہ تم حقیقت میں اس شخص کے ساتھ بغیر نکاح کے رہو گی)۔

عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بَاعَ عَبْدًا بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ بِشَرْطِ الْبَرَاءَةِ فَأَصَابَ الْمُشْتَرِيْ بِهٖ عَيْبًا فَأَرَادَ رَدَّهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَقْبَلْهُ وَتَرَافَعَا إِلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ لِابْنِ عُمَرَ أَ تَحْلِفُ أَنَّكَ لَمْ تَعْلَمْ بِهٰذَا الْعَيْبِ فَقَالَ لَا فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَبَاعَهُ ابْنُ عُمَرَ بِأَلْفٍ وَّخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ. (مؤطا مالک).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عیب سے بری ہونے کی شرط کے ساتھ ایک غلام آٹھ سو درہم میں فروخت کیا۔(سودے کے بعد) خریدار نے اس میں ایک (بیماری کا) عیب پایا اور (اس کی بنیاد پر) وہ غلام حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو واپس کرنا چاہا لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (واپس لینا) قبول نہیں کیا۔(خریدار کے اصرار کی وجہ سے) دونوں اپنا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔حضرت عثمان نے حضرت ابن عمر سے پوچھا کہ کیا تم اس بات پر قسم کھاتے ہو کہ تمہیں اس عیب کا علم نہ تھا۔حضرت ابن عمر نے جواب دیا کہ نہیں (میں اس بات پر قسم کھانے کو تیار نہیں) اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ غلام حضرت ابن عمر کو واپس کرا دیا (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں ہر عیب سے بری ہونے کی شرط کے ساتھ سودا کیا ہو تو فروخت کنندہ کو سودا واپس نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کے خلاف جب سودا واپس کرایا تو ظاہری قانون میں تو سودا فسخ ہوا ہی تھا حقیقت اور واقع میں بھی سودا فسخ ہو گیا اسی لئے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس غلام (کی بیماری دور ہونے پر اس) کو ڈیڑھ ہزار درہم میں فروخت کیا۔

مال، زمین و اشیاء میں قاضی کا فیصلہ صرف ظاہری قانون میں ہوتا ہے حقیقت میں نافذ نہیں ہوتا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَأَ قْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِمَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِ أَخِيْهِ فَلَا يَاخُذَنَّهٗ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ. (بخاری و مسلم).

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (رسول ہونے کے باوجود) میں صرف بشر ہوں (خدائی صفات مثلاً علم غیب ہونا اور حاضر ناظر ہونا مجھے حاصل نہیں ہیں) تم لوگ اپنے مقدمات میرے پاس لاتے ہو اور ہوسکتا ہے کہ ایک فریق دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل کو زیادہ خوبی سے پیش کرے اور (میں اس کو سچا سمجھ کر) اس سے سننے کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ دے دوں ہوں۔ تو اگر میں کسی کے لئے اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ فیصلہ دے دوں تو وہ (پھر بھی) اس کو نہ لے کیونکہ (حقیقت میں اس طرح تو) میں اس کے لئے جہنم کی آگ کے ٹکڑے کا فیصلہ دیتا ہوں۔

عدالت کے اصول

1- قاضی دونوں فریقوں کو اپنے سامنے بٹھائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْخَصْمَانِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ ضابطہ بتایا کہ (مقدمہ کے وقت) دونوں ہی فریق حکم کے سامنے بیٹھیں۔

2- قاضی فریقین میں برابری کا معاملہ کرے

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ نُضِيْفَ الْخَصْمَ إِلَّا وَمَعَهٗ خَصْمُهٗ. (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم مقدمہ کے ایک فریق کی ضیافت کریں مگر صرف اس صورت میں جب کہ اس کے ساتھ دوسرا فریق بھی (ضیافت میں شریک) ہو۔

3- فریقین کی طرف دیکھنے میں، اشارہ کرنے میں اور گفتگو کرنے میں اور نشست

دینے میں برابری کرے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ابْتُلِیَ بِالْقَضَاءِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلْیُسَاوِ بَیْنَهُمْ فِی الْمَجْلِسِ وَالْإِشَارَةِ وَالنَّظْرِ وَلَا یَرْفَعُ صَوْتَهُ عَلٰی أَحَدِ الْخَصْمَیْنِ أَکْثَرَمِنَ الْآخَرِ. (طبرانی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو مسلمانوں کے درمیان قضاء (یعنی فیصلہ کرنے) کی نوبت آئے تو وہ بٹھانے میں اور اشارہ کرنے میں اور دیکھنے میں دونوں فریقوں کے درمیان برابری کرے اور (دونوں سے آواز کی یکساں بلندی کے ساتھ بات کرے) ایک کے مقابلہ میں دوسرے پر اپنی آواز کو زیادہ بلند نہ کرے۔

4- دونوں فریقوں کی بات سننا ضروری ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ بَیْنَ یَدَیْکَ الْخَصْمَانُ فَلَا تَقْضِیَنَّ حَتّٰی تَسْمَعَ مِنَ الآخَرِ کَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَحْرٰی أَنْ یَّتَبَیَّنَ لَکَ الْقَضَاءُ. (ابوداؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا جب تمہارے سامنے دونوں فریق بیٹھ جائیں تو جب تک تم دوسرے فریق کی بات بھی اسی طرح نہ سن لو جس طرح پہلے فریق کی بات سنی ہے فیصلہ نہ دینا کیونکہ (دونوں کی بات سننے کے) یہ زیادہ لائق ہے کہ اصل معاملہ تم پر کھل جائے۔

5- قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ دے

عَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا یَقْضِیَنَّ حَاکِمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی فیصلہ دینے والا دو فریقوں کے درمیان حالت غضب میں فیصلہ نہ دے (کیونکہ ایسی حالت میں عام طور سے مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر غور نہیں ہو پاتا)۔

محض دعوے پر کوئی فیصلہ دینا غلط ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰی نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰکِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ. (مسلم)

لٰکِنَّ الْبَیِّنَةَ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنَ عَلٰی مَنْ أَنْکَرَ. (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اگر (بالفرض) لوگوں کو محض ان دعوے پر ہی (خواہ وہ جانی ہو یا مالی ہو) ان کا مدعا دلوا دیا جائے تو پھر تو سب ہی لوگ دوسروں کی جانوں اور مالوں کا دعویٰ کر بیٹھیں (جس میں ظاہر ہے کہ بڑا فساد ہے) لیکن (اس فساد سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ) مدعی کے ذمہ ثبوت مہیا کرنا ہے اور مدعا علیہ (اگر دعوے کا انکار کرے تو اس) کے ذمہ (مدعا کے ثابت نہ ہونے پر) قسم کھانا ہے۔

مدعی کے ذمہ ثبوت فراہم کرنا ہے اور مدعا علیہ کے ذمہ انکار کی صورت میں قسم ہے

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلٰى أَرْضٍ لِّيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِيْ وَ فِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ أَ لَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْهُ. (مسلم).

حضرت وائل بن حجر ﷺ کہتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک شخص حضر موت کا آیا اور ایک کندہ کا آیا۔ حضرمی نے کہا اے اللہ کے رسول اس (کندی) نے میری زمین ہتھیا لی ہے۔ کندی بولا یہ میری زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے اس (حضرمی شخص) کا اس زمین میں تو کوئی حق ہی نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا (چونکہ تم مدعی ہو تو) کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تمہارے لئے اس (کندی) سے قسم لی جا سکتی ہے (کیونکہ وہ مدعا علیہ ہے)۔ حضرمی نے کہا اے اللہ کے رسول یہ (کندی) تو جھوٹا آدمی ہے اس کو تو پروا ہی نہیں ہوگی کہ کس بات پر قسم کھا رہا ہے جب کہ کسی برائی سے پرہیز نہیں کرتا۔ (چونکہ یہ الزام مخالف فریق کی جانب سے تھا جس کی تائید کے لئے کوئی دلائل و قرائن نہ تھے اس لئے) نبی ﷺ نے (اس کو محض الزام قرار دے کر اس طرف التفات نہ کیا اور) فرمایا (جو کچھ بھی ہو) تم تو اس (کے انکار پر اس) سے صرف قسم لے سکتے ہو۔ کندی قسم کھانے کے لئے آگے بڑھا اور جب وہ اس غرض سے کچھ مڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس (کندی) نے حضرمی کے مال پر قسم کھائی تا کہ وہ ظلم سے لے (تو وہ اس کو ہلکا نہ سمجھے بلکہ وہ قیامت کے دن) اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر سخت ناراض ہوں گے۔

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَجُلَيْنِ اِدَّعَيَا دَابَّةً وَجَدَاهَا عِنْدَ رَجُلٍ فَأَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

شَاهِدَيْنِ أَنَّهَا دَابَّتُهُ فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. (نسائی).

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک شخص کے پاس موجود چوپائے پر اپنا اپنا دعویٰ کیا اور ان میں سے ہر ایک نے اس بات پر دو دو گواہ پیش کر دیئے کہ وہ چوپایہ اس کا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ چوپایہ دونوں کے مابین نصف نصف ہے۔

مدعا علیہ کا قسم سے انکار دعوے کے اقرار کے مرادف ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا فَجَاءَ تْ عَلٰى ذٰلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ أُسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَ إِنْ نَكَلَ فَنُكُوْلُهٗ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ وَجَازَ طَلَاقُهٗ. (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب عورت دعوی کرے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی ہے اور طلاق پر وہ (صرف) ایک عادل گواہ پیش کرے تو (چونکہ ایک گواہ سے گواہی پوری نہیں ہوتی لہٰذا وہ گواہی تو کالعدم ہو جائے گی اور) اس کے شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھا لے (کہ اس نے طلاق نہیں دی تھی) تو عورت کے گواہ کی گواہی (بالکل ہی) باطل ہو جائے گی اور اگر شوہر قسم نہ کھائے تو اس کا قسم کھانے سے انکار (بمنزلہ اس کے اقرار کے ہوگا اور اسی پر طلاق کا فیصلہ ہو جائے گا لیکن چونکہ اس سے گواہ کی گواہی کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے یوں بھی کہنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ) بمنزلہ دوسرے گواہ کے ہے اور (گویا طلاق پر دو گواہ حاصل ہو گئے لہٰذا) طلاق ہو جائے گی۔

عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ أَمَرَ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنْ يَّسْتَحْلِفَ امْرَأَةً فَأَبَتْ أَنْ تَحْلِفَ فَأَلْزَمَهَا ذٰلِكَ. (ابن ابی شیبه).

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو (ایک مقدمہ میں جس میں ایک عورت پر دعویٰ کیا گیا تھا اور مدعی گواہ پیش نہ کر سکا تھا) حکم دیا کہ وہ عورت سے قسم لیں۔ عورت نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو انہوں نے عورت (کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے اس) پر دعوے کو لازم کر دیا۔

قسم سے انکار پر فیصلہ کے بعد مدعا علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی

عَنِ الْحَارِثِ قَالَ نَكَلَ رَجُلٌ عِنْدَ شُرَيْحٍ عَنِ الْيَمِيْنِ فَقَضٰى شُرَيْحٌ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا أَحْلِفُ فَقَالَ شُرَيْحٌ قَدْ مَضٰى قَضَائِيْ. (ابن ابی شیبه).

حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص نے قاضی شریح کے سامنے (ایک مقدمہ میں) قسم کھانے سے انکار کیا تو انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ (اس پر) اس شخص نے کہا میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ قاضی شریح رحمہ اللہ نے کہا اب تو میرا فیصلہ جاری ہو چکا۔

قسم کی کیفیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ حَلَّفَهُ اِحْلِفْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلَّا هُوَ مَالَهٗ عِنْدِيْ شَيْءٌ يَعْنِيْ لِلْمُدَّعِيْ. (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو جس سے حلف لینا تھا فرمایا تم یوں حلف اٹھاؤ کہ میں اس بات پر کہ میرے پاس مدعی کی کوئی شے نہیں ہے اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔

منبر پر قسم اٹھوانا جائز ہے واجب نہیں

عَنْ أَبِيْ غَطَفَانَ الْمِزِّيْ قَالَ اِخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيْعٍ إِلٰى مَرْوَانَ فَقَضٰى بِالْيَمِيْنِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَحْلِفُ لَهٗ مَكَانِيْ...... (موطا مالک).

ابوغطفان مزی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مطیع اپنا مقدمہ لے کر اس وقت کے حاکم) مروان کے پاس گئے۔ مروان نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر آ کر حلف اٹھانے کو کہا لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنی جگہ پر ہی مدعی کے لئے قسم کھا لیتا ہوں (اور منبر پر جا کر قسم کھانے سے انکار کر دیا)۔

نسب کی تعین میں قیافہ قانونی حجت و دلیل نہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اِخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخِيْ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهٗ اُنْظُرْ إِلٰى شِبْهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هُوَ أَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى شِبْهِهٖ بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَلَكَ يَا عَبْدُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد بن زمعہ کا ایک لڑکے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ حضرت سعد نے کہا اے اللہ کے رسول (یہ میرا بھتیجا ہے) میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے مجھے بتایا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آپ ذرا (عتبہ کے ساتھ) اس کی شباہت تو

دیکھئے۔ حضرت عبد بن زمعہ نے کہا اے اللہ کے رسول یہ لڑکا میرا بھائی ہے، میرے والد کے بستر میں اس کی باندی سے پیدا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ عتبہ کے ساتھ اس لڑکے کی شباہت واضح تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ (لڑکا) تمہارا ہے (کیونکہ شرعی ضابطہ یہ ہے کہ) بچہ بستر والے کا ہوتا ہے اور زنا کار کے لئے سنگساری ہوتی ہے (قیافہ اور شباہت کوئی شرعی حجت و دلیل نہیں ہے اس لئے لڑکا عتبہ کا نہیں ہوگا البتہ احتیاط کے طور پر آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ سودہ بنت زمعہ جو کہ عبد بن زمعہ کی بہن تھیں ان سے فرمایا) اے سودہ (اگرچہ قانون شرعی کی رو سے یہ تمہارا بھائی ہے لیکن چونکہ عتبہ کے ساتھ واضح مشابہت ہے اور ہوسکتا ہے کہ فی الواقع یہ عتبہ کا لڑکا ہو لہٰذا احتیاط کا تقاضا ہے کہ) تم اس سے پردہ کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ لڑکا پھر حضرت سودہ کو کبھی نہیں دیکھ پایا۔

زید کے قبضہ میں شے ہو اور زید اور بکر دونوں اس شے میں اپنی ملکیت مطلق کا دعویٰ کریں

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلٰى أَرْضٍ لِّيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِيْ وَ فِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهُ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ أَ لَکَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَکَ يَمِيْنُهُ...... (مسلم)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک شخص حضرموت کا آیا اور ایک کندہ کا آیا۔ حضرمی نے کہا اے اللہ کے رسول اس کندی شخص نے میری زمین ہتھیا لی ہے اور کندی نے کہا (اے اللہ کے رسول) یہ میری زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے اس (حضرمی شخص) کا اس زمین میں تو کوئی حق ہی نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا (چونکہ تم مدعی ہو تو) کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تمہارے لئے اس (کندی) سے قسم لی جاسکتی ہے۔

زید کے قبضہ میں جانور ہو لیکن زید اور بکر دونوں دعویٰ کریں کہ وہ جانور اس کی ملکیت میں پیدا ہوا تھا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلَيْنِ اِخْتَصَمَا إِلَيْهِ فِيْ نَاقَةٍ اِدَّعَاهَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَأَقَامَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهَا نَاقَتُهُ أَنْتَجَهَا فَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلَّذِيْ هِيَ فِيْ يَدَيْهِ. (کتاب الآثار ابو یوسف)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمی ایک اونٹنی کے بارے

میں اپنا مقدمہ لے کر آئے۔ ان میں سے ہر ایک اس اونٹنی پر دعویٰ کر رہا تھا اور ہر ایک نے اس بات پر گواہ بھی پیش کر دیئے کہ وہ اس کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اونٹنی کا اس فریق کے حق میں فیصلہ دیا جس کے قبضہ میں وہ تھی۔

شے جب دونوں فریقوں کے قبضہ میں ہو یا کسی تیسرے شخص کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک گواہ پیش کر دے یا دونوں ہی گواہ پیش نہ کر سکیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ اِخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَعِيْرٍ فَأَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِشَاهِدَيْنِ أَنَّهُ لَهُ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا. (طبرانی).

حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک اونٹ کے بارے میں مقدمہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے ہر ایک نے اس بات پر دو گواہ پیش کئے کہ وہ اونٹ اس کا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ اونٹ میں دونوں کا حصہ ہے (اور ہر ایک آدھے اونٹ کا مالک ہے)۔

حدود میں قاضی اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ نہیں دے گا

قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً عَلٰى حَدِّ زِنًا أَوْسَرِقَةٍ وَ أَنَا أَمِيْرٌ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَدَقْتَ. (بخاری).

حضرت عمر ؓ نے (حضرت) عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے (ان کے امتحان کی خاطر) پوچھا اگر میں کسی کو واجب حد زنا یا (واجب حد) چوری کرتے دیکھوں جب کہ میں (مسلمانوں کا) امیر (وحاکم و قاضی) ہوں (تو کیا میں اپنے علم کی بنیاد پر اس شخص پر حد لگا سکتا ہوں)۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے جواب دیا کہ آپ کی گواہی تو ایک عام مسلمان کی گواہی کی مانند ہو گی (آپ محض اس کی بنیاد پر حد نہیں لگا سکتے) حضرت عمر ؓ نے فرمایا آپ نے درست کہا۔

حدود کے علاوہ دیگر مقدمات میں قاضی اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ دے سکتا ہے

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِعْتَرَفَ رَجُلٌ عِنْدَ شُرَيْحٍ بِأَمْرٍ ثُمَّ أَنْكَرَهُ فَقَضٰى عَلَيْهِ بِاعْتِرَافِهٖ فَقَالَ أَتَقْضِيْ عَلَيَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ فَقَالَ شَهِدَ عَلَيْكَ ابْنُ أُخْتِ خَالَتِكَ يَعْنِيْ نَفْسَهُ. (عبدالرزاق)

ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص نے (قاضی) شریح کے سامنے ایک بات کا اعتراف کیا لیکن بعد میں اس سے پھر گیا۔ شریح رحمہ اللہ نے (مقدمہ کی کارروائی میں) اس کے اعتراف کی بنیاد پر اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ آپ گواہی (اور ثبوت) کے بغیر ہی میرے خلاف فیصلہ دے

رہے ہیں۔ شریح رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ تمہاری خالہ کے بھانجے نے تمہارے خلاف (یعنی خود تم نے اعتراف کر کے اپنے خلاف) گواہی فراہم کی ہے۔

عدالتی امور سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام ایک جامع مکتوب

كَتَبَ عُمَرُ إِلٰى أَبِي مُوسٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْقَضَاءَ فَرِيضَةٌ مُحْكَمَةٌ وَسُنَّةٌ مُتَّبَعَةٌ فَافْهَمْ إِذَا أُدْلِيَ إِلَيْكَ فَإِنَّهُ لَا يَنْفَعُ تَكَلُّمٌ بِحَقٍّ لَا نَفَاذَ لَهُ آسِ النَّاسَ فِيْ مَجْلِسِكَ وَ فِيْ وَجْهِكَ وَقَضَائِكَ حَتّٰى لَا يَطْمَعَ شَرِيْفٌ فِيْ حَيْفِكَ، وَلا يَيْأَسَ ضَعِيْفٌ مِنْ عَدْلِكَ، اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ، وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ أَنْكَرَ، وَالصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِلَّا صُلْحًا أَحَلَّ حَرَامًا أَو حَرَّمَ حَلَالًا، وَمَنِ ادَّعٰى حَقًّا غَائِبًا أَوْبَيِّنَةً فَاضْرِبْ لَهُ أَمَدًا يَنْتَهِيْ إِلَيْهِ، فَإِنْ بَيَّنَهُ أَعْطَيْتَهُ بِحَقِّهٖ، وَإِنْ أَعْجَزَهُ ذٰلِكَ اِسْتَحْلَلْتَ عَلَيْهِ الْقَضِيَّةَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ أَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ وَ أَجْلٰى لِلْعَمَاءِ، وَلَا يَمْنَعَنَّكَ قَضَاءٌ قَضَيْتَ فِيْهِ الْيَوْمَ فَرَاجَعْتَ فِيْهِ رَأْيَكَ فَهُدِيْتَ فِيْهِ لِرُشْدِكَ أَنْ تُرَاجِعَ فِيْهِ الْحَقَّ، فَإِنَّ الْحَقَّ قَدِيْمٌ لَا يُبْطِلُهُ شَيْءٌ، وَمُرَاجَعَةُ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنَ التَّمَادِيْ فِي الْبَاطِلِ، وَالْمُسْلِمُوْنَ عُدُوْلٌ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، إِلَّا مُجَرَّبًا عَلَيْهِ شَهَادَةُ زُوْرٍ، أَو مَجْلُوْدًا فِي حَدٍّ، أُو ظَنِيْنًا فِيْ وَلَاءٍ أَوْقَرَابَةٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَوَلّٰى مِنَ الْعِبَادِ السَّرَائِرَ، وَسَتَرَ عَلَيْهِمِ الْحُدُوْدَ إِلَّا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْأَيْمَانِ، ثُمَّ الفَهْمَ الفَهْمَ فِيْمَا أُدْلِيَ إِلَيْكَ مِمَّا وَرَدَ عَلَيْكَ مِمَّا لَيْسَ فِيْ قُرْآنٍ وَلَا سُنَّةٍ، ثُمَّ قَايِسِ الْأُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاعْرِفِ الْأَمْثَالَ، ثُمَّ اعْمِدْ فِيْمَا تَرٰى إِلٰى أَحَبِّهَا إِلَى اللّٰهِ وأَشْبَهِهَا بِالْحَقِّ، وَإِيَّاكَ وَالْغَضَبَ وَالْقَلَقَ وَالضَّجَرَ وَالتَّأَذِّيْ بِالنَّاسِ وَالتَّنَكُّرَ عِنْدَ الْخُصُوْمَةِ، أَوِ الْخُصُوْمِ، شَكَّ أَبُوْ عُبَيْدٍ، فَإِنَّ الْقَضَاءَ فِيْ مَوَاطِنِ الْحَقِّ مِمَّا يُوْجِبُ اللّٰهُ بِهِ الْأَجْرَ، و يُحْسِنُ بِهِ الذِّكْرَ، فَمَنْ خَلَصَتْ نِيَّتُهُ فِي الْحَقِّ وَلَوْ عَلٰى نَفْسِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ تَزَيَّنَ بِمَا لَيْسَ فِيْ نَفْسِهٖ شَانَهُ اللّٰهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعِبَادِ إِلَّا مَاكَانَ خَالِصًا، فَمَا ظَنُّكَ بِثَوَابِ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ عَاجِلِ رِزْقِهٖ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِهٖ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. (اعلام الموقعین).

(حمد وصلوٰۃ کے بعد) کہنے کی بات یہ ہے کہ یہ جان لو کہ جب کوئی جھگڑا اور مقدمہ پیش ہو تو قضاء پختہ ومحکم فریضہ اور واجب الاتباع سنت ہے کیونکہ حق بات کو محض زبان سے کہنا جب کہ اس کو نافذ نہ کیا جائے کچھ مفید نہیں۔ اپنی مجلس (میں لوگوں کی بے تکلف رسائی) سے اور اپنی رضا مندی سے (کہ وہ کسی

طریقے سے اس کو حاصل کر سکیں) اور اپنے فیصلہ سے (کہ وہ اس کو پہلے سے جان سکیں اور اس پر اثر انداز ہوسکیں اس سے) لوگوں کو مایوس رکھو تاکہ کوئی بڑا شخص تم سے ظلم کرانے کی طمع نہ کرنے لگے اور کمزور شخص تم سے عدل وانصاف حاصل کرنے سے مایوس نہ ہو جائے۔ گواہی اور ثبوت مہیا کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور حلف اٹھانا دعوے کا انکار کرنے والے کے ذمہ ہے۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے لیکن ایسی صلح نہیں جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا جائے۔ جو مدعی دعوی کرے کہ اس کے (پاس) ثبوت ہیں لیکن وہ اس وقت موجود نہیں تو اس کے لئے کوئی مناسب مدت مقرر کر دو جس میں وہ ان کو حاضر کرے۔ پھر اگر وہ ثبوت (وگواہی) پیش کر دے تو تم اس کو اس کا حق دے دو اور اگر وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو تم اس کے خلاف فیصلہ دینے میں حق بجانب ہو گے کیونکہ اس میں تمہارے لئے بھرپور عذر ہے اور جہالت سے خوب دوری ہے۔

اور آج تم نے کوئی فیصلہ دیا پھر تم نے اس میں غور وفکر کیا اور تمہارے سامنے درست بات آئی اور سابقہ فیصلہ کا غلط ہونا) واضح ہو جائے تو سابقہ فیصلہ تمہیں حق کو اختیار کرنے سے نہ روکے کیونکہ حق تو (وہ ہے جو اللہ کے ہاں حق ہے اور وہ) قدیم (اور ہمیشہ سے) ہے کوئی بھی چیز (خواہ وہ قاضی کا اس کے مخالف فیصلہ ہی ہو) اس کو باطل نہیں کر سکتی۔ اور باطل میں سرکشی کرنے سے حق کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے۔ اور (خیر القرون ہونے کی وجہ سے) مسلمان سب عادل ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف ان کی گواہی قبول کی جائے گی مگر جس کی گواہی کے جھوٹا ہونے کا تجربہ ہو چکا ہے یا جس کو حد قذف لگ چکی ہو یا ولاء یا قرابت کے بارے میں جو تہمت زدہ ہو کہ وہ اپنے قرابتداروں کی ناجائز حمایت کرتا ہے کیونکہ بندوں کی چھپی باتوں سے سروکار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ہمارے سامنے جس کی بھلائی اعلانیہ ہو گی ہم اس کی گواہی کو قبول کریں گے اور اس کی چھپی باتیں اللہ کے سپرد کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے۔ لہٰذا ان کا پتہ نہیں چلتا مگر ثبوت اور گواہوں سے اور قسموں سے (جیسا کہ لعان میں شوہر کی قسموں سے اور قسامت میں مقتول کے اولیاء کی قسموں سے)۔ پھر تمہارے پاس جو مقدمات ایسے آئیں جن کے بارے میں نہ تو قرآن میں کوئی ہدایت موجود ہو اور نہ سنت میں ہو تو ان میں فہم سے کام لو اور اس وقت ان کو قیاس کرو اور ان سے مماثلت رکھنے والی صورتوں اور ان کے احکام کو دیکھو اور ان میں سے جس کو تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق کے زیادہ مشابہ سمجھو اس کو اختیار کرو۔ اور لوگوں کی باتوں کی وجہ سے غصہ کرنے سے بچو (کیونکہ تمہارے غصہ کرنے کی وجہ سے حقدار اپنا حق لینے کے لئے تمہارے پاس آنے سے کترائے گا) اور لوگوں کی باتوں کی وجہ سے تنگدلی اور بے قراری اور تکلیف محسوس کرنے سے بھی بچو (کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے تم حق پر جبر

نہیں کرسکو گے۔ اور مقدمہ کے وقت یا فریقین کے سامنے بے رخی بھی نہ کرو (کہ اس سے فریقین کی دلشکنی ہوتی ہے۔ اور ان باتوں سے بچنا واقعی ضروری ہے) کیونکہ (ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ان باتوں سے بچتے ہوئے) حق کے مواقع میں اصول کے مطابق فیصلہ دینے پر اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اجر و ثواب دیتے ہیں اور (دنیا میں) نیک نامی عطا فرماتے ہیں۔ جس کی نیت حق کے لئے خالص ہوئی اگرچہ وہ حق اس کے اپنے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے مابین (معاملات کی) کفایت فرماتے ہیں اور جو اپنے آپ کو ان خوبیوں والا ظاہر کرے جو اس میں نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو عیب دار کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں سے صرف وہی باتیں قبول کرتے ہیں جو خالص (اس کی رضا کے لئے) ہوں تو تمہارا کیا گمان ہے کہ اس مخلص کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا بڑا معاوضہ ہے دنیوی رزق کا بھی (خواہ اس رزق کا تعلق بدن سے ہو یا دل و روح سے ہو) اور اللہ کی رحمت کے خزانوں کا بھی۔ تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت ہو۔

باب: 43

گواہی

گواہ گواہی دینے کے لئے خود مستعد رہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُ كُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ اَلَّذِىْ يَاتِىْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ أَنْ يُّسْأَلَهَا. (احمد و مسلم).

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بہترین گواہ کون ہے (لوگوں نے کہا کہ ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا) وہ شخص ہے جو مدعی کے مطالبہ سے پہلے (محض اس فکر سے کہ کہیں حقدار کا حق ضائع نہ ہو جائے) گواہی کے لئے حاضر ہو۔

حدود کے معاملہ میں جب کہ مجرم ڈھیٹ نہ ہو پردہ پوشی افضل ہے

عَنِ ابْنِ هَزَّالٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ ذَكَرَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ مَاعِزٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْسَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ. (احمد).

ابن ہزال سے روایت ہے کہ ان کے والد ہزال نے ماعز (رضی اللہ عنہ جن سے زنا سرزد ہو گیا تھا ان) کے جرم سے متعلق کچھ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اپنے کپڑے سے (یعنی اپنی کوشش کر کے) ان کی پردہ پوشی کرتے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔

مخصوص امور میں تنہا ایک عورت کی گواہی

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ تَجُوْزَ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِيْمَا لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ غَيْرُ هُنَّ مِنْ وِلَادَاتِ النِّسَاءِ وَعُيُوْبِهِنَّ وَتَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَابِلَةِ وَحْدَ هَا فِى الْإِسْتِهْلَالِ. (ابن ابی شیبه).

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں (رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی) یہ سنت جاری رہی ہے کہ وہ باتیں جن پر صرف عورتیں ہی مطلع ہوتی ہیں مثلاً ان کا بچے جننا اور ان کے پوشیدہ عیب تو ان باتوں میں تنہا عورتوں

کی گواہی جائز ہے اور نومولود کے رونے (یعنی زندہ یا مردہ پیدا ہونے) کے بارے میں تنہا دائی کی گواہی قبول کرنا جائز ہے۔

نکاح اور طلاق میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے

عَنْ عُمَرَ قَالَ أَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَةَ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ فِيْ نِكَاحٍ. (دار قطنی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نکاح کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو قبول فرمایا۔

گواہی پر گواہ بنانا (شہادت بر شہادت)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا يَجُوْزُ عَلٰى شَهَادَةِ الْمَيِّتِ إِلَّا رَجُلَانِ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مر رہا ہو اس کی گواہی پر گواہ بننے کے لئے دو مرد ضروری ہیں۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ عَلَى الشَّاهِدِ حَتّٰى يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ. (ابن ابی شیبه)

شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں گواہ کی گواہی پر آگے گواہ صرف اسی صورت میں بن سکتے ہیں جب دو مرد ہوں۔ (ابن ابی شیبہ)۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَتَادَةَ وَالنَّخْعِيِّ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةٌ عَلٰى شَهَادَةٍ فِيْ حَدٍّ. (محلی ابن جرم)

شعبی، قتادہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں حد کے جرم میں گواہ کی گواہی پر آگے گواہ نہیں بن سکتے (کیونکہ گواہی پر گواہی جو زبانی ہو اس میں مختلف شبہات پیدا ہوتے ہیں جب کہ شبہ کے ہوتے ہوئے حد نہیں لگتی)۔

گواہی سے پھر جانا

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلٰى رَجُلٍ بِالسَّرِقَةِ فَقَطَعَ يَدَهُ ثُمَّ أَتَيَا بَعْدَ ذٰلِكَ بِآخَرَ فَقَالَ أَوْهَمْنَا إِنَّمَا السَّارِقُ هٰذَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَا أُصَدِّقُكُمَا عَلٰى هٰذَا الْآخَرِ وَ أُضَمِّنُكُمَا دِيَةَ يَدِ الْأَوَّلِ وَلَوْ أَنِّيْ أَعْلَمُكُمَا فَعَلْتُمَا ذٰلِكَ عَمَدًا قَطَعْتُ أَيْدِيَكُمَا. (محمد و الشافعی).

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کے خلاف چوری کی گواہی دی۔ (ان کی گواہی کی بنیاد پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔ بعد میں وہ دونوں گواہ ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے اور کہا (پہلے آدمی کے بارے میں) ہمیں وہم ہو گیا تھا (اور ہم نے

غلطی سے اس کے بارے میں چوری کی گواہی دے دی تھی) اصل چور تو یہ شخص ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دوسرے شخص کے بارے میں تمہاری تصدیق نہیں کرتا اور (اب) پہلے شخص کے ہاتھ کی دیت تم دونوں کو دینی ہوگی اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم نے یہ حرکت جان بوجھ کر کی ہے تو میں (بدلہ میں تمہارے ہاتھ کٹوا دیتا)۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ إِذَا شَهِدَ شَاهِدَانِ عَلٰى قَطْعِ يَدٍ فَقَضَى الْقَاضِيُ بِذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَا عَنِ الشَّهَادَةِ فَعَلَيْهِمَا الدِّيَةُ وَإِنْ رَجَعَ أَحَدُهُمَا فَعَلَيْهِ نِصْفُ الدِّيَةِ. (محمد فی الاصل).

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب دو گواہ ہاتھ کاٹنے کی سزا (والے جرم یعنی چوری) پر گواہی دیں اور قاضی اس کا فیصلہ دے (اور ہاتھ کٹوا دے) پھر دونوں گواہ (اپنی گواہی سے) پھر جائیں تو ان کے ذمہ ہاتھ کی دیت ہوگی اور اگر صرف ایک گواہ پھر جائے تو اس پر نصف دیت آئے گی۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَفَرَّقَ الْقَاضِيُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ تَزَوَّجَهَا أَحَدُ الشَّاهِدَيْنِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْ شَهَادَتِهٖ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا الشَّعْبِيُّ. (محمد فی الاصل)

شعبی رحمہ اللہ کے پاس یہ مقدمہ آیا کہ دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ قاضی نے زوجین کے درمیان تفریق کرا دی۔ پھر ان میں سے ایک گواہ نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ بعد میں وہ گواہ (اپنی دی ہوئی گواہی سے) پھر گیا۔ شعبی رحمہ اللہ نے گواہ اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق نہیں کی۔

کن لوگوں کی گواہی مقبول ہے

خصی کی گواہی

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ عُمَرَ أَجَازَ شَهَادَةَ عَلْقَمَةَ الْخَصِيِّ عَلَى ابْنِ مَظْعُوْنٍ. (ابن ابی شیبہ)

ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علقمہ جو کہ خصی تھے قدامہ بن مظعون کے خلاف ان کی گواہی قبول کی۔

دیہاتی کی گواہی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ أَعْرَابِيٌّ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ فَأَمَرَ بِلَالًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ فَلْيَصُوْمُوْا غَدًا. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چاند دیکھنے کی گواہی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی گواہی قبول کرتے ہوئے) بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں

منادی کر دو کہ لوگ کل روزہ رکھیں۔

کن لوگوں کی گواہی مقبول نہیں

تہمت لگانے کی وجہ سے جس کو حد لگے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُوْنَ عُدُوْلٌ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا مَحْدُوْدًا فِيْ فِرْيَةٍ. (ابن ابی شیبه).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان ایک دوسرے کے بارے میں عادل ہیں (یعنی نیک ہیں اور قابل اعتبار ہیں) سوائے اس شخص کے جس کو تہمت لگانے پر سزا ملی ہو۔

بچہ کی گواہی

عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ شَهَادَةِ الصِّبْيَانِ لَا تَجُوْزُ. (کتاب الام اللشافعی).

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا بچوں کی گواہی (جب کہ وہ بچپن میں دیں) قابل قبول نہیں۔

خیانت کرنے والے اور دشمنی رکھنے والے کی گواہی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ وَالْخَائِنَةِ وَ ذِی الْغِمْرِ عَلٰى أَخِيْهِ. (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی (گواہی رد کی) اور دشمنی رکھنے والے کی اس کے (مسلمان) بھائی کے خلاف (جس سے وہ دشمنی رکھتا ہے) گواہی رد کر دی۔

جن کی گواہی میں ناجائز حمایت کا شبہ ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .... رَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے خادم کی گھر والوں کے لئے شہادت کو رد کر دیا البتہ دوسرے لوگوں کے لئے اس کی گواہی کو قبول فرمایا۔

عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ أَرْبَعَةٌ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ اَلْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا وَالزَّوْجُ لِامْرَأَتِهِ

وَالْأَبُ لِابْنِهٖ وَالْإِبْنُ لِأَبِيْهِ وَالشَّرِيْکُ لِشَرِيْکِهٖ وَالْمَحْدُوْدُ حَدًّا فِيْ قَذْفٍ. (کتاب الآثار لمحمد).

قاضی شریح رحمہ اللہ نے فرمایا چار آدمی ایسے ہیں جن کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں مقبول نہیں۔ (1) بیوی کی اس کے شوہر کے حق میں اور شوہر کی اس کی بیوی کے حق میں (2) اور باپ کی اس کے بیٹے کے حق میں اور بیٹے کی اس کے باپ کے حق میں (3) اور ایک شریک کی اس کے دوسرے شریک کے حق میں (4) اور جس کو ناحق تہمت لگانے پر حد لگی ہو۔

ذمیوں کی گواہی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ. (ابن ماجه).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہود و نصاریٰ (اور اسی طرح دیگر اہل کفر) کی ان کی آپس میں گواہی کو قبول فرمایا۔

جھوٹی گواہی

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِأً فَجَلَسَ وَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (آگاہ ہو) کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول کیوں نہیں (ضرور بتایئے) آپ ﷺ نے فرمایا (وہ یہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے (اگلی بات بتانے کے لئے) اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا (تیسری بات کو) خوب اچھی طرح سن لو (وہ ہے) جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی اور آپ ﷺ اس (تیسری بات) کو بار بار دہرانے لگے یہاں تک کہ (آپ کی گرانی کا خیال کر کے) ہم دل میں کہنے لگے کیا ہی اچھا ہو کہ اب آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔

عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ أَبِيْ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهٖ بِالشَّامِ فِيْ شَاهِدِ الزُّوْرِ يُضْرَبُ أَرْبَعِيْنَ سَوْطًا وَيُسَخَّمُ وَجْهُهٗ وَيُحْلَقُ رَاسُهٗ وَيُطَالُ حَبْسُهٗ. (ابن ابی شیبه).

ولید بن ابی مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں اپنے عمال کو لکھا کہ جھوٹی گواہی دینے والے کو چالیس کوڑے لگائے جائیں اور اس کا منہ کالا کیا جائے اور اس کا سر مونڈ دیا جائے اور اس کو لمبی مدت کے لئے قید کیا جائے۔

باب: 44

حدود

کسی سے اتفاقیہ موجب حد جرم ہو جائے تو مجرم کو اس کا چھپانا بہتر ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْتَنِبُوْا هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ الَّتِیْ نَهَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَمَنْ اَلَمَّ بِشَیْءٍ فَلْيَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ وَلْيَتُبْ اِلَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ يُبْدِ لَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان گندگیوں سے بچو جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور جو کوئی اس کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ اللہ کے پردے سے پردہ پوشی کرے (یعنی جب اس نے گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس گناہ پر کسی کو مطلع نہیں کیا تو یہ بھی کسی کے آگے ذکر نہ کرے) اور اللہ تعالیٰ کے سامنے (خوب) توبہ کرے (امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی توبہ پر ویسے ہی معاف فرما دیں گے) کیونکہ جو کوئی ہمارے سامنے اپنے (جرم کے) رخ کو کھولے گا تو ہم تو اس پر کتاب اللہ (میں مذکور حد) کو جاری کریں گے۔

کسی سے اتفاقیہ موجب حد جرم ہو جائے تو دوسروں کا اسے چھپانا بہتر ہے

عَنْ نُعَيْمٍ اَنَّ مَاعِزًا اَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَاَقَرَّ عِنْدَهٗ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَقَالَ لِهَزَّالٍ لَوْ سَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ قَالَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ اِنَّ هَزَّالًا اَمَرَ مَاعِزًا اَنْ يَّاْتِیَ النَّبِیَّ ﷺ فَيُخْبِرَهٗ (ابو داؤد)

نعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ میرے والد کی آزاد کردہ لونڈی سے زنا کر بیٹھے تو میرے والد ہزال رضی اللہ عنہ نے ان کو مشورہ دیا کہ نبی ﷺ کے پاس جا کر آپ کو یہ واقعہ بتائیں تا کہ آپ اس گناہ سے توبہ کے سلسلہ میں کوئی راہ بتائیں تو) ماعز رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور (چونکہ ان کو نہ تو یہ اندازہ

تھا کہ اس پر رجم کی سزا ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کا اندازہ تھا کہ نبی ﷺ جو حاکم کی حیثیت بھی رکھتے تھے ان کے پاس جا کر چار مرتبہ اقرار کرنے سے جرم ثابت ہو جائے گا اور پھر سزا لامحالہ ملے گی ۔ لہٰذا نبی ﷺ کے بار باران کو ہٹا دینے کے باوجود) انہوں نے آپ ﷺ کے پاس چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے ان پر رجم کی سزا جاری کرنے کا حکم دیا اور (بعد میں) ہزال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم ان کو اپنے کپڑے سے چھپا لیتے (یعنی ان کی پردہ پوشی کرتے اوران کو مجھ تک نہ بھیجتے اور یہ خود ہی توبہ کر لیتے) تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا (کہ تمہیں اس پر اجر ملتا اوران کی توبہ پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیتے)۔

کوئی شک وشبہ ہو تو حد نہ لگے گی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ وَجَدْتُّمْ لِلْمُسْلِمِ مَخْرَجًا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَإِنَّ الْإِمَامَ لَأَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ (ترمذی و ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو اور مسلمان کے لئے اگر تم خلاصی کی کوئی وجہ پاؤ تو اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ امام غلطی سے معاف کر دے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ غلطی سے سزا دے۔

فائدہ: امام ترمذی لکھتے ہیں **وقد روی عن غیر واحد من الصحابة انهم قالوا ذلک** یعنی بہت سے صحابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بھی ایسا ہی قول کیا ہے اور فتح القدیر میں ابن ہمام رحمہ اللہ نے اور مغنی میں موفق بن قدامہ رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے شبہ کی بنیاد پر حد کو نہ لگانے پر امت کا اجماع و کامل اتفاق ہے۔

حد قائم کرنا حکومت وعدالت کا کام ہے

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ الزَّكَاةُ وَالْحُدُوْدُ وَالْفَيْءُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى السُّلْطَانِ (طحاوی)

مسلم بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی ابوعبداللہ فرماتے تھے زکوٰۃ وصول کرنا، حدود قائم کرنا، مال غنیمت تقسیم کرنا اور جمعہ قائم کرنا (بنیادی طور پر) حاکم وقت کے فرائض ہیں۔

حد مسجد میں نہیں لگے گی

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ ...... وَأَنْ تُقَامَ

فِيْهِ الْحُدُوْدُ (ابوداؤد)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مسجد میں قصاص لیا جائے اور مسجد میں حدود جاری کی جائیں۔

حد جاری نہ کرنے کی سفارش کرنا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَ تَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَکَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت جس نے چوری کی تھی اس کے معاملہ نے قریش کو پریشانی میں مبتلا کر دیا (کیونکہ وہ اونچے گھرانے کی تھی اور چوری کی سزا میں ہاتھ کٹنے سے بڑوں کی سبکی ہوتی تھی جبکہ نبی ﷺ اس عورت کے ہاتھ کے کاٹنے کا حکم دے چکے تھے) تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس بارے میں کوئی رسول اللہ ﷺ سے (سفارش والی) بات کرے۔ بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون اس بات کی جرأت کر سکتا ہے (یہ سوچ کر انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بات کرنے پر آمادہ کیا اور) اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو (کہ اس کو جاری نہ کیا جائے حالانکہ یہ حدود خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہیں تو کسی بندے کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اس بات کی سفارش کرے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا حق نہ دیا جائے) پھر آپ کھڑے ہوئے اور بھرپور خطبہ دیا اور (اس میں یہ بھی) فرمایا تم سے پہلے (بعض) لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب ان میں سے کوئی کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے اور اللہ کی قسم اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو (اللہ کا حق ہونے کی وجہ سے) میں اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ (احمد و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کی

سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے جاری کئے جانے میں حائل (اور رکاوٹ) ہوئی (اور اس سفارش کی وجہ سے حد نہیں لگائی گئی) تو اس نے اللہ تعالیٰ (کے حکم) کی مخالفت کی۔

حد میں کوڑے لگانے کا ضابطہ

کوڑا کیسا ہو

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ شَدِيْدٍ لَهُ ثَمَرَةٌ فَقَالَ سَوْطٌ دُوْنَ هٰذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرٍ لِيْنٍ فَقَالَ سَوْطٌ فَوْقَ هٰذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ بَيْنَ سَوْطَيْنِ فَقَالَ هٰذَا فَأَمَرَ بِهٖ فَجَلَدَهٗ (عبدالرزاق)

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول مجھ سے (کوڑوں کی) حد کا موجب فعل سرزد ہوگیا ہے تو آپ اس کو مجھ پر قائم کر دیجئے (تاکہ میں اس گناہ سے پاک ہو جاؤں) رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی منگوائی تو ایک سخت چھڑی لائی گئی جس پر گرہیں بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا اس سے ہلکی چھڑی لاؤ۔ پھر چھڑی لائی گئی جو ٹوٹی ہوئی بہت نرم تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے کچھ سخت لاؤ۔ (تیسری مرتبہ) ایسی چھڑی لائی گئی جو (سابقہ) دو چھڑیوں کے درمیان کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) یہ (ٹھیک) ہے اور اس کا حکم دیا اور اس شخص کو کوڑے لگوائے۔

عَنْ حَنْظَلَةَ السَّدُوْسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ يُؤْمَرُ بِالسَّوْطِ فَيُقْطَعُ ثَمَرَتُهٗ ثُمَّ يُدَقُّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ حَتّٰى يَلِيْنَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِهٖ قُلْنَا لِأَنَسٍ فِيْ زَمَانِ مَنْ كَانَ هٰذَا قَالَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (ابن ابی شیبه)

حنظلہ سدوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چھڑی منگوائی جاتی تھی اور اس کی گرہیں کاٹ دی جاتی تھیں پھر اس کو دو پتھروں کے درمیان کوٹا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ نرم ہو جاتی۔ پھر اس سے کوڑے لگائے جاتے تھے۔ حنظلہ کہتے ہیں ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کس کے زمانے کی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے (زمانے کی بات ہے)۔

مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر کوڑے لگائیں

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ يُضْرَبُ الرَّجُلُ قَائِمًا وَالْمَرْأَةُ قَاعِدَةً (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں۔

جو عورت نفاس میں ہو اس کو نفاس ختم ہونے پر کوڑے لگائے جائیں

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَنَتْ فَأَمَرَنِیْ أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِیَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُّهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَفِیْ رِوَايَةٍ اُتْرُكْهَا حَتّٰى تُمَاثِلَ(مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے خاندان والوں) کی ایک باندی نے زنا کیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو کوڑے لگاؤں۔ میں (اس کے پاس گیا تو میں) نے دیکھا کہ اس کے ہاں کچھ وقت پہلے بچہ ہوا ہے اور وہ نفاس میں ہے۔ اس پر مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں نے (اس حالت میں) اس کو کوڑے لگائے تو وہ تو مر جائے گی (جبکہ کوڑوں کی حد ایسی نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے آدمی مر جائے لہٰذا میں اس کو چھوڑ کر آ گیا اور) میں نے اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا (جو اس حالت میں اس کو کوڑے نہیں لگائے) اس کو چھوڑے رکھو یہاں تک کہ وہ نفاس سے فارغ ہو جائے۔

جس مریض کے تندرست ہونے کی امید نہ ہو اس کے لئے کوڑوں کی حد کی صورت

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ اشْتَكٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى أُضْنٰى فَعَادَ جِلْدَةً عَلٰى عَظْمٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهٖ يَعُوْدُوْنَهٗ أَخْبَرَهُمْ بِذٰلِکَ وَقَالَ اِسْتَفْتُوْا لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنِّیْ قَدْ وَقَعْتُ عَلٰى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ فَذَكَرُوْا ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالُوْا مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِیْ هُوَبِهٖ لَوْ حَمَلْنَا إِلَيْکَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهٗ مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلٰى عَظْمٍ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَّاخُذُوْا لَهٗ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً (ابوداؤد).

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص بیمار ہوا (اور اس کی بیماری بڑھی) یہاں تک کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا اس کے پاس انصار کی کوئی باندی (کسی کام سے) گئی تو اس کی وجہ سے اس میں نشاط پیدا ہوا اور اس سے جماع کر بیٹھا۔ (بعد میں) جب اس کی قوم کے لوگ اس کی عیادت کرنے آئے تو اس نے ان کو یہ قصہ سنایا اور کہا آپ لوگ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کیونکہ میرے پاس جو باندی آئی میں اس سے جماع کر بیٹھا۔ ان حضرات نے اس کا ذکر

رسول اللہ ﷺ سے کیا اور یہ بھی کہا کہ ان کی جو بری حالت ہے ایسی ہم نے کسی کی نہیں دیکھی۔ اگر ہم ان کو آپ کے پاس اٹھا کر لائیں تو ان کی ہڈیاں چیخ جائیں وہ تو بس ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ (چونکہ یہ کنوارے ہیں اور ان میں زنا کی حد سو کوڑے ہیں تو ان کے لئے یہ تدبیر کرو کہ) ان کے لئے کھجور کے سو گچھے لو اور وہ سب ان کو ایک ہی دفعہ مار دو۔

فائدہ: ایسی ہی ایک تدبیر قرآن پاک میں بھی بتائی گئی ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے حالت مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ تندرست ہو گئے تو اپنی اہلیہ کو سو لکڑیاں ماریں گے۔ وہ اہلیہ ان کی حالت مرض کی رفیق تھیں اور جان بوجھ کر کوئی قصور بھی نہ کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم سچا کرنے کی تدبیر بتا دی۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ (سورہ ص: 44)

اور پکڑو اپنے ہاتھ میں (سو) تنکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لو اور قسم میں جھوٹے نہ بنو۔

باب: 45

زنا کی حد

زنا سے متعلق احکام کے نزول کی ترتیب

زنا کے متعلق پہلے پہل یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

1- وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِنْکُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلاً (سورہ نساء: 15)

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیویوں میں سے سوتم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کرلو۔ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کو گھروں کے اندر بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ تجویز فرمادیں۔

2- وَالَّذَانِ یَاْتِیَانِهَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (سورہ نساء: 16)

اور وہ مرد وعورت جو تم میں سے یہ برائی کریں انہیں ایذا پہنچاؤ۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کر لیں تو ان سے درگزر کرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

ان دو آیتوں سے دو حکم ملے۔

1۔ اگر شوہر بیویوں پر زنا کا الزام رکھیں اور ان کے جرم پر چار گواہ بھی لے آئیں تو آئندہ حکم آنے تک ان کو گھروں میں محبوس رکھا جائے۔

2۔ اجنبی مرد وعورت زنا کریں خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہوں ان کو حسب حال تعزیر کی جائے۔

زنا کی مرتکب بیویاں ایسی بھی ہوسکتی ہیں جن سے صحبت ہو چکی ہو یعنی وہ ثیب ہوں یا ان سے

صحبت نہ ہوئی ہو یعنی وہ باکرہ ہوں۔ اسی طرح زنا کے مرتکب مردوں میں بعض ایسے ہیں جو نکاح کے بعد صحبت کر چکے ہوں اور کچھ وہ ہیں جو ابھی تک صحبت نہ کر پائے ہوں اور کچھ وہ ہیں جن کا نکاح ہی نہ ہوا ہو۔ جب یہ کہا گیا کہ ’’آئندہ حکم آنے تک زنا کی مرتکب بیویوں کو گھروں میں محبوس رکھو۔‘‘ تو انتظار صرف ان بیویوں کے حکم کا نہیں بلکہ ان سے زنا کرنے والوں کے حکم کا بھی ہے کیونکہ اول یہ انہیں سے ملوث ہوئے ہیں اور دوسرے ان کے بارے میں بھی کوئی متعین حکم نہیں دیا۔

مذکورہ بالا حکم کے بعد دوسرا حکم سنت و حدیث میں بیان ہوا۔ صحیح مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلاً اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْیُ سَنَةٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان زناکار بیویوں کے لئے (اور ان سے ملوث مردوں کے لئے) ضابطہ مقرر فرما دیا ہے۔ غیر شادی شدہ مرد کی غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری میں سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ (یہی حکم ان مردوں اور عورتوں کا جن کا نکاح ہو چکا ہو لیکن صحبت نہ ہوئی) اور شادی شدہ مرد کی شادی شدہ عورت سے بدکاری میں (جب کہ دونوں پہلے نکاح سے صحبت بھی کر چکے ہوں) سو کوڑے اور رجم ہے۔

اس حدیث و سنت سے اس بیوی کا حکم بھی معلوم ہوا جس سے صحبت ہو چکی ہو پھر اس نے زنا کیا ہو اور شوہر نے اس پر چار گواہ قائم کر دیئے ہوں کہ اس کی سزا رجم ہے۔

تیسرے درجے میں سورہ نور کی آیات نازل ہوئیں۔ ان کے ساتھ ہی رجم سے متعلق آیت بھی نازل ہوئی۔ ان آیات میں مندرجہ ذیل احکام ملے۔

1۔ شوہر بیوی پر زنا کا الزام رکھے لیکن چار گواہ پیش نہ کر سکے تو لعان ہوگا۔

2۔ اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ کے الفاظ سے غیر شادی شدہ کا حکم بتایا کہ اس کی سزا صرف سو کوڑے ہیں اور ایک سالہ جلاوطنی کو منسوخ کر دیا گیا۔

3۔ رجم کی آیت بھی نازل ہوئی جس سے رجم کی سزا کو برقرار رکھا گیا اور سو کوڑوں کی سزا کو منسوخ کر دیا گیا۔ بعد میں اس آیت کے الفاظ منسوخ کر دیئے گئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلَیْهِ آیَةُ الرَّجْمِ قَرَأْنَاهَا وَ وَعَیْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا فَرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ فَاَخْشٰی اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ

يَقُوْلَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَأَنَّ الرَّجْمَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھ کر فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی۔ آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا اس میں سے آیت رجم بھی تھی جس کو ہم نے پڑھا اور یاد کیا اور سمجھا (لیکن چونکہ اس کے الفاظ منسوخ ہونے تھے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھوایا نہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کی سزا دی اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔ مجھے ڈر ہے کہ (قرآن میں لکھے نہ ہونے کے باعث) کچھ زمانہ گزرنے پر لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ ہم کتاب اللہ میں رجم کا حکم نہیں پاتے اور اس طرح اللہ کے اتارے ہوئے فریضہ کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں۔ اور یہ (بھی جان لو) کہ کتاب الٰہی میں رجم ثابت ہے اس شخص پر جو شادی شدہ مرد یا عورت ہو کر زنا کرے جب کہ گواہ قائم ہو جائیں (یا وہ خود اعتراف کر لے)۔

زنا اگر مجرم کے اقرار سے ثابت ہو تو حد کے لئے چار مرتبہ اقرار ضروری ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ الْأَسْلَمِیُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَدْ زَنٰى فَأَمَرَ بِهٖ فِی الرَّابِعَةِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْحَرَّةِ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا (اور منہ پھیر لیا اور ان کو وہاں سے باہر نکلوا دیا) وہ دوسری جانب سے آ گئے اور کہا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا (اور سابقہ عمل دہرایا) وہ دوسری جانب سے پھر آ گئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زنا ہو گیا ہے۔ چوتھی مرتبہ اقرار کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو آبادی سے باہر سیاہ چٹانوں کی جانب لے جایا گیا اور (وہاں) ان کو پتھروں سے رجم کیا گیا۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَصْحَابُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ جَلَسَ فِیْ رَحْلِهٖ بَعْدَ اعْتِرَافِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَرْجُمْهُ وَإِنَّمَا رَجَمَهُ عِنْدَ الرَّابِعَةِ (احمد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اگر اپنے تیسرے اقرار کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جاتے (اور چوتھی مرتبہ جا کر اقرار نہ کرتے)

تو نبی ﷺ ان کو رجم نہ کرتے۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کے چوتھے اقرار پر رجم کیا۔

حاکم کا زنا کا اقرار کرنے والے کو ٹلانے کی کوشش کرنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِکٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنٰی فَقَالَ لَهٗ وَیْلَکَ وَمَا یُدْرِیْکَ مَا الزِّنَا فَاَمَرَ بِهٖ فَطُرِدَ وَاُخْرِجَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِیَةَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِکَ فَاَمَرَ بِهٖ فَطُرِدَ وَاُخْرِجَ ...... (ابن حیان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ زنا کر بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ارے تمہارا ناس ہو تمہیں پتا بھی ہے زنا کیا ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم دینے پر ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا اور چلتا کر دیا گیا (لیکن حضرت ماعز کی اس سے تسلی نہ ہوئی اور) وہ (اپنی بے چینی میں دوسرے دن) پھر آ گئے اور گزشتہ کی طرح بات کہی۔ نبی ﷺ کے حکم دینے پر ان کو پھر مجلس سے ہٹا دیا گیا اور چلتا کر دیا گیا (لیکن ان کی بے چینی ختم نہ ہوئی اور انہوں نے تیسری اور چوتھی بار بھی آ کر زنا کا اعتراف کیا)۔

جب مجرم چار مرتبہ زنا کا اقرار کرلے تو حاکم کس طرح تفتیش کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اَتٰی مَاعِزُ بْنُ مَالِکٍ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ لَعَلَّکَ قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنِکْتَهَا لَا یَکْنِیْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِکَ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ (بخاری)

قَالَ حَتّٰی غَابَ ذَالِکَ مِنْکَ فِیْ ذٰلِکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ کَمَا یَغِیْبُ الْمِرْوَدُ فِی الْمُکْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِی الْبِئْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَا الزِّنَا قَالَ نَعَمْ اَتَیْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا یَاتِی الرَّجُلُ مِنَ امْرَاَتِهٖ حَلَالًا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے (اور چار مرتبہ زنا کا اقرار کرلیا) تو (چونکہ آنکھ کے ناجائز دیکھنے کو شریعت نے آنکھ کا زنا کہا ہے اور ہاتھ سے حرام پکڑنے کو ہاتھ کا زنا کہا ہے اس لئے) نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے (صرف) بوسہ لیا ہو یا (ہاتھ) دبایا ہو یا صرف (آنکھ سے) دیکھا ہو (یا تم اس کے ساتھ صرف لیٹے ہو یا تم اس کے ساتھ صرف چمٹے ہو اور تم اس کو زنا کہہ رہے ہو۔) حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ (ایسی بات) نہیں (ہے) آپ ﷺ نے بغیر کنایہ کے (عریاں لفظوں میں) پوچھا کیا تم نے اس سے جماع کیا تھا۔ جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا (کیا تم نے جماع کیا یہاں تک کہ تمہارا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں (داخل ہو کر) غائب ہو گیا۔ جواب دیا کہ جی ہاں۔

آپ ﷺ نے پوچھا جیسے سلائی سرمہ دانی میں غائب ہو جاتی ہے اور ڈول کی رسی کنوئیں میں چھپ جاتی ہے۔ جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو زنا کس کو کہتے ہیں۔ جواب دیا میں نے اس عورت سے وہ کام حرام طریقے سے کیا ہے جو مرد اپنی بیوی سے حلال طریقے سے کرتا ہے) اس وقت نبی ﷺ نے ان کے رجم کئے جانے کا حکم دیا۔

زنا میں جب گواہ ہوں تو گواہی صرف اسی صورت میں قبول ہوگی جب چار گواہ ہوں جن کی گواہی ایک جیسی ہو

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَضَاءُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ أَنْ لَّا تُقْبَلَ شَهَادَةُ ثَلاَثَةٍ وَلاَ اثْنَيْنِ وَلاَ وَاحِدٍ عَلَى الزِّنَا وَيُجْلَدُوْنَ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلاَ تُقْبَلُ لَهُمْ شَهَادَةٌ أَبَداً حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنْهُمْ تَوْبَةٌ نَصُوْحٌ وَإِصْلَاحٌ (محلی ابن حزم)

عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ یہ ہے کہ زنا میں نہ تو تین آدمیوں کی گواہی قبول کی جائے اور نہ دو کی اور نہ ایک کی اور چار پورے نہ ہونے کی صورت میں گواہوں کو (تہمت وقذف کے جرم میں) اسی کوڑے لگائے جائیں اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے (اور وہ فاسق سمجھے جائیں) یہاں تک مسلمانوں کے سامنے ان کی خالص توبہ اور اصلاح احوال ظاہر ہو جائے۔

رجم کے لئے احصان (یعنی نکاح کے بعد صحبت کر چکنا) شرط ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ أَبِکَ جُنُوْنٌ قَالَ لاَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے) اپنے خلاف (زنا کی) چار گواہیاں دے دیں (یعنی چار مرتبہ اعتراف کر لیا تو نبی ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا کیا تمہیں دیوانگی کا مرض تو نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول نہیں (میں دیوانہ نہیں ہوں) آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم محصن ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں اے اللہ کے رسول (میں محصن ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے (تفتیش مکمل کر کے) فرمایا ان کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا فِیْ إِحْدٰى ثَلاَثٍ رَجُلٍ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهٗ يُرْجَمُ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون (بہانا) جائز نہیں ہے مگر تین میں سے ایک صورت میں (اور ان تین میں سے ایک) وہ شخص ہے جو محصن ہونے کے بعد زنا کرے کیونکہ اس کو رجم کیا جائے گا۔

فائدہ : البتہ محصن بننے کے لئے اسلام شرط ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُحْصِنُ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفرو) شرک کسی چیز کو محصن نہیں بناتا (یعنی اس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص محصن نہیں بنتا)۔

صرف اقرار کی بنیاد پر کئے جانے والے رجم سے مجرم اگر بھاگے تو اسے چھوڑ دیا جائے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ ...... فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَرَّ یَشْتَدُّ حَتّٰی مَرَّ بِرَجُلٍ مَعَهٗ لُحٰی جَمَلٍ فَضَرَبَهٗ بِهٖ وَضَرَبَهُ النَّاسُ حَتّٰی مَاتَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَنَّهٗ فَرَّ حِیْنَ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ وَمَسَّ الْمُوْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ هَلَّا تَرَکْتُمُوْهُ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس آ کر زنا کرنے کا چار مرتبہ اقرار کیا۔ مکمل تفتیش کے بعد ان کے لئے رجم کی سزا کا حکم ہوا۔ سزا جاری ہونے پر) جب ان کو پتھر لگے تو یہ تیزی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک شخص (یعنی عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی تھی۔ انہوں نے وہ ماعز کو دے ماری (جس سے وہ گر گئے) اور لوگوں نے بھی ان کو پتھر مارے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ بعد میں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا ذکر کیا کہ جب ان کو پتھر لگے اور ان کو (اپنی) موت کا احساس ہوا تو وہ دوڑ پڑے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ان کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔

رجم کی سزا جاری کرنے میں پہلا پتھر کون مارے

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ إِنَّ الرَّجْمَ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَوْ کَانَ شَهِدَ عَلٰی هٰذِهٖ أَحَدٌ لَکَانَ أَوَّلُ مَنْ یَّرْمِی الشَّاهِدَ یَشْهَدُ ثُمَّ یُتْبِعُ شَهَادَتَهٗ حَجَرَهٗ وَلٰکِنَّهَا أَقَرَّتْ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ یَّرْمِیْهَا (احمد)

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رجم سنت وطریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے (قرآن کے منسوخ التلاوۃ حکم کے تحت) اختیار کیا۔ اور اگر اس عورت پر (جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رجم

کیا) کسی نے گواہی دی ہوتی تو سب سے پہلا پتھر مارنے والا گواہ ہوتا جو گواہی دیتا پھر اپنی گواہی کے پیچھے اپنا پتھر مارتا لیکن چونکہ اس عورت نے (زنا کا) اقرار کیا ہے (اس کے خلاف گواہی قائم نہیں ہوئی لہٰذا (قاضی ہونے کی حیثیت سے) میں اس کو سب سے پہلا پتھر ماروں گا۔

جس کو رجم کیا گیا ہو اس کو غسل وکفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ لَمَّا رُجِمَ مَاعِزٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا نَصْنَعُ بِہٖ قَالَ اِصْنَعُوْا بِہٖ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاکُمْ مِنَ الْغُسْلِ وَالْکَفْنِ وَالْحَنُوْطِ وَالصَّلَاۃِ عَلَیْہِ (ابن ابی شیبہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کر دیا گیا تو لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (اب) ہم ان کا کیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے ساتھ وہی کچھ کرو جو تم اپنے مردوں کے ساتھ کرتے ہو یعنی ان کو غسل بھی دو اور کفن بھی دو اور خوشبو بھی لگاؤ اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھو۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ امْرَاَۃً مِنْ جُھَیْنَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَھِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ ...... فَاَمَرَ بِھَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْھَا فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ تُصَلِّیْ عَلَیْھَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَۃً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لَوَسِعَتْھُمْ وَھَلْ وَجَدْتَ تَوْبَۃً اَفْضَلَ مِنْ اَنَّھَا جَادَتْ نَفْسَھَا لِلّٰہِ (مسلم، ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت جس کو زنا کی وجہ سے حمل تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے نبی مجھ سے حد (کا موجب جرم) یعنی زنا سرزد ہو گیا ہے تو آپ مجھ پر حد قائم فرما دیجئے (عورت کو چونکہ حمل تھا لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وہ بچہ ہونے دے پھر اس کو دودھ پلائے جب عورت نے بچہ جن لیا اور بچہ اور چیزیں کھانے پینے لگا تو وہ عورت دوبارہ آئی اور پھر درخواست کی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے تو زنا (جیسا قبیح فعل) کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ ٹھیک ہے کہ اس نے زنا کیا ہے لیکن اس نے توبہ کر لی ہے اور توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور آدمی ایسے ہو جاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں اور پھر) اس نے تو ایسی زبردست توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ والوں میں سے ستر آدمیوں پر اس کو تقسیم کر دیا جائے تو محض وہی ان کی بخشش کے لئے کافی ہو جائے اور کیا تم نے اس سے بڑھ کر بھی کوئی توبہ دیکھی ہے اس نے تو اللہ کی معافی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دی ہے۔

جس عورت سے زبردستی زنا کیا گیا ہو اس پر حد نہیں

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدًا کَانَ يَقُوْمُ عَلٰی رَقِيْقِ الْخُمُسِ وأَنَّهُ اِسْتَکْرَهَ جَارِيَةً مِنْ ذٰلِکَ الرَّقِيْقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اِسْتَکْرَهَهَا (موطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک غلام جو مال خمس کے غلاموں اور باندیوں کی نگرانی پر مامور تھا۔اس نے ان غلام باندیوں میں سے ایک باندی سے زبردستی کر کے زنا کرلیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے لگوائے اور (مصلحت کی خاطر) اس کو جلا وطن بھی کیا اور (جس) باندی (سے زنا ہوا تھا اس) کو کوڑے نہیں لگائے کیونکہ غلام نے اس کو مجبور کیا تھا (اور اس سے زبردستی کی تھی)۔

باب:46

چوری کی حد

کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے

1- چوتھائی دینار یا ڈھائی درہم کی مالیت پر

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا بِرُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر چوتھائی دینار (یعنی ڈھائی درہم) یا اس سے زائد مالیت پر۔

2- نبی ﷺ کے دور کی ڈھال کی قیمت پر

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ السَّارِقَ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا فِيْ ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ صرف ڈھال (کی مالیت) پر کاٹا جاتا تھا۔

پھر ڈھال کی مختلف مالیتیں منقول ہیں

i- دس درہم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقَوَّمُ عَشَرَ دَرَاهِمَ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم لگائی جاتی تھی۔

ii- تین درہم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ ایسی ڈھال کی چوری میں کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: ان حدیثوں سے ہاتھ کاٹنے کے دو نصاب مہیا ہوئے۔ایک تو خالص ڈھائی درہم کا اور دوسرا ڈھال کی قیمت کا۔ ڈھال کی قیمت تو تبدیل ہونے والی چیز ہے کبھی تین درہم کی ہوئی اور کبھی دس درہم کی ہوئی اور کبھی ڈھائی درہم کی ہوئی۔ جب ڈھال کی قیمت تبدیل ہوتی رہتی ہے تو بظاہر ضابطہ یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خالص ڈھائی درہم والے نصاب کو اصل معیار بنایا جائے لیکن چونکہ حدود کے بارے میں یہ ضابطہ بھی گذرا ہے کہ اگر شبہ موجود ہو تو حد نہ لگائی جائے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت کا اعتبار کیا گیا ہے اور شبہ موجود ہے کہ خالص ڈھائی درہم ڈھال کی قیمت ہی مراد ہو۔تو ڈھال کی مختلف قیمتیں ہوئیں ڈھائی درہم، تین درہم اور دس درہم۔ جب اس کی قیمت دس درہم لیں تو اس پر ہاتھ کاٹنا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے اور شک وشبہ سے خالی ہے۔لہٰذا حدود کے بارے میں جو ضابطہ حدیث میں مذکور ہے اسی کی رو سے دس درہم کے نصاب کو اختیار کرنا ہی اولیٰ ہے اور اسی پر صحابہ کا عمل رہا ہے۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِيْ دِيْنَارٍ أَوْعَشَرَةِ دَرَاهِمَ (عبدالرزاق)

قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاتھ صرف ایک دینار یا دس درہم کی چوری میں کاٹا جائے گا۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أُتِيَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِرَجُلٍ سَرَقَ ثَوْبًا فَقَالَ لِعُثْمَانَ قَوِّمْهُ فَقَوَّمَهُ ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ فَلَمْ يَقْطَعْهُ (ابن ابی شیبه)

قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے کپڑا چرایا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کی قیمت بتایئے انہوں نے اس کی آٹھ درہم بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ لَّا تُقْطَعَ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِيْ دِيْنَارٍ أَوْ عَشَرَةِ

دَرَاھِمَ (کتاب الحجج لمحمد)

حضرت سعید بن میّب رحمہ اللہ کہتے ہیں (نبی ﷺ اور صحابہ ؓ کی) یہی سنت جاری رہی ہے کہ چور کا ہاتھ صرف ایک دینار یا دس درہم کی چوری میں کاٹا جائے گا۔

کن چیزوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا

دس درہم سے کم قیمت کی چیز پر

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ یَدُ السَّارِقِ تُقْطَعُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الشَّیْءِ التَّافِہِ (ابن ابی شیبہ)

عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (دس درہم کی مالیت سے کمتر جیسی) حقیر چیز (کی چوری) پر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

جلد خراب ہونے والے پھلوں پر

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ وَّلَا کَثَرٍ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (تازہ) پھلوں میں اور کھجور کی گوند (اوراس کے شگوفہ) میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں ہے۔

عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ أُخِذَ نَبَّاشٌ فِیْ زَمَنِ مُعَاوِیَةَ وَکَانَ مَرْوَانُ عَلَی الْمَدِیْنَةِ فَسَأَلَ مَنْ یَّحْضُرُ بِہٖ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالْفُقَھَاءِ فَأَجْمَعَ رَایُھُمْ عَلٰی أَنْ یُّضْرَبَ وَیُطَافَ بِہٖ (ابن ابی شیبہ)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت معاویہ ؓ کے زمانہ میں ایک کفن چور پکڑا گیا۔ اس وقت مدینہ (منورہ) کا گورنر مروان تھا۔ مروان نے اپنے پاس موجود صحابہ اور (تابعی) فقہاء سے (اس کے بارے میں) پوچھا تو سب کی یہ متفقہ رائے تھی کہ اس کو کچھ مار پیٹ کی جائے اور (شہر میں) اس کو گھمایا جائے (اور لوگوں میں اس کے جرم کی تشہیر کی جائے لیکن اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے)۔

جلد خراب ہونے والے کھانے میں

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِرَجُلٍ سَرَقَ طَعَامًا فَلَمْ یَقْطَعْہُ (ابن ابی شیبہ)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے (جلد خراب ہونے والی) کھانے کی چیز چرائی تھی۔ آپ ﷺ نے (تعزیر کے طور پر اور سزا تو دی ہوگی لیکن) اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

کن لوگوں کا ہاتھ نہیں کٹے گا

بیت المال سے چوری کرنے والے کا

عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ رَجُلاً سَرَقَ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَكَتَبَ فِيْهِ سَعْدٌ إِلٰى عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً سَرَقَ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَقَالَ لاَ قَطْعَ عَلَيْهِ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَلَهُ فِيْهِ حَقٌّ (ابن ابی شیبہ)

قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (سرکاری) بیت المال میں سے کچھ چوری کی۔ اس کے بارے میں حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ایک شخص نے بیت المال میں سے چوری کی ہے (اور اس کا حکم پوچھا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کا ہاتھ نہیں کٹے گا کیونکہ کوئی بھی شخص ہو (سرکاری) بیت المال میں اس کا حق ہوتا ہے (تاہم بطور تعزیر اسے کچھ سزا ضرور دی جائے گی)۔

ذاتی ملازم کا جبکہ وہ اپنے مالک کے ہاں چوری کرے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَّهُ إِلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ اِقْطَعْ يَدَ غُلَامِيْ هٰذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرْآةً لِامْرَأَتِيْ ثَمَنُهُ سِتُّوْنَ دِرْهَمًا فَقَالَ عُمَرُ أَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ (مؤطا مالک)

سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹ دیجئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اس نے کیا چوری کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چرایا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے (کیونکہ) تمہارے (ہی) خادم نے (جس کو تمہارے گھر کے اندر آنے جانے کی تمہاری طرف سے اجازت تھی) تمہارا (ہی) سامان چرایا ہے۔

مال غنیمت میں سے مال چرانے والے کا جبکہ اس مال میں اس کا حصہ ہو

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ دِثَارٍ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ بِرَجُلٍ سَرَقَ مِنَ الْمَغْنَمِ فَقَالَ لَهُ فِيْهِ نَصِيْبٌ وَهُوَ خَائِنٌ فَلَمْ يَقْطَعْ وَكَانَ قَدْ سَرَقَ مِغْفَرًا (عبدالرزاق)

یزید بن دثار رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے مال غنیمت

میں سے چوری کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (چونکہ) اس (چوری کرنے والے) کا (بھی) اس (مال میں حصہ ہے) اور یہ خیانت کا مرتکب ہوا ہے (چوری کا نہیں) اور آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ اس شخص نے (مال غنیمت میں سے) ایک خود چرایا تھا۔

عوامی جگہوں کی کوئی چیز چرانے والا

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سُئِلَ عَنْ سَارِقِ الْحَمَّامِ فَقَالَ لَا قَطْعَ عَلَيْهِ (ابن ابی شیبه)

حضرت بودرداء رضی اللہ عنہ سے حمام (جس میں لوگوں کو آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے اس) کی چیز چرانے والے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (کیونکہ جس جگہ لوگوں کو آنے کی اجازت حاصل ہے اس جگہ کی کوئی چیز خاص حفاظت میں نہ رہی جبکہ حد کی موجب چوری اس وقت ہوتی ہے جب خاص حفاظت میں سے شے کو پوشیدہ طریقے سے نکالا جائے)۔

قحط سالی میں چرانے والا

عَنْ عُمَرَ قَالَ لَا قَطْعَ فِي عَذْقٍ وَلَا فِي عَامِ السَّنَةِ (عبدالرزاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ تو کھجور کے پھلدار درخت میں (سے چوری کرنے والے کا) ہاتھ کٹتا ہے اور نہ ہی قحط سالی کے دوران (چوری کرنے والے کا) ہاتھ کٹتا ہے۔

چیزیں اچکنے والا

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا اِخْتَلَسَ شَيْئًا فِي زَمَنِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَأَرَادَ مَرْوَانُ قَطْعَ يَدِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَا قَطْعَ عَلَيْهِ (مؤطا محمد)

امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم (کی گورنری) کے دور میں ایک شخص نے (کسی دوسرے کی) کوئی چیز اچک لی (اور پکڑا گیا) مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا (اس وقت) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مروان کے پاس پہنچے اور اس کو بتایا کہ اچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

چوری کی حد لگانے کے لئے چوری کا ایک مرتبہ کا اعتراف کافی ہے

عَنْ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ سَمُرَةَ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي سَرَقْتُ جَمَلًا لِبَنِي فُلَانٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوا إِنَّا فَقَدْنَا جَمَلًا لَّنَا فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُطِعَتْ يَدُهُ قَالَ ثَعْلَبَةُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ قُطِعَتْ يَدُهُ وَهُوَ يَقُولُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي طَهَّرَنِي مِمَّا أَرَادَ أَنْ يُدْخِلَ بِيَ النَّارَ (طحاوی)

حضرت ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے فلاں خاندان کا ایک اونٹ چرایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاندان والوں کی طرف پیغام بھیج کر تصدیق چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ (ہاں) ہم اپنا ایک اونٹ گم پاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا اور (تعمیل حکم میں) ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ان کا ہاتھ کاٹا گیا تو میں ان کو دیکھ تھا رہا وہ کہہ رہے تھے اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی چیز سے پاک کر دیا جو مجھے جہنم کی آگ میں داخل کرنا چاہتی تھی۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِسَارِقٍ قَدْ سَرَقَ شَمْلَةً فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا قَدْ سَرَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاأَخَالُهُ سَرَقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِیْ بِهٖ فَقُطِعَ فَأُتِيَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ إِلَى اللّٰهِ قَالَ قَدْ تُبْتُ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (دارقطنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے ایک چادر چرائی تھی (لانے والے) لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس شخص نے چوری کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ اس نے چوری کی ہے۔ چور نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ (میں نے ہی چوری کی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اس کو داغ دو (تاکہ مزید خون نہ بہے) پھر اس کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور آپ ﷺ کے پاس اس کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے (اس چور سے) فرمایا اللہ سے توبہ کرو۔ اس نے کہا میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہاری توبہ قبول فرمائے۔

کون سا ہاتھ کاٹا جائے اور کہاں سے؟

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ فِیْ قِرَاءَتِنَا وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ تُقْطَعُ أَيْمَانُهُمْ (بیہقی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہماری قراءت میں (جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یوں) ہے چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے دائیں ہاتھ کاٹو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ ﷺ مِنَ الْمَفْصَلِ (کامل ابن عدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے (کلائی کے) جوڑ سے ہاتھ کٹوایا۔

عَنْ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يَقْطَعُ السَّارِقَ مِنَ الْمَفْصَلِ (بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ چور کا ہاتھ (کلائی کے) جوڑ سے کٹواتے تھے۔

دوسری دفعہ کی چوری پر بایاں پاؤں کاٹا جائے، تیسری دفعہ پر مزید کچھ نہ کاٹا جائے

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ إِذَا سَرَقَ السَّارِقُ مِرَارًا قَطَعْتُ يَدَهٗ وَرِجْلَهٗ ثُمَّ إِنْ عَادَ اِسْتَوْدَعْتُهُ السِّجْنَ (ابن ابی شیبه)

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب چور متعدد بار چوری کرے تو میں (پہلے) اس کا (دایاں) ہاتھ (کاٹوں گا اور دوسری مرتبہ میں) اس کا (بایاں) پاؤں کاٹوں گا پھر بھی اگر وہ چوری کا اعادہ کرے تو میں اس کے (مزید ہاتھ پیر نہ کاٹوں گا بلکہ) میں اس کو قید میں ڈال دوں گا۔

چور کا ہاتھ کٹے اور چوری کا مال اس کے پاس ختم ہو چکا ہو تو چوری کے مال کا تاوان نہیں ہوگا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا أُقِيْمَ الْحَدُّ عَلَى السَّارِقِ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ (تهذیب الآثار لجریر الطبری)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب چور پر حد قائم کر دی جائے (یعنی اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے) تو (اگر چوری کا مال وہ ختم کر چکا ہو تو) اس کے ذمہ (چوری کے مال کا) تاوان نہیں ہوتا۔

باب: 47

رہزنی کی حد

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قُطَّاعِ الطَّرِیْقِ قَالَ إِذَا قَتَلُوْا وَأَخَذُوْا الْمَالَ قُتِّلُوْا وَ صُلِّبُوْا. وَإِذَا قَتَلُوْا وَلَمْ یَاخُذُوْا الْمَالَ قُتِّلُوْا وَلَمْ یُصَلَّبُوْا . وَإِذَا أَخَذُوا الْمَالَ وَلَمْ یَقْتُلُوْا قُطِّعَتْ أَیْدِیْهِمْ وَأَرْ جُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَإِذَا أَخَافُوا السَّبِیْلَ وَلَمْ یَاخُذُوْا مَالاً نُفُوْا مِنَ الْأَرْضِ (مسند الشافعی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راہزنوں کے بارے میں فرماتے ہیں جب وہ قتل کریں اور مال لوٹیں تو (سزا میں) ان کی تقتیل کی جائے (جس کی صورت یہ ہے کہ مخالف جانب سے ایک ایک ہاتھ پاؤں کاٹا جائے اور پھران کو قتل کر دیا جائے۔ اوراگران کو صرف قتل کرنے پر اکتفا کیا تو یہ بھی درست ہے) اوران کو سولی پر لٹکایا جائے۔ اوراگر راہزن قتل کریں اور مال نہ لوٹیں تو ان کو قتل کیا جائے سولی پر نہ لٹکایا جائے اور جب رہزن مال لوٹیں اور کسی کو قتل نہ کریں تو مخالف جانب سے ان کا ایک ایک ہاتھ پاؤں کاٹا جائے اوراگر رہزنوں نے شاہراہ پرخوف و ہراس ہی پھیلایا ہواور مال نہ لوٹا ہو تو ان کو قید کیا جائے گا۔

باب: 48

شراب پینے پر حد

رسول ﷺ کے دور میں اور خلافت کے ابتدائی دور میں

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ضَرَبَ فِی الْخَمْرِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب (پینے کی سزا) میں ٹہنی اور جوتیوں سے پٹائی کی (یعنی حکم دے کر کروائی)۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَزْهَرِ قَالَ كَأَنِّی أَنْظُرُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ أُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِضْرِبُوْهُ فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهٗ بِالنِّعَالِ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهٗ بِالْعَصَا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهٗ بِالْمِیْتَخَةِ ثُمَّ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُرَابًا مِنَ الْأَرْضِ فَرَمٰی بِهٖ فِیْ وَجْهِهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جب آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا اس کو مارو (یعنی اس کی پٹائی کرو) تو ان میں سے کسی نے اس کو جوتیوں سے مارا اور کسی نے اس کو لاٹھی سے مارا اور کسی نے اس کو تر ٹہنی سے مارا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے زمین سے کچھ مٹی اٹھائی اور اس کے چہرے پر پھینکی۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اِضْرِبُوْهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ ثُمَّ قَالَ بَكِّتُوْهُ فَأَقْبَلُوْا عَلَیْهِ یَقُوْلُوْنَ مَا اتَّقَیْتَ اللّٰهَ مَا خَشِیْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْیَیْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مارو (یعنی اس کی پٹائی کرو) تو ہم میں سے کوئی اس کو کوئی اپنے ہاتھ سے مارتا تھا اور کوئی اپنے کپڑے سے مارتا تھا اور کوئی اپنی جوتی سے مارتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے

فرمایا (اب) اس کو (ذرا) شرم دلاؤ تو لوگ اس کو یوں کہنے لگے (ارے) تو اللہ (کی مخالفت کرنے) سے نہیں ڈرتا (ارے) تو اللہ (کی سزا) سے خوف نہیں کرتا اور (ارے) تو رسول اللہ ﷺ (کی تعلیم کی مخالفت کرنے) سے شرم نہیں کرتا اور کچھ لوگوں نے کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کہو (کیونکہ یہ تو بددعا ہے اور چونکہ یہ تو شیطان ہے جو انسان کا برا ہی چاہتا ہے لہٰذا تم ایسا کہہ کر) اس آدمی کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو اور اس کے بجائے یوں کہو اے اللہ اس کو بخش دیجئے اے اللہ اس پر رحم کر دیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسی کوڑے طے پائے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ يُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِمْرَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ عَلَيْهِ بِأَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرَ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِيْنَ حَتّٰى إِذَا عَتَوْا وَّ فَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ (بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع کے دور میں شرابی کو پکڑ کر لایا جاتا تھا تو ہم اپنے ہاتھوں سے اور اپنی جوتیوں سے اور اپنی چادروں کے ساتھ (پٹائی کیلئے) کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری دور ہوا تو انہوں نے چالیس کوڑے مقرر کئے۔ پھر جب لوگ مزید سرکشی کرنے لگے اور حد سے تجاوز کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مقرر فرمائے۔

عَنْ ثَوْرِبْنِ زَيْدِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ إِنَّ عُمَرَ اِسْتَشَارَ فِيْ حَدِّ الْخَمْرِ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ أَرٰى أَنْ تَجْلِدَهٗ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً فَإِنَّهٗ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذٰى وَإِذَا هَذٰى اِفْتَرٰى فَجَلَدَ عُمَرُ فِيْ حَدِّ الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ (مؤطا مالک)

ثور بن زید دیلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے کی حد کے بارے میں اور حضرات سے مشورہ کیا تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ہے کہ آپ اس کو اسی کوڑے لگائیں کیونکہ جو آدمی شراب پیتا ہے تو نشہ میں آجاتا ہے اور جب نشہ میں آجاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو (اکثر دوسرے لوگوں پر بدکاری کی) تہمت لگاتا ہے (غرض شراب پینا اکثر تہمت لگانے کا سبب بن جاتا ہے تو جو حکم تہمت کا ہے یعنی اسی کوڑے وہی اس کے سبب کیلئے بھی مقرر کر دیجئے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد میں اسی کوڑے مقرر فرمائے۔

باب: 49

مرتد کی حد

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا أُتِيَ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (بخاری)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندیق لائے گئے تو آپ نے ان کو (زندہ) جلوا دیا۔ یہ خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جگہ) ہوتا تو ان کو نہ جلاتا کیونکہ نبی ﷺ کی یہ ممانعت ہے کہ اللہ کے عذاب (یعنی آگ سے جلانے کی سزا تم لوگ نہ دو اور (اس کے بجائے) میں ان کو قتل کر دیتا کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جو اپنے دین (اسلام) کو بدل دے (اور اسلام کی جگہ کوئی کفر اختیار کرے) تو اس کو قتل کر دو۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یا تو حدیث کا علم نہ ہوگا یا انہوں نے قتل کی سزا کھلے مرتد کیلئے سمجھی ہو گی جبکہ زندیق ظاہر میں تو اسلام کا کلمہ پڑھتا ہے لیکن دین کے عقیدوں کو بگاڑتا ہے۔

مرتد کو تین دن کی مہلت ملے گی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ عَنْ عُمَرَ أَنَّهٗ قَالَ لِوَفْدٍ قَدِمُوْا عَلَيْهِ مِنْ بَنِيْ ثَوْرٍ هَلْ مِنْ مَغْرِبَةِ خَبَرٍ قَالُوْا نَعَمْ أَخَذْنَا رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ فَقَدَّمْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ فَقَالَ هَلَّا أَدْخَلْتُمُوْهُ جَوْفَ بَيْتٍ فَأَلْقَيْتُمْ إِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ أَوْيُرَاجِعُ أَمْرَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَمْ أَشْهَدْ وَلَمْ آمُرْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِيْ (مؤطا مالک و عبدالرزاق)

محمد بن عبدالقاری رحمہ اللہ سے روایت ہے بنو ثور قبیلہ کے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ دور علاقوں کی کوئی خبر ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ ہم نے عرب کے ایک شخص کو پکڑا جس نے اپنے اسلام کے بعد (مرتد ہو کر) کفر اختیار کر لیا تھا اور اپنے سامنے کر کے

ہم نے اس کی گردن اڑا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ اس کو کسی کوٹھری میں بند کرتے اور اس کو تین دن روزانہ روٹی ڈالتے اور اس سے توبہ کرنے کو کہتے شاید کہ وہ توبہ کر لیتا یا اللہ کے حکم کی طرف رجوع کر لیتا (پھر فرمایا) اے اللہ نہ میں اس میں شریک تھا، نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی جب یہ بات مجھ تک پہنچی میں اس سے خوش ہوا۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ كَفَرَ إِنْسَانٌ بَعْدَ إِيْمَانِهِ فَدَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ ثَلَاثًا فَأَبٰى فَقَتَلَهٗ (عبدالرزاق)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ (ان کے زمانہ میں) ایک شخص نے اپنا ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کیا تو انہوں نے اس کو تین دن (دوبارہ) اسلام اختیار کرنے کی دعوت دی۔ اس شخص کے انکار پر آپ نے اس کو (تین دن بعد) قتل کرا دیا۔

مرتد کو تین دن سے زیادہ کی مہلت جائز نہیں

عَنْ أَبِىْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمَ عَلٰى أَبِىْ مُوْسَى الْأَشْعَرِىِّ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مِنَ الْيَمَنِ وَإِذَا بِرَجُلٍ عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ وَنَحْنُ نُرِيْدُهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ مُنْذُ أَحْسِبُهٗ قَالَ شَهْرَيْنِ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ لَا أَقْعُدُ حَتّٰى تَضْرِبُوْا عُنُقَهٗ فَضَرَبْتُ عُنُقَهٗ ثُمَّ قَالَ مُعَاذٌ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (عبدالرزاق)

ابو بردہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن سے (میرے والد) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک شخص (بندھا ہوا) تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا پھر (دوبارہ) یہودی ہو گیا (اور اسلام کو چھوڑ دیا) اور ہم دو مہینے سے اس کے (دوبارہ) اسلام (قبول کرنے) کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی پناہ (مرتد کے لئے تو تین دن سے زیادہ کی مہلت نہیں ہے آپ نے اس کو دو مہینے تک مہلت دے رکھی۔ جب تک آپ اس کی گردن نہیں مارتے میں تو بیٹھوں گا بھی نہیں۔ ابو بردہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے (اشارہ پاتے ہی فوراً) اس کی گردن اتار دی۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یہی) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ یا تو توبہ کر لے یا اس کی موت آ جائے

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهٗ حِيْنَ بَعَثَهٗ إِلَى الْيَمَنِ أَيُّمَا رَجُلٍ اِرْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَادْعُهُ فَإِنْ تَابَ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَتُبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ اِرْتَدَّتْ عَنِ الْإِسْلَامِ

فَادْعُهَا فَإِنْ تَابَتْ فَاقْبَلْ مِنهَا وَإِنْ أَبَتْ فَاسْتَتِبْهَا (طبرانی)

حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو (ان کو جو ہدایات دیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ) ان کو فرمایا جو اسلام سے پھر جائے تو تم اس کو (اسلام کی) دعوت دو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے (اور نئے سرے سے اسلام قبول کر لے) تو تم اس سے (اسلام کو) قبول کرلو اور اگر وہ توبہ نہ کرے (اور تین دن گذر جائیں) تو اس کی گردن مار دو اور جو عورت اسلام سے پھر جائے تو اس کو (اسلام قبول کرنے کی) دعوت دو۔ اگر وہ توبہ کر لے (اور اسلام قبول کر لے) تو اس سے (توبہ اور اسلام کو) قبول کرلو اور اگر وہ (توبہ کرنے سے) انکار کر دے تو (اس کو قید میں رکھ کر) اس سے توبہ کرنے کو کہتے رہو۔

رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کرنے والا بھی مرتد ہے

رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کرنے سے یا تہمت لگانے سے اذیت ہوتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ (فِيْ قِصَّةِ إِفْكٍ) قَالَتْ اِسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ فَقَالَ مَنْ يُعَذِّرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ ...... فَقَالَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ سَيِّدُ الْأَوْسِ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُعَذِّرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اوپر لگائی جانے والی تہمت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (منافقوں کے سردار اور تہمت کو گھڑنے والے) عبداللہ بن ابی بن سلول کے مقابلہ میں حمایت و مدد چاہی اور فرمایا اس شخص کے مقابلہ میں کون میری حمایت کرتا ہے جس نے میرے گھر والوں (یعنی عائشہ) کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی۔ تو (قبیلہ) اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ ﷺ نے کہا اے اللہ کے رسول اس کے مقابلہ میں میں آپ کی حمایت کروں گا۔ اگر وہ شخص (قبیلہ) اوس کا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج (کے قبیلہ) سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیجئے ہم اس کو پورا کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا کفر ہے اور کوئی مسلمان ایسا کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَأَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا.

(سورہ احزاب: 57)

وہ لوگ جو ایذاء دیتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو لعنت کی ہے ان پر اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار کیا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ.

اور وہ لوگ جو ایذاء دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ایسا مرتد اگر توبہ نہ کرے تو اس کی سزا بھی قتل ہے

عَنْ أَبِىْ بَرْزَةَ قَالَ أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقُلْتُ أَقْتُلُهٗ فَانْتَهَرَنِىْ وَقَالَ لَيْسَ هٰذَا لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (نسائی)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی (اور ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے۔ وہ سن کر) میں نے کہا کیا میں اس کو قتل (نہ) کر دوں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا (یہ سزا صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے کہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے اور قتل کئے جانے کا مستحق بنتا ہے اور) آپ کے بعد یہ سزا کسی غیر نبی کو سب وشتم کرنے پر نہیں ہے۔

باب: 50

جان میں قصاص و دیت

قتل عمد

قتل عمد میں قصاص واجب ہے اور معاف کرنا جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْعَمَدُ قَوَدٌ إِلَّا أَنْ یَعْفُوَ وَلِیُّ الْمَقْتُوْلِ (ابن ابی شیبه).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان بوجھ کر (آلۂ جارحہ سے) قتل کرنے میں قصاص ہے الا یہ کہ مقتول کا ولی قاتل کو معاف کر دے (خواہ خون بہا لے کر یا ویسے ہی)۔

عَنْ أَبِیْ شُرَیْحِ الْکَعْبِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قُتِلَ لَہٗ قَتِیْلٌ فَأَھْلُہٗ بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ إِنْ أَحَبُّوْا فَلَھُمُ الْقَتْلُ وَإِنْ أَحَبُّوْا فَلَھُمُ الْعَفْوُ (الام للشافعی)

ابوشریح کعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی (جان بوجھ کر آلۂ جارحہ سے) قتل کیا جائے تو اس کے گھر والوں کو دو اختیار ہوں گے اگر چاہیں تو (قاتل کے) قتل کو اختیار کریں اور اگر چاہیں تو (قاتل کو) معاف کر دیں۔

قاتل کہے کہ میرا قتل کا ارادہ نہ تھا اور اس کا احتمال بھی ہو تو بہتر ہے کہ مقتول کا ولی قصاص نہ لے

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قُتِلَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ ﷺ فَرُفِعَ ذٰلِکَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَدَفَعَہٗ إِلٰی وَلِیِّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ الْقَاتِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا أَرَدْتُّ قَتْلَہٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَمَّا إِنَّہٗ

إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ قَالَ فَخَلّٰى سَبِيلَهُ (ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک شخص کو بظاہر (عمداً) قتل کر دیا گیا۔ یہ مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاملہ کی تحقیق کر کے) قاتل کو مقتول کے ولی کے سپرد کیا (تاکہ وہ اس کو قصاص میں قتل کر سکے۔ اس پر) قاتل نے کہا اے اللہ کے رسول میرا ارادہ اس کے قتل کا نہ تھا (بلکہ یہ محض خطا سے ہوا تھا۔ اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچا ہو (جس کا احتمال بھی موجود ہے تو یہ قتل عمد نہیں ہوگا بلکہ قتل خطا ہوگا جس کی سزا قصاص نہیں ہے دیت ہے۔ اس کے باوجود) پھر بھی تم اس کو قتل کر دو تو (تمہارا قصاص لینا ناجائز ہوگا جس کی اصل سزا یہ ہونی چاہئے کہ) تم جہنم میں داخل ہو گے۔ اس پر مقتول کے ولی نے اس کی جان چھوڑ دی۔

غیر دھار دار چیز سے غرض قتل ہی کرنا ہو تو قصاص واجب ہوتا ہے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا فُلَانٌ أَوْفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَاسِهَا فَجِيْءَ بِهِ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَبِهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَرُضَّ رَاسُهُ بِحَجَرَيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ (اس کو زخمی حالت میں پایا گیا۔ چونکہ وہ بیان نہ دے سکتی تھی اس لئے تفتیش کی خاطر) اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے (کیا) فلاں نے یا فلاں نے (یا فلاں نے) یہاں تک اس یہودی کا نام بھی لیا گیا اس (یہودی کے نام) پر لڑکی نے اپنا سر ہلایا۔ اس یہودی کو پکڑ کر لایا گیا۔ (پوچھنے پر) اس یہودی نے اعتراف جرم کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فیصلہ سنایا اور (اس کے موافق) اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچلا گیا۔

فائدہ: بدلے میں قتل کرنے کے طریقہ کو بعد میں بدل دیا گیا۔ نیا طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔

قصاص صرف تلوار اور اس کی طرح کے دھار دار آلہ سے لیا جائے گا

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ (ابن ماجه)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصاص تو صرف تلوار (یا اس کی مثل دھار دار آلہ) سے ہو سکتا ہے۔

بیٹے کو قتل کرنے پر باپ سے قصاص نہیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا يُقَادُ الْأَبُ مِنِ ابْنِهٖ

(دار قطنی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیٹے کو قتل کرنے پر باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا (بلکہ دیت لی جائے گی)

کافر کو قتل کرنے پر مسلمان سے قصاص لیا جائے گا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَنَا أَحَقُّ مَنْ أَوْفٰى بِذِمَّتِهٖ ثُمَّ أَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ (الام للشافعی)

عبدالرحمٰن بن بیلمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا مجھ پر زیادہ حق ہے کہ میں اس (مقتول ذمی) کے ذمہ کو پورا کروں۔ پھر آپ نے مقدمہ کا فیصلہ دیا اور قصاص میں مسلمان کو قتل کیا گیا۔

ایک شخص کی قاتل ایک جماعت ہو تو قصاص پوری جماعت سے لیا جائے گا

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً أَوْسَبْعَةً بِرَجُلٍ قَتَلُوْهُ غِيْلَةً وَقَالَ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ قَتَلْتُهُمْ بِهٖ (موطا محمد)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات آدمیوں کو قصاص میں قتل کیا جنہوں نے ایک شخص کو دھوکہ سے قتل کر دیا تھا اور فرمایا اگر صنعاء شہر کے تمام شہری اس مقتول پر پل پڑتے تو میں اس کی وجہ سے سب کو قتل کرا دیتا۔

جس شخص نے مسلمان پر تلوار سونتی اس کا خون باطل ہے

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهَرَ سَيْفَهٗ ثُمَّ وَضَعَهٗ فَدَمُهٗ هَدْرٌ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی تلوار سونتی پھر اس کو گرا لیا (اور اس کی حرکت سے ارادہ بد کا خیال کرتے ہوئے کسی نے اس کو قتل کر دیا) تو اس کا خون باطل ہے۔

اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دے تو اس پر قصاص و دیت نہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَّأْخُذَ مَالِيْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِيْ قَالَ فَأَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول بتایئے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا مال (ناحق) لے لے (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم اس کو اپنا مال نہ دو۔ انہوں نے پوچھا اگر وہ مجھ سے (اس کی خاطر) لڑے (تب میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا تم (بھی) اس سے لڑو۔ انہوں نے پوچھا اگر (لڑائی میں) وہ مجھ کو قتل کردے (تو میرا کیا انجام ہوگا) آپ نے فرمایا تم شہید ہوگے۔ انہوں نے پوچھا اگر میں اس کو قتل کردوں (تب کیا ہوگا) آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گا (کیونکہ وہ مجرم ہے)۔

دیوانہ قتل کرے تو قصاص نہیں

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِى سُفْيَانَ أَنَّهُ أُتِىَ بِمَجْنُوْنٍ قَتَلَ رَجُلاً فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنْ اعْقِلْهُ وَلاَ تَقِدْ مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلٰى مَجْنُوْنٍ قَوَدٌ (مؤطا مالک)

یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ایسے دیوانہ کو لایا گیا ہے جس نے ایک شخص کو قتل کردیا ہے (تو آپ بتایئے کہ میں اس کا کیا کروں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ دیوانہ سے صرف دیت لو۔ اس سے قصاص نہ لو کیونکہ دیوانہ پر قصاص نہیں ہوتا۔

شراب کے نشہ میں قتل کرے تو قصاص ہوگا

عَنْ مَالِكٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِى سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِىَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلاً فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اقْتُلْهُ (مؤطا مالک)

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ (میرے پاس) نشہ میں مدہوش ایسے شخص کو لایا گیا ہے جس نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے (تو بتایئے میں اس کا کیا کروں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ اس قاتل کو قتل کردو۔

قتل خطا

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيْدَ يُعَذِّبُ عَيَّاشَ بْنَ أَبِى رَبِيْعَةَ ثُمَّ خَرَجَ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيْدَ مُتَأَخِّراً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَقِيَهُ عَيَّاشٌ بِالْحَرَّةِ فَعَلَاهُ بِالسَّيْفِ حَتّٰى سَكَتَ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ كَافِرٌ ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً الآيه. فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ قُمْ فَحَرِّرْ. (ابن جریر)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حارث بن یزید (حالت کفر میں) عیاش بن ابی ربیعہ کو (جو مسلمان ہو چکے تھے) سخت تکلیف دیا کرتا تھا۔ بعد میں حارث بن یزید (مسلمان ہوکر) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے نکلے۔ حرہ کے مقام پر ان کو عیاش بن ربیعہ ملے جنہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ ابھی تک کافر ہیں ان پر تلوار اٹھا کر ماری اور ٹھنڈا کر دیا۔ پھر عیاش نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا (کہ اس طرح انہوں نے حارث بن یزید کو قتل کر دیا ہے) اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً (کسی مومن کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مومن کو قتل کرے مگر یہ کہ خطا سے ہو)۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور (عیاش بن ابی ربیعہ کو) فرمایا کھڑے ہو اور (کفارہ میں) غلام آزاد کرو۔

دو آدمی آپس میں ٹکرا جائیں

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَجُلَيْنِ صَدَمَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ يَضْمَنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ يَعْنِي الدِّيَةَ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ دو آدمی (آپس میں) ایک دوسرے سے ٹکرا گئے (اور مر گئے) تو انہوں نے ان میں سے ہر ایک پر دوسرے کی دیت کا فیصلہ دیا۔

قتل بسبب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَنْ حَضَرَ بِئْرًا أَوْ أَعْرَضَ عُوْدًا فَأَصَابَ إِنْسَانًا ضَمَنَ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے کسی گزرگاہ میں یا کسی دوسرے کی جگہ میں کنواں (یا گڑھا) کھودا یا کوئی لکڑی رستے میں رکھ دی (اور اس کی وجہ سے کوئی انسان گر کر یا الجھ کر مر گیا) تو اس کو مرنے والے کی دیت کا تاوان دینا ہوگا۔

قتل شبہ عمد میں دیت

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذْعَةً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنَاتُ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتُ مَخَاضٍ (ابوداؤد)

علقمہ اور اسود رحمہما اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا شبہ عمد (قتل کی دیت) میں پچیس چار سالہ اونٹ اور پچیس تین سالہ اونٹ اور پچیس دو سالہ اونٹنیاں اور پچیس ایک سالہ اونٹنیاں واجب ہوتی ہیں۔

قتل خطا میں دیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ دِيَةِ الْخَطأُ عِشْرُوْنَ حِقَّةً وَعِشْرُوْنَ جَذْعَةً وَعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُوْنَ بَنِیْ مَخَاضٍ ذَكَرٍ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قتل خطا کی دیت میں بیس چار سالہ اونٹ اور بیس تین سالہ اونٹ اور بیس دو سالہ اونٹنیاں اور بیس ایک سالہ اونٹنیاں اور بیس ایک سالہ اونٹ ہوتے ہیں۔

دیگر احوال میں جان کی دیت

عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ عَلٰى أَهْلِ الْوَرِقِ مِنَ الدِّيَةِ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَعَلٰى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِيْنَارٍ وَعَلٰى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَا بَقَرَةٍ وَعَلٰى أَهْلِ الْإِبِلِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَعَلٰى أَهْلِ الْغَنَمِ أَلْفَا شَاةٍ وَعَلٰى أَهْلِ الْحُلَلِ مَائَتَا حُلَّةٍ (کتاب الآثار لمحمد)

عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا چاندی والوں پر دیت دس ہزار درہم (یعنی 30 کلو 62 گرام چاندی) اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار (یعنی 4 کلو 37 گرام سونا) اور گائے والوں پر دو سو گائیں اور اور اونٹ والوں پر ایک سو اونٹ اور بھیڑ بکریوں والے پر دو ہزار بھیڑ بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے دیت ہوتی ہے۔

ذمی کی دیت

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةُ كُلِّ ذِیْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ أَلْفُ دِيْنَارٍ (مراسیل ابی داؤد)

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ذمی کی اس کے ذمہ کے دوران دیت ایک ہزار دینار (یعنی 4 کلو 37 گرام سونا) ہے۔

عورت کی دیت

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةُ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ (بیہقی)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت (اور مرد انسانی جان ہونے کے اعتبار سے برابر ہیں اور اس اعتبار سے ان کی دیت برابر ہے البتہ مرد میں معاش کمانے کا وصف زائد ہے جو

عورت میں نہیں ہے کیونکہ شریعت نے عورت کی کفالت مردوں کے ذمہ رکھی ہے۔ مرد قتل ہوگا تو وارثوں کا ایک تو عزیز گیا دوسرے ان کا کمانے والا ہاتھ گیا جب کہ عورت قتل ہو تو وارثوں کا صرف عزیز گیا۔ اس وجہ سے عورت) کی دیت مرد کی نصف ہے۔

عَنْ مَكْحُولٍ وَعَطَاءٍ قَالاَ أَدْرَكْنَا النَّاسَ عَلٰى ...... أَنَّ دِيَةَ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ إِذَا كَانَتْ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى خَمْسُ مِائَةِ دِيْنَارٍ...... وَإِذَا كَانَ الَّذِىْ أَصَابَهَا مِنَ الْأَعْرَابِ فَدِيَّتُهَا خَمْسُوْنَ مِنَ الْإِبلَ (مسند الشافعی)

مکحول اور عطاء رحمہما اللہ کہتے ہیں ہم نے صحابہ کو اس ضابطہ پر پایا کہ آزاد مسلمان عورت جبکہ وہ شہر والوں میں سے ہو (جن کے پاس سونا چاندی یا روپیہ پیسہ ہوتا ہے مرد کی دیت کا نصف یعنی) پانچ سو دینار (یعنی 2 کلو 19 گرام سونا) اور اگر وہ عورت بدویوں میں سے ہو (جن کے پاس عام طور سے صرف جانور ہوتے ہیں) تو اس کی دیت پچاس اونٹ ہیں۔

دیت کی ادائیگی کتنی مدت میں

عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَعَلَ الدِّيَةَ الْكَامِلَةَ فِىْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَجَعَلَ نِصْفَ الدِّيَةِ فِىْ سَنَتَيْنِ وَمَا دُوْنَ النِّصْفِ فِىْ سَنَةٍ (عبدالرزاق)

ابووائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے کل دیت کی ادائیگی کے لئے تین سال مقرر کئے اور نصف دیت کی ادائیگی کے لئے دو سال مقرر کئے اور نصف دیت سے کمتر کے لئے ایک سال مقرر کیا۔

باب: 51

اعضاء میں قصاص و دیت

بینائی میں قصاص

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ قَالَ لَطَمَ رَجُلٌ رَجُلاً فَذَھَبَ بَصَرُہٗ وَعَیْنُہٗ قَائِمَۃٌ فَأَرَادُوْا أَنْ یُّقِیْدُوْہُ مِنْہُ فَأَعْیَا عَلَیْھِمْ وَعَلَی النَّاسِ کَیْفَ یُقِیْدُوْنَہٗ وَجَعَلُوْا لاَ یَدْرُوْنَ کَیْفَ یَصْنَعُوْنَ فَأَتَاھُمْ عَلِیٌّ فَأَمَرَبِہٖ فَجَعَلَ عَلٰی وَجْھِہٖ کُرْسُفًا ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِہِ الشَّمْسَ وَأَدْنٰی مِنْ عَیْنِہٖ مِرْآۃً فَالْتَمَعَ بَصَرُہٗ وَعَیْنُہٗ قَائِمَۃٌ (زیلعی)

حکم بن عتبہ کہتے ہیں ایک شخص نے دوسرے کے (چہرے پر) تھپڑ مارا جس سے دوسرے کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی اگرچہ آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ قائم رہا۔ لوگوں کا ارادہ ہوا کہ اس سے قصاص لیں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس سے قصاص کیسے لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور انہوں نے (آنکھ کے علاوہ) باقی چہرے پر روئی رکھ دی پھر اس کو سورج کے رخ پر کیا اور ایک آئینہ اس کی آنکھ کے قریب لائے۔ (سورج کی روشنی جب آئینہ سے منعکس ہو کر آنکھوں پر پڑی تو) اس کے اثر سے اس کی بصارت جاتی رہی اگرچہ آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ باقی رہا۔

دانت میں قصاص

عَنْ أَنَسٍ قَالَ کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ وَھِیَ عَمَّۃُ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ثَنِیَّۃَ جَارِیَۃٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ وَاللّٰہِ لاَ تُکْسَرُ ثَنِیَّتُھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا أَنَسُ کِتَابُ اللّٰہِ الْقِصَاصُ فَرَضِیَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوْا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَأَبَرَّہٗ (بخاری)

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع نے ایک انصاری لڑکی کا سامنے کا دانت توڑ دیا۔ لڑکی کے گھر والے قصاص کا مطالبہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر حضرت انس کے چچا حضرت انس بن نضر نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم (میری) اس (بہن) کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس (بن نضر) اللہ کی کتاب قصاص (کا حکم دیتی) ہے (بعد میں) لڑکی کے لوگوں نے راضی ہو کر دیت وصول کر لی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اگر اللہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دیتے (اور انس بن نضر کی قسم کو اللہ نے ایسے سچا کر دیا)۔

زخم میں قصاص زخم کے ٹھیک ہونے کے بعد لیا جائے گا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُسْتَقَادُ مِنَ الْجَرْحِ حَتّٰى يَبْرَأَ (طحاوی)

حضرت جابر ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زخم جب تک بھر نہ جائے اس وقت تک قصاص نہ لیا جائے (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زخم کا اثر سرایت کر جائے اور موت واقع ہو جائے جس میں حکم بدل جاتا ہے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا طَعَنَ رَجُلًا بِقَرْنٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَجَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِدْنِيْ قَالَ حَتّٰى تَبْرَءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَقِدْنِيْ فَأَقَادَهٗ ثُمَّ جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَرَجْتُ قَالَ قَدْ نَهَيْتُكَ فَعَصَيْتَنِيْ فَأَبْعَدَكَ اللّٰهُ وَبَطَلَ عَرَجُكَ ثُمَّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقْتَصَّ مِنْ جَرْحٍ حَتّٰى يَبْرَأَ صَاحِبُهٗ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے گھٹنے پر ایک سینگ مارا (جس سے اس کے زخم ہوگیا) زخمی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے قصاص دلوا دیجئے۔ آپ نے (مشورہ کے طور پر) فرمایا (ٹھہر جاؤ) یہاں تک کہ (تمہارا) زخم بھر جائے۔ وہ زخمی پھر آیا اور کہا کہ مجھے قصاص دلوا دیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو قصاص دلوا دیا۔ بعد میں وہ زخمی پھر آیا اور کہا اے اللہ کے رسول (زخم کی وجہ سے) میں لنگڑا ہوگیا ہوں (اس کا بدلہ بھی مجھے دلوایئے) آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں روکا تھا لیکن تم نہیں مانے (اور جلدی قصاص لینے پر اصرار کیا) تو (تمہارے قصاص لینے سے تمہارا معاملہ ختم ہوگیا۔ اس طرح سے) اللہ تعالیٰ نے تمہیں (تمہارے) حق سے دور کر دیا اور تمہاری لنگراہٹ کو باطل یعنی بلا بدل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (آئندہ کے لئے) زخم بھرنے سے پہلے قصاص لئے جانے سے (حکم کے طور پر) منع فرما دیا۔

ہڈی توڑنے میں قصاص نہیں

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ إِنَّا لاَ نُقِيْدُ مِنَ الْعِظَامِ (ابن ابی شیبہ)

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ہڈی (توڑنے) میں قصاص نہیں لیتے۔

اعضاء میں دیت

عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيْهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهٖ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقُرِأَتْ عَلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهٖ نُسْخَتُهَا مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلٰى شُرَحْبِيْلِ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ أَمَّا بَعْدُ ...... فِي الْأَنْفِ إِذَا أُوْعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الإِبِلِ وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ (نسائی)

وَفِي رِوَايَةٍ وَفِي الْعَيْنِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْيَدِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ

محمد بن حزم رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک تحریر بھیجی جس میں فرائض (میراث کے احکام) اور سنن اور دیتوں کے احکام تھے۔ آپ نے یہ تحریر عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجی اور وہ تحریر اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی۔ اس تحریر میں (دیت کے) یہ احکام تھے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے شرحبیل بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کی جانب۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد ...... ناک پوری کاٹ دی گئی ہو تو اس میں پوری دیت ہے اور زبان میں پوری دیت ہے اور دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اور دونوں خصیوں میں پوری دیت ہے اور آلہ تناسل میں پوری دیت ہے اور پشت میں پوری دیت ہے اور دونوں آنکھوں میں پوری دیت ہے اور ایک پاؤں میں نصف دیت ہے اور جو زخم دماغ کے گرد جھلی تک پہنچ جائے اس میں تہائی دیت ہے اور پیٹ کے زخم میں تہائی دیت ہے اور جس زخم میں ہڈی ٹوٹ کر ہل جائے اس میں پندرہ اونٹ ہیں اور ہاتھ پاؤں کی ہر ایک انگلی میں دس اونٹ ہیں (ہر ایک) دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور سر کا وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے اس میں پانچ اونٹ ہیں۔

زبان میں

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى اللِّسَانِ الدِّيَةُ كَامِلَةً (ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک شخص کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زبان (کاٹ دی گئی ہو تو اس) میں دیت پوری ہے۔

دانتوں میں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى الْأَسْنَانِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِىْ رِوَايَةٍ الْأَسْنَانُ سَوَاءٌ خَمْسًا خَمْسًا (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دانتوں میں (دیت کے) پانچ اونٹ ہیں اور ایک روایت میں ہے سب دانت برابر ہیں۔ ہر ایک دانت میں پانچ پانچ اونٹ ہیں۔

کان میں

عَنْ أَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ قَالَ كَانَ فِىْ كِتَابِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِى الْأُذُنِ خَمْسُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ (دارقطنی)

ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس جو تحریر تھی اس میں یہ درج تھا کہ (ایک) کان (کی دیت) میں پچاس اونٹ ہیں۔

پلکوں میں

عَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِىْ جَفْنِ الْعَيْنِ رُبُعُ الدِّيَةِ (دارقطنی)

قبیصہ بن زویب رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آنکھ کی پلکوں میں چوتھائی دیت بتائی۔

جب چوٹ یا زخم سے قوت سماعت، قوت کلام اور قوت جماع زائل ہو جائے

عَنْ أَبِى الْمُهَلَّبِ قَالَ رَمٰى رَجُلٌ رَجُلًا بِحَجَرٍ فِىْ رَاسِهٖ فِىْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ سَمْعُهٗ وَعَقْلُهٗ وَلِسَانُهٗ وَذَكَرُهٗ فَلَمْ يَقْرُبِ النِّسَاءَ فَقَضٰى فِيْهَا عُمَرُ بِأَرْبَعِ دِيَاتٍ وَهُوَ حَيٌّ (عبدالرزاق)

ابومہلب رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے کے سر پر پتھر دے

مارا جس سے اس کی سماعت، عقل اور گویائی بھی چلی گئی اور اس کی قوت مردمی بھی جاتی رہی جس کی وجہ سے وہ بیوی سے جماع کرنے پر قادر نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان (چاروں قوتوں کے جاتے رہنے پر) چار دیتوں کا فیصلہ دیا حالانکہ وہ مضروب زندہ تھا۔

جنین میں دیت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَضٰی فِیْ جَنِیْنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِیْ لِحْیَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی ایک عورت کے جنین کے ضائع کرنے پر ایک غرہ یعنی غلام یا باندی (یا ان میں سے ایک کی قیمت جو پچاس دینار یعنی **218.25** گرام سونا ہے اس) کا فیصلہ دیا۔

باب: 52

جہاد

جہاد کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآیَاتِ اللّٰهِ لاَ یَفْتُرُ مِنْ صِیَامٍ وَلاَ صَلاَةٍ حَتّٰی یَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے رستے میں مجاہد کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کہ (مجاہد کے گھر سے جانے کے وقت سے) ہمیشہ روزے سے رہے اور نماز میں مستقل قیام کرتا رہے اور اللہ کے احکام پر ہمیشہ کاربند رہے اور روزے اور نماز سے تھکے نہیں یہاں تک کہ اللہ کے رستے کا مجاہد (اپنے گھر) لوٹ آئے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لاَ یُخْرِجُهٗ إِلاَّ إِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ أَنْ أَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِیْمَةٍ وَأُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے رستے میں نکلے اللہ تعالیٰ اس کو ضمانت دیتے (ہوئے فرماتے) ہیں کہ جس شخص کو صرف مجھ پر ایمان نے اور میرے رسولوں کی تصدیق نے (میرے رستے میں) نکالا تو میں ضمانت دیتا ہوں جو اجر یا غنیمت وہ حاصل کرے گا اس کے ساتھ (اس کے گھر) واپس لوٹاؤں گا اور اس کو جنت میں داخل کروں گا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِیْهِ عُیَیْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٌ فَأَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوْ اِعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لاَ تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ سَبْعِیْنَ عَامًا

أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اُغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (ترمذی).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص کا گزر ایک گھاٹی پر ہوا جس میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا۔ ان صاحب کو وہ چشمہ (اور ماحول) پسند آیا اور انہوں نے (اپنے دل میں) سوچا اگر میں لوگوں سے جدا ہو کر اس گھاٹی میں قیام کرلوں (اور دیگر عبادتوں میں لگا رہوں) تو (کیا ہی اچھا ہو) پھر انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں (ذرا دیر قائم) رہنا اپنے گھر میں ستر سال (یعنی بڑی کثیر مدت) نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے۔ (لہٰذا) اللہ کے رستے میں غزوہ (جہاد) کرو (دوبارہ اس کی فضیلت سن لو) جو کوئی اللہ کے رستے میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیان جو وقفہ کیا جاتا ہے اس کے برابر بھی لڑائی کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

جو جہاد کی تمنا بھی نہ کرے اس پر وعید

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے غزوہ وجہاد) کیا اور نہ ہی اس نے اپنے دل میں اس کی تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک نوع پر مرا۔

مالی جہاد

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں (غزوہ و جہاد کرنے والے) غازی کو سامان دیا تو اس نے بھی غزوہ (کا ثواب حاصل) کیا اور جس نے غازی کے گھر والوں کی خبر گیری کی تو اس نے (بھی) غزوہ (کا ثواب حاصل) کیا۔

مجاہدین کی عورتوں کی فضیلت

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ أَهْلِهٖ فَيَخُوْنُهٗ فِيْهِمْ إِلَّا

وُقِفَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَاخُذُ مِنْ عَمَلِهٖ مَاشَاءَ فَمَا ظَنُّکُمْ (مسلم)

حضرت بریدہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاد میں نہ جانے والوں کے ذمہ مجاہدین کی عورتوں کا احترام ایسے ہے جیسے ان (پر ان) کی (اپنی) ماؤں کا احترام اور کوئی بھی پیچھے رہنے والا جو مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کرتا ہے وہ (اگر) ان سے خیانت کرے تو اس کو مجاہد کی خاطر قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کے عمل میں سے جو عمل چاہے لے سکے گا۔ تو تمہارا کیا خیال ہے (کیا قیامت کے دن میں وہ مجاہد اس کے پاس کچھ عمل چھوڑے گا۔ نہیں بلکہ وہ سب ہی لے لے گا)۔

سرحدوں کی حفاظت کرنے کی فضیلت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے رستے میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ رِبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِنْ صِیَامِ شَهْرٍ وَّقِیَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُهٗ وَاُجْرِیَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ (مسلم)

حضرت سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے رستے میں ایک دن اور ایک رات سرحدوں کی حفاظت کرنا ایک مہینے کے روزے رکھنے اور قیام کرنے سے افضل ہے اور اگر یہ شخص اسی دوران مر جائے تو جو عمل وہ کر رہا تھا (اس کا ثواب) اس پر (قیامت تک کیلئے) جاری رہتا ہے اور اس کے لئے (جنت سے) اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ فتنہ گر (یعنی قبر کے سوال اور عذاب) سے محفوظ رہے گا۔

جہاد میں زخم لگنے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَجُرْحُهٗ یَثْعَبُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں کہ کون ان کی راہ میں زخمی ہوتا ہے (لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ) جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگتا ہے تو وہ قیامت کے

دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون خوب جاری ہوگا اور اس کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

شہادت کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ دنیا میں واپس آنے اور دنیا کی کوئی چیز حاصل کرنے کو پسند نہیں کرے گا۔ سوائے شہید کے کہ اس نے (شہادت میں) جو اکرام دیکھا ہے اس کی وجہ سے وہ دس بار (کیا بار بار) تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹ جائے اور (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جائے (اور قتل اور شہید ہونا اگرچہ دین کی چیز ہے لیکن حاصل صرف دنیا میں ہی ہوتی ہے۔)

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الآية قَالَ إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَمْ يُتْرَكُوْا مِنْ أَنْ يَسْأَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ أَنْ تُرَدَّ أَرْوَاحُنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى فَلَمَّا رَأٰى أَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا (مسلم)

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ** (اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں ان کو مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں) کی وضاحت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کے بارے میں (رسول اللہ ﷺ سے) پوچھا تھا آپ ﷺ نے فرمایا شہداء کی ارواح کو سبز رنگ کے پرندوں (کی شکل) کے قالب میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور (ان کے گھونسلوں کے طور پر) ان کے لئے عرش (الٰہی) سے لٹکے ہوئے قندیل ہیں۔ وہ جہاں چاہتے ہیں جنت (کے پھلوں) سے چرتے پھرتے ہیں پھر ان قندیلوں کی طرف آ کر قرار پکڑتے ہیں۔ پھر ان کے رب

ان کی طرف ایک نظر (کی تجلی) ڈالتے ہیں اور پوچھتے ہیں تم (اور) کچھ خواہش رکھتے ہو۔شہید جواب دیں گے کہ ہم مزید کس چیز کی خواہش کریں جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں چرتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے تین مرتبہ پوچھیں گے۔ جب وہ (شہداء) دیکھیں گے کہ کچھ مانگے بغیر ان کی خلاصی نہ ہوگی تو وہ کہیں گے اے (ہمارے) رب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ارواح ہمارے (دنیوی اور مادی) جسموں میں لوٹا دی جائیں تا کہ ہم ایک اور مرتبہ آپ کی راہ میں قتل (اور شہید) ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر) دیکھ لیں گے کہ ان کو کچھ بھی حاجت نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا (اور مزید ان کی خواہش نہ پوچھی جائے گی۔)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کے رستے میں (شہادت و قتل ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے سوائے قرض کے (اور دیگر حقوق العباد کے)۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشَّهِيْدُ لَا يَجِدُ أَلَمَ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ أَلَمَ الْقَرْصَةِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (شہید ہونے والا شخص) قتل کی تکلیف بس اتنی ہی پاتا ہے جتنی چیونٹی کے کاٹے سے ہوتی ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ يَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقْرِبَائِهٖ (ترمذی)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کے لئے اللہ کے ہاں چھ انعام ہیں 1- اول وہلہ ہی میں اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور جنت میں جو اس کا مقام ہے وہ اس کو دکھا دیا جاتا ہے اور 2- عذاب قبر سے اس کو بچا لیا جاتا ہے۔اور 3- سب سے بڑے خوف (یعنی جہنم کی آگ کے عذاب) سے امن میں رہتا ہے اور 4- اس کے سر پر وقار وعزت کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے اور 5- اس کا موٹی آنکھوں والی بہتر حوروں سے نکاح کیا جائے گا اور 6- اس کے رشتہ داروں میں سے ستر کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

شہادت کی دعا اور اس کی فضیلت

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (مسلم)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سچے دل سے اللہ سے شہادت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کا مقام عطا فرمائیں گے اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی (قدرتی موت) مرا ہو۔

شہادت کی دیگر صورتیں

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِیْ إِذًا لَقَلِيْلٌ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَات فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِی الْبُطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (موجود صحابہ سے) پوچھا تم لوگ اپنے میں کس کو شہید شمار کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے تو (ہماری نظر میں) وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوں گے۔ (اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ شہید کا ثواب کون کون پاتے ہیں) جو اللہ کی راہ میں قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو طاعون میں مرا وہ شہید ہے اور جو پیٹ کی تکلیف (اسہال وغیرہ) سے مرا وہ شہید ہے۔

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ...... اَلْغَرِيْقُ لَهٗ أَجْرُ شَهِيْدَيْنِ (ابو داؤد)

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا غرق ہونے والے کو (جو جہاد یا کسی اور نیکی کی غرض سے دریا یا سمندر کے سفر میں گیا ہو) دو شہیدوں کے برابر اجر ملتا ہے (ایک نیکی کیلئے نکلنے کا اور ایک غرق ہونے کا)۔

عَنْ أَبِیْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ فَصَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ أَوْ وَقَصَهٗ فَرَسُهٗ أَوْ بَعِيْرُهٗ أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ أَوْمَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ بِأَیِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَإِنَّهٗ شَهِيْدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ (ابو داؤد)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ کے رستے میں (چلنے کیلئے اپنے گھر سے) نکلا پھر وہ (کسی زخم کی وجہ سے) مر گیا یا (کسی حادثہ میں) قتل

کر دیا گیا ہو یا اس کے گھوڑے یا اس کے اونٹ نے اس کو گرا دیا ہو (اور گردن توڑ دی ہو) یا کسی موذی کیڑے نے اس کو ڈس لیا ہو یا وہ اپنے بستر پر جس قسم کی موت اللہ نے چاہی اس سے مرا ہو تو وہ شہید ہے اور اس کیلئے جنت ہے۔

جہاد کی فرضیت

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر جہاد واجب (کفایہ) ہے ہر امیر کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا برا ہو۔

جہاد کی فرضیت قیامت تک کیلئے ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... اَلْجِهَادُ مَاضٍ مُذْ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ إِلٰی أَنْ يُّقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِیَ الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جُوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس وقت سے لے کر دجال کے ساتھ میرے آخری امتی کی لڑائی تک جہاد (کا حکم) جاری رہے گا۔ نہ تو کسی ظالم کا ظلم اس (حکم) کو ختم کرے گا اور نہ کسی عادل کا عدل اس (حکم) کو کالعدم کرے گا (مطلب یہ ہے کہ حکمران خواہ کیسا ہی ہو جہاد کا حکم دین کا ایک مستقل حکم ہے حاکم کے ظالم ہونے کی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس کے ساتھ مل کر جہاد نہیں کریں گے)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِیْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری امت کا ایک حصہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا قیامت کے دن تک ظاہر (و باہر اور غالب) رہے گا (یہ نہیں کہ جہاد کرنے والوں کا سلسلہ شکست کھا کر بالکل ختم ہی ہو جائے گا)۔

جب حاکم کسی کو یا سب کو نکلنے کا کہے تو ان پر جہاد فرض عین ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے فرمایا (مدینہ منورہ

کی طرف جو ہجرت فرض تھی اب) فتح (مکہ) کے بعد (وہ) ہجرت نہیں رہی البتہ جہاد اور (حسن) نیت اب بھی باقی ہیں اور جب تم (سب کو یا بعض) کو (جہاد میں) نکلنے کا حکم دیا جائے تو نکلو۔

والدین کو خدمت کی ضرورت ہو تو ان کی خدمت فرض کفایہ جہاد پر مقدم ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَاذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں (وہ دونوں زندہ ہیں) آپ ﷺ نے (اندازہ کر کے کہ ان کو بھی خدمت کی ضرورت ہے اور کوئی اور خدمت کرنے والا نہیں ہے) فرمایا تو تم ان میں جہاد کرو (یعنی ان کی خدمت کرو یہی تمہارے لئے جہاد شمار ہوگا)۔

فائدہ: ایسی صورت میں والدین جانے کہیں بھی تب نہ جائے اور ان کی خدمت کرے۔

جن لوگوں کو اسلام کی بنیادی باتوں کا علم نہ ہو ان کو جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت دینا ضروری ہے اور جن کو علم ہو ان کو دعوت دینا مستحب ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَاتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْماً حَتّٰى دَعَاهُمْ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی قوم سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک آپ ان کو (اسلام کی) دعوت نہ دے چکے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَهُ حِينَ بَعَثَهُ لَا تُقَاتِلْ قَوْمًا حَتّٰى تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ (احمد و ابوداؤد و بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی ﷺ نے ان کو جنگ کے لئے بھیجا تو فرمایا کسی قوم سے جنگ نہ کرو جب تک کہ تم ان کو اسلام کی دعوت نہ دے لو۔

عَنْ سَهْلٍ قَالَ ...... فَأَعْطَاهُ (الرَّايَةَ) فَقَالَ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان (خیبر والوں سے) لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری طرح

(مسلمان) ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم آسانی کے ساتھ چلتے ہوئے ان کے گرد و نواح میں پہنچ جاؤ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کے ذمے جو فرائض اور واجبات ہیں وہ ان کو بتاؤ۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ کسی کو ہدایت دے دیں یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پاس بہت سے سرخ اونٹ ہوں۔

دعوت پہنچ چکی ہو تو جنگ سے پہلے دعوت نہ دینا جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلٰى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الدُّعَاءِ قَبْلَ الْقِتَالِ فَكَتَبَ إِلَيَّ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِيْ أَوَّلِ الْإِسْلَامِ وَقَدْ أَغَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَنِى الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ابْنَةَ الْحَارِثِ حَدَّثَنِىْ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ (بخاری و مسلم)

ابن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے نافع رحمہ اللہ کو جنگ سے پہلے دعوت اسلام دینے کے بارے میں پوچھنے کے لئے خط لکھا۔ انہوں نے مجھے یہ (جواب) لکھا کہ ایسا کرنا شروع اسلام میں (واجب) تھا (جب دوسری اقوام کو اسلام کا کچھ پتہ نہ تھا۔ لیکن جب اسلام کی شہرت ہو گئی اور دوسری قوموں کو بھی اسلام کی بنیادی باتوں کا علم ہو گیا تو یہ حکم ضروری نہ رہا اسی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ نے (یہود کے قبیلہ) بنی مصطلق پر حملہ کیا جبکہ وہ لوگ دوپہر کو سوئے ہوئے تھے اور ان کے چوپایوں کو پانی پلایا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں جنگ کے قابل لوگوں کو قتل کیا اور ان کی اولاد کو قید کر لیا اور اس موقع پر جویریہ بنت حارث نبی ﷺ کو ملیں (جو بعد میں ام المومنین بنیں اور) یہ (ساری بات) مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کی جو اس لشکر میں شریک تھے۔

عَنْ أَسْلَمَ أَبِىْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا بِالْقُسْطُنْطُنِيَّةِ فَخَرَجَ صَفٌّ عَظِيْمٌ مِنَ الرُّوْمِ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى صَفِّ الرُّوْمِ حَتّٰى دَخَلَ فِيْهِمْ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَصَاحَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَلْقٰى بِيَدِهٖ إِلَى التَّهْلُكَةِ فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تُأَوِّلُوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ عَلٰى هٰذَا التَّاوِيْلِ وَإِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ إِنَّا لَمَّا أَعَزَّ اللّٰهُ دِيْنَهُ وَكَثُرَ نَاصِرُوْهُ قُلْنَا بَيْنَنَا سِرًّا إِنَّ أَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ فَلَوْ أَنَّا أَقَمْنَا فِيْهَا وَأَصْلَحْنَا مَاضَاعَ مِنْهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ فَكَانَتِ التَّهْلُكَةُ الْإِقَامَةُ الَّتِىْ أَرَدْنَاهَا (مسلم)

اسلم ابو عمران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم قسطنطنیہ (کے معرکہ) میں تھے تو (مقابلہ کے لئے) رومیوں کا ایک بڑا لشکر نکلا۔ مسلمانوں کے ایک شخص نے (تن تنہا) رومیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور وہ رومیوں کے

لشکر میں داخل ہوگیا (اور لڑ بھڑ کر زندہ سلامت باہر نکل آیا) پھر وہ دوبارہ (اس لشکر کی طرف) بڑھنے لگا تو لوگ چیخے کہ سبحان اللہ یہ شخص تو اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے اس پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو تم اس آیت کا یہ مطلب کر رہے ہو حالانکہ یہ آیت محض ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اس کی وجہ یہ بنی تھی کہ) جب اللہ نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اس کے مدد گار بہت ہوگئے تو ہم نے آپس میں راز داری سے یہ بات کہی کہ ہمارے مال ضائع ہوگئے ہیں (کیونکہ ہم زراعت پیشہ لوگ تھے اور جہاد کی وجہ سے زراعت کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے تو بہت سے کھیت ویران ہوگئے تھے) تو اگر ہم (اب) ان (کی دیکھ بھال) میں ٹھہریں اور ان میں سے جو ضائع (اور ویران) ہوگئے ہیں ان کی اصلاح کریں (تو مناسب ہے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (لَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی اپنے کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو) نازل فرمائی تو (اپنے ہاتھوں) ہلاکت میں ڈالنے سے مراد اپنی زمینوں پر وہ ٹھہرنا ہے جو ہم نے سوچا تھا (جہاد کے دوران بہادری کا یہ کام جس میں دشمن کو نقصان پہنچتا ہے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالنا نہیں ہے۔

فائدہ: جہاد کے دوران بمبار حملہ جس میں کوئی مجاہد اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر دشمن کے بیچ میں یا اس کے پاس پہنچ کر اپنے آپ کو اڑا دے اس میں جب دشمن کو نقصان پہنچنے کا گمان غالب ہو یا یقین ہو تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔ یہ خودکشی نہیں ہے کیونکہ مقصد اپنے آپ کو ہلاک کرنا نہیں ہے بلکہ مقصد دشمن کو نقصان پہنچانا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس میں اپنی جان بھی جاتی ہے۔

جنگ کے دوران کی ہدایات

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا قَالَ اِنْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا صَغِيْرًا وَلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ وَأَصْلِحُوْا وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

(ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی لشکر کو (جہاد کے لئے) روانہ کرتے تو فرماتے اللہ کے نام سے چلو اور کسی بڈھے کھوسٹ کو اور چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا (جو کہ لڑ نہیں سکتے) اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور مال غنیمت کو جمع کر لینا (اور جمع کر کے پھر شرعی طریقے سے تقسیم کرنا) اور آپس میں اصلاح کرتے رہنا اور احسان کرتے رہنا کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعَثَ جُيُوْشاً إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِيْ مَعَ يَزِيْدَ

بُنِ أَبِیْ سُفْیَانَ وَکَانَ أَمِیْرَ رَبْعٍ مِنْ تِلْکَ الْأَرْبَاعِ ...... فَقَالَ لَہٗ...... إِنِّیْ مُوْصِیْکَ بِعَشْرٍ لاَ تَقْتُلَنَّ اِمْرَأَۃً وَلاَصَبِیًّا وَلاَ کَبِیْرًا ھَرِمًا وَلاَ تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَلاَ تُخْرِبَنَّ عَامِرًا وَلاَ تَعْقِرَنَّ شَاۃً وَلاَ بَعِیْرًا إِلَّا لِأَکْلِہٖ وَلاَ تُحَرِّقَنَّ نَخْلاً وَلاَ تُغْرِقَنَّہٗ وَلاَ تَغْلُلْ وَلاَ تَجْبُنْ (مؤطا مالک)

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر بھیجے ان علاقوں میں سے ایک علاقہ کے امیر یزید بن ابی سفیان تھے (جب وہ شام کو واپس جانے لگے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ (کچھ دور تک) پیدل چلے اور (اس دوران ان سے) فرمایا میں تمہیں دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں نہ کسی عورت کو قتل کرنا (جولڑائی میں حصہ نہ لیتی ہو) اور نہ کسی بچے کو اور نہ کسی بڈھے کھوسٹ کو قتل کرنا اور نہ پھلدار درخت کاٹنا اور نہ کسی بستی کو ویران کرنا اور نہ کسی بکری کو اور نہ کسی اونٹ کو ذبح کرنا سوائے اس صورت کے جبکہ اس کو کھانا ہو اور شہد کی مکھیوں کو نہ تو جلانا اور نہ ہی ان کو پانی میں غرق کرنا اور نہ ہی مال غنیمت میں خیانت کرنا اور نہ بزدلی دکھانا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا بَعَثَ جُیُوْشَہٗ قَالَ ...... لَاتَغْدِرُوْا...... وَلاَ تُمَثِّلُوْا وَلاَ تَقْتُلُوْا ...... أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے لشکر روانہ کرتے تھے تو (ان سے) فرماتے تھے نہ تو (دشمن کے ساتھ جو طے ہو چکا ہو اس کی) خلاف ورزی کرنا اور نہ مثلہ کرنا (کہ کان ناک کاٹنے لگو) اور نہ گرجے والوں کو قتل کرنا (جو لڑائی بھڑائی سے بالکل علیحدہ ہو کر صرف عبادت میں لگے ہوں)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لاَ تُسَافِرُوْا بِالْقُرْآنِ فَإِنِّیْ لا آمَنُ أَنْ یَنَالَہُ الْعَدُوُّ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن (کے مصحف) کو لے کر (دشمن کے ملک میں) نہ جاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے (اور وہ اس کی بے حرمتی کرے)

ضرورت و مجبوری میں دارالحرب کے درخت کاٹ سکتے ہیں اور جلا سکتے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَ قَطَعَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ میں) بنونضیر کے کھجور کے درخت جلوائے بھی اور کٹوائے بھی (تاکہ وہ اپنا مال ضائع ہوتے دیکھ کر بند قلعہ سے باہر نکلیں اور پھر لڑائی کے

دوران درختوں کی وجہ سے رکاوٹ نہ ہو)۔

جہاد میں کافروں سے مدد لینا

عَنِ الزُهرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسۡتَعَانَ بِنَاسٍ مِنَ الۡيَهُوۡدِ فِيۡ خَيۡبَرَ فِيۡ حَرۡبِهٖ فَأَسۡهَمَ لَهُمۡ (مراسیل ابی داؤد)

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کی جنگ میں کچھ یہودیوں سے مدد لی اور مال غنیمت میں سے ان کو بھی حصہ دیا۔

عَنۡ ذِيۡ مِخۡبَرٍ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوۡلُ سَتُصَالِحُوۡنَ الرُّوۡمَ صُلۡحًا وَتَغۡزُوۡنَ أَنۡتُمۡ وَهُمۡ عَدُوًّا مِنۡ وَّرَائِكُمۡ (احمد و ابوداؤد)

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے مسلمانو آئندہ کسی زمانہ میں) تم عیسائیوں کے ساتھ صلح کرو گے اور تم اور وہ مل کر (اپنے) کسی (مشترکہ) دشمن سے لڑو گے۔

فائدہ: اگر مل کر لڑنا ناجائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر انکار فرماتے اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے۔ انکار نہ فرمانے سے جواز معلوم ہوا۔

علاوہ ازیں نبی ﷺ کا بنو قریظہ کے خلاف یہود کے بنو قینقاع قبیلہ سے مدد لینا بھی ثابت ہے اور قزمان جو کہ مشرک تھا اس کا جنگ احد میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑنا اور کافروں کے تین جھنڈا برداروں کو قتل کرنا اور اس پر نبی ﷺ کا یہ فرمانا **إِنَّ اللّٰهَ لَيَازَرُ هٰذَا الدِّيۡنَ بِالرَّجُلِ الۡفَاجِرِ** یعنی اللہ تعالیٰ کافر شخص کے ذریعہ سے بھی اس دین کی مدد فرماتے ہیں۔

بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض خاص وجوہات سے کافروں سے مدد نہیں لی مثلاً

عَنۡ خُبَيۡبِ بۡنِ عَبۡدِالرَّحۡمٰنِ عَنۡ أَبِيۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ قَالَ أَتَيۡتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُرِيۡدُ غَزۡوًا أَنَا وَرَجُلٌ مِنۡ قَوۡمِيۡ وَلَمۡ نُسۡلِمۡ فَقُلۡنَا إِنَّا نَسۡتَحِيۡ أَنۡ يَّشۡهَدَ قَوۡمُنَا مَشۡهَدًا لَا نَشۡهَدُهٗ مَعَهُمۡ فَقَالَ أَسۡلَمۡتُمَا فَقُلۡنَا لَا فَقَالَ إِنَّا لَا نَسۡتَعِيۡنُ بِالۡمُشۡرِكِيۡنَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ فَأَسۡلَمۡنَا وَشَهِدۡنَا مَعَهٗ (احمد)

خبیب بن عبدالرحمٰن کے دادا کہتے ہیں نبی ﷺ جب ایک غزوہ میں جانے لگے تو میں اور میری قوم کا ایک اور شخص ہم دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ہم

نے کہا ہمیں اس سے شرم آتی ہے کہ ہماری قوم تو کسی جنگ میں شریک ہو اور ہم اس میں شریک نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم دونوں مسلمان ہو چکے ہو۔ ہم نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے (یہ اندازہ کر کے یہ لوگ ہر قیمت پر اپنی قوم کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں) فرمایا ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیں گے اس پر ہم مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوئے۔

ایسا ہی ایک اور قصہ پیش آیا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ كَانَ تُذْكَرُ مِنْهُ جُرَاَةٌ وَنَجْدَةٌ فَفَرِحَ بِهِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ فَأُصِيْبَ مَعَكَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ...... فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ تُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ فَانْطَلِقْ (مسلم و احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں نبی ﷺ بدر کی طرف چلے۔ جب آپ حرہ وبرہ پر پہنچے تو آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جس کی جرأت اور دلیری کی خوب شہرت تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے جب اس کو دیکھا (کہ مسلمانوں کی طرف سے لڑنے آیا ہے) تو (طبعی طور پر) خوش ہوئے جب وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا تو کہا میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ چلوں اور آپ کے ساتھ مال غنیمت (میں سے حصہ) پاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے (یہ اندازہ کر کے کہ یہ شخص خود آیا ہے اور زبردست خواہش مند ہے اور اپنے ارادے اور خواہش کی تکمیل کے لئے شائد اسلام بھی قبول کر لے اس سے) فرمایا تم واپس چلے جاؤ میں کسی مشرک سے مدد نہیں لوں گا........... (بعد میں) بیداء مقام پر پھر وہ شخص نبی ﷺ سے ملا (اور اپنی خواہش کا اظہار کیا) تو آپ ﷺ نے (اس سے) وہی بات کہی جو پہلی مرتبہ کہی تھی کہ کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو۔ (اس مرتبہ) اس نے کہا جی ہاں (میں ایمان واسلام قبول کر چکا ہوں) تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا (بہت اچھا اب) تم ہمارے ساتھ (غزوہ میں) چلو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جنگ تو دھوکہ دینے کا نام ہے (کہ ایک مقابل دوسرے مقابل کو چکر دے کر قابو کرتا ہے اور قتل کرتا ہے بشرطیکہ اس میں باہمی کئے ہوئے معاہدہ کی یا دیئے ہوئے امن کی خلاف ورزی نہ ہو)۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَحِلُّ الْكِذْبُ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ ...... وَالْكِذْبُ فِي الْحَرْبِ (ترمذی)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جھوٹ جائز نہیں ہے مگر تین چیزوں میں (جن میں سے ایک ہے) جنگ میں جھوٹ بولنا (جو صریح نہ ہو بلکہ تعریض ہو اور عربی زبان میں تعریض کو بھی کذب کہا جاتا ہے۔ مثلاً کسی خاص علاقے کے بارے میں خوب بیان دیئے جائیں کہ اس پر بڑا حملہ کرنے کا پروگرام ہے جس سے دشمن اس علاقہ کی طرف زیادہ متوجہ ہو جائے اور دوسرے علاقوں سے غافل ہو جائے پھر دوسرے علاقہ پر حملہ کر دیا جائے)۔

دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا وَمَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَ أَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا سات مہلک چیزوں سے بچو۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جادو کرنا (کروانا) اور اس جان کو ناحق قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اور سود کھانا اور یتیم کا مال (ناحق) کھانا اور (دشمن سے) مقابلہ کے دن بھاگنا اور پاکباز مومن عورتیں جو بدکاری کو جانتی بھی نہیں ان پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

باب: 53

کسی دشمن کو امان دینا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے۔ ان میں سے کمترین آدمی بھی اس کو استعمال کرسکتا ہے (اور استعمال کر کے کسی دشمن کو پناہ دے تو گویا سب نے اس کو پناہ دی اور سب پر اس کا احترام لازم ہوگا)۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَاخُذُ يَعْنِيْ تُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عورت مسلمانوں کی جانب سے امن دے سکتی ہے۔

عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ (مسلم)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرے حقیقی بھائی علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ وہ ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو جس کو میں نے پناہ دے دی ہے قتل کردیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی جس کو تم نے پناہ دی ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔

دشمن کو امان خواہ مذاق میں دی ہو یا غلطی سے امان کا اشارہ ہوگیا ہو تب بھی اس امان کی رعایت کرنا ضروری ہے

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلٰى عَامِلِ جَيْشٍ كَانَ بَعَثَهٗ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْجَ حَتّٰى إِذَا أَسْنَدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَتْرَسْ يَقُوْلُ لَا تَخَفْ فَإِذَا أَدْرَكَهٗ قَتَلَهٗ وَإِنِّيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا أَعْلَمُ مَكَانَ أَحَدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ إِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ (مؤطا مالک)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھیجے ہوئے ایک لشکر کے عامل (اور امیر) کو لکھ کر بھیجا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ کسی عجمی (دشمن) کا پیچھا کرتے ہیں اور جب وہ (دشمن) پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور محفوظ ہو جاتا ہے تو (تم میں سے) ایک شخص اس کو (زبان سے یا اشارہ سے) کہتا ہے کہ تو مت ڈر (نیچے آ جا تجھے امن ہے) اور جب وہ آ جاتا ہے تو اس کو قتل کر دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے (آئندہ) اگر اس کا علم ہوا تو ایسا کرنے والے کی میں گردن مار دوں گا۔

جب امن مشروط ہو اور دشمن شرط کی مخالفت کرے تو امن نہیں رہا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا تَرَكَ مَنْ تَرَكَ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ عَلٰى أَنْ لَّا يَكْتُمُوْهُ شَيْئًا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَإِنْ فَعَلُوْا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمْ وَلَا عَهْدَ (بيهقى)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے جن لوگوں کو امان دی وہ اس شرط پر دی کہ وہ اپنے مال میں سے (مسلمانوں سے) کچھ نہ چھپائیں گے اور اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے لئے نہ کوئی ذمہ ہوگا اور نہ کوئی عہد ہوگا۔

دشمن کو یہ کہنا کہ اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ دیتے ہیں

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ (مسلم و ترمذى)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کر لو اور وہ چاہیں کہ تم ان کو اللہ کا ذمہ اور اس کے نبی کا ذمہ دو تو تم ان کو اللہ کا ذمہ اور اس کے نبی کا ذمہ مت دینا البتہ اپنا ذمہ اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دینا کیونکہ اگر تم اپنے ذمہ اور اپنے ساتھیوں کے ذمہ کو توڑ بیٹھو تو (اگر چہ یہ بھی بری بات ہے لیکن) یہ اللہ کے ذمہ اور اس کے رسول کے ذمہ کو توڑنے سے کم سنگین ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ وَأَرَادُوْكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَتُصِيْبُ فِيْهِمْ حُكْمَ اللّٰهِ أَمْ لَا (مسلم و ترمذى)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کر لو اور قلعہ

والے چاہیں کہ تم ان کے لئے اللہ کے حکم کو فیصل بناؤ تو تم اللہ کے حکم کو ان کے لئے فیصل نہ بناؤ البتہ اپنے حکم کو ان کے لئے فیصل بناؤ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں (فیصلہ کرتے ہوئے) تم اللہ کے (ہاں جو واقعی) حکم (ہے اس) کو پالو گے یا (اجتہادی خطا کی وجہ سے اس کو) نہیں (پاؤ گے)۔

جب ضرورت ہو تو دشمن کے ساتھ صلح کرنا

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُمُ اصْطَلَحُوا عَلٰی وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِيْنَ يَامَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ وَعَلٰی أَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةٌ مَكْفُوفَةٌ وَأَنَّهُ لاَ إِسْلاَلَ وَلاَ إِغْلاَلَ (ابو داؤد)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان معاہدہ ہوا کہ دس سال تک آپس میں جنگ نہ کریں گے اور اس مدت میں لوگوں کو امن ہوگا اور یہ کہ یہ معاہدہ کھلے دل سے ہے جس میں نہ چوری ہوگی نہ خیانت ہوگی (یعنی کسی قسم کی خلاف ورزی نہ کی جائے گی)۔

دشمن کے ساتھ بدعہدی جائز نہیں

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ يَقُوْلُ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيْرُ فِيْ بِلاَدِهِمْ حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى دَابَّةٍ أَوْعَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَفَاءٌ لاَ غَدْرٌ وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلاَ يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلاَ يَشُدَّنَّهٗ حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهٗ أَوْيُنْبِذُ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ (ترمذی)

سلیم بن عامر رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا۔(جب معاہدہ کی مدت ختم ہونے کے قریب ہوئی تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رومیوں کے علاقوں میں گھومنے لگے تاکہ جونہی معاہدہ (کی مدت) ختم ہو رومیوں پر حملہ کر دیں۔ ناگہاں دیکھا کہ ایک صاحب گھوڑے پر سوار یہ آواز لگا رہے ہیں کہ (اسلام کا حکم) وفائے عہد ہے بدعہدی نہیں ہے۔ دیکھا تو وہ صاحب حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے کسی قوم سے معاہدہ کیا ہو تو جب تک اس کی مدت نہ گزر جائے معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرے یا پھر معاہدہ کو اعلانیہ فریق مقابل کو لوٹا دے۔ کہتے ہیں یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سمیت واپس آگئے۔

باب: 54

مال غنیمت اور جنگی قیدی

حاکم چاہے تو مفتوحہ اراضی مجاہدین میں تقسیم کردے اور چاہے تو اصل باشندوں کی ملکیت برقرار رکھ کران سے خراج لے

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِى حَثْمَةَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ نِصْفَيْنِ نِصْفاً لِنَوَائِبِهِ وَحَاجَتِهِ وَنِصْفًا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَسَمَهَا بَيْنَهُمْ عَلٰى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا (ابوداؤد)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (خیبر کو فتح کرنے کے بعد) رسول اللہ نے خیبر (کے علاقہ) کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک نصف اپنے حوادث اور حاجتوں کے لئے (اور ریاستی ضروریات کے لئے) اور ایک نصف مسلمانوں کے درمیان اٹھارہ حصے کرکے تقسیم کیا۔

عَنْ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ بَلْدَةً أَوْ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ (بخاری)

اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آخر تک کے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو میں جو بھی شہر یا بستی فتح کرتا اس کی زمین اس کے فتح کرنے والوں میں تقسیم کردیتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین (مجاہدین میں) تقسیم کی۔

قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ حَدَّثَنِىْ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالُوْا قَالَ عُمَرُ قَدْ سَمِعْتُمْ كَلَامَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ زَعَمُوْا أَنِّىْ أَظْلِمُهُمْ حُقُوْقَهُمْ وَأَنِّىْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَرْكَبَ ظُلْمًا لَئِنْ كُنْتُ ظَلَمْتُهُمْ شَيْئاً هُوَ لَهُمْ وَأَعْطَيْتُهُ غَيْرَهُمْ لَقَدْ شَقِيْتُ وَلٰكِنْ رَأَيْتُ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ يُفْتَحُ بَعْدَ أَرْضِ كِسْرٰى وَقَدْ غَنَمَنَا اللّٰهُ أَمْوَالَهُمْ وَأَرْضَهُمْ وَ عُلُوْجَهُمْ فَقَسَمْتُ مَا غَنِمُوْا مِنْ أَمْوَالٍ بَيْنَ أَهْلِهِ وَأَخْرَجْتُ الْخُمُسَ فَوَجَّهْتُهُ عَلٰى وَجْهِهِ وَأَنَا فِىْ تَوْجِيْهِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَحْبِسَ الْأَرْضِيْنَ

بِعلُوجِهَا وَأَضعُ عَلَيهِمْ فِيهَا الْخَرَاجَ وَفِي رِقَابِهِمُ الْجِزْيَةَ يُؤَدُّونَهَا فَتَكُونُ فَيْئًا لِلْمُسْلِمِينَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّيَّةِ وَلِمَنْ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ أَرَأَيْتُمْ هٰذِهِ الثُّغُورَ لَا بُدَّ لَهَا مِنْ رِجَالٍ يَلْزَمُونَهَا أَرَأَيْتُمْ هٰذِهِ الْمُدُنَ الْعِظَامَ كَالشَّامِ وَالْجَزِيرَةِ وَالْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَمِصْرَ لَا بُدَّ لَهَا أَنْ تُشْحَنَ بِالْجُيُوشِ وَإِدْرَارِ الْعَطَاءِ عَلَيْهِمْ فَمِنْ أَيْنَ يُعْطٰى هٰؤُلَاءِ إِذَا قُسِمَتِ الْأَرَضُونَ وَالْعُلُوجُ فَقَالُوا جَمِيعًا الرَّأْيُ رَأْيُكَ فَنِعْمَ مَا قُلْتَ وَمَا رَأَيْتَ إِنْ لَمْ تُشْحَنْ هٰذِهِ الثُّغُورُ وَهٰذِهِ الْمُدُنُ بِالرِّجَالِ وَتَجْرِي عَلَيْهِمْ يَتَقَوَّوْنَ بِهِ رَجَعَ أَهْلُ الْكُفْرِ إِلٰى مُدُنِهِمْ فَقَالَ قَدْ بَانَ لِيَ الْأَمْرُ ...... إِنِّي قَدْ وَجَدْتُ حُجَّةً فَقَرَأَ آيَاتِ الْفَيْءِ مِنْ سُورَةِ الْحَشْرِ. (کتاب الخراج لابی یوسف)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ بہت سے علمائے مدینہ سے نقل کرتے ہیں کہ (لوگوں کے اس مطالبہ پر کہ عراق وغیرہ کی مفتوحہ اراضی مجاہدین میں تقسیم کی جائے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان لوگوں کی بات سنی ہے جو کہتے ہیں کہ میں ان کا حق دبا رہا ہوں حالانکہ میں اس بات سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ کسی کا حق دباؤں۔ اگر میں ان کا کوئی حق دباؤں اور (ان کے بجائے) وہ کسی دوسرے کو دوں تو میں تو بدبخت ہو جاؤں گا البتہ میری رائے یہ ہے کہ کسریٰ کی زمینیں فتح کرنے کے بعد اب مزید علاقے تو باقی نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسریٰ والوں کے مال اور ان کی زمین اور ان کے کاشتکار عطا کئے۔ تو جو مال حاصل ہوئے وہ تو میں نے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے البتہ ان کا خمس (پانچواں حصہ) لے کر اس کو شریعت کے موافق مد میں خرچ کیا اور اس بارے میں میرے پاس دلیل موجود ہے۔ اور میری رائے یہ ہوئی کہ زمینوں کو اور ان کے کاشتکاروں کو (مجاہدین میں تقسیم نہ کروں بلکہ ان کو) روک لوں اور زمینوں پر خراج اور افراد پر جزیہ عائد کر دوں جس کو یہ ادا کریں اور جو مسلمان مجاہدین اور ان کی اولاد اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لئے غنیمت کے طور پر ہو۔ ذرا غور تو کرو کہ ان سرحدوں (کی حفاظت) کے لئے افراد چاہئیں جو یہاں جمے رہیں اور ذرا دیکھو تو کہ یہ شام، جزیرہ، کوفہ، بصرہ اور مصر جیسے بڑے بڑے علاقوں کے لئے ضروری ہے کہ وہاں بڑی بڑی فوجیں رکھی جائیں اور ان پر مستقل خرچہ کیا جائے۔ اگر زمینوں کو اور کاشتکاروں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے (اور ان کی ذاتی ملکیت بنا دیا جائے) تو بتاؤ کہ ان فوجوں کا خرچہ کہاں سے آئے گا۔ (مجاہدین میں تقسیم نہ کرنے کی صورت میں حکومت کو افراد پر جزیہ وصول ہوگا اور اراضی پر خراج وصول ہوگا جن کو حکومت ان فوجوں پر خرچ کر سکے گی جبکہ تقسیم کرنے صورت میں افراد تو غلام بن جائیں گے جن سے جزیہ نہیں لیا جاتا اور اراضی عشری ہو جائیں گی جن سے وصول کیا جانے والا عشر صرف زکوٰۃ کے مستحق لوگوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے حکومتی اور فوجی انتظامات پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سن کر) سب لوگوں نے کہا کہ رائے تو بس آپ ہی کی رائے ہے۔ آپ کی بات

اورآپ کی رائے بہت ہی اچھی ہے۔ (واقعی یہ بات تو ہے کہ) اگران سرحدوں پر اوران علاقوں میں بھرپور فوجیں نہ رکھی جائیں اوران پر وہ کچھ جاری نہ کریں جس سے کافر اطاعت گزار رہیں تو اہل کفر (مسلمان کو شکست دے کر) اپنے علاقوں میں دوبارہ لوٹ آئیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ معاملہ مجھ پر مزید کھلا ہے اور مجھے اپنی رائے کے حق میں دلیل بھی ملی ہے۔ پھر آپ نے (دلیل کے طور پر) سورہ حشر کی فے سے متعلق آیتیں پڑھیں مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَ الْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ (جو مال ہاتھ لگا دیا اللہ نے اپنے رسول کے بستیوں والوں سے سو وہ ہے اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور قرابت والے کے لئے یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لئے تاکہ وہ تم میں سے دولت مندوں کے لینے دینے ہی میں نہ رہ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ مصارف اس لئے بتائے تاکہ ہمیشہ یتیموں اور محتاجوں، بیکسوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پا سکیں۔ یہ اموال محض دولت مندوں کے الٹ پھیر میں پڑ کر ان کی مخصوص جاگیر بن کر نہ رہ جائیں۔

غرض مفتوحہ علاقوں کی زمینیں اور باشندے اگر مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں تو دنیا کے بڑے علاقے ان کی جاگیر بن جائیں گے اور اس میں دوسرے مسلمانوں اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کا نقصان ہے)۔

حاکم کو اختیار ہے جنگی قیدیوں کو چاہے قتل کر دے چاہے غلام بنا لے چاہے آزاد کر کے ذمی بنا لے

عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ أُخِذَ مِنْ بَنِىْ قُرَيْظَةَ فَكَانُوْا يَقْتُلُوْنَ مَنْ أَنْبَتَ وَيَتْرُكُوْنَ مَنْ لَّمْ يُنْبِتْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ تُرِكَ (ترمذی و ابوداؤد)

عطیہ قرظی کہتے ہیں کہ میں (یہودیوں کے قبیلہ) بنو قریظہ کے ان لوگوں میں سے تھا جو پکڑے گئے تھے۔ مسلمان (ان میں سے) ہر اس شخص کو قتل کرتے جس کے زیر ناف بال اگ آئے ہوں (اور بالغ ہو چکا ہو) اور ہر اس شخص کو چھوڑ دیتے جس کے زیر ناف بال نہ اگے ہوں (اور نابالغ ہو)۔ جو چھوڑ دیئے گئے تھے میں بھی ان میں سے تھا۔

فائدہ: جنگ بدر میں گرفتار ہونے کے بعد عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث قتل کئے گئے۔

عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ افْتَتَحَ عُمَرُ السَّوَادَ وَالْأَهْوَازَ فَأَشَارَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يُّقْسَمَ السَّوَادُ وَأَهْلُ الْأَهْوَازِ وَمَا افْتُتِحَ مِنَ الْمُدُنِ فَقَالَ لَهُمْ فَمَا يَكُوْنُ لِمَنْ جَاءَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَتَرَكَ

الْأَرْضَ وَأَهْلَهَا وَضَرَبَ عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ وَأَخَذَ الْخَرَاجَ مِنَ الْأَرْضِ (كتاب الخراج لابی یوسف)

زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد عراق اور اہواز کے علاقے فتح کئے تو مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ عراق کی زمین اور اہواز و دیگر مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اسی طرح سب علاقے اور قیدی موجود مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تو) آئندہ آنے والے مسلمانوں کو کیا ملے گا۔ لہٰذا انہوں نے زمین اور اس کے باشندوں کو چھوڑ دیا اور باشندوں پر جزیہ عائد کیا اور زمین پر خراج مقرر کیا (تاکہ آئندہ آنے والے مسلمان بھی ملنے والے خراج سے نفع اٹھائیں)۔

کافروں کے قیدی دے کر مسلمان قیدیوں کو چھڑانا

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا فَزَارَةَ وَعَلَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ أَمَّرَهُ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمَاءِ سَاعَةٌ أَمَرَنَا أَبُوْبَكْرٍ فَعَرَّسْنَا ثُمَّ شَنَّ الْغَارَةَ فَوَرَدَ الْمَاءَ فَقَتَلَ مَنْ قَتَلَ عَلَيْهِ وَسَبَا وَأَنْظُرُ إِلٰى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيهِمُ الذَّرَارِيُّ فَخَشِيتُ أَنْ يَّسْبِقُوْنِيْ إِلَى الْجَبَلِ فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا رَأَوُا السَّهْمَ وَقَفُوْا فَجِئْتُ بِهِمْ أَسُوْقُهُمْ وَفِيهِمُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ عَلَيْهَا قِشْعٌ مِنْ أَدَمٍ مَعَهَا ابْنَةٌ لَّهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ فَسُقْتُهُمْ حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِمْ أَبَا بَكْرٍ فَنَفَّلَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ ابْنَتَهَا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَمَا لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّوْقِ فَقَالَ يَا سَلْمَةُ هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ هِيَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَبَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ فَفَدٰى بِهَا نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا أُسِرُوْا بِمَكَّةَ. (مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے ہمارا امیر بنایا تھا قبیلہ بنوفزارہ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے۔ جب ہمارے اور ان کے درمیان ایک گھڑی کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ہم نے کچھ دیر پڑاؤ کیا اور پھر انہوں نے بھرپور حملہ کا حکم دیا۔ (ہم نے) بستی میں گھس کر لوگوں کو قتل بھی کیا اور قیدی بھی بنایا اور میری نظروں میں بنو فزارہ کے لوگوں کی ایک جماعت تھی جس میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ مجھ سے پہلے پہاڑ تک نہ پہنچ جائیں (اور وہاں اپنی پوزیشن مضبوط کر لیں یا بھاگنے کی صورت بنا لیں)۔ لہٰذا میں نے ان کے درمیان اور پہاڑ کے درمیان تیر اندازی شروع کر دی۔ ان لوگوں نے جب تیر دیکھے تو کھڑے ہو گئے۔ (اس طرح سے مجبور کر کے) میں ان کو ہانکتا ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ ان میں ایک (بوڑھی) عورت تھی (جس کا نام فاطمہ بنت ربیعہ تھا اور ام قرضہ کہلاتی تھی اور اونچے

خاندان کی تھی) جو چمڑے کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین عورتوں میں سے تھی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس کی بیٹی مجھے انعام میں دے دی۔ ہم مدینہ منورہ آئے تو جونہی بازار میں رسول اللہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے سلمہ وہ عورت تم مجھے ہدیہ کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کو ہدیہ ہے اور اللہ کی قسم میں نے اس کا کپڑا ابھی نہیں اٹھایا (یعنی اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا) رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ والوں کو ان مسلمانوں کے عوض جو کہ مکہ مکرمہ میں قیدی بنا لئے گئے تھے وہ عورت فدیہ میں بھجوادی۔

مال غنیمت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِينَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَاكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں ہمیں جنگوں کے دوران (دشمنوں کے علاقوں سے) شہد اور انگور وغیرہ ملتے تو ہم ان کو کھا لیتے تھے مال غنیمت کے طور پر یہ اٹھا نہیں رکھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا وَعَسَلاً فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ الْخُمُسُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں مجاہدین کو غلہ اور شہد ملا تو اس میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَصَبْتُ جِرَابًا مِنْ شَحْمٍ فَالْتَزَمْتُهُ فَقُلْتُ لاَ أُعْطِي الْيَوْمَ أَحَدًا مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَبَسِّمًا (بخاری و مسلم زاد الطيالسی هُوَلَكَ)

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ کہتے ہیں میں نے چمڑے کے ایک تھیلے میں چربی بھری ہوئی پائی تو میں اس کے ساتھ چمٹ گیا اور (اپنے آپ سے) کہا کہ میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ پھر جو میں نے منہ موڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ (میری حرکت اور میری بات پر) مسکرا رہے تھے (اور آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ تمہارا ہی ہے۔)

عَنْ هَانِئِ بْنِ كَلْثُوْمٍ أَنَّ صَاحِبَ جَيْشِ الشَّامِ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ إِنَّا فَتَحْنَا أَرْضًا كَثِيْرَةَ الطَّعَامِ وَالْعَلَفِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَقَدَّمَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ إِلاَّ بِأَمْرِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ دَعِ النَّاسَ يَاكُلُوْنَ وَيَعْلِفُوْنَ فَمَنْ بَاعَ شَيْئًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَفِيْهِ خُمُسُ اللّٰهِ وَسِهَامُ الْمُسْلِمِيْنَ (بیهقی)

ہانی بن کلثوم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شام کی فوج کے امیر نے حضرت عمر ؓ کو لکھا کہ ہم نے ایسا

علاقہ فتح کیا ہے جس میں غلے اور چارے کی فراوانی ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں ہوا کہ آپ کے حکم کے بغیر ان میں کچھ تصرف کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ لوگوں کو غلہ اور چارہ استعمال کرنے دو۔ البتہ اگر کسی نے اس کو سونے یا چاندی (یا نقدی) کے عوض فروخت کیا ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کا خمس بھی ہوگا اور مسلمانوں کے حصے بھی ہوں گے۔ (یعنی وہ نقدی وغیرہ لے کر مال غنیمت میں شامل کر دیں گے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ بَیْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰی تُقْتَسَم (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کو تقسیم کئے جانے سے پیشتر (کسی مجاہد کا اپنے متوقع) حصہ کی خرید وفروخت سے منع فرمایا۔

گھڑ سوار کو پیادہ سے دوگنا ملے گا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَعَلَ لِلْفَارِسِ سَهْمَیْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مال غنیمت میں سے) گھڑ سوار کو (اس کے گھوڑے کا لحاظ کر کے) دو حصے دیئے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔

عورت، بچے اور ذمی کو باقاعدہ حصہ نہیں ملے گا البتہ حوصلہ افزائی کے لئے کچھ دیا جائے گا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ یَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ فَیُدَاوِیْنَ الْجَرْحٰی وَیُحْذَیْنَ مِنَ الْغَنِیْمَةِ وَأَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ یَضْرِبْ لَهُنَّ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عورتوں کو بھی غزوہ میں لے جاتے تھے جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور ان کو مال غنیمت میں سے کچھ مال دے دیا جاتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مال غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ مقرر نہیں فرمایا۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ كَانَ الصِّبْیَانُ وَالْعَبِیْدُ یُحْذَوْنَ مِنَ الْغَنِیْمَةِ إِذَا حَضَرُوا الْغَزْوَ فِیْ صَدْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (اعلاء السنن)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں اس امت کے ابتدائی دور میں بچے اور غلام جب کسی غزوہ میں شریک ہوتے تھے تو ان کو بھی مال غنیمت میں سے کچھ مال دے دیا جاتا تھا (باقاعدہ حصہ نہیں دیا جاتا تھا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِسْتَعَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَهُوْدِ قَیْنُقَاعَ فَرَضَخَ لَهُمْ وَلَمْ یُسْهِمْ (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگ میں یہود کے قبیلہ بنو قینقاع سے مدد لی تو ان کو غنیمت میں سے کچھ مال دیا لیکن ان کے لئے باقاعدہ حصہ نہیں نکالا۔

مال غنیمت میں سے خمس کا حکم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً فَغَنِمُوْا خَمَّسَ الْغَنِيْمَةَ فَضَرَبَ ذٰلِكَ الْخُمُسَ فِيْ خَمْسَةٍ ثُمَّ قَرَأَ وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ مِفْتَاحُ كَلَامِ اللّٰهِ وَمَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِلّٰهِ فَجَعَلَ سَهْمَ اللّٰهِ وَسَهْمَ رَسُوْلِهٖ وَاحِدًا وَسَهْمَ ذِي الْقُرْبٰى بَيْنَهُمْ فَجَعَلَ هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ قُوَّةً فِي الْخَيْلِ وَالسِّلَاحِ وَجَعَلَ سَهْمَ الْيَتَامٰى وَسَهْمَ الْمَسَاكِيْنِ وَسَهْمَ ابْنِ السَّبِيْلِ لَا يُعْطِيْهِ غَيْرَهُمْ ثُمَّ جَعَلَ الْأَرْبَعَةَ الْأَسْهُمَ الْبَاقِيَةَ لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے اور وہ (فتحیاب ہو کر) مال غنیمت حاصل کرتا تو آپ ﷺ اس کا پانچواں حصہ لیتے اور اس پانچویں حصہ کو پانچ مدوں میں خرچ کرتے پھر حضرت ابن عباس ﷛ نے (دلیل کے طور پر) یہ آیت پڑھی۔ وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ (جان لو کہ جو مال غنیمت تم حاصل کرو اس کا حکم یہ ہے......) پھر کہا کہ اللہ کے کلام کی کنجی خود اللہ تعالیٰ ہی ہیں (یعنی وہی اس کا مطلب سمجھاتے ہیں) اور آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے تو (اس پانچویں حصہ میں سے) اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول کے حصہ کو ایک حصہ بنایا اور قرابت داروں کا حصہ ان ہی کے درمیان کیا۔ پھر (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) ان دونوں حصوں کو جنگی قوت یعنی گھوڑوں اور ہتھیاروں میں خرچ کیا اور یتیموں کا حصہ اور مسکینوں کا حصہ اور مسافروں کا حصہ بنایا اور یہ حصے کسی اور کو نہیں دیئے۔ پھر مال غنیمت کے باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کئے اس طرح سے کہ گھڑ سوار کو (پیادہ کے مقابلہ میں) دوگنا دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاعْلَمُوْا أَنَّ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ الْآيَةَ قَالَ فَكَانَتِ الْغَنِيْمَةُ تُقْسَمُ عَلٰى خَمْسَةِ أَخْمَاسٍ أَرْبَعَةٌ بَيْنَ مَنْ قَاتَلَ عَلَيْهَا وَخُمُسٌ وَاحِدٌ يُقْسَمُ عَلٰى أَرْبَعَةٍ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى يَعْنِيْ قَرَابَةَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ فَهُوَ لِقَرَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَأْخُذِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخُمُسِ شَيْئًا فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ ﷺ رَدَّ أَبُوْبَكْرٍ ﷛ نَصِيْبَ الْقَرَابَةِ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَجَعَلَ يُحْمِلُ بِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ (طبری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَاغَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ (اور جان لو کہ جو مال غنیمت تم حاصل کرتے ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور قرابت داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ان میں سے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کردیئے جاتے تھے اور پانچویں حصہ کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا (یعنی اللہ اور اس کے رسول کا اور قرابت داروں کا ایک حصہ، یتیموں کا ایک حصہ اور مسکینوں کا ایک حصہ اور مسافروں کا ایک حصہ) تو جو اللہ اور اس کے رسول کا حصہ تھا وہ نبی ﷺ کے قرابت داروں کو ملتا تھا۔ خود نبی ﷺ نے اس میں سے کچھ نہیں لیا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرابت داروں کے حصہ کو مسلمانوں کے اجتماعی مفاد میں لگا دیا اور اللہ کے رستہ میں اس کو خرچ کرنے لگے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ سَھْمِ ذِی الْقُرْبٰی فَقَالَ کَانَ طُعْمَۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا تُوُفِّیَ حَمَلَ عَلَیْہِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صَدَقَۃً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (طبری)

قتادہ رحمہ اللہ سے قرابت داروں کے حصہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو رسول ﷺ کی کمائی تھی۔ جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو (چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا لہٰذا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ بنا کر اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

جنگ میں خصوصی انعام کا اعلان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَوْمَ بَدْرٍ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَہٗ کَذَا وَمَنْ اَسَرَ اَسِیْرًا فَلَہٗ کَذَا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر فرمایا جو مسلمان کسی (کافر) کو قتل کرے گا تو اس کو اتنا انعام ملے گا اور جو کسی (کافر) کو قید کرے گا تو اس کو اتنا انعام ملے گا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَئِذٍ یَعْنِیْ یَوْمَ حُنَیْنٍ مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَہٗ سَلَبُہٗ فَقَتَلَ اَبُوْطَلْحَۃَ یَوْمَئِذٍ عِشْرِیْنَ رَجُلًا وَاَخَذَ اَسْلَابَھُمْ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (مسلمان) کسی کافر کو قتل کرے گا تو اس کو اس (کافر) کا سامان ملے گا۔ ابو طلحہ ؓ نے اس جنگ میں بیس کافروں کو قتل کیا اور ان سب کا سامان حاصل کیا۔

باب: 55

عشر وخراج کے چند احکام

پورا جزیرہ عرب عشری ہے

عَنْ أَبِیْ یُوْسُفَ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِفْتَتَحَ فُتُوْحًا مِنَ الْأَرْضِ الْعَرَبِیَّۃِ فَوَضَعَ عَلَیْھَا الْعُشْرَ وَلَمْ یَجْعَلْ عَلٰی شَیْءٍ مِنْھَا خَرَاجًا (کتاب الخراج لابی یوسف)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے عرب علاقے فتح کیے تو ان کی اراضی پر آپ نے عشر مقرر فرمایا، ان میں سے کسی پر بھی خراج عائد نہیں کیا۔

مصر، شام اور عراق کی زمینیں خراجی ہیں

عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اِفْتَتَحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ الْعِرَاقَ کُلَّھَا إِلَّا خُرَاسَانَ وَالسِّنْدَ وَافْتَتَحَ الشَّامَ کُلَّھَا وَمِصْرَ إِلَّا إِفْرِیْقِیَۃَ فَافْتَتَحْنَا فِیْ زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ وَافْتَتَحَ عُمَرُ السَّوَادَ وَالْأَھْوَازَ فَأَشَارَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ یُقْسِمَ السَّوَادَ وَأَھْلَ الْأَھْوَازِ وَمَا افْتَتَحَ مِنَ الْمُدُنِ فَقَالَ لَھُمْ فَمَا یَکُوْنُ لِمَنْ جَاءَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَتَرَکَ الْأَرْضَ وَأَھْلَھَا وَضَرَبَ عَلَیْھِمُ الْجِزْیَۃَ وَأَخَذَ الْخَرَاجَ مِنَ الْأَرْضِ (کتاب الخراج لابی یوسف)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوائے خراسان اور سندھ کے پورا عراق فتح کیا اور پورا شام فتح کیا اور افریقہ کے علاوہ مصر کو فتح کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہم نے باقی علاقے فتح کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جب) سواد عراق اور اہواز کو فتح کیا تو مسلمانوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ سواد کی زمین کو اور اہواز اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اگر ساری زمینیں موجودہ مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں تو یہ سب ان کی ملکیت بن جائیں گی) پھر آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لئے کیا رہے گا۔ (اس خیال سے) انہوں نے زمینوں کو اور باشندوں کو سابقہ حالت پر برقرار رکھا اور باشندوں پر جزیہ عائد کیا اور زمینوں پر خراج لاگو کیا۔

باب: 56

جزیہ کے احکام

عَنِ الزُّهرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاخُذُ مِمَّنْ صَالَحَهُ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مَاصَالَحَهُمْ عَلَيْهِ لَا يَضَعُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَلَا يَزِيْدُ عَلَيْهِمْ وَمَنْ نَزَلَ مِنْهُمْ عَلَى الْجِزْيَةِ وَلَمْ يُسَمِّ شَيْئًا نَظَرَ عُمَرُ فِيْ أُمُوْرِهِمْ فَإِنِ احْتَاجُوْا خَفَّفَ عَنْهُمْ وَإِنِ اسْتَغْنَوْا زَادَ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ اِسْتِغْنَائِهِمْ (كتاب الاموال لابی عبید)

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ﷛ جن علاقہ والوں سے جتنے مال پر صلح ہو جاتی تھی ان سے اتنا ہی لیتے تھے نہ کچھ کم کرتے تھے اور نہ اس میں اضافہ کرتے تھے اور جو لوگ جزیہ دینا طے کر لیتے لیکن اس کے لئے کوئی رقم طے نہ کرتے تو حضرت عمر ﷛ ان کے حالات کو دیکھتے۔ اگر وہ لوگ مالی اعتبار سے خود محتاج ہوتے تو ان سے تخفیف کرتے (اور بہت تھوڑی رقم ان سے لیتے) اور اگر وہ مالدار ہوتے تو ان کی مالداری کے مطابق اس میں اضافہ کرتے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ وَضَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷛ فِي الْجِزْيَةِ عَلٰى رؤُسِ الرِّجَالِ عَلَى الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَعَلَى الْمُتَوَسِّطِ أَرْبَعَةً وَّ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَعَلَى الْفَقِيْرِ اِثْنَى عَشَرَ دِرْهَمًا (ابن ابی شیبه)

محمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر ﷛ نے (ذمیوں کے) افراد پر (ان کی مالی حیثیت کے مطابق سالانہ) جزیہ عائد کیا۔ مال دار پر اڑتالیس درہم اور درمیانی حیثیت والے پر چوبیس درہم اور غریب پر بارہ درہم۔

اہل کتاب، مجوسیوں اور عجمی بت پرستوں پر جزیہ ہے

عَنْ بُجَالَةَ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَخَذَ الْجِزْیَۃَ مِنْ مَجُوْسِ ھَجَرَ (بخاری)

بجالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک سال پہلے ان کا ایک تحریری حکم نامہ آیا کہ مجوسیوں میں جو میاں بیوی آپس میں محرم ہوں ان کے درمیان تفریق کردو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے اس وقت تک جزیہ نہیں لیا جب تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی گواہی نہ دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ إِلٰی أُکَیْدِرِ دُوْمَۃَ فَأَخَذُوْہُ فَأَتَوْا بِہٖ فَحَقَنَ دَمَہٗ وَصَالَحَہٗ عَلَی الْجِزْیَۃِ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان کا لشکر اکیدر کو گرفتار کر کے لے آیا۔ نبی ﷺ نے اس کا خون معاف کیا اور اس بات پر اس سے صلح کرلی کہ وہ جزیہ ادا کرتا رہے گا۔

عرب بت پرستوں کے لئے صرف اسلام یا قتل

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَبِمَا جِئْتُ بِہٖ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصِمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَأَمْوَالَھُمْ إِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (عرب کے مشرک) لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لاالہ الااللہ کی گواہی دیں اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی ہر بات پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے تب ہی وہ اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچاسکیں گے مگر جبکہ ان (جانوں اور مالوں) کا ہی حق ہو (کہ کسی کے جان و مال پر زیادتی کی ہو تو اس کا بدلہ دینا پڑے گا) باقی ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ یُّقَاتِلَ الْعَرَبَ عَلَی الْإِسْلَامِ وَلَا یَقْبَلَ مِنْھُمْ غَیْرَہٗ وَأُمِرَ أَنْ یُّقَاتِلَ أَھْلَ الْکِتَابِ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صَاغِرُوْنَ (کتاب الاموال لابی عبید)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ عرب کے بت پرستوں سے ان کے اسلام لانے تک جنگ کریں اور ان سے اسلام کے علاوہ کچھ قبول نہ کریں اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اہل کتاب سے جنگ کریں یہاں تک وہ ذلیل ہوکر جزیہ دیں۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَالَحَ عَبَدَةَ الْأَوْثَانِ عَلَى الْجِزْيَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ الْعَرَبَ (عبدالرزاق)

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عرب کے بت پرستوں کو چھوڑ کر (کہ ان کے لئے یا تو اسلام تھا یا قتل تھا) باقی بت پرستوں سے جزیہ پر مصالحت کی۔

عورتوں، بچوں، بوڑھوں، اندھوں اور فقیروں پر جزیہ نہیں

عَنْ أَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ أَنْ يَّضْرِبُوا الْجِزْيَةَ وَلَا يَضْرِبُوْهَا عَلَى النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَلَا يَضْرِبُوْهَا إِلَّا عَلٰى مَنْ جَرَتْ عَلَيْهِ الْمَوَاسِيْ (کتاب الاموال لابی عبید)

اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لشکروں کے امیروں کو یہ حکم بھیجا کہ وہ ذمیوں پر جزیہ عائد کریں البتہ عورتوں اور بچوں پر نہ لگائیں اور صرف ان لوگوں پر لگائیں (جو بالغ ہوں کہ ان کے زیر ناف بال اگے ہوئے ہوں اور زائد بالوں کی صفائی کے لئے) جن پر استرے پھیرے جاتے ہوں۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ أَبْصَرَ عُمَرُ شَيْخًا كَبِيْرًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ مَالَكَ قَالَ لَيْسَ لِيْ مَالٌ وَإِنَّ الْجِزْيَةَ تُؤْخَذُ مِنِّيْ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا أَنْصَفْنَاكَ أَكَلْنَا شَبِيْبَتَكَ ثُمَّ نَاخُذُ مِنْكَ الْجِزْيَةَ ثُمَّ كَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهِ أَنْ لَّا يَاخُذُوا الْجِزْيَةَ مِنْ شَيْخٍ كَبِيْرٍ (الاموال لابن زنجویہ)

ابوبکر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے ذمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا (تو کیوں بھیک مانگ رہا ہے) اس نے جواب دیا کہ میرے پاس کچھ مال نہیں ہے اور مجھ سے جزیہ بھی لیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ ہم تجھ سے انصاف نہیں کریں گے اگر ہم تیری جوانی (میں بھی تجھ سے جزیہ لے کر) کھائیں اور اب (بڑھاپے میں) بھی تجھ سے جزیہ لیں۔ پھر آپ نے اپنے عمال کو لکھا کہ کسی بڑے بوڑھے سے جزیہ نہ لیں۔

جو مسلمان ہو جائے اس سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَسْلَمَ فَلَا جِزْيَةَ عَلَيْهِ (طبرانی فی الاوسط)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو اسلام قبول کرلے اس پر جزیہ نہیں ہوگا۔

عاشر یعنی چنگی والے کے مسائل

عاشر سے مراد وہ سرکاری کارندہ ہے جو اس پر مامور ہو کہ چنگی کا دفتر بنا کر ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف یا ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف مال تجارت لانے لے جانے والے مسلمان تاجروں سے زکوٰۃ وصول کرے اور غیر مسلم تاجروں سے ٹیکس وصول کرے۔

عاشر کس حساب سے وصولی کرے

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ خُذْ مِنْ تُجَّارِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ كُلِّ مِأَتَيْنِ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ وَمَا زَادَ عَلَى الْمِأَتَيْنِ فَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَمِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الْخَرَاجِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ تُجَّارِ الْمُشْرِكِيْنَ مِمَّنْ لَا يُؤَدِّي الْخَرَاجَ الْعُشْرَ قَالَ يَعْنِيْ أَهْلَ الْحَرْبِ (يحيى بن آدم فى الخراج)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ (چنگی پر) مسلمان تاجروں سے (زکوٰۃ) اس حساب سے لو کہ ہر دو سو درہم پر پانچ درہم لو اور سرمایہ اگر دو سو درہم سے زائد ہو تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم لو۔ اور جو خراج دیتے ہوں (یعنی ذمی ہوں) ان سے بیسواں حصہ لو اور جو مشرک تاجر خراج نہ دیتے ہوں (یعنی وہ دشمن ملک کے تاجر ہوں) ان سے دسواں حصہ لو۔

عاشر سال میں صرف ایک مرتبہ وصولی کرے

عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْدٍ قَالَ اِسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ عَلَى الْمَارَّةِ فَكُنْتُ أُعْشِرُ مَنْ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَأَعْلَمَهُ فَكَتَبَ إِلَيَّ لَا تُعْشِرُ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً يَعْنِيْ فِي السَّنَةِ (ابن ابی شیبه).

زیاد بن حدید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے چنگی پر گزرنے والے تاجروں سے زکوٰۃ اور ٹیکس وصول کرنے پر مقرر کیا تو میں (لاعلمی میں) آتے جاتے مسافروں سے دونوں مرتبہ وصول کرتا۔ کسی نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر کی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ زکوٰۃ و ٹیکس وصول کرو۔

غیر مسلموں سے ٹیکس میں شراب یا خنزیر نہیں لیں گے

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ قَالَ حَضَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ عُمَّالُهُ فَقَالَ يَا هٰؤُلَاءِ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ تَاخُذُوْنَ فِي الْجِزْيَةِ ...... الْخِنْزِيْرَ وَالْخَمْرَ فَقَالَ بِلَالٌ أَجَلْ إِنَّهُمْ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ وَلُّوْا أَرْبَابَهَا بَيْعَهَا ثُمَّ خُذُوْا الثَّمَنَ مِنْهُمْ (كتاب الخراج لابى يوسف)

سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ کے پاس آپ کے

عمال جمع تھے۔ آپ نے ان سے کہا ارے بھئی مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگ جزیہ میں خنزیر اور خمر (شراب) لے لیتے ہو۔ اس پر بلال نے کہا جی ہاں لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا مت کرو البتہ تم خمر و خنزیر والوں کو ان کو بیچنے کو کہو پھر تم ان سے قیمت لے لو۔

حربی جتنا ٹیکس مسلمان تاجروں سے وصول کرتے ہیں اتنا ہی ان سے وصول کیا جائے گا

عَنْ أَبِیْ مِجْلَزٍ أَنَّ عُمَرَ بَعَثَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ فَجَعَلَ عَلٰی أَهْلِ الذِّمَّةِ فِیْ أَمْوَالِهِمُ الَّتِیْ یَخْتَلِفُوْنَ بِهَا فِیْ کُلِّ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا وَکَتَبَ بِذٰلِکَ إِلٰی عُمَرَ فَرَضِیَ وَأَجَازَهُ وَقَالَ لِعُمَرَ کَمْ تَامُرُنَا أَنْ نَاخُذَ مِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الْحَرْبِ قَالَ کَمْ یَاخُذُوْنَ مِنْکُمْ إِذَا أَتَیْتُمْ بِدَارِهِمْ قَالُوْا الْعُشْرَ قَالَ فَکَذٰلِکَ فَخُذُوْا مِنْهُمْ (ابن ابی شیبه)

ابو مجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان بن حنیف کو زکوٰۃ و ٹیکس کی وصولی کے لئے بھیجا انہوں نے ذمیوں کے اس مال (تجارت) پر جو وہ لے کر چنگیوں سے گزرتے تھے ہر بیس درہم میں ایک درہم کے حساب سے ٹیکس مقرر کیا اور اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی تو انہوں نے اس کو پسند کیا اور اس کی اجازت دی۔ عثمان بن حنیف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حربی تاجروں سے کتنا ٹیکس لینے کا آپ ہمیں حکم دیتے ہیں۔ حضرت عمر نے تاجروں سے پوچھا کہ جب تم حربیوں کے ملک میں (تجارت کے لئے) جاتے ہو تو وہ تم سے کتنا ٹیکس لیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ (وہ ہم سے ہمارے مال کا) دسواں حصہ لیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بھی ان سے اتنا ہی لو۔

باب: 57

ذمیوں کے احکام

سلام کرنے اور راستہ چلنے میں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْدَؤُا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْهُمْ إِلٰی أَضْیَقِهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاری کو سلام کرنے میں (اے مسلمانو) تم ابتدا نہ کرو اور جب وہ تمہیں راستے میں نظر آئیں تو تنگ جگہ پر (یعنی کناروں پر) چلنے پر ان کو مجبور کردو۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ أَهْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم (جواب میں ان کو) وعلیکم ہو۔

شناخت کی نشانی

عَنْ أَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ کَتَبَ إِلٰی عُمَّالِهٖ أَنْ یَّخْتِمُوْا رِقَابَ أَهْلِ الذِمَةِ (کتاب الخراج لابی یوسف)

اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو یہ حکم تحریر کیا کہ وہ ذمیوں کی گردنوں پر (ذمی کی نشانی کے طور پر) مہر لگائیں۔

ذمی اگر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے

عَنْ عَرَفَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهٗ دعَا إِلَی الْإِسْلَامِ نَصْرَانِیًّا فَذَکَرَ النَّصْرَانِیُّ النَّبِیَّ ﷺ فَتَنَاوَلَهٗ

فَرَفَعَ ذٰلِکَ إِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ قَدْ أَعْطَيْنَاهُمُ الْعَهْدَ فَقَالَ عَرَفَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ نَكُوْنَ أَعْطَيْنَا هُمُ الْعُهُوْدَ وَالْمَوَاثِيْقَ عَلٰی أَنْ يُّؤْذُوْنَا فِی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِنَّمَا أَعْطَيْنَا هُمْ عَلٰی أَنْ تُخَلّٰی بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْهَا مَا بَدَا لَهُمْ فَقَالَ عَمْرٌو صَدَقْتَ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عرفہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عیسائی کو اسلام کی دعوت دی تو (جواب میں) اس عیسائی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی (اور برے الفاظ کہے) وہ اس (معاملہ) کو (اپنے علاقہ کے حاکم) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے (بات سن کر) کہا کہ (یہ تو ذمی ہیں اور) ہم ان کو ذمہ کا عہد دے چکے ہیں (لہٰذا ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی کیسے کر سکتے ہیں)۔ حضرت عرفہ نے جواب دیا اس سے اللہ کی پناہ کہ ہم نے ان کو عہد اور وعدہ دیا ہو کہ یہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں (گستاخانہ کلمات کہہ کر) ایذاء دیں۔ ہم نے تو ان کو محض اس بات کا عہد دیا ہے کہ ہم ان کو اور ان کے گرجوں کو چھوڑ دیں گے جن میں وہ اپنے دین کی جو بات چاہیں کہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا آپ درست کہتے ہیں (اور پھر انہوں نے ضروری کارروائی کی)۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَمَهَا (ابو داؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں بدزبانی کرتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مرگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل قرار دیا (اور اس پر قصاص یا دیت کا حکم نہیں لگایا)۔

عَنْ مَكْحُوْلِ الشَّامِيِّ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ صَالَحَهُمْ بِالشَّامِ وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ حِيْنَ دَخَلَهَا أَنْ تُتْرَكَ كَنَائِسُهُمْ وَبِيَعُهُمْ عَلٰی أَنْ لَّا يُحْدِثُوْا بِنَاءَ بِيْعَةٍ وَلَا كَنِيْسَةٍ، وَعَلٰی أَنَّ عَلَيْهِمْ إِرْشَادَ الضَّالِّ وَبِنَاءَ الْقَنَاطِرِ عَلَی الْأَنْهَارِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَأَنْ يُّضِيْفُوْا مَنْ مَرَّبِهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَعَلٰی أَنْ لَّا يَشْتِمُوْا مُسْلِمًا وَلَا يَضْرِبُوْهُ، وَلَا يَرْفَعُوْا فِی نَادِیْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ صَلِيْبًا، وَلَا يُخْرِجُوْا خِنْزِيْرًا مِنْ مَنَازِلِهِمْ إِلٰی أَفْنِيَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَأَنْ يُّوْقِدُوا النِّيْرَانَ لِلْغُزَاةِ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَدُلُّوْا لِلْمُسْلِمِيْنَ عَلٰی عَوْرَةٍ وَلَا يَضْرِبُوْا نَوَاقِيْسَهُمْ قَبْلَ أَذَانِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا فِی أَوْقَاتِ أَذَانِهِمْ وَلَا يُخْرِجُوا الرَّايَاتِ فِی أَيَّامِ عِيْدِهِمْ، وَلَا يَلْبَسُوا السِّلَاحَ يَوْمَ عِيْدِهِمْ، وَلَا يَتَّخِذُوْهُ فِی بُيُوْتِهِمْ . فَإِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ عُوْقِبُوْا وَأُخِذَ مِنْهُمْ، فَقَالُوْا لِأَبِیْ عُبَيْدَةَ، اِجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فِی السَّنَةِ نُخْرِجُ فِيْهِ صُلْبَانَنَا بِلَا رَايَاتٍ، وَهُوَ يَوْمُ عِيْدِنَا الْأَكْبَرُ فَكَتَبَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ إِلٰی عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ وَفِّ لَهُمْ بِشَرْطِهِمُ الَّذِیْ شَرَطْتَ لَهُمْ فِی جَمِيْعِ مَا أَعْطَيْتَهُمْ. وَأَمَّا

إِخْرَاجُ الصُّلْبَانِ فِيْ أَيَّامِ عِيْدِهِمْ فَلاَ تَمْنَعُهُمْ مِنْ ذٰلِکَ خَارِجَ الْمَدِيْنَةِ بِلاَ رَايَاتٍ وَلاَ بُنُوْدٍ عَلٰى مَا طَلَبُوْا مِنْکَ يَوْمًا فِي السَّنَةِ فَأَمَّا دَاخِلَ الْبَلَدِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَسَاجِدِهِمْ فَلاَ تُظْهَرُ الصُّلْبَانُ، فَأَذِنَ لَهُمْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فِيْ يَوْمٍ مِنَ السَّنَةِ. وَهُوَ يَوْمُ عِيْدِهِمُ الَّذِيْ فِيْ صَوْمِهِمْ. فَأَمَّا فِيْ غَيْرِ ذٰلِکَ الْيَوْمِ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يُخْرِجُوْنَ صُلْبَانَهُمْ. (کتاب الخراج لابی یوسف)

مکحول رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شام والوں نے جب تابعداری اختیار کی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے شام میں داخل ہونے کے وقت ان سے معاہدہ کیا جس کے مندرجات یہ تھے کہ ان کے کینسوں اور گرجوں کو چھوڑ دیا جائے گا (گرایا نہیں جائے گا) لیکن وہ کوئی نیا کنیسہ اور گرجا نہیں بنا سکیں گے اور ان پر لازم ہوگا کہ وہ رستہ بھول جانے والے (مسلمانوں) کو صحیح راہ بتائیں گے اور اپنے مال سے دریاؤں پر پل بنوائیں گے اور یہ کہ جو مسلمان ان کی طرف سے گزریں گے ان کو تین دن تک کھانا اور رہائش مہیا کریں گے اور یہ کہ وہ کسی مسلمان کو نہ تو گالی دیں گے اور نہ اس کو مار پیٹ کریں گے اور مسلمانوں کی کسی مجلس کے سامنے صلیب اٹھا کر نہ لائیں گے اور اپنے گھروں سے خنزیر مسلمانوں کے علاقہ میں نہ لائیں گے اور اللہ کی راہ میں مجاہدین کی رہنمائی کے لئے چراغ جلا کر رکھیں گے اور مسلمان کی کوئی کمزوری دوسروں کو نہیں بتائیں گے اور مسلمانوں کی اذان سے پیشتر بھی اور ان کی اذان کے اوقات میں اپنے ناقوس نہیں بجائیں گے اور اپنی عید کے دنوں میں جھنڈے نہیں نکالیں گے اور نہ ہی اپنی عید کے دن ہتھیار پہنیں گے اور نہ ہی اپنے گھروں میں (ہتھیار) رکھیں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان سے باز پرس ہوگی اور سزا دیئے جائیں گے۔ ان لوگوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے لئے سال میں ایک دن مقرر کر دیجئے کہ جس میں ہم جھنڈوں کے بغیر اپنی صلیبیں نکال سکیں اور یہ دن ہماری بڑی عید کا دن ہو۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے معاہدہ اور ان کے اس مطالبہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ جواب تحریر فرمایا کہ جو شرطیں آپ نے طے کی ہیں ان کو پورا کیجئے۔ رہا ان کا اپنی عید کے دن صلیبیں نکالنا تو جبکہ چھوٹے بڑے جھنڈوں کے بغیر اور شہر سے باہر ہوں تو جیسا یہ مطالبہ کرتے ہیں سال میں ایک مرتبہ ایسا کرنے سے ان کو مت روکئے البتہ شہر کے اندر مسلمانوں اور ان کی مسجدوں کے درمیان صلیبوں کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ اس پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو سال میں ایک دن یعنی ان کی بڑی عید کے دن نکالنے کی اجازت دی لیکن اس کے علاوہ کسی اور دن وہ اپنی صلیبیں نہ نکال سکتے تھے۔

إِسْمَاعِيْلُ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوْا: كَتَبَ أَهْلُ الْجَزِيْرَةِ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ: إِنَّا حِيْنَ قَدِمْنَا مِنْ بِلاَدِنَا طَلَبْنَا إِلَيْکَ الْأَمَانَ لِأَنْفُسِنَا وَأَهْلِ مِلَّتِنَا،

عَلٰى أَنَّا شَرَطْنَا لَکَ عَلٰى أَنْفُسِنَا أَنْ لاَ نُحدِثَ فِیْ مَدِیْنَتِنَا کَنِیْسَةً، وَلاَ فِیْمَا حَوْلَهَا دِیْرًا وَلاَ صُوْمَعَةَ رَاهِبٍ، وَلاَ نُجَدِّدَ مَاخَرِبَ مِنْ کَنَائِسِنَا وَلاَ مَاکَانَ مِنْهَا فِیْ خِطَطِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَلاَ نَمْنَعَ کَنَائِسَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ أَنْ یَنزِلُوْهَا فِی اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ. وَأَنْ نُوَسِّعَ أَبْوَابَهَا للمَارَّةِ وَابْنِ السَّبِیْلِ، وَلاَ نُئْوِیَ فِیْهَا وَلاَ فِیْ مَنَازِلِنَا جَاسُوْسًا وَ أَلَّا نَکْتُمَ أَمْرَ مَنْ غَشَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ أَنْ لَّا نَضْرِبَ نَوَاقِیْسَنَا إِلَّا ضَرْبًا خَفِیًّا فِیْ جَوْفِ کَنَائِسِنَا وَلاَ نُظْهِرَ عَلَیْهَا صَلِیْبًا وَلاَ نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا فِی الصَّلَاةِ وَلاَ الْقِرَاءَةِ فِیْ کَنَائِسِنَا فِیْمَا یَحْضُرُهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَلاَ نُظْهِرَ عَلَیْهَا صَلِیْباً وَلاَ کِتَابَنَا فِیْ سُوْقِ الْمُسْلِمِیْنَ وَأَلَّا نُخْرِجَ بَاعُوْثًا وَلاَ شَعَانِیْنَ وَلاَ نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا مَعَ أَمْوَاتِنَا وَلاَ نُظْهِرَ النِّیْرَانَ مَعَهُمْ فِیْ أَسْوَاقِ الْمُسْلِمِیْنَ ، وَأَلَّا نُجَاوِرَهُمْ بِالْخَنَازِیْرِ وَلاَ نَبِیْعَ الْخُمُوْرَ وَلاَ نُظْهِرَ شُرْکَاءَ وَلاَ نُرَغِّبَ فِیْ دِیْنِنَا وَلاَ نَدْعُوْ إِلَیْهِ أَحَدًا وَلاَ نَتَّخِذَ شَیْئًا مِنَ الرَّقِیْقِ الَّذِیْنَ جَرَتْ عَلَیْهِمْ سِهَامُ الْمُسْلِمِیْنَ، وَأَلَّا نَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَقْرِبَائِنَا إِذَا أَرَادَ الدُّخُوْلَ فِی الْإِسْلَامِ، وَأَنْ نَلْزِمَ زِیَّنَا حَیْثُمَا کُنَّا، وَأَنْ لاَ نَتَشَبَّهَ بِالْمُسْلِمِیْنَ فِیْ لُبْسِ قَلَنْسُوَةٍ وَلاَ عِمَامَةٍ، وَلاَ نَعْلَیْنِ وَلاَ فَرْقِ شَعْرٍ، وَلاَ فِیْ مَرَاکِبِهِمْ وَلاَ نَتَکَلَّمَ بِکَلَامِهِمْ، وَأَنْ لَّانَتَکَنّٰی بِکِنَائِهِمْ. وَأَنْ نَجُزَّ مَقَادِمَ رُؤُسِنَا وَلاَ نُفَرِّقَ نَوَاصِیَنَا. وَنَشُدَّ الزَّنَانِیْرَ عَلٰى أَوْ سَاطِنَا وَلاَ نُنَقِّشَ خَوَاتِیْمَنَا بِالْعَرَبِیَّةِ، وَلاَ نَرْکَبَ السُّرُوْجَ وَلاَ نَتَّخِذَ شَیْئًا مِنَ السَّلَاحِ وَلاَ نَحْمِلَهُ وَلاَ نَتَقَلَّدَ السُّیُوْفَ وَأَنْ نُوَقِّرَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ مَجَالِسِهِمْ، وَنُرْشِدَ الطَّرِیْقَ وَنَقُوْمَ لَهُمْ عَنِ الْمَجَالِسِ إِذَا أَرَادُوْ الْمَجَالِسَ وَلاَ نَطَّلِعَ عَلَیْهِمْ فِیْ مَنَازِلِهِمْ، وَلاَ نُعَلِّمَ أَوْلاَدَنَا الْقُرْآنَ وَلاَ یُشَارِکَ أَحَدٌ مِنَّا مُسْلِمًا فِیْ تِجَارَةٍ إِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ إِلَى الْمُسْلِمِ أَمْرَ التِّجَارَةِ، وَأَنْ نُضِیْفَ کُلَّ مُسْلِمٍ عَابِرِ سَبِیْلٍ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ. وَنُطْعِمَهُ مِنْ أَوْسَطِ مَا نَجِدُ، ضَمِنَّا ذٰلِکَ عَلٰى أَنْفُسِنَا وَذَرَارِیْنَا وَأَزْوَاجِنَا وَمَسَاکِنِنَا، وَإِنْ نَحْنُ غَیَّرْنَا أَوْ خَالَفْنَا عَمَّا شَرَطْنَا عَلٰى أَنْفُسِنَا وَقَبِلْنَا الْأَمَانَ عَلَیْهِ فَلَا ذِمَّةَ لَنَا، وَقَدْ حَلَّ لَکَ مِنَّا مَا یَحِلُّ لِأَهْلِ الْمُعَانَدَةِ وَالشِّقَاقِ. فَکَتَبَ بِذٰلِکَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ فَکَتَبَ لَهُمْ عُمَرُ أَنْ امْضِ لَهُمْ مَا سَأَلُوْهُ، وَأَلْحِقْ فِیْهِ حَرْفَیْنِ. اِشْتَرِطْ عَلَیْهِمْ مَعَ مَا شَرَطُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَنْ لاَ یَشْتَرُوْا مِنْ سَبَایَانَا شَیْئًا، وَمَنْ ضَرَبَ مُسْلِمًا عَمَدًا فَقَدْ خَلَعَ عَهْدَهُ. فَأَنْفَذَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ ذٰلِکَ، وَأَقَرَّ مَنْ أَقَامَ مِنَ الرُّوْمِ فِیْ مَدَائِنِ الشَّامِ عَلٰى هٰذَا الشَّرْطِ. رواه الخلال بإسناده (المغنی لابن قدامة).

اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے بہت سے اہل علم نے بتایا کہ اہل جزیرہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ کو لکھا کہ جب ہم اپنے علاقہ سے آئے تو ہم نے ان شرائط پر آپ سے اپنے

لئے اور اپنے ہم مذہبوں کے لئے امان طلب کی کہ ہم اپنے شہر میں کوئی نیا کنیسہ نہیں بنائیں گے اور نہ ہی شہر کے مضافات میں کوئی نیا گرجا یا راہب کا عبادت خانہ بنائیں گے اور جو کنیسہ اور گرجا منہدم ہو جائے اس کی نئی تعمیر نہیں کریں گے اور نہ ہی ان گرجوں کی تجدید کریں گے جو مسلمانوں کے علاقوں میں ہوں اور دن ہو یا رات ہم مسلمانوں کو اپنے گرجوں میں داخل ہونے سے نہیں روکیں گے۔ اور گزرنے والوں اور مسافروں کے لئے ان کے دروازے کھلے رکھیں گے اور اپنے گرجوں میں اور اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو جگہ نہیں دیں گے اور جو مسلمانوں کو دھوکہ دے اس کی پردہ پوشی نہیں کریں گے اور گرجوں کے گھنٹے صرف گرجوں کے اندر اور وہ بھی آہستہ آواز سے بجائیں گے اور گرجوں پر صلیب کو نمایاں نہیں کریں گے اور جب مسلمان اپنی نماز اور قراءت میں مصروف ہوں تو گرجوں میں شور نہیں کریں گے اور مسلمانوں کے بازاروں میں اپنی صلیب اور کتاب نہیں لے جائیں گے اور نہ اپنی نماز باعوث اور نہ اپنے تہوار شعانین کو اعلانیہ نہیں کریں گے اور اپنے جنازوں کے ساتھ آوازیں بلند نہیں کریں گے اور مسلمانوں کے بازاروں میں اپنے جنازوں کے ساتھ آگ نہیں لے جائیں گے اور مسلمانوں کی طرف خنزیر نہیں لے جائیں گے اور شرابیں فروخت نہیں کریں گے اور (خدا کے ساتھ بنائے ہوئے) شریکوں کا اظہار نہیں کریں گے اور کسی کو بھی نہ اپنے دین کی ترغیب دیں گے اور نہ اس کی دعوت دیں گے اور جو غلام مسلمانوں کے حصے میں آئیں گے ان کو اپنی ملکیت میں نہیں لیں گے اور ہمارا جو بھی رشتہ دار اسلام قبول کرنا چاہے گا اس کو اس سے نہیں روکیں گے اور ہم جہاں بھی ہوں گے صفائی ستھرائی کو لازم رکھیں گے۔

اور ٹوپی اور عمامہ پہننے میں اور جوتی پہننے میں اور مانگ نکالنے میں اور سواریوں میں مسلمانوں کی مشابہت نہیں کریں گے اور مسلمانوں کا سا طرز کلام اختیار نہ کریں گے اور ان کی سی کنیت نہ رکھیں گے اور اپنے سروں کے اگلے بال کاٹ کر رکھیں گے اور اگلے حصہ میں مانگ نہ نکالیں گے اور اپنے جسموں کے بیچ میں زنار باندھیں گے اور اپنی مہر میں عربی الفاظ نقش نہ کرائیں گے اور گھوڑے پر زین لگا کر نہ بیٹھیں گے اور نہ ہتھیار رکھیں گے اور نہ اٹھائیں گے اور نہ تلوار لگائیں گے اور مسلمانوں کی ان کی مجالس میں توقیر کریں گے اور مسلمانوں کو (ضرورت ہو گی تو) راہ بتائیں گے اور مسلمان ہماری مجالس کی طرف آئیں تو ہم (ان کے اکرام میں) کھڑے ہوں گے اور ہم مسلمانوں کے گھروں میں نہ جھانکیں گے اور اپنی اولاد کو قرآن نہ سکھائیں گے اور ہم میں سے کوئی مسلمان کے ساتھ تجارت میں شریک نہ ہو گا مگر جبکہ تجارت اصل مسلمان کرنے والا ہو اور ہم ہر مسلمان مسافر کی تین دن تک میزبانی کریں گے اور اپنی استطاعت بھر متوسط درجہ کا کھانا کھلائیں گے۔ ان باتوں کے ہم اور ہماری اولاد اور ہماری بیویاں اور ہمارے گھر ذمہ دار ہیں۔ اگر ہم ان شرطوں میں کوئی تبدیلی کریں یا ان شرائط کی مخالفت کریں جو ہم نے

اپنے اوپر قبول کی ہیں اور جن پر ہم نے امان حاصل کی ہے تو ہمارے لئے ذمہ نہ ہوگا اور ہمارے حق میں وہ سب سزائیں جائز ہوں گی جو دشمنی اور مخالفت کرنے والوں کے لئے جائز ہوتی ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ نے یہ تفصیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ (مذکورہ شرطوں پر) ان کا مطالبہ مان لو اور دو مزید شرطوں کا اضافہ کر دو۔ ایک یہ کہ وہ ہمارا کوئی غلام نہیں خریدیں گے اور دوسرے یہ کہ جس نے کسی مسلمان کو عمداً مار پیٹ کی اس کا ذمہ ساقط ہو جائے گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ نے یہ شرائط نافذ کر دیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ، هٰذَا كِتَابٌ مِنۡ خَالِدِ بۡنِ الۡوَلِيۡدِ لِأَهۡلِ الۡحِيۡرَةِ، إِنَّ خَلِيۡفَةَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَبَابَكۡرِ الصِّدِّيۡقَ رضی اللہ عنہ أَمَرَنِىۡ أَنۡ أَسِيۡرَ بَعۡدَ مُنۡصَرَفِىۡ مِنۡ أَهۡلِ الۡيَمَامَةِ إِلٰى أَهۡلِ الۡعِرَاقِ مِنَ الۡعَرَبِ وَالۡعَجَمِ بِأَنۡ أَدۡعُوَهُمۡ إِلَى اللّٰهِ جَلَّ ثَنَائُهٗ وَإِلٰى رَسُوۡلِهٖ عَلَيۡهِ السَّلَامُ وَأُبَشِّرَهُمۡ بِالۡجَنَّةِ وَأُنۡذِرَهُمۡ مِنَ النَّارِ، فَإِنۡ أَجَابُوۡا فَلَهُمۡ مَا لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ وَعَلَيۡهِمۡ مَا عَلَى الۡمُسۡلِمِيۡنَ، وَإِنِّىۡ انۡتَهَيۡتُ إِلَى الۡحِيۡرَةِ فَخَرَجَ إِلَىَّ إِيَاسُ بۡنُ قُبَيۡصَةَ الطَّائِىُّ فِىۡ أُنَاسٍ مِنۡ أَهۡلِ الۡحِيۡرَةِ مِنۡ رُؤَسَائِهِمۡ، وَإِنِّىۡ دَعَوۡتُهُمۡ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوۡلِهٖ فَأَبَوۡا أَنۡ يُجِيۡبُوۡا، فَعَرَضۡتُ عَلَيۡهِمُ الۡجِزۡيَةَ أَوِ الۡحَرۡبَ فَقَالُوۡا لَا حَاجَةَ لَنَا بِحَرۡبِكَ، وَلٰكِنۡ صَالِحۡنَا عَلٰى مَا صَالَحۡتَ عَلَيۡهِ غَيۡرَنَا مِنۡ أَهۡلِ الۡكِتَابِ، وَإِنِّىۡ نَظَرۡتُ فِىۡ عِدَّتِهِمۡ فَوَجَدۡتُ عِدَّتَهُمۡ سَبۡعَةَ آلَافِ رَجُلٍ، ثُمَّ مَيَّزۡتُهُمۡ فَوَجَدۡتُ مَنۡ كَانَتۡ بِهٖ زَمَانَةٌ أَلۡفَ رَجُلٍ فَأَخۡرَجۡتُهُمۡ مِنَ الۡعِدَّةِ، فَصَارَ مَنۡ وَقَعَتۡ عَلَيۡهِ الۡجِزۡيَةُ سِتَّةَ آلَافٍ فَصَالَحُوۡنِىۡ عَلٰى سِتِّيۡنَ أَلۡفًا، وَشَرَطۡتُ عَلَيۡهِمۡ أَنَّ عَلَيۡهِمۡ عَهۡدَ اللّٰهِ وَمِيۡثَاقَهُ الَّذِىۡ أَخَذَ عَلٰى أَهۡلِ التَّوۡرَاةِ وَالۡإِنۡجِيۡلِ أَنۡ لَا يُخَالِفُوۡا وَلَا يُعِيۡنُوۡا كَافِرًا عَلٰى مُسۡلِمٍ مِنَ الۡعَرَبِ، وَلَا مِنَ الۡعَجَمِ وَلَا يَدُلُّوۡهُمۡ عَلٰى عَوۡرَاتِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ فَإِنۡ هُمۡ خَالَفُوۡا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمۡ وَلَا أَمَانَ، وَإِنۡ هُمۡ حَفِظُوۡا ذٰلِكَ وَرَعَوۡهُ وَأَدَّوۡهُ إِلَى الۡمُسۡلِمِيۡنَ فَلَهُمۡ مَا لِلۡمُعَاهِدِ وَعَلَيۡنَا الۡمَنۡعُ لَهُمۡ، فَإِنۡ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيۡنَا فَهُمۡ عَلٰى ذِمَّتِهِمۡ، لَهُمۡ بِذٰلِكَ عَهۡدُ اللّٰهِ وَمِيۡثَاقُهٗ أَشَدَّ مَا أُخِذَ عَلٰى نَبِىٍّ مِنۡ عَهۡدٍ أَوۡ مِيۡثَاقٍ، وَعَلَيۡهِمۡ مِثۡلُ ذٰلِكَ لَا يُخَالِفُوۡا، فَإِنۡ غَلَبُوۡا فَهُمۡ فِىۡ سَعَةٍ يَسَعُهُمۡ مَا وَسِعَ أَهۡلَ الذِّمَّةِ وَلَا يَحِلُّ فِيۡمَا أُمِرُوۡا بِهٖ أَنۡ يُخَالِفُوۡا، وَجَعَلۡتُ لَهُمۡ أَيُّمَا شَيۡخٍ ضَعُفَ عَنِ الۡعَمَلِ أَوۡ أَصَابَتۡهُ آفَةٌ مِنَ الۡآفَاتِ أَوۡ كَانَ غَنِيًّا فَافۡتَقَرَ وَصَارَ أَهۡلُ دِيۡنِهٖ يَتَصَدَّقُوۡنَ عَلَيۡهِ طَرَحۡتُ جِزۡيَتَهٗ، وَعِيۡلَ مِنۡ بَيۡتِ مَالِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَعِيَالُهٗ مَا أَقَامَ بِدَارِ الۡهِجۡرَةِ وَدَارِ الۡإِسۡلَامِ، فَإِنۡ خَرَجُوۡا إِلٰى غَيۡرِ دَارِ الۡهِجۡرَةِ وَدَارِ الۡإِسۡلَامِ فَلَيۡسَ عَلَى الۡمُسۡلِمِيۡنَ النَّفَقَةُ عَلٰى عِيَالِهِمۡ، وَأَيُّمَا عَبۡدٍ مِنۡ عَبِيۡدِهِمۡ أَسۡلَمَ أُقِيۡمَ فِىۡ أَسۡوَاقِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ، فَبِيۡعَ بِأَعۡلٰى مَا يُقۡدَرُ عَلَيۡهِمۡ فِىۡ غَيۡرِ الۡوَكۡسِ وَلَا تَعۡجِيۡلٍ، وَدُفِعَ ثَمَنُهٗ إِلٰى صَاحِبِهٖ

وَلَهُمْ كُلُّ مَا لَبِسُوا مِنَ الزِّيِّ إِلَّا زِيَّ الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّتَشَبَّهُوا بِالْمُسْلِمِيْنَ فِيْ لِبَاسِهِمْ وَأَيُّمَا رَجُلٍ وُجِدَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ مِنْ زِيِّ الْحَرْبِ سُئِلَ عَنْ لُبْسِهِ ذٰلِكَ، فَإِنْ جَاءَ مِنْهُ بِمَخْرَجٍ وَإِلَّا عُوقِبَ بِقَدْرِ مَا عَلَيْهِ مِنْ زِيِّ الْحَرْبِ، وَشَرَطْتُ عَلَيْهِمْ جِبَايَةَ مَا صَالَحْتُهُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلٰى بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ عَمَّا لَهُمْ مِنْهُمْ، فَإِنْ طَلَبُوْا عَوْنًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أُعِيْنُوا بِهِ، وَمَئُوْنَةُ الْعَوْنِ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ. (کتاب الخراج لابی یوسف)

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ اہل حیرہ کے لئے حضرت خالد بن ولید ﷛ کی جانب سے لکھی گئی تحریر نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خالد بن ولید کی جانب سے اہل حیرہ کے لئے تحریر ہے۔ اہل یمامہ کے ساتھ جنگ سے فارغ ہو کر میری واپسی کے بعد خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے مجھے عراق عرب اور عراق عجم کی جانب جانے کا حکم دیا کہ میں وہاں کے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دوں اور ان کو (اسلام قبول کرنے پر) جنت کی خوشخبری دوں اور (قبول نہ کرنے پر) جہنم کی آگ سے ڈراؤں۔ پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں کی ہیں۔ میں جب حیرہ پہنچا تو وہاں کے دیگر سرداروں کے ساتھ ایاس بن قبیصہ میرے پاس آیا۔ میں نے ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔ پھر میں نے ان پر جزیہ دینے یا جنگ کرنے کو پیش کیا تو انہوں نے کہا ہمیں آپ لوگوں سے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ جن شرائط پر آپ نے دیگر اہل کتاب کے ساتھ صلح کی ہے ان پر ہم سے بھی صلح کر لیجئے۔ میں نے ان لوگوں کی گنتی کی تو یہ سات ہزار مرد نکلے۔ پھر میں نے ان کو پرکھا تو ان میں سے ایک ہزار مرد ایسے پائے جو کسی درجہ میں اپاہج تھے۔ ان کو میں نے گنتی سے نکال دیا اور جن لوگوں پر جزیہ آیا وہ چھ ہزار ہوئے۔ انہوں نے مجھ سے ساٹھ ہزار درہم جزیہ پر صلح کی۔ میں نے ان پر شرط کی کہ ان کے ذمہ وہی عہد و میثاق ہے جو اللہ نے اہل تورات اور اہل انجیل سے لیا تھا کہ وہ عہد کی مخالفت نہ کریں گے اور کسی بھی عربی یا عجمی مسلمان کے خلاف کسی کافر کی مدد نہ کریں گے اور نہ ہی کافروں کو مسلمانوں کی کمزوریاں بتائیں گے۔ اگر وہ عہد کی خلاف ورزی کریں گے تو ان کو ذمہ اور امان حاصل نہ ہوں گے اور اگر وہ عہد کی حفاظت و رعایت کریں گے اور مسلمانوں کو جزیہ ادا کریں گے تو صلح کے تمام حقوق ان کو حاصل ہوں گے اور ہم مسلمانوں کے ذمہ (ان کے دشمنوں سے) ان کی حفاظت ہوگی۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں دشمنوں پر مزید فتح دی تو یہ اپنے ذمہ میں رہیں گے اور ان کو اللہ کا ایسا پختہ ترین عہد حاصل ہوگا جو کسی نبی سے لیا گیا ہو اور ان پر بھی اسی طرح پختہ

طور پر لازم ہوگا کہ یہ صلح کی شرائط کی مخالفت نہ کریں اور اگر دشمن (ہم پر) غالب آجائیں (اور ہمیں پسپائی اختیار کرنی پڑے) تو ان کو بھی وہی گنجائش حاصل ہوگی جو (ایسی صورت میں) ذمیوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کو جن باتوں کا حکم دیا جائے ان کی خلاف ورزی کریں۔ اور میں نے ان کے لئے یہ شق رکھی ہے کہ جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے کام کاج کرنے سے عاجز ہو جائے یا اس پر کوئی آفت آجائے یا پہلے مالدار تھا پھیر فقیر ہو گیا اور اس کے ہم مذہب لوگ اس پر صدقہ کرنے لگیں تو اس سے جزیہ ہٹا دیا جائے گا اور مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی اور اس کے گھر والوں کی کفالت کی جائے گی۔ یہ کفالت اس وقت تک ہوگی جب تک یہ لوگ دارالاسلام میں رہیں گے۔ اور اگر یہ لوگ دارالاسلام سے نکل کر کہیں اور (یعنی دارالحرب میں) چلے جائیں تو ان کے عیال کا خرچہ مسلمانوں کے ذمہ نہ ہوگا۔ اور ان کے غلاموں میں سے جو غلام بھی مسلمان ہو جائے گا اس کو (ان ذمیوں کی ملکیت میں نہ چھوڑا جائے گا بلکہ اس کو) مسلمانوں کی منڈی میں لایا جائے گا اور جلد بازی اور نقصان کیئے بغیر اس کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت لگ سکے گی اس کی عوض فروخت کر کے وہ قیمت ان کو دے دی جائے گی۔ ان کو حربی لباس کے علاوہ اور لباس پہننے کی اجازت ہوگی جب تک اس میں مسلمان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔ اگر ان میں سے کوئی شخص حربی لباس پہنے پایا گیا تو اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اگر اس کے پاس کوئی معقول عذر ہوگا تو خیر ورنہ اس کے مناسب سزا پائے گا۔ اور میں نے ان پر (یہ بھی) شرط کی ہے کہ جس مال پر میں نے ان سے صلح کی ہے وہ یہ مال مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروائیں گے۔ اگر (کبھی) یہ مسلمانوں سے مدد طلب کریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی اور مدد کا خرچہ مسلمانوں کے بیت المال کے ذمہ ہوگا۔

باب: 58

باغیوں کے احکام

باغی کس کو کہتے ہیں

شریعت کی نظر میں باغی اس مسلمان کو کہتے ہیں جو اس حاکم کے خلاف جو شریعت کی رو سے برحق ہو ناحق خروج، کرے اور جنگ کرے اگرچہ اس کا اقدام اجتہادی خطا کی بنیاد پر ہی ہو۔

عَنْ عَرْفَةَ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ الْجَمْعُ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ أَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (مسلم و احمد)

حضرت عرفہ اشجعی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو تمہارے پاس آئے اور تمہیں (اپنے برحق حاکم کے خلاف کسی) اور شخص پر اکٹھا ہونے کو کہے۔ اس سے اس کی غرض تمہاری جمعیت اور اتفاق کو توڑنا ہو تو اس کو قتل کردو۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ فِيْهِ مِنَ اللّٰهِ بُرْهَانٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی دل کی خوشی ہو یا ناگواری ہو اور تنگی ہو یا آسانی ہو حکمرانوں کا حکم سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے اور اپنے اوپر ان کو ترجیح دیں گے اور ان سے جھگڑا نہیں کریں گے مگر جبکہ تم ان سے کھلا کفر دیکھو (اور) اس بارے میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی (کتاب وسنت میں) کھلی دلیل ہو۔

باغیوں کو اطاعت کی دعوت دینا مستحب ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُوْرِيَّةُ اِعْتَزَلُوْا فِيْ دَارٍ وَكَانُوْا سِتَّةَ آلَافٍ، فَقُلْتُ

لِعَلِيّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! أَبْرِدْ بِالصَّلَاةِ لَعَلِّي أُكَلِّمُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ، قَالَ: إِنِّي أَخَافُهُمْ عَلَيْكَ. قُلْتُ كَلَّا! فَلَبِسْتُ ثِيَابِي وَمَضَيْتُ إِلَيْهِمْ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ دَارَهُمْ. وَهُمْ مُجْتَمِعُوْنَ فِيهَا. فَقَالُوْا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَاجَاءَ بِكَ قُلْتُ: أَتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، مِنْ عِنْدِ ابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ وَصِهْرِهِ وَعَلَيْهِمْ نَزَلَ الْقُرْآنُ وَهُمْ أَعْرَفُ بِتَأْوِيْلِهِ مِنْكُمْ، وَلَيْسَ فِيْكُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، جِئْتُ لِأُبَلِّغَكُمْ مَا يَقُوْلُوْنَ وَأُبَلِّغَهُمْ مَا تَقُوْلُوْنَ، فَانْتَحىٰ لِيْ نَفَرٌ مِنْهُمْ قُلْتُ هَاتُوْا مَا نَقَمْتُمْ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَابْنِ عَمِّهِ وَخَتَنِهِ وَأَوَّلِ مَنْ آمَنَ بِهِ قَالُوْا ثَلَاثٌ. قُلْتُ: مَا هِيَ! قَالُوْا إِحْدَاهُنَّ أَنَّهُ حَكَّمَ الرِّجَالَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ، وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى " إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ " قُلْتُ: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ قَالُوْا: أَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّهُ قَاتَلَ وَلَمْ يَسْبِ وَلَمْ يَغْنَمْ فَإِنْ كَانُوْا كُفَّارًا فَقَدْ حَلَّتْ لَنَا نِسَائُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ، وَإِنْ كَانُوْ مُؤْمِنِيْنَ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاءُ هُمْ، قُلْتُ: هٰذِهِ أُخْرىٰ، قَالُوْا وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَإِنَّهُ مَحَا نَفْسَهُ مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنَّهُ يَكُوْنُ أَمِيْرَ الْكَافِرِيْنَ، قُلْتُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ غَيْرُ هٰذَا! قَالُوْا حَسْبُنَا هٰذَا . قُلْتُ لَهُمْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَرَأْتُ عَلَيْكُمْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَحَدَّثْتُكُمْ عَنْ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ مَا يَرُدُّ قَوْلَكُمْ هَلْ تَرْجِعُوْنَ! قَالُوْا: أَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قُلْتُ: وَأَمَّا قَوْلُكُمْ: إِنَّهُ حَكَّمَ الرِّجَالَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ فَأَنَا أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ أَنْ قَدْ صَيَّرَ اللّٰهُ حُكْمَهُ إِلَى الرِّجَالِ فِيْ أَرْنَبٍ ثَمَنُهَا رُبْعُ دِرْهَمٍ قَالَ لَا تَقْتُلُوْا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ. إِلٰى قَوْلِهِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ، وَقَالَ فِي الْمَرْأَةِ وَزَوْجِهَا: وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا. أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَحُكْمُ الرِّجَالِ فِيْ حَقْنِ دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَإِصْلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ أَحَقُّ أَمْ فِيْ أَرْنَبٍ ثَمَنُهَا رُبْعُ دِرْهَمٍ؟ قَالُوْ أَللّٰهُمَّ بَلْ فِيْ حَقْنِ دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَإِصْلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ. قُلْتُ: أَ خَرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ قَالُوْا أَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قُلْتُ وَأَمَّا قَوْلُكُمْ إِنَّهُ قَاتَلَ وَلَمْ يَسْبِ وَلَمْ يَغْنَمْ، أَتَسْبُوْنَ أُمَّكُمْ عَائِشَةَ فَتَسْتَحِلُّوْنَ مِنْهَا مَا تَسْتَحِلُّوْنَ مِنْ غَيْرِهَا وَهِيَ أُمُّكُمْ لَئِنْ فَعَلْتُمْ فَقَدْ كَفَرْتُمْ. فَإِنْ قُلْتُمْ: لَيْسَتْ أُمَّنَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ فَأَنْتُمْ بَيْنَ ضَلَالَتَيْنِ فَأْتُوْا مِنْهَا بِمَخْرَجٍ أَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ الْأُخْرىٰ؟ قَالُوْا أَللّٰهُمَّ نَعَمْ. قُلْتُ وَأَمَّا قَوْلُكُمْ إِنَّهُ مَحَا نَفْسَهُ مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ كِتَابًا فَقَالَ: أُكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ. فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلٰكِنْ أُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ، يَا عَلِيُّ! أُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ وَقَدْ مَحَا نَفْسَهُ، وَلَمْ يَكُنْ

مَحْوُهُ ذٰلِکَ مَحْوًا مِنَ النُّبُوَّةِ أَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ الْأُخْرٰی قَالُوْا أَللّٰهُمَّ نَعَمْ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَلْفَانِ وَبَقِیَ سَائِرُهُمْ فَقُتِلُوْا عَلٰی ضَلَالَتِهِمْ قَتَلَهُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ. (النسائی فی سننه الکبری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب خارجیوں نے خروج کیا تو وہ ایک حویلی میں جمع ہوئے اور اس وقت ان کی تعداد چھ ہزار کی تھی۔ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ (ظہر کی) نماز کو ٹھنڈا کر کے (تاخیر کے ساتھ) پڑھئے گا اتنی دیر میں میں ان (خارجی) لوگوں سے کچھ بات کر لوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تم پر ان لوگوں سے خوف ہے (کہ کہیں تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں) میں نے کہا ہرگز نہیں (آپ اس کا اندیشہ نہ کریں)۔ میں نے اپنے کپڑے تبدیل کئے اور جا کر خارجیوں کی حویلی میں داخل ہوا جہاں وہ سب جمع تھے۔ اانہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا اے ابن عباس خوش آمدید۔ آپ کیسے آئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر اور انصار صحابہ کے پاس سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد کے پاس سے آیا ہوں جن پر قرآن نازل ہوا اور جو تم سے زیادہ قرآن کا مطلب جانتے ہیں۔ تمہاری جماعت میں ان میں سے کوئی ایک بھی تو نہیں ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے صحیح عالموں میں سے تمہیں کسی کی موافقت وحمایت حاصل نہیں۔ سب ہی تمہارے مخالف ہیں) اور میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ ان کی بات تم تک پہنچاؤں اور تمہاری بات ان تک پہنچاؤں۔ (میرے اتنا کہنے پر) ان کے لوگ میرے ساتھ ایک طرف کو ہو گئے۔ میں نے (ان سے) کہا لاؤ مجھے بتاؤ کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں اور آپ کے چچا زاد بھائی اور داماد اور (بچوں میں) سب سے اول اسلام لانے والے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) میں کیا عیب پاتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تین عیب پاتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے دین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم بنایا حالانکہ اللہ تعالیٰ (قرآن پاک میں) فرماتے ہیں اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (کہ حکم تو صرف اللہ کا ہے) میں نے کہا اچھا یہ ایک عیب ہوا۔ وہ بولے دوسرا عیب یہ ہے کہ حضرت علی نے جنگ تو کی لیکن نہ کسی کو قید کیا اور نہ (مخالفوں کے) مال (کو بطور) غنیمت لیا۔ حالانکہ اگر وہ مخالف کافر تھے تو ان کی عورتیں اور ان کے اموال ہمارے لئے حلال ہیں اور اگر وہ مومن تھے تو ان کا خون بہانا ہم پر حرام تھا۔ میں نے کہا (چلو) یہ دوسرا عیب (اور اعتراض ہوا) وہ بولے تیسرا عیب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ مٹایا۔ اگر یہ مومنین کے امیر نہیں تو یہ کافروں کے امیر ہوئے۔ میں نے پوچھا کیا ان کے علاوہ بھی تمہارا کوئی اعتراض ہے۔ انہوں نے جواب دیا (نہیں) ہمیں یہی اعتراض اور عیب کافی ہیں۔ میں نے کہا یہ بتاؤ میں اگر تمہارے اعتراضوں کے جواب اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے دے دو تو کیا تم اپنی روش چھوڑ دو گے (اور حق کو اختیار کر لو

گے۔) انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔

میں نے کہاں جہاں تک تمہارے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین (کے مسئلہ) میں لوگوں کو حکم بنایا ہے تو (اس کے جواب میں) میں کتاب اللہ کی یہ بات بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے چوتھائی درہم کی قیمت کے خرگوش میں حکم کا اختیار لوگوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ الآیۃ (اے ایمان والو حالت احرام میں شکار نہ مارو۔ اور تم میں سے جو کوئی مارے جان بوجھ کر تو اس پر بدلہ ہے اس مارے ہوئے کے برابر چوپایوں میں سے جس کو تم میں سے دو معتبر آدمی تجویز کریں) اور اسی طرح عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں فرمایا وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا (اور اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو مقرر کرو ایک حکم مرد والوں میں سے اور ایک حکم عورت والوں میں سے۔ اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ ان دونوں میں موافقت کر دے گا) میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کے خون اور جان کے بارے اور ان کی آپس میں صلح کے بارے میں انسانوں کا حکم زیادہ لائق ہے یا چوتھائی درہم قیمت کے خرگوش کے بارے میں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں لوگوں کے جانوں اور ان کی صلح کے بارے میں زیادہ لائق ہے۔ (اس پر) میں نے پوچھا کیا میں اس اعتراض کے جواب سے سبکدوش ہو گیا انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ میں نے کہا رہا تمہارا یہ (دوسرا) اعتراض کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی لیکن (مخالفوں کو) نہ قیدی بنایا اور نہ ان کے مال کو مال غنیمت بنایا تو (اس کے جواب میں میں پوچھتا ہوں کہ) کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بناؤ گے اور باوجود یکہ وہ تمہاری ماں ہیں تم ان کو دیگر عورتوں کی طرح حلال سمجھو گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تب بھی تم کفر کرو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ (نبی سے مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ تعلق ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں) تو تم تو دونوں صورتوں میں گمراہی میں ہو۔ اب اس سے اپنی خلاصی کی کوئی راہ بتاؤ۔ (ہاں) کیا میں اس دوسرے اعتراض کے جواب سے بھی سبکدوش ہو گیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ میں نے کہا رہا تمہارا (تیسرا) اعتراض کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (تحریر میں) اپنے سے امیر المومنین کے لفظ کو مٹا دیا تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور قریش کے درمیان معاہدہ لکھوایا تو فرمایا لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اس پر قریش نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے اس لئے آپ (اپنے بارے میں صرف) محمد بن عبداللہ لکھوائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم مجھے جھٹلاؤ۔ (پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ جو معاہدہ لکھ رہے تھے ان سے فرمایا) اے علی تم محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہیں بہتر ہیں اپنے نام سے رسول اللہ کے لفظ کو مٹایا۔ لیکن اس کو مٹانے سے اپنی نبوت کو تو نہیں مٹا دیا۔ (ایسے ہی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سے امیر المومنین کا لفظ مٹایا تو اپنی امارت و خلافت کو تو نہیں مٹا دیا۔ (ہاں بولو) کیا میں اس اعتراض کے جواب سے بھی سبکدوش ہوگیا۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔

تو ان خارجیوں میں سے دو ہزار نے توبہ کر لی باقی اپنی گمراہی پر قائم رہے اور اسی گمراہی کی وجہ سے جنگ نہروان میں قتل کئے گئے اور مہاجر و انصار صحابہ ہی نے ان کو قتل کیا۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ فَكَانُوْا لَا يُجْهِزُوْنَ عَلٰى جَرِيْحٍ وَلَا يَقْتُلُوْنَ مُوَلِّيًا وَلَا يَسْلِبُوْنَ قَتِيْلًا (حاکم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والی) جنگ صفین میں حاضر تھا لوگ نہ تو کسی زخمی کو اور نہ کسی واپس جانے والے کو قتل کرتے تھے اور نہ مقتول کا مال لیتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهٗ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ لَا تَتَّبِعُوْا مُدْبِرًا وَلَا تُجْهِزُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ وَ مَنْ أَلْقَى السَّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ (ابن ابی شیبہ)

عبد خیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں فرمایا واپس جانے والے کا پیچھا نہ کرو اور زخمی کو قتل نہ کرو اور جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيَهٗ فَنَادٰى يَوْمَ الْبَصْرَةِ لَا يُتْبَعُ مُدْبِرٌ وَلَا يُذَفَّفُ عَلٰى جَرِيْحٍ وَلَا يُقْتَلُ أَسِيْرٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهٗ وَأَلْقٰى سَلَاحَهٗ فَهُوَ آمِنٌ وَلَمْ يَاخُذْ مِنْ مَتَاعِهِمْ شَيْئًا (ابن ابی شیبہ)

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے منادی کو حکم دیا تو جنگ جمل میں اس نے یہ اعلان کیا کہ پیچھے بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے اور زخمی کو اور قیدی کو قتل نہ کیا جائے، اور جو اپنا دروازہ بند کر لے اور اپنے ہتھیار ڈال دے تو اس کو امن ہے اور باغیوں کا کچھ سامان نہ لیا جائے گا۔

بغاوت کے دوران جان و مال کے اتلاف پر تاوان نہیں

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ هِشَامٍ كَتَبَ إِلَيْهِ يَسْأَلُهٗ عَنِ امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ عِنْدِ زَوْجِهَا

وَشَهِدَتْ عَلٰی قَوْمِهَا بِالشِّرْکِ وَلَحِقَتْ بِالْحَرُوْرِيَّةِ فَتَزَوَّجَتْ ثُمَّ أَنَّهَا رَجَعَتْ إِلٰی اَهْلِهَا تَائِبَةً قَالَ فَکَتَبَ إِلَيْهِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْفِتْنَةَ الْأُوْلٰی ثَارَتْ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا کَثِيْرٌ فَاجْتَمَعَ رَايُهُمْ عَلٰی أَنْ لَّا يُقِيْمُوْا عَلٰی أَحَدٍ حَدًّا فِیْ فَرْجٍ اِسْتَحَلُّوْهُ بِتَاوِيْلِ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ يُوْجَدَ شَیْءٌ بِعَيْنِهٖ فَيُرَدُّ عَلٰی صَاحِبِهٖ وَإِنِّیْ أَرٰی أَنْ تُرَدَّ إِلٰی زَوْجِهَا وَأَنْ يُّحَدَّ مَنِ افْتَرٰی عَلَيْهَا (عبدالرزاق)

امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن ہشام نے ان سے لکھ کر ایسی (مسلمان) عورت کا حکم پوچھا جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی گئی اور اپنی قوم کے مشرک ہونے کا کہہ کر خارجیوں کے ساتھ مل گئی اور انہی کے ایک شخص کے ساتھ نکاح کر لیا۔ بعد میں توبہ کر کے وہ اپنے سابقہ گھر میں دوبارہ آ گئی۔ امام زہری رحمہ اللہ نے سلیمان بن ہشام کو جواب میں لکھا کہ پہلا فتنہ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باغیوں کے ہاتھوں شہادت کا فتنہ) اٹھا تو اس وقت بدری صحابہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ان سب کی یہ متفقہ رائے ہوئی کہ اگر کسی نے قرآن پاک کی تاویل کر کے کسی عورت کو اپنے لئے حلال سمجھا تو اس پر حد زنا جاری نہ ہوگی (اور نہ ہی کسی کا مال لینے پر حد جاری ہوگی) البتہ جو شے بعینہٖ پائی جائے تو وہ اس کے مالک کو لوٹا دی جائے گی اور میری رائے یہ ہے کہ یہ عورت اس کے اصل شوہر کو واپس کر دی جائے اور جو کوئی اس پر تہمت لگائے اس کو تہمت کی حد لگائی جائے۔

باغیوں نے اپنے دور اقتدار میں جو زکوٰۃ وصدقہ وصول کیا ہو اس کی دوبارہ ادائیگی ضروری نہیں

عَنِ الزُّهَرِیِّ فِیْ رَجُلٍ زَکَّتِ الْحَرُوْرِيَّةُ مَالَهٗ هَلْ عَلَيْهِ حَرَجٌ فَقَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرٰی أَنَّ ذٰلِکَ يَقْضِیْ عَنْهُ (کتاب الاموال لابی عبید)

خارجی (جو کہ باغی بھی تھے) اگر کسی شخص سے اس کے مال کی زکوٰۃ وصول کر لیں تو اس کے بارے میں امام زہری رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اس سے اس شخص کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

باب: 59

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

دین میں جن کاموں کے کرنے کو کہا گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں ان کو معروف یعنی نیکی کہا جاتا ہے اور جو کام ایسے ہیں جن کا کرنا دین میں منع ہے ان کو منکر یعنی برائی کہا جاتا ہے۔ معروف میں فرائض، واجبات سنن، اور مستحبات سب داخل ہیں اور منکر میں حرام، مکروہ (تحریمی وتنزیہی) سب داخل ہیں۔

کسی دوسرے کو نیکی کے کام کی تلقین کرنے کو امر بالمعروف کہتے ہیں اور دوسرے کو برائی کے کام سے روکنے کو نہی عن المنکر کہتے ہیں۔

دیکھنے والے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ.

(ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنی جانب سے کوئی عذاب بھیج دے پھر تم (اس عذاب کو ہٹانے کیلئے) اللہ سے دعا کرو لیکن تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔

طاقت کے بقدر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے درجے

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ. (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو وہ اس کو اپنے (قوت) بازو سے بدل ڈالے (بایں طور کہ اگر شراب پی جارہی ہو تو شراب کو بہا دے اور ساز بجائے جارہے ہوں تو ان کو توڑ ڈالے اور کوئی کسی کا مال زبردستی چھین رہا ہو تو اس سے لے کر واپس مالک کو دیدے اور جاندار کی تصویریں بنا رہا ہو یا لگا رہا ہو تو اس سے چھین کر ان کو پھاڑ ڈالے) اور اگر (برائی کا کرنے والا اس سے زیادہ زور آور ہو اور اس وجہ سے) قوت بازو سے بدلنے کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے (وعظ و نصیحت کر کے) اس کو بدلنے کی کوشش کرے (تاکہ برائی کرنے والا اس برائی کو چھوڑ دے) اور اگر زبان سے روکنے کی بھی طاقت نہ ہو (یا حالات ایسے ہوں کہ زبان سے کہنے پر کسی فائدہ کی توقع نہ ہو) تو اپنے دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے (کیونکہ آدمی اگر برائی کو برائی بھی نہ سمجھے بلکہ برائی کو اچھائی سمجھنے لگے اور اس پر راضی ہو جائے تو یہ کفر کا درجہ ہے)۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَأٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ...... (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی برائی (ہوتے) دیکھے تو اس کو بدل ڈالے (یعنی مٹا دے اور چونکہ اصل مقصود ہوتی ہوئی برائی کو ختم کرنا ہے روکنے والے افراد کی تعداد مقصود نہیں ہے اس لئے اگر کئی آدمیوں نے کوئی برائی ہوتے دیکھی لیکن ان میں سے صرف ایک نے اپنی طاقت کے زور پر وہ برائی ختم کرا دی تو مقصود حاصل ہو گیا اور دوسروں سے حکم ختم ہو جائے گا۔ ایسی ہی صورت کو فرض کفایہ کہتے ہیں)۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت کے ہوتے ہوئے اس کو ترک کرنے پر عذاب کا نزول

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ فِیْ قَوْمٍ یَعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی أَنْ یُّغَیِّرُوْا عَلَیْهِ وَلَا یُغَیِّرُوْنَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ یَّمُوْتُوْا. (ابو داؤد)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کسی قوم میں کوئی شخص ہو جو گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو اور قوم کے لوگ اس کو (قوت بازو سے یا زبان سے) روکنے پر

قدرت رکھتے ہوں لیکن پھر بھی نہ روکتے ہوں تو ان لوگوں کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب نازل فرماتے ہیں۔

کن حالات میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑ سکتے ہیں

عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَلَیْکُمْ أَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَلْ اِئْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ حَتّٰی إِذَا رَأَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًی مُتَّبَعًا وَدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَایٍ بِرَایِهٖ وَرَأَیْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَکَ مِنْهُ فَعَلَیْکَ نَفْسَکَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ وَرَائَکُمْ أَیَّامَ الصَّبْرِ.

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ.** (تم پر لازم ہے اپنی جان کی فکر۔ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جب کہ تم ہدایت پر ہو)۔ کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں (رسول اللہ ﷺ سے) پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا بھلائی پر عمل کرتے رہو (جس میں خود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی شامل ہے) اور برائی سے اجتناب کرتے رہو (جس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک بھی شامل ہے) یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ (عام طور سے) بخل کی اطاعت کی جا رہی ہو اور خواہش نفس کی پیروی کی جا رہی ہو اور دنیا (کے جاہ و مال) کو (آخرت پر) ترجیح دی جا رہی ہو اور (شرعی دلائل سے ہٹ کر) ہر ذی رائے اپنی رائے کو ہی اچھا سمجھتا ہو اور تم دیکھو کہ (ایسے میں لوگوں کی مخالطت سے) خود تم میں یہ برائیاں ضرور پیدا ہو جائیں گی تو پھر عام لوگوں کے معاملہ کو چھوڑ دو (یعنی ان سے ملنا جلنا اور ان کو کہنا سننا چھوڑ دو) کیونکہ آگے جو زمانے آ رہے ہیں وہ صبر کرنے کے زمانے ہیں۔

جو دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے لیکن خود عمل کرنے کی فکر بھی نہ کرے

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْهَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرُحَاهُ فَیَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُوْنَ أَیْ فُلَانُ مَاشَانُکَ أَلَیْسَ کُنْتَ تَامُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ آمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِیْهِ وَ أَنْهَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَآتِیْهِ. (بخاری و مسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں تیزی سے (اس کے جسم سے باہر) نکلیں گی اور وہ

ان میں اس طرح چکر کاٹے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد چکر کاٹتا ہے۔(اس کی حالت دیکھ کر دوسرے فاسق) جہنمی اس کے گرد جمع ہوں گے اور کہیں گے یہ تمہاری کیا حالت ہے (ہم تو نہ نیکی کرتے تھے اور نہ برائی سے بچتے تھے اس لئے ہمارا جہنم میں ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تم بھی جہنم میں ہو اور ہم سے بھی زیادہ بری حالت میں ہو حالانکہ) کیا ایسا نہیں ہے کہ تم تو خود ہمیں نیکی کرنے کا کہتے ہیں اور برائی سے روکتے تھے۔وہ کہے گا کہ (ہاں) میں تم کو نیکی کا کہتا تھا لیکن خود (نیکی کرنے کی فکر بھی) نہ کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا لیکن خود برائی کرتا تھا (اور اس سے بچنے کی فکر بھی نہ کرتا تھا)۔

باب: 60

ذبیحہ کا بیان

ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرىٰ وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ (بخاری)

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا جس نے بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرلی ہو تو (چونکہ اس نے قربانی وقت سے پہلے کرلی ہے اس لئے) وہ اس قربانی کی جگہ ایک اور قربانی کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے تک نہ کی ہو تو وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ (بخاری)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (ذبح کرنے میں ایسا آلہ استعمال کیا ہو) جو خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو (اس سے ذبح کئے ہوئے جانور کو کھا سکتے ہو لیکن دانت اور ناخن سے ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں۔

ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جانور حلال رہتا ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ فِي الْمُسْلِمِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ ذَبَحَ وَنَسِيَ أَنْ يَّذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَأْكُلْ (عبدالرزاق)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کے اندر اللہ کا نام ہوتا ہے تو اگر مسلمان ذبح کرے اور (ذبح کرتے ہوئے زبان سے) اللہ کا نام لینا بھول جائے تو (اس سے جانور حرام نہیں ہوتا اور) وہ اس کو کھا سکتا ہے۔

مسلمان کا ذبیحہ ہو تو معقول وجہ کے بغیر اندیشہ نہ کرنا چاہئے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا حَدِيْثُوْ عَهْدٍ لِجَاهِلِيَّةٍ يَاتُوْنَ بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِيْ أَ ذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَمْ يَذْكُرُوْا أَ نَاكُلُ مِنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمُّوا اللّٰهَ وَكُلُوْا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول کچھ لوگ جو (نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور) جاہلیت کے زمانے سے قریب رہے ہیں وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس (گوشت کے جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اس) پر اللہ کا نام بھی لیا تھا یا نہیں تو کیا ہم وہ کھا لیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب وہ مسلمان ہیں تو تم اندیشہ نہ کرو اور) بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔

اہل کتاب کا ذبیحہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِأٰخُذِهٖ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا (جس میں یہودی تھے ان کے) ایک شخص نے ایک تھیلا پھینکا جس میں چربی تھی (جو یہودی کے ذبح ہوئے جانور کی تھی) میں نے اچھل کر اس کو پکڑ لیا (اور کہا کہ یہ میں کسی کو نہیں دوں گا۔ ان کے لینے سے معلوم ہوا کہ وہ حلال تھی) پھر جو مڑا تو نبی ﷺ پر نظر پڑی اور مجھے شرم محسوس ہوئی۔

فائدہ: اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کے اصل مذہب میں بھی جانور ذبح کرنے کی وہی شرائط ہیں جو اسلام میں ہے۔ وہ جب تک ان شرائط کو پورا کریں ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ لیکن اب موجودہ دور میں عیسائی نہ تو اپنے پرانے مذہبی طریقے پر ذبح کرتے ہیں اور نہ ہی ذبح کرتے ہوئے خدا کا نام لیتے ہیں یہودی اب بھی ذبح اسی طرح کرتے ہیں البتہ عین ذبح کرتے وقت خدا کا نام غالباً نہیں لیتے بلکہ اس سے پہلے کچھ کلمات کہتے ہیں۔

مجوسی اور بت پرست کا ذبیحہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنْ ذَبَحَ الْمَجُوْسِيُّ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلَا تَأْكُلْ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجوسی (باقاعدہ طور پر) ذبح کرے اور اس پر اللہ کا نام (بھی) لے تب بھی اس جانور کو مت کھاؤ۔

عورت کا ذبیحہ

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّ امْرَأَۃً ذَبَحَتْ شَاۃً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَأَمَرَ بِأَکْلِھَا (بخاری)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ایک بکری کو (دھار دار) پتھر سے ذبح کیا۔ نبی ﷺ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس بکری کا گوشت کھانے کا حکم دیا۔

بچے کا ذبیحہ

عَنْ إِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ أَنَّہٗ قَالَ فِیْ ذَبِیْحَۃِ الْمَرْأَۃِ وَالصَّبِیِّ لَا بَأْسَ إِذَا أَطَاقَ الذِّبْحَ وَحَفِظَ التَّسْمِیَۃَ (سنن سعید بن منصور)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے عورت اور بچہ کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ ذبح کر سکتے ہوں اور بسم اللہ بھی کہتے ہوں تو ان کے ذبیحہ میں کچھ حرج نہیں ہے۔

ذبح کہاں سے ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الذَّکَاۃُ فِی الْحَلْقِ وَاللَّبَّۃِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حلق اور سینے کے اوپر گڑھے کے درمیان ذبح کیا جا سکتا ہے۔

ذبح کرنے کا آلہ کیا ہو

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَرَأَیْتَ أَحَدَنَا یُصِیْبُ صَیْدًا وَلَیْسَ مَعَہٗ سِکِّیْنٌ أَیَذْبَحُ بِالْمَرْوَۃِ وَشِقَّۃِ الْعَصَا فَقَالَ أَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ (ابوداؤد)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول بتایئے ہم میں سے کوئی شکار کو (زندہ) پاتا ہے لیکن (ذبح کرنے کے لئے) اس کے پاس چھری نہیں ہے تو کیا وہ (دھار والے) پتھر سے اور لاٹھی کی چھال سے ذبح کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم جس چیز سے چاہو بس خون بہا دو اور اللہ کا نام لے لو (تو جانور تمہارے لئے حلال ہوگا)۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا أَنْھَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُکُمْ عَنْ ذٰلِکَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشَۃِ (بخاری و مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (اگر ذبح ایسے آلہ سے کیا جائے) جو خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو (اس سے ذبح کئے ہوئے جانور کو) کھا سکتے ہیں مگر دانت اور ناخن سے ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں اور اس کی وجہ (بھی میں بیان کرتا ہوں)۔ دانت تو ہڈی ہے (اور ہڈی میں جنوں کی خوراک ہے اس سے ذبح کریں گے تو خون لگنے سے وہ نجس ہو جائے گی اس لئے اور ہڈیوں کی طرح دانت سے بھی ذبح کرنا جائز نہیں اور رہا ناخن تو وہ تو حبشہ والے اس کو (جسم پر لگے لگے) چھری کے طور پر استعمال کرتے ہیں (تم ایسا نہ کرو کیونکہ اس میں جانوروں کے ساتھ مشابہت ہے کہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الذِّبْحِ بِاللِّيْطَةِ قَالَ كُلْ مَا أَفْرَى الْأَوْدَاجَ إِلَّا سِنًّا أَوْظُفْرًا (ابن ابی شیبه)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے (بانس کی) چھال کے ساتھ ذبح کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا دانت اور ناخن کے علاوہ ہر ایسی چیز سے ذبح کیا ہوا جانور کھا سکتے ہو جو رگوں کو کاٹ دے۔

اگر کوئی چوپایہ وحشی ہو جائے

عَنْ عِبَايَةَ أَنَّ بَعِيْرًا مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَدَّ فَطَلَبُوْهُ فَلَمَّا أَعْيَاهُمْ أَنْ يَّاخُذُوْهُ رَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَأَصَابَ مَقْتَلَهُ فَقَتَلَهُ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِهِ فَقَالَ إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا أَحَسَسْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ هٰذَا فَاصْنَعُوْا بِهِ كَمَا صَنَعْتُمْ بِهٰذَا ثُمَّ كُلُوْهُ (کتاب الآثار لمحمد)

عبایہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ (وحشی ہو کر) بھاگ گیا۔ لوگوں نے اس کو پکڑنے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے سب کو عاجز کر دیا اس پر ایک شخص نے اس کو تیر مارا جو اس کو ایسی جگہ لگا جس سے وہ قتل ہو گیا۔ نبی ﷺ سے اس کا گوشت کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ان چوپایوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح کے وحشی ہوتے ہیں تو جب تم ان میں سے کسی کو ایسا دیکھو تو اس کے ساتھ بھی وہی کرو جو تم نے اس اونٹ کے ساتھ کیا پھر اس کا گوشت کھالو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِيْ يَدَيْكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الصَّيْدِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا جو چوپایہ (وحشی ہو جائے اور تمہارے ہاتھ نہ آئے اور) تمہیں عاجز کر دے تو وہ شکار کی مثل ہو جاتا ہے۔

ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت کیا کہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِکَبْشَیْنِ أَمْلَحَیْنِ أَقْرَنَیْنِ قَالَ وَرَأَیْتُہٗ یَذْبَحُھُمَا بِیَدِہٖ قَالَ وَرَأَیْتُہٗ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صِفَاحِھِمَا قَالَ وَسَمّٰی وَکَبَّرَ وَفِیْ لَفْظٍ یَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی میں دو چتکبرے سینگ والے مینڈھے ذبح کئے۔ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور آپ نے (ذبح کرتے ہوئے) ہر ایک کے پہلو پر اپنا پیر رکھا اور اللہ کا نام لیا اور تکبیر کہی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یوں الفاظ کہے بسم اللہ واللہ اکبر۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ تُنْخَعَ الشَّاۃُ إِذَا ذُبِحَتْ (کتاب الاصل لمحمد)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ بکری ذبح کرتے وقت اس کی گردن جدا کر دی جائے (کیونکہ اس میں بلاوجہ جانور کو زیادہ تکلیف دی جاتی ہے)

عَنْ عُمَرَ أَنَّہٗ نَھٰی عَنِ الْفَرْسِ فِی الذَّبِیْحَۃِ (بیھقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ذبح کرتے ہوئے گردن جدا کرنے سے منع فرمایا۔

ذبح میں کن امور کی رعایت کرنا مستحب ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَضْجَعَ شَاۃً یُرِیْدُ أَنْ یَذْبَحَھا وَھُوَ یُحِدُّ شَفْرَتَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَتُرِیْدُ أَنْ تُمِیْتَھَا مَوْتَاتٍ ھَلاَّ حَدَدْتَّ شَفْرَتَکَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَھَا (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ذبح کرنے کے لئے بکری کو لٹایا اور (پھر) اپنی چھری تیز کرنے لگا۔ نبی ﷺ نے (یہ دیکھا تو) فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ اس جانور کو کئی موتوں میں مبتلا کرو۔ تم نے اس کو لٹانے سے پہلے اپنی چھری تیز کیوں نہ کر لی۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْیُحِدَّ أَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ (احمد و مسلم)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا جب تم کسی کو (قصاص وغیرہ میں) قتل کرو تو اس کو اچھے طریقے سے قتل کرو (کہ جس میں قتل کئے جانے والے کو بلاوجہ زائد تکلیف نہ ہو) اور جب تم (کوئی جانور) ذبح

کروتو ذبح بھی اچھے طریقے سے کرو اور (اس کے لئے تم اپنی چھری کو تیز کرلو اور اپنے ذبیحہ کو کھال اتارنے سے پہلے ٹھنڈا ہونے دو)۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهٰى أَنْ تُذْبَحَ الشَّاةُ عِنْدَ الشَّاةِ (عبدالرزاق)

صفوان بن سلیم رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے تھے کہ ایک بکری کو دوسری بکری کے سامنے ذبح کیا جائے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى رَجُلاً يَجُرُّ شَاةً لِيَذْبَحَهَا فَضَرَبَهُ بِالدُّرَّةِ وَقَالَ سُقْهَا إِلَى الْمَوْتِ لاَ أُمَّ لَكَ سَوْقًا جَمِيْلاً (بیھقی)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ذبح کرنے کے لئے بکری کو (ٹانگ سے پکڑ کر) گھسیٹتا ہوا لے جا رہا ہے۔ آپ نے اس کو درہ مارا اور فرمایا ارے تیرا ناس ہو اس کو موت تک اچھی طرح سے لے کر چل۔

باب: 61

شکار کا بیان

شکاری کتے سے شکار کے احکام

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا أَرْسَلْتَ کَلْبَکَ فَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ فَإِنْ أَمْسَکَ عَلَیْکَ فَأَدْرَکْتَہٗ حَیًّا فَاذْبَحْہُ وَإِنْ أَدْرَکْتَہٗ قَدْ قُتِلَ وَلَمْ یَاکُلْ مِنْہُ فَکُلْہُ وَإِنْ أَکَلَ فَلَا تَأْکُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَکَ عَلٰی نَفْسِہٖ فَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ کَلْبِکَ کَلْبًا غَیْرَہٗ وَقَدْ قُتِلَ فَلَا تَاکُلْ فَإِنَّکَ لَا تَدْرِیْ أَیُّھُمَا قَتَلَ (بخاری و مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے عدی) جب تم اپنے (سدھائے ہوئے شکاری) کتے کو چھوڑنے لگو تو بسم اللہ پڑھو۔ پھر وہ کتا اگر تمہارے لئے شکار کو پکڑے رکھے اور تم اس کو زندہ پالو تو شکار کو ذبح کرلو۔ اور اگر شکار کو اس حال میں پاؤ کہ وہ مرچکا ہو اور کتے نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا تو تم اس کو کھا سکتے ہو اور اگر کتے نے (اس میں سے کچھ) کھالیا تو پھر تم (اس شکار کو) نہ کھاؤ کیونکہ (اس صورت میں) کتے نے شکار کو اپنے لئے پکڑے رکھا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پاؤ (جس کو کسی شکاری نے نہ چھوڑا ہو یا ایسے نے چھوڑا ہو جس کا ذبیحہ حلال نہیں یا جس کے مالک کے بارے میں کچھ علم نہ ہو) اور شکار مرچکا ہو تو اس شکار کو بھی نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ اس کو ان دونوں کتوں میں سے کس نے قتل کیا ہے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ إِنَّا نُرْسِلُ الْکِلَابَ الْمُعَلَّمَۃَ قَالَ کُلْ مَا أَمْسَکْنَ عَلَیْکَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم سدھائے ہوئے (شکاری) کتے چھوڑتے ہیں (تو ان کا کون سا شکار ہمارے لئے جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے) آپ ﷺ نے فرمایا جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑے رکھیں (اور اس میں سے خود کچھ نہ کھائیں) وہ تم کھا سکتے ہو۔ کہتے

ہیں میں نے کہا اگرچہ ان کتوں نے اس کو مار ہی دیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ کتوں نے شکار کو مار دیا ہو (تب بھی تم اسے کھا سکتے ہو)

عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَصِیْدُ ...... بِکَلْبِیَ الْمُعَلَّمِ وَبِکَلْبِیَ الَّذِیْ لَیْسَ بِمُعَلَّمٍ فَمَا یَصْلُحُ لِیْ فَقَالَ ......مَاصِدْتَ بِکَلْبِکَ الْمُعَلَّمِ فَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ وَمَا صِدْتَ بِکَلْبِکَ غَیْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَکْتَ زَکَاتَهٗ فَکُلْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں اپنے سدھائے ہوئے کتے سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے غیر سدھائے ہوئے کتے سے بھی شکار کرتا ہوں تو کس شکار کا کھانا میرے لئے جائز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شکار تم اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کرو اور (کتے کو چھوڑتے ہوئے اس پر) اللہ کا نام لو تو اس کو کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کرو پھر تم شکار (کو زندہ پالو اور اس) کو ذبح کرلو تو اس کو (بھی) کھا سکتے ہو (لیکن غیر سدھائے ہوئے کتے کی صورت میں اگر تم شکار کو زندہ نہ پاؤ یا تمہارے ذبح کرنے سے پہلے وہ مر گیا تو اس کو نہیں کھا سکتے۔)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نُهِیْنَا عَنْ صَیْدِ کَلْبِ الْمَجُوْسِ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں مجوسی (اور ہر اس شخص) کے چھوڑے ہوئے کتے کے شکار کھانے سے منع کر دیا (جس کا ذبیحہ حلال نہیں البتہ اگر شکار زندہ مل جائے اور مسلمان اس کو ذبح کرلے تو اس وقت اس کا کھانا جائز ہے)۔

شکاری پرندے سے شکار کا حکم

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ کَلْبٍ أَوْبَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتَهٗ وَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ مِمَّا أَمْسَکَ عَلَیْکَ (ابوداؤد)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کتے یا باز کو تم سدھالو پھر تم اس کو (شکار پر) چھوڑو اور (چھوڑتے ہوئے) اللہ کا نام لے لو تو جس شکار کو وہ تمہارے لئے پکڑے رکھے تم اس کو کھا سکتے ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ أَنَّهٗ قَالَ یَعْنِیْ بِالْجَوَارِحِ الْکِلَابَ الضَّوَارِیَ وَالْفُهُوْدَ وَالصُّقُوْرَ وَأَشْبَاهَهَا (تفسیر ابن جریر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جوارح سے مراد شکاری کتے اور چیتے اور باز اور ان کی مثل جانور ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِی الطَّیْرِ إِذَا أَرْسَلْتَهُ فَقَتَلَ فَکُلْ فَإِنَّ الْکَلْبُ إِذَا ضَرَبْتَهُ لَمْ یَعُدْ وَ إِنَّ تَعْلِیْمَ الطَّیْرِ أَنْ یَّرْجِعَ إِلٰی صَاحِبِهٖ وَ لَیْسَ یَضْرَبُ إِذَا أَکَلَ مِنَ الصَّیْدِ وَ نَتَفَ الرِّیْشَ فَکُلْ (تفیسر ابن جریر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم (اللہ کا نام لے کر) شکاری پرندے کو (شکار پر) چھوڑو اور وہ شکار کو مار دے تو تم شکار کو کھا سکتے ہو کیونکہ کتے کو جب تم (شکار کھانے پر) مارو تو وہ دوبارہ نہیں کھاتا جبکہ پرندے کی تعلیم (میں فرق ہے۔ ایک) یہ ہے کہ وہ (بلانے پر) مالک کے پاس لوٹ آئے اور (اس کی تعلیم میں دوسرا فرق) یہ ہے کہ پرندہ (جب شکار میں سے کچھ کھالے تو اس) کو مار پیٹ نہیں کی جاسکتی لہٰذا اگر وہ شکار میں سے کچھ کھالے اور شکار کئے ہوئے پرندے کے پر نوچ دے تو تب بھی شکار کو کھا سکتے ہو۔

تیر وغیرہ سے شکار کا حکم

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَمَیْتَ بِسَهْمِکَ فَاذْکُرِ اللّٰهَ فَإِنْ غَابَ عَنْکَ یَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِیْهِ إِلَّا أَثَرَسَهْمِکَ فَکُلْ إِنْ شِئْتَ وَإِنْ وَجَدْتَّهُ غَرِیْقًا فِی الْمَاءِ فَلَا تَاکُلْ (بخاری و مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب تم اپنا تیر پھینکنے لگو تو اللہ کا نام لو۔ پھر اگر (تیر لگنے کے بعد) شکار تم سے ایک دن بھی اوجھل رہے لیکن تم اس میں اپنے تیر کے اثر کے علاوہ کوئی اور اثر (یعنی کسی درندے وغیرہ کا کھانا نہ پاؤ) تو چاہو تو اس کو کھا سکتے ہو اور اگر تم اس کو پانی میں غرق شدہ پاؤ تو اس کو نہ کھاؤ (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی موت پانی کی وجہ سے ہوئی ہو تیر لگنے کی وجہ سے نہ ہو)

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْمِیْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ کُلْ مَاخَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِیْذٌ فَلَا تَاکُلْ (بخاری و مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم (جانور شکار کرنے کے لئے) بغیر پروں کا تیر بھی مارتے ہیں (جس کے کونے باریک اور دھار والے ہوتے ہیں تو کیا ایسے تیر سے شکار کیا ہوا جانور ہم کھا سکتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا جس جانور کو اس (تیر) نے (اپنی دھار سے) زخمی کیا ہو اس کو کھا سکتے ہو اور جس جانور کو تیر چوڑائی میں لگا ہو اور اس سے جانور مر گیا ہو تو (چونکہ) جانور چوٹ سے مرا ہے اس لئے اس کو نہیں کھا سکتے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْمِی الصَّیْدَ فَنَقْتَفِیْ أَثْرَہُ الْیَوْمَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ نَجِدُہُ مَیِّتًا وَفِیْهِ سَهْمُهٗ قَالَ یَأْکُلُ إِنْ شَاءَ (بخاری)

حضرت عدی بن حاتم ﷜ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم شکار پر تیر پھینکتے ہیں پھر ہم اس شکار کے پیچھے دو دن یا تین دن لگے رہتے ہیں اور ہم اس کو مردہ پاتے ہیں جبکہ تیر شکار میں پیوست ہوتا ہے (تو کیا ہمارے لئے اس شکار کو کھانا جائز ہے) آپ ﷺ نے فرمایا چاہو تو کھا سکتے ہو۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَتَاہُ عَبْدٌ أَسْوَدُ فَقَالَ إِنِّیْ أَرْمِی الصَّیْدَ فَأَحْمِیْ وَ أَنْمِیْ قَالَ کُلْ مَا أَحْمَیْتَ وَدَعْ مَا أَنْمَیْتَ (کتاب الآثار لمحمد)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ کے پاس ایک حبشی غلام آیا اور کہا کہ میں شکار پر تیر پھینکتا ہوں پھر کبھی تو شکار میری نظروں میں رہتا ہے اور کبھی اوجھل ہو جاتا ہے (اس کا کیا حکم ہے) حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ نے فرمایا جو تمہاری نظروں میں رہے اس کو کھا سکتے ہو اور (جو تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جائے لیکن تم اس کی طلب میں لگے رہو اور شکار پر تمہارے تیر کے علاوہ کسی درندے وغیرہ کا اثر بھی نہ ہو تو اس کو بھی کھا سکتے ہو لیکن) جو تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جائے (اور تم اس کی طلب بھی چھوڑ دو) تو اس کو نہ کھاؤ۔

غلیل کی گولی سے کیا ہوا شکار

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَاکُلْ مِنَ الْبُنْدُقَةِ إِلَّا مَا ذَکَّیْتَ (احمد)

حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (غلیل کی) گولی (جس میں دھار نہ ہو اس) سے کیا ہوا شکار مت کھاؤ مگر جب کہ تم شکار کو زندہ پالو اور اس کو ذبح کرلو (تو پھر کھا سکتے ہو)۔

تیر وغیرہ لگنے سے جو حصہ علیحدہ ہو جائے وہ مردار ہے

عَنْ أَبِیْ وَاقِدٍ اللَّیْثِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِیْمَةِ وَهِیَ حَیَّةٌ فَهُوَ مَیْتَةٌ (ابوداؤد)

حضرت ابوواقد لیثی ﷜ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جانور کا جو حصہ اس سے کٹ کر جدا ہو گیا ہو جبکہ جانور زندہ ہو تو وہ حصہ مردار ہے (اس کا کھانا جائز نہیں)۔

باب: 62

خمر کی حرمت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَدِيْقٌ مِنْ ثَقِيْفٍ أَوْدَوْسٍ فَلَقِيَهُ يَوْمَ الْفَتْحِ بِرَاحِلَةٍ أَوْ رَاوِيَةٍ مِنْ خَمْرٍ يُهْدِيْهَا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلٰى غُلَامِهٖ فَقَالَ اِذْهَبْ فَبِعْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الَّذِىْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا فَأَمَرَ بِهَا فَأُفْرِغَتْ بِالْبَطْحَاءِ (مسلم و احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ایک دوست جو قبیلہ ثقیف یا قبیلہ دوس سے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ ایک اونٹ پر شراب لاد کر نبی ﷺ سے ملنے آئے تاکہ وہ شراب آپ کو ہدیہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ارے تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے شراب کو حرام کر دیا ہے (وہ صاحب سمجھے کہ صرف شراب کا پینا حرام ہوا ہے ہر طرح سے حرام نہیں اس لئے) وہ اپنے غلام کی طرف متوجہ ہوئے اور (اس سے کہا) جاؤ اس شراب کو فروخت کر آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ وہ ذات جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کی فروخت کو بھی حرام کیا ہے۔ اس پر ان صاحب نے شراب کے بارے میں حکم دیا اور وہ ساری بطحاء وادی میں بہا دی گئی۔

جو شراب نجس ہے اور اس کا ایک قطرہ پینا بھی حرام ہے

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا خمر ان دو درختوں کھجور اور انگور (کے پھل) سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ الْأَعْنَابَ إِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب خمر (شراب) ہم پر حرام کی گئی تو حالت یہ تھی کہ شراب بنانے کے

لئے انگور ہمیں بہت کم ملتے تھے اور ہماری عام طور سے شراب تازہ کھجور اور چھوہارے کی ہوتی تھی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا عُبَيْدَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيْخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا فَأَهْرَقْتُهَا (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابوعبیدہ اور حضرت ابی بن کعب کو کچی کھجور اور چھوارے کی بنی ہوئی شراب پلا رہا تھا کہ ایک صاحب آئے اور بتایا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اس پر (میرے سوتیلے والد) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے انس کھڑے ہو اور اس کو بہا دو تو میں نے وہ ساری شراب بہا دی۔

دیگر چیزوں سے بنی ہوئی شراب بھی حرام ہے

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُوْنَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوَ مُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کے علاقہ جیشان سے آیا اور نبی ﷺ سے مزر نامی شراب کے بارے میں پوچھا جو وہاں کے لوگ پیتے تھے اور مکئی سے بنائی جاتی تھی۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا وہ نشہ لاتی ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفْتِنَا فِيْ شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ الْبِتْعَ وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ وَالْمِزْرَ وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيْرِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ہمیں ان دو شرابوں کے بارے میں فتویٰ دیجئے جو ہم یمن میں بناتے تھے ایک تو بتع ہے جو شہید سے بنائی جاتی ہے۔ اس کی نبیذ کو چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں تیزی آ جاتی ہے۔ اور دوسری مزر ہے جو مکئی اور جو سے بنتی ہے۔ ان کی بنیذ کو چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک اس میں تیزی آ جاتی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک (خمر کے علاوہ کوئی اور) مسکر (نشہ آور شے) اس مقدار میں حرام ہوتی ہے جس میں وہ نشہ لائے کیونکہ اس سے کم مقدار میں وہ مسکر اور نشہ آور نہیں ہے اور ان کی اس بات کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل عمل سے بھی ہوتی ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عُمَرَ ﷺ أُتِيَ بِأَعْرَابِيٍّ قَدْ سَكِرَ فَطَلَبَ لَهُ عُذْرًا فَلَمَّا أَعْيَاهُ قَالَ اِحْبِسُوْهُ فَإِذَا صَحَا فَاجْلِدُوْهُ وَدَعَا بِفَضْلَةٍ فَضَلَتْ فِيْ إِدَاوَتِهٖ فَذَاقَهَا فَإِذَا نَبِيْذٌ شَدِيْدٌ مُمْتَنِعٌ فَدَعَا بِمَاءٍ فَكَسَرَهٗ وَكَانَ عُمَرُ يُحِبُّ الشَّرَابَ الشَّدِيْدَ فَشَرِبَ وَسَقٰى جُلَسَاؤَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰذَا اِكْسِرُوْهُ بِالْمَاءِ إِذَا غَلَبَكُمْ شَيْطَانُهٗ (كتاب الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ﷛ کے پاس ایک بدوی کو لایا گیا جو نشہ میں تھا۔ حضرت عمر ﷛ نے اس سے شراب پینے کا عذر پوچھا۔ جب اس کے نشہ کی وجہ معلوم نہ ہوسکی تو آپ نے فرمایا اس کو قید میں رکھو اور جب اس کا نشہ اتر جائے (اور اس کے پاس کوئی عذر نہ ہو) تو اس کو (اسی) کوڑے لگاؤ اور (بعد میں) اس بدوی (کے ہوش میں آنے پر اس سے اس) کے مشکیزہ میں جو بچی ہوئی نبیذ موجود تھی وہ منگوائی اور اس کو چکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت تیز ہے زبان پر نہیں رکھی جاتی۔ حضرت عمر ﷛ نے پانی منگوایا اور (اس میں ملایا جس سے) اس کی تیزی کو توڑا اور چونکہ حضرت عمر ﷛ کو تیز نبیذ پسند تھی اس لئے (نشہ لانے والی مقدار سے کم مقدار) آپ نے خود بھی پی اپنے ساتھیوں کو بھی پلائی۔ پھر فرمایا جب اس کی تیزی تمہارے ہوش وحواس پر غالب ہونے لگے تو پانی کے ساتھ اس کی تیزی کو توڑ دو۔

تائید اس طرح ہوتی ہے کہ خمر یعنی انگور اور کھجور کی شراب کا تو ایک قطرہ بھی جو اگرچہ غیر نشہ آور ہو حرام ہے اور پانی ملا کر اس کی تیزی مارنے سے بھی وہ حلال نہیں ہوتی جبکہ مذکورہ بالا قصہ میں حضرت عمر ﷛ نے اول تو اس کو چکھا پھر اس میں پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑا اور خود بھی اس کو پیا اور دوسروں کو بھی پلایا۔

امام محمد رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک مقدار کا اعتبار نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شراب فی الجملہ نشہ آور ہوگئی تو اس کی ہر مقدار حرام اور نجس ہے۔

ویسے تو امام محمد رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کے قول کو ترجیح حاصل ہے لیکن موجودہ دور میں ابتلائے عام کی وجہ سے الکوہول (جو نشہ آور ہوتی ہے اس) کے خارجی استعمال میں مثلاً سینٹ اور پرفیوم لگایا جائے اور علاج میں مثلاً ہومیوپیتھی دواؤں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے جواز کے قول پر عمل ہے۔

تنبیہ: چونکہ ان شرابوں کی نشہ دینے والی مقدار پر وہی حکم ہے جو خمر کا ہے یعنی ان کا استعمال حرام ہے اس لئے حکم کے اعتبار سے ان کو بھی مندرجہ ذیل حدیث میں مجازاً خمر کہا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهٗ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانۂ خلافت میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر فرمایا اے لوگو خمر کی حرمت نازل ہوئی اور یہ (اس وقت کے رواج کے مطابق) پانچ چیزوں سے ہوتی ہے انگور سے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور (حکم کے اعتبار سے) خمر ہر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے (اور آدمی کو مدہوش کردے)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَمِنَ الشَّعِيْرِ خَمْرًا وَمِنَ الزَّبِيْبِ خَمْرًا وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گندم سے (بھی جو شراب بنتی ہے وہ جب نشہ آور ہو تو وہ مجازاً) خمر ہے اور (اسی طرح) جو سے خمر (مجازاً) ہے اور کشمش سے خمر (حقیقت میں ہے) اور چھوارے سے خمر (حقیقت میں) ہے اور شہد سے خمر (مجازاً) ہے۔

باب: 63

تصویروں اور مورتیوں کے احکام

جاندار کی تصویر بنانا جائز نہیں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب والے (جانداروں کی) تصویر بنانے والے (بھی) ہیں۔

مورتیاں بنانا ناجائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ لَمَّا اشْتَکَی النَّبِیُّ ﷺ ذَکَرَبَعْضُ نِسَائِہٖ کَنِیْسَةً یُقَالُ لَھَا مَارِیَةَ وَکَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِیْبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَکَرَتَامِنْ حُسْنِھَا وَتَصَاوِیْرَ فِیْھَا فَرَفَعَ رَاسَهٗ فَقَالَ أُولٰئِکِ إِذَا مَاتَ فِیْھِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ أُولٰئِکِ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی کسی زوجہ (محترمہ) نے ایک گرجے کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ کے ملک میں جا چکی تھیں (اور انہوں نے اندر اور باہر سے اس گرجے کو دیکھا تھا) اس لئے انہوں نے اس گرجے کی خوبصورتی اور اس میں موجود مورتیوں کی خوبصورتی کا ذکر کیا۔ (اس پر دینی غیرت کے باعث) رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا (گرجوں والے) ایسے لوگ تھے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو (ایک تو) وہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے پھر (دوسرے نیکی کی ترغیب کی خاطر) یہ لوگ اس شخص کی مورتیاں بنا لیتے۔ یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے برے ہیں (کیونکہ شرک

کے اسباب اختیار کر کے یہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا)۔

کاغذ کپڑے پر بنائی ہوئی تصویر ناجائز ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اِشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اِشْتَرَيْتُهَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے یک چھوٹی گدی خریدی جس پر (جاندار کی) کچھ تصویریں بنی ہوئی تھیں (اور اس کو کمرے میں کھڑا کر کے رکھ دیا) جب رسول اللہ ﷺ (کمرے میں داخل ہونے لگے اور آپ) نے اس گدی کو دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور کمرے کے اندر داخل نہیں ہوئے۔ (کہتی ہیں) میں نے آپ کے چہرے پر ناگواری (کے آثار) کو پہچان لیا اور (یہ خیال کر کے کہ میرے ہی کسی کام پر ایسا ہوا ہے فوراً) کہا اے اللہ کے رسول میں (آپ کی ناگواری کی کسی بھی بات سے) اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف توبہ (اور رجوع) کرتی ہوں (لیکن میں ابھی تک اپنی غلطی نہیں سمجھ پائی لہٰذا آپ فرما دیجئے کہ) میں کیا غلطی کر بیٹھی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ گدی کیسی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ میں نے خریدی تھی تا کہ (جب چاہیں آپ اس پر بیٹھیں اور (جب چاہیں) اس پر ٹیک لگائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تصویروں (کے بنانے) والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے۔ (اور ان تصویروں کو گھروں میں رکھنا بھی گناہ ہے اور ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتے اور وحی لانے والے فرشتے جبرئیل بھی گھر میں داخل نہیں ہوتے لہٰذا پہلے اس تصویر کو ہٹاؤ)۔

سخت ترین عذاب کی صورت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ يَجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (جاندار کی) ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا۔ ہر تصویر جو اس نے بنائی ہوگی اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ ایک جان کو مقرر فرما دیں گے جو اس کو جہنم میں (اللہ کے حکم سے) عذاب دے گی۔

مصوروں کو سخت ترین عذاب کی وجہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّۃً أَوْ لِیَخْلُقُوْا حَبَّۃً أَوْ شَعِیْرَۃً (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بتاتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس شخص سے کون بڑھ کر ظالم ہوگا جو میری بنائی ہوئی صورت کی طرح صورت بنانے لگے (اور انتہائی ظلم کی وجہ یہ ہے کہ جاندار کی صورت بنانا اور اس میں روح ڈالنا اور زندگی پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جب کوئی تصویر بناتا ہے تو گویا عملی طور پر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی صوت بنا سکتا ہوں پھر اس پر اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اپنے اس عملی دعوے میں سچے ہیں) تو ان لوگوں کو چاہئے کہ یہ ایک چیونٹی کو پیدا کر دیں (کہ اس کی صورت بنا کر اس میں زندگی پیدا کر دیں اور اس میں روح ڈال دیں)۔ یا گندم کے ایک دانے یا جو کے ایک دانے کو پیدا کر دیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً عُذِّبَ وَکُلِّفَ أَنْ یَّنْفُخَ فِیْھَا وَلَیْسَ بِنَافِخٍ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے (کسی جاندار کی) تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا اور (اس سے خلاصی کیلئے) اس کو کہا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے جو وہ پھونک نہ سکے گا (اس لئے اس کا عذاب بہت زیادہ مدت تک چلے گا)۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ أَصْحَابَ ھٰذِہِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَیُقَالُ لَھُمْ أَحْیُوْا مَاخَلَقْتُمْ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تصویروں (کے بنانے) والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ (اگر عذاب سے خلاصی چاہتے ہو تو) جو صورتیں تم نے بنائی ہیں ان کو زندہ کر دو (اور ان میں روح پھونک دو جو وہ کر نہیں سکیں گے لہٰذا ان کو بہت لمبے عرصہ تک عذاب بھگتنا پڑے گا)۔

جاندار کی تصویریں رکھنا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ فِیْ بَیْتِہٖ شَیْئًا فِیْہِ تَصَالِیْبُ إِلَّا نَقَضَہٗ (بخاری)ص

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے تھے

جس پر (جاندار کی) تصویریں (بنی) ہوں بلکہ آپ اس چیز کو (توڑنے والی ہوتی تو) توڑ دیتے تھے (اور کاٹنے والی ہوتی تو کاٹ دیتے تھے)۔

ک

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ قَدِ اتَّخَذَتْ عَلٰی سَهْوَةٍ لَّهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِی الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک کھڑکی پر ایک پردہ ڈالا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں نبی ﷺ نے اس کو (دیکھا تو) پھاڑ ڈالا (جس سے تصویریں باقی نہ رہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر میں نے اس کی دو گدیاں بنالیں جن پر رسول اللہ ﷺ بیٹھتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَانِیْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِیْ أَنْ أَكُوْنَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَی الْبَابِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِی الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَاسِ التِّمْثَالِ الَّذِیْ عَلٰی بَابِ الْبَيْتِ فَيُقْطَعُ فَيَصِيْرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوْذَتَيْنِ تُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی وابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں آپ کے پاس کل رات آیا تھا اور میرے داخل ہونے میں صرف یہ رکاوٹیں تھیں کہ (ایک تو دروازے پر کچھ مورتی نما اجسام (یعنی جاندار کی شکل کے کھلونے) تھے اور (دوسرے یہ کہ) گھر میں ایک منقش پردہ تھا جس پر (جاندار کی) تصویریں تھیں اور (تیسرے یہ کہ) گھر میں ایک کتا تھا تو گھر کے دروازے پر جو مورتی ہے اس کے بارے میں حکم دیجئے کہ اس (کے سر) کو کاٹ دیا جائے تاکہ (سر کٹنے کے بعد) دھڑ درخت کی طرح ہو جائے اور پردے کے بارے میں حکم دیجئے کہ اس کو (تصویروں سمیت) کاٹ دیا جائے اور کپڑے کے دو ٹکڑوں کی دو بچھانے والی گدیاں بنالی جائے جو (پیروں تلے) روندی جائیں اور کتے کے بارے میں حکم دیجئے کہ اس کو (گھر سے) باہر نکال دیا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

تصویر سازی بطور پیشہ

عَنْ سَعِيْدِ بنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَاابْنَ عَبَّاسٍ إِنِّي رَجُلٌ إِنَّمَا مَعِيْشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي وَإِنِّي أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا أَبَدًا فَرَبَاالرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّوَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِوَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ (بخاری)

سعید بن ابوالحسن رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے ابن عباس میں ایسا شخص ہوں کہ میرا گزارہ اپنی دستکاری سے ہوتا ہے اور میں یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتا ہوں (تو میرا کسب معاش درست ہے نا؟) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے (کسی جاندار کی) تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اس (تصویر) میں روح پھونکے جو وہ کبھی نہیں پھونک سکے گا۔ (یہ حدیث سن کر) وہ شخص سخت خوفزدہ ہوگیا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا (کہ اب کیا کروں اور کسب معاش کی کیا صورت ہو۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارے بھئی اگر تمہیں یہی کام کرنا ہے تو پھر یہ درخت اور غیر جاندار چیزوں کی تصویر بنا لیا کرو (بس جاندار کی نہ بنایا کرو)۔

باب: 64

کون سے جانور حلال ہیں اور کون سے حرام ہیں

گوہ

شروع میں نبی ﷺ عادت نہ ہونے کی وجہ سے گوہ کو خود کھانا پسند نہ کرتے تھے لیکن دوسروں کو منع بھی نہیں کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلضَّبُّ لَسْتُ آ کُلُہٗ وَلَا أُحَرِّمُہٗ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گوہ کو میں خود نہیں کھاتا لیکن اس کو حرام (بھی) نہیں کہتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ أَخْبَرَہٗ أَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی مَیْمُوْنَۃَ وَھِیَ خَالَتُہٗ وَخَالَۃُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَعِنْدَھَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا فَقَدَّمَتُ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰـہ ﷺ یَدَہٗ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدٌ أَ حَرَامٌ الضَّبُّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ بِأَرْضِ قَوْمِیْ فَأَجِدُنِیْ أَعَافُہٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُہٗ فَأَکَلْتُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْظُرُ إِلَیَّ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے جو ان کی بھی خالہ تھیں اور حضرت عبداللہ بن عباس کی بھی خالہ تھیں۔ انہوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بھنی ہوئی گوہ

دیکھی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے وہ گوہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی لیکن آپ نے اس سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا گوہ حرام ہے آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں حرام تو نہیں) لیکن چونکہ میری قوم (یعنی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے علاقہ میں نہیں ہوتی تھی (اس لئے مجھے اس کی عادت نہیں) تو میری طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے (اس پر) میں نے اس کو (اپنی طرف) کھینچ لیا اور اس کو کھایا جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

بعد میں نبی ﷺ نے گوہ کی عام حرمت بتلا دی۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شَبَلٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ (ابو داؤد)

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گوہ کھانے سے منع فرمایا۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهٗ أُهْدِیَ لَهَا الضَّبُّ فَسَأَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ أَكْلِهٖ فَنَهَاهَا عَنْهُ فَجَاءَ سَائِلٌ فَأَرَادَتْ أَنْ تُطْعِمَهٗ إِيَّاهُ فَقَالَ تُطْعِمِينَهٗ مَا لَا تَاكُلِيْنَ (كتاب الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک گوہ ہدیہ کی گئی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے کھانے کے (جائز و ناجائز ہونے کے) بارے میں پوچھا تو آپ نے ان کو اس (کے کھانے) سے منع فرمایا۔ (اتنے میں) ایک سائل آیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ وہ گوہ اس سائل کو دے دیں تو نبی ﷺ نے فرمایا (کیا) تم اس کو وہ چیز کھلاتی ہو جو (ناجائز ہونے کی وجہ سے) تم خود نہیں کھاتی ہو۔

پالتو گدھا حرام ہے

عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰی خَيْبَرَ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَوَجَدُوْا فِيْهَا حُمُرًا مِنْ حُمُرِ الْإِنْسِ فَذَبَحَ النَّاسُ مِنْهَا فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ فَأَمَرَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَأَذَّنَ فِی النَّاسِ أَلَا إِنَّ لَحْمَ حُمُرِ الْإِنْسِ لَا تَحِلُّ لِمَنْ يَشْهَدُ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (نسائی)

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں تھے (کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں اور) لوگوں کو بھوک لگی تو ان کو (وہاں سے تو کچھ نہ ملا البتہ) کچھ پالتو گدھے مل گئے۔ لوگوں نے ان کو ذبح کیا (اور آگ جلا کر گوشت پکانے کیلئے دیگوں میں چڑھا دیا) نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (اعلان کرنے کا) حکم دیا۔ انہوں نے لوگوں میں اعلان کیا کہ (لوگو! سن لو کہ) جو شخص بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کے لئے پالتو گدھوں کا گوشت حلال نہیں۔

عَنُ الْبَرَاءِ بُنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَارَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ فِیُ غَزُوَةِ خَيُبَرَ أَنُ نُلُقِیَ لُحُوُمَ الُحُمُرِ الْأَهُلِيَةِ نَيِّئَةً وَنَضِيُجَةً ثُمَّ لَمُ يَأْمُرُنَا بِأَكُلِهٖ بَعُدُ (بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر حکم دیا کہ ہم پالتو گدھوں کا گوشت کچا بھی اور پکا ہوا بھی پھینک دیں۔ پھر بعد میں بھی آپ نے ہمیں کبھی اس کے کھانے کی اجازت نہیں دی۔

خچر حرام ہے

عَنُ خَالِدِ بُنِ الُوَلِيُدِ قَالَ نَهٰی رَسُوُلُ اللّٰهِ عَنُ أَكُلِ لُحُوُمِ ......الُبِغَالِ (احمد)

قَالَ سَمِعُتُ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ أَكُلُ لُحُوُمِ ......الُبِغَالِ (نسائی)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خچر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ نسائی میں ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خچر کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔

گھوڑا مکروہ ہے

بعض حدیثوں سے گھوڑے کی حلت معلوم ہوتی ہے لیکن مندرجہ ذیل حدیث میں ممانعت مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا فی نفسہ تو حلال ہے لیکن کسی وجہ سے اس کے کھانے سے ممانعت کر دی گئی۔ بہت ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ گھوڑا جہاد کا جانور ہے اور جہاد کی خاطر اس کی بقا کو اور اس کے تحفظ کو شریعت میں ترجیح دی گئی ہو۔

عَنُ خَالِدِ بُنِ الُوَلِيُدِ قَالَ نَهٰی رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ عَنُ أَكُلِ لُحُوُمِ الُخَيُلِ (احمد و نسائی)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا

جلالہ جانور

جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجاست کھاتا ہو اور نجاست کی بدبو اس کے گوشت اور دودھ میں پیدا ہو جائے۔ جب تک اس میں بدبو موجود ہو اس کا گوشت کھانا اور اس کا دودھ پینا منع ہے۔ البتہ اس کو نجاست سے الگ کر کے صاف غذا دی جائے اور جب بدبو زائل ہو جائے تب اس کو استعمال کیا جائے۔

عَنُ ابُنِ عُمَرَ نَهٰی رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ عَنُ أَكُلِ الُجَلَّا لَةِ وَأَلُبَانِهَا (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جلالہ جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔

مینڈک

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ الْقُرَشِیِّ أَنَّ طَبِیْبًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضِّفْدَعِ یَجْعَلُهَا فِیْ دَوَاءٍ فَنَهٰی عَنْ قَتْلِهَا (ابو داود ونسائی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ سے مینڈک کے بارے میں پوچھا جس کو (مار کر اس کے اجزاء) وہ دوا میں ملاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مینڈک قتل کرنے سے منع فرما دیا۔

شکاری جانور اور پرندے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَعَنْ کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

مچھلی کون سی حلال ہے اور کونسی حرام ہے

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ اَلْحِلُّ مَیْتَتُهٗ (ابن ماجه واحمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سمندری پانی کے بارے میں پوچھا گیا (کہ کیا اس کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے حالانکہ وہ نمکین ہوتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اس کے پانی سے طہارت ہو سکتی ہے اور اس کی (کسی خارجی سبب سے) مردار مچھلی حلال ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُحِلَّ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ فَأَمَّا الْمَیْتَتَانِ فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دو مردار اور دو (جمے ہوئے) خون کو کھانا حلال کیا گیا ہے۔ رہے مردار تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں (کہ ان کے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں) اور رہے خون تو وہ جگر اور تلی ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِذَا طَفَا فَلَا تَاکُلْهُ وَإِذَا جَزَرَ عَنْهُ فَکُلْهُ وَمَا کَانَ عَلٰی حَافِیَةٍ فَکُلْهُ (دار قطنی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب مچھلی (اپنی طبعی موت مر جائے اور پانی

کے ساتھ بہنے لگے تو اس کو نہ کھاؤ اور جو مچھلی اس وجہ سے مرجائے کہ پانی اس کو کنارے پر چھوڑ کر ہٹ گیا یا جس کو کسی خارجی سبب سے موت آئی ہو تو اس کو کھا لو۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيْرُنَا أَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَقُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقٰى لَنَاالْبَحْرُ دَابَّةً وَ فِيْ رِوَايَةٍ حُوْتاً مِثْلَ الظَّرِبِ يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍوَ ادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهٖ حَتّٰى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ وَأَخَذَ رَحْلًا وَبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ أَطْعِمُوْنَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهٗ (بخاری)

عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تین سو سواروں کو قریش کے (تجارتی) قافلہ کی گھات میں بھیجا۔ ہمارے امیر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم ساحل پر پندرہ دن سے کچھ زائد ٹھہرے۔ (کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں) تو ہم سخت بھوک میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ (مجبور ہو کر) ہم نے گرے ہوئے پتے تک کھائے اور اسی کی وجہ سے وہ لشکر جیش خبط (یعنی پتے کھانے والے) کے نام سے مشہور ہوا۔ اس دوران سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی ہماری طرف ڈال دی جس کا نام عنبر تھا۔ ہم نے پندرہ دن اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی جسموں پر ملی جس سے ہمارے جسم (جو نڈھال ہو گئے تھے) بحال ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا اور کجاوہ اور اونٹ لیا اور (اس پر بیٹھ کر) اس پسلی کے نیچے سے گزر گئے۔ جب ہم مدینہ (منورہ) آئے تو ہم نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکالا تم اس کو کھاؤ اور اگر تمہارے پاس کچھ موجود ہو تو ہمیں بھی (اس میں سے) کھلاؤ۔ ایک صاحب (کے پاس کچھ بچا ہوا گوشت تھا تو وہ) اس کو نبی ﷺ کے پاس لائے اور آپ نے اس کو تناول فرمایا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا أَلْقَى الْبَحْرُ وَمَا صِيْدَ مِنْهُ صَادَهٗ يَهُوْدِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ أَوْ مَجُوْسِيٌّ (بیھقی)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر وہ مچھلی جس کو سمندر (یا دریا) نے کنارے پر اچھال ڈالا ہو یا جو سمندر (و دریا) میں شکار کی گئی ہو پھر شکار کرنے والا یہودی ہو یا عیسائی ہو یا مجوسی ہو اس کو کھا سکتے ہیں۔

مرغی حلال ہے

عَنْ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَاکُلُ دُجَاجًا (بخاری)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو مرغی (کا گوشت) کھاتے ہوئے دیکھا۔

فائدہ: عام شہری کالا کوا بھی چونکہ مرغی کی طرح مردار بھی کھاتا ہے اور دانا دنکا بھی کھاتا ہے اس لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس کی حلت کا قول کرتے ہیں۔

خرگوش حلال ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَیْتُ بِهَا أَبَاطَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِوَرِکِهَا وَفَخِذَیْهَا فَقَبِلَهٗ. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ہم نے مرظہران میں ایک خرگوش کو اس کے بل سے نکلنے پر مجبور کیا پھر میں نے اس کو پکڑ لیا۔ میں اس کو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی پشت اور رانوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف (ہدیہ کے طور پر) بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔

جانور کی وہ سات چیزیں جن کا کھانا جائز نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ کَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا اَلْمَرَارَةَ وَالْمَثَانَةَ وَالْغُدَّةَ وَالْحَیَا وَالذَّکَرَ وَالْأُنْثَیَیْنِ وَالدَّمَ. (کتاب الآثار لمحمد)

(تابعی) مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول ﷺ بکری کے (بلکہ کسی بھی حلال جانور کے) سات اعضاء کھانے کو ناجائز فرماتے تھے یعنی پتہ اور مثانہ اور غدود اور جانور کی شرمگاہ اور آلہ تناسل اور خصیے (یعنی کپورے) اور خون۔

باب: 65

کھانے کے آداب

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کلی کرنے میں ہے۔ اس کا ذکر میں نے نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کھانے کی برکت (جس سے مراد یہ ہے کہ کھانے کی تھوڑی مقدار کفایت کر جائے اور اس سے جو غذائی فائدہ ہے وہ بھرپور حاصل ہو) کھانے سے پہلے (بھی) ہاتھ دھونے اور کلی کرنے میں ہے (کیونکہ ہاتھ نہ دھونے میں ہو سکتا ہے کہ مضر صحت اجزاء یا جراثیم جو ہاتھوں کو لگ گئے ہوں وہ کھانے کے ساتھ پیٹ میں جا کر بیماری کا سبب بنیں اور غذا سے فائدہ کی بجائے نقصان اور بیماری حاصل ہو) اور کھانے کے بعد (بھی) ہاتھ دھونے اور کلی کرنے میں ہے (کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں دانتوں کی بیماریاں لگ سکتی ہیں اور دیگر نقصان بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں مذکور ہے)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس حالت میں رات گذاری کہ اس کے ہاتھ پر (کھانے وغیرہ کی) چکنائی لگی ہو جس کو اس نے دھویا نہ ہو پھر اس کو کوئی تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی جانور چکنائی کی خوشبو سے اس کے پاس آ کر اس کو کاٹ لے) تو (چونکہ یہ اس کی اپنی کوتاہی کے سبب سے ہے لہٰذا) وہ صرف اپنے آپ کو (الزام دے کر) ملامت کرے۔

فائدہ: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا شرعاً واجب نہیں ہے کسی چیز سے پونچھ لینا بھی کافی ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا مَعَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَلَمْ نَزِدْ عَلٰى أَنْ مَسَحْنَا أَيْدِيَنَا بِالحَصْبَاءِ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے آپ کے پاس روٹی اور گوشت لایا گیا تو آپ نے (وہ کھانا) کھایا اور ہم نے (بھی) آپ کے ساتھ کھایا پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے (ہاتھ وغیرہ نہیں دھوئے بلکہ) اس سے زیادہ نہیں کیا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کو کنکریوں سے پونچھ لیا۔

کھانا شروع کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ...... فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ (کھانا شروع کرتے ہوئے) بسم اللہ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهُ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهِ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی (دن بھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر شام کو) اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اپنے داخلہ کے وقت اور اپنے کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے پیروکاروں سے) کہتا ہے تمہارے لئے (اس گھر میں) نہ تو شب گزاری ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے اور جب کوئی آدمی (اپنے گھر میں) داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان (اپنے پیروکاروں سے) کہتا ہے (لو بھئی اس گھر میں) شب گزاری تو تم کو مل گئی اور جب وہ اپنے کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیتا تو (شیطان) کہتا ہے (لو بھئی اس گھر میں تو) تم کو شب گزاری بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی مل گیا۔

عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقُرِّبَ طَعَامٌ فَلَمْ أَرَطَعَامًا کَانَ أَعْظَمَ بَرَکَۃً مِنْہُ أَوَّلَ مَا أَکَلْنَا وَلَا أَقَلَّ بَرَکَۃً فِیْ آخِرِہٖ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ ھٰذَا قَالَ إِنَّا ذَکَرْنَا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ حِیْنَ أَکَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ أَکَلَ وَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ فَأَکَلَ مَعَہُ الشَّیْطَانُ (شرح السنۃ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ (بیٹھے) تھے کہ کھانا لایا گیا تو میں نے کوئی کھانا ایسا نہیں دیکھا کہ شروع میں جو ہم نے کھایا تو اس سے زیادہ کسی اور کھانے میں برکت ہو اور آخر میں جو ہم نے کھایا اس سے کم کسی اور کھانے میں برکت ہو۔ ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول یہ کیسے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے جب کھانا شروع کیا (تو) ہم نے اس پر بسم اللہ پڑھی (اس کی وجہ سے کھانے میں برکت ہوئی اور تھوڑی مقدار کفایت کرتی گئی) پھر ایک ایسا شخص آکر بیٹھ گیا جس نے کھانا تو کھایا لیکن بسم اللہ نہیں پڑھی تو اس کے ساتھ شیطان (کو بیٹھنے اور کھانے کا موقع مل گیا لہٰذا اس) نے (بھی) کھایا (اس طرح سے اسی کھانے میں بے برکتی ہوگئی)۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ إِنَّا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَرَّۃً طَعَامًا فَجَاءَ تْ جَارِیَۃٌ کَأَنَّھَا تُدْفَعُ فَذَھَبَتْ لِتَضَعَ یَدَھَا فِی الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِھَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِیٌّ کَأَنَّمَا یُدْفَعُ فَأَخَذَ بِیَدِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَإِنَّہٗ جَاءَ بِھٰذِہِ الْجَارِیَۃِ لِیَسْتَحِلَّ بِھَا فَأَخَذْتُ بِیَدِھَا فَجَاءَ بِھٰذَا الْأَعْرَابِیِّ لِیَسْتَحِلَّ بِہٖ فَأَخَذْتُ بِیَدِہٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنَّ یَدَہٗ فِیْ یَدِیْ مَعَ یَدِھَا (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھانے میں حاضر ہوئے۔ اتنے میں ایک بچی (تیزی سے) آئی گویا کہ اسے دھکیلا جا رہا تھا اور وہ کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی ہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک بدوی آیا گویا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا شیطان (اپنے لئے) کھانے کو حلال کر لیتا ہے (اور کھانے پر قدرت حاصل کر لیتا ہے) اس وجہ سے کہ اس (کھانے) پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی۔ شیطان (پہلے) اس بچی کو (کھانے کی رغبت کا وسوسہ ڈال کر یہاں) لے آیا تا کہ اس کے ذریعے سے (اپنے لئے) کھانا حلال کر لے (اور کھانے میں شریک ہو جائے) کیونکہ یہ بچی اپنے لاابالی پن اور بچپنے کی وجہ سے بسم اللہ نہیں پڑھے گی) تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا (تا کہ شیطان نہ کھا سکے) پھر شیطان اس بدوی کو لے آیا تا کہ (وہ اپنے گنوار پن کی وجہ سے بسم اللہ نہ پڑھے اور) شیطان کھانے میں شریک ہو سکے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا (تا کہ اس کے ذریعہ سے بھی شیطان کھانے میں شریک نہ ہو سکے۔ اور بسم اللہ نہ پڑھنے والے کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بھی بڑھاتا ہے) تو اس ذات کی

قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے (اس وقت) بچی کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ (اور قابو) میں ہے۔

شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَنَسِيَ أَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ (ترمذی وابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور (شروع میں) اپنے کھانے پر اللہ کا ذکر کرنا (یعنی بسم اللہ پڑھنا) بھول جائے (اور بعد میں یاد آئے) تو وہ یوں کہہ لے بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ (میں اللہ کے نام کے ساتھ کھاتا ہوں شروع میں بھی اور آخر میں بھی یعنی کھانے کے اول و آخر سمیت تمام حصوں پر اللہ کا نام ہے)

عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَاكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ إِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلٰى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اِسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ (ابوداؤد)

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا (بھولے سے شروع میں) اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی یہاں تک کہ اس کے کھانے کا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب وہ (آخری) لقمہ اپنے منہ کی طرف لے جانے لگا تو (اس کو یاد آیا کہ بسم اللہ نہیں پڑھی تھی اس لئے اب اس نے) بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ کے الفاظ کہہ لئے۔ اس پر نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا شیطان اس شخص کے ساتھ (شریک ہو کر کھانا) کھاتا رہا۔ پھر جب اس شخص نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے جو کچھ (کھایا تھا اور) اس کے پیٹ میں تھا سب قے کر دیا۔

کھانے کے دوران بیٹھنے کی کیفیت

عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا (بخاری)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا میں ٹیک لگا کر (کھانا) نہیں کھاتا۔

فائدہ: ٹیک لگانے کی چار صورتیں ہیں جو سب ہی یہاں مراد ہیں۔

1۔ دائیں یا بائیں پہلو کو دیوار یا تکیہ پر سہارا دے۔

2۔ بائیں ہتھیلی سے زمین پر سہارا لگائے۔

3۔ چوکڑی مار کر بیٹھے۔

4۔ کمر کو گاؤ تکیہ یا دیوار سے لگائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَا رُؤِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاکُلُ مُتَّکِئًا قَطُّ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو کبھی ٹیک لگا کر کھاتے نہیں دیکھا گیا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مُقْعِیًا یَاکُلُ تَمَرًا (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے دیکھا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ کَانَ یَجْلِسُ لِلْاَکْلِ مُتَوَرِّکًا عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَیَضَعُ بَطْنَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی عَلٰی ظَهْرِ قَدَمِهِ الْیُمْنٰی (الطب النبوی)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کھانے کے لئے گھٹنوں کے بل بیٹھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کا تلا اپنے دائیں پاؤں کی پشت پر رکھتے تھے۔

کھانا کس چیز پر رکھ کر کھائیں

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُکُرُّجَةٍ ...... قِیْلَ لِقَتَادَةَ عَلَامَ یَاکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ (بخاری)

قتادہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ بات نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو (کبھی) تپائی پر (رکھ کر کھانا) کھایا اور نہ ہی چھوٹی پیالیوں میں (کھانا) کھایا قتادہؒ سے پوچھا گیا کہ پھر صحابہ (کھانا) کس چیز پر رکھ کر کھاتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ (زمین پر) دستر خوان (بچھا کر اس پر رکھ کر کھانا) کھاتے تھے۔

کوئی بڑا موجود ہو تو اس سے پہلے کھانا شروع نہ کرنا

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ کُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَیْدِیَنَا حَتّٰی یَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَیَضَعُ یَدَهٗ (مسلم)

حضرت حذیفہ کہتے ہیں جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں حاضر ہوتے تو ہم اس وقت تک (کھانے کی طرف) اپنے ہاتھ نہ بڑھاتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع کرتے اور اپنا ہاتھ بڑھاتے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاکُلْ بِیَمِیْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِهٖ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَاكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّیْطَانَ یَاكُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَشْرَبُ بِهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے اور نہ اس سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اس سے پیتا ہے (اور وہی ایسی باتوں کو لوگوں میں مزین اور مرغوب بناتا ہے)۔

تین انگلیوں سے کھانا

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعَ (مسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے (یعنی انگوٹھے اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے) کھاتے تھے۔

فائدہ: جو روٹی خشک ہو مثلاً جو کی روٹی اس کو لپیٹنا مشکل ہوتا ہے اس میں یہی صورت ہے کہ اس کا ٹکڑا لیا اور سالن میں بھگو کر کھا لیا۔ اس کام کو انگوٹھے سمیت تین انگلیوں سے بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن گندم کی روٹی کا ٹکڑا جو لپیٹا جاسکتا ہے اس کے لئے چوتھی انگلی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسی صورت میں نبی ﷺ چوتھی انگلی سے مدد لیا کرتے تھے)۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعَ وَیَسْتَعِیْنُ بِالرَّابِعَةِ (طبرانی)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور (ضرورت پڑنے پر) چوتھی انگلی سے مدد لیا کرتے تھے۔

اپنے سامنے سے کھانا

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... كُلْ مِمَّا یَلِیْكَ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھانا کھاتے ہوئے) میرا ہاتھ پوری پلیٹ میں گھومتا تھا (یعنی میں دوسروں کے آگے سے بھی کھا لیتا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے سامنے سے کھایا کرو۔

برتن کے کنارے سے کھانا بیچ میں سے نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ أُتِیَ بِقَصْعَةٍ مِنْ ثَرِیْدٍ فَقَالَ کُلُوْا مِنْ جَوانِبِهَا وَلَا تَاکُلُوْا مِنْ وَسْطِهَا فَإِنَّ الْبَرَکَةَ تَنْزِلُ فِیْ وَسْطِهَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس (شوربے گوشت میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر بنایا گیا) ثرید کا پیالہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے (موجود لوگوں سے) فرمایا اس کے کناروں سے کھاؤ اور (شروع ہی میں) اس کے بیچ سے مت کھاؤ کیونکہ (کھانے میں جو) برکت (اترتی ہے وہ) برتن کے بیچ کے حصہ میں اترتی ہے۔

بھنے ہوئے گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانا

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِیَ ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ یَحُزُّ لِیْ مِنْهُ (ابوداؤد)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا تو آپ نے (میری خاطر) پہلو کا گوشت بھنوایا پھر چھری لی اور آپ وہ کاٹ کاٹ کر مجھے دینے لگے۔

دانتوں سے نوچ کر کھانا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس (پکا ہوا) گوشت آیا اور آپ کو دستی کا گوشت دیا گیا جو آپ کو بہت پسند تھا تو آپ نے اس کو دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

پنیر کو چھری سے کاٹنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِیْ تَبُوْکَ فَدَعَا بِالسِّکِّیْنِ فَسَمّٰی وَقَطَعَ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تبوک میں نبی ﷺ کے پاس پنیر لایا گیا آپ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو کاٹا (اور کھایا)۔

سالن ختم ہو جائے تو برتن کو پونچھنا

عَنْ نُبَیْشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَکَلَ فِیْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ (احمد و ترمذی)

حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی پیالے میں کھایا پھر (آخر میں) اس کو پونچھ لیا تو (چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے رزق کی قدر کی) تو پیالہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

کوئی لقمہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھانا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ إِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ أَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِنْ شَأْنِهٖ حَتّٰی یَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِکُمُ اللُّقْمَةُ فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِهَا مِنْ أَذًی ثُمَّ لْیَأْکُلْهَا وَلَا یَدَعْهَا لِلشَّیْطَانِ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان (آدمی کو کسی طرح سے نقصان پہنچانے کے لئے) تم میں سے (ہر) ایک کے پاس اس سے متعلق ہر کام کے وقت حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے تو جب (کھانا کھاتے ہوئے) تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو وہ (لقمہ اٹھالے اور) اس پر لگی ہوئی مٹی کو دور کر دے پھر اس لقمہ کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے (کہ شیطان اس طرح تم سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کرواتا ہے)

کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹنا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ إِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ أَیَّةِ الْبَرَکَةُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھانے سے فراغت پر) انگلیوں کو اور برتن کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ کونسی (انگلی میں لگے ہوئے کھانے کے ذرات میں یا کون سے لقمہ) میں برکت ہے۔

کھانے سے فراغت پر دعا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا (بخاری)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا دستر خوان اٹھاتے (یعنی کھانے سے فارغ ہوتے) تو یوں فرماتے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا** یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ایسی جو کثیر ہیں پاکیزہ ہیں بابرکت ہیں کفایت

نہ کرنے والی غیر مطلوب نہیں ہیں اور ان سے بے نیازی نہیں ہے۔ آپ ہمارے رب ہیں (ہماری حمد و دعا کو قبول فرمائیے۔)

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے تو (کبھی) یہ دعا کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَکَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا (ابوداؤد)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے تھے یا پیتے تھے تو (کبھی) یہ فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور (کھانے پینے کی) چیز کو سہولت سے حلق میں داخل کیا اور پھر اس کے لئے نکلنے کی راہ بنائی۔

پھلوں سے بھونگے نکالنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِتَمَرٍ عَتِیْقٍ فَجَعَلَ یُفَتِّشُهٗ وَیُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کے پاس کچھ پرانے چھوہارے لائے گئے تو آپ نے ان کو توڑ کر دیکھنے لگے اور ان سے بھونگے نکالنے لگے۔

کچا لہسن اور پیاز کھانا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَکَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلاً فَلْیَعْتَزِلْنَا أَوْقَالَ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَأَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِقِدْرٍ فِیْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِیْحًا فَقَالَ قَرِّبُوْهَا إِلٰی بَعْضِ أَصْحَابِهٖ وَقَالَ کُلْ فَإِنِّیْ أُنَاجِیْ مَنْ لاَ تُنَاجِیْ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو (کچا) لہسن یا پیاز کھائے تو (جب تک اس کی بو موجود ہے) وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے دور رہے (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں فَلاَ یَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا یعنی وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے) اور نبی ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں کچی سبزیاں (مثلاً لہسن، پیاز اور ادرک وغیرہ) پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے جب اس میں (لہسن اور پیاز کی)

بو پائی تو فرمایا یہ فلاں صحابی کو دے دو اور ان سے فرمایا تم کھاؤ کیونکہ میں (فرشتوں سے خصوصا جبرئیل سے) بات چیت کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے۔

عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا أُتِیَ بِطَعَامٍ أَکَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ إِلَیَّ وَأَنَّهٗ بَعَثَ إِلَیَّ یَوْمًا بِقَصْعَةٍ وَلَمْ یَاکُلْ مِنْهَا لِأَنَّ فِیْهَا ثُوْمًا فَسَأَلْتُهٗ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ أَکْرَهُهٗ مِنْ أَجْلِ رِیْحِهٖ قَالَ فَإِنِّیْ أَکْرَهُ مَا کَرِهْتَ (مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تھا تو آپ اس میں سے کچھ کھاتے تھے اور باقی مجھے بھجوا دیتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے پورا برتن ہی مجھے بھجوا دیا اور خود اس میں سے کچھ تناول نہیں فرمایا کیونکہ اس میں (کچا) لہسن پڑا ہوا تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ حرام ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن اس کی بو کی وجہ سے میں اسے (کھانا) پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے (کمال اتباع میں) عرض کیا جس چیز کو آپ ناپسند کرتے ہیں میں بھی (آئندہ کے لئے) اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَکْلِ الثُّوْمِ إِلَّا مَطْبُوْخًا (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لہسن کھانے سے منع فرمایا (جبکہ مسجد میں آنا ہو ورنہ ممانعت سے مراد کراہت تنزیہی ہے) مگر جبکہ وہ پکا ہوا ہو (کہ اس وقت اس کی بو مر جاتی ہے)۔

عَنْ أَبِیْ زِیَادٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْبَصَلِ فَقَالَتْ إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَکَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ فِیْهِ بَصَلٌ (ابوداؤد)

ابوزیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز (کھانے کے) بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے کھایا وہ، وہ تھا جس میں پیاز پڑا ہوا تھا (اور کھانے میں پکا ہوا تھا)

جب چیز محدود تعداد میں ہو تو سب ایک مقدار میں لے کر کھائیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یَّقْرُنَ بَیْنَ التَّمْرَتَیْنِ حَتّٰی یَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ (مجلس طعام میں شریک) کوئی شخص دو دو کھجوریں اٹھا کر کھائے (جبکہ اور لوگ ایک ایک کھجور لے کر کھا رہے ہوں) الا یہ کہ وہ اپنے دیگر (شریک طعام) ساتھیوں سے اجازت لے لے۔

کھانے کو عیب نہ لگائے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر پسند نہ ہوا (اور دوسرا سالن موجود ہوا) تو (دوسرا کھا لیا اور) اس کو چھوڑ دیا۔

مسلمان کے لئے تھوڑا کھانا کفایت کرتا ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَجُلاً كَانَ یَاكُلُ أَكْلاً كَثِیْرًا فَأَسْلَمَ وَكَانَ یَاكُلُ قَلِیْلاً فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الْمُوْمِنَ یَاكُلُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ یَاكُلُ فِیْ سَبْعَةِ أَمْعَاءَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص (حالت کفر میں) بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو کم کھانے لگا۔ اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا (کامل) ایمان والا ایک آنت سے کھاتا ہے (کیونکہ اس میں حرص، لالچ اور ندیدہ پن اور حسد نہیں ہوتا اور زیادہ کھانے سے حاصل ہونے والے موٹاپے سے بچتا ہے) جبکہ (عام طور سے) کافر (مذکورہ بالا خصلتوں کی بنا پر زیادہ کھاتا ہے اور لگتا ہے کہ اس کی سات آنتیں ہیں اور وہ ان) سات آنتوں سے کھاتا ہے۔

اگر کھانا کچھ کم ہو تو قناعت کرنی چاہئے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ الْإِثْنَیْنِ كَافِیْ الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِیْ الْأَرْبَعَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کو کفایت کرنا چاہئے (یعنی تینوں کچھ کم پر قناعت کریں اس سے ان کی بھوک مٹ جائے گی اور ضروری قوت بھی حاصل ہو جائے گا) اور (اسی طرح) تین آدمیوں کا کھانا چار کو کافی ہونا چاہئے (یہ نہیں کہ اگر دو یا تین آدمیوں کا کھانا ہے تو وہ کسی نئے آنے والے کو جو کھانے کا حاجت مند بھی ہو کھانے میں اس وجہ سے شریک نہ کریں کہ یہ صرف ان کے لئے ہے بلکہ اپنے کھانے میں کچھ کمی کر کے ایک اور آدمی کی گنجائش نکالیں)۔

باب: 66

پینے کے آداب

تین سانس میں پیئے ایک میں نہیں

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَنفَسُ فِي الشُّرْبِ ثَلاَ ثًا (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (کچھ) پینے کے درمیان (اکثر اوقات) تین دفعہ سانس لیتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ يَتَنَفَّسُ مَرَّتَيْنِ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (پانی یا کوئی اور چیز) پیتے تھے تو (کبھی پینے کے دوران) دو مرتبہ سانس لیتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنْ اِشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلاَثَ وَسَمُّوْا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹ کے پینے کی طرح ایک ہی دفعہ میں (یعنی ایک سانس میں) مت پیو بلکہ دو دو سانسوں میں اور تین تین سانسوں میں پیو۔ اور جب تم پینے لگو تو بسم اللہ پڑھو اور (بہتر ہے کہ ہر دفعہ سانس لیتے ہوئے ورنہ پی چکنے کے بعد آخری مرتبہ جب تم) برتن منہ سے ہٹاؤ تو الحمد اللہ کہو۔

برتن میں سانس لینا پھونکنا درست نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونکنے سے منع فرمایا (کیونکہ ایک تو یہ جانوروں کے پینے کا طریقہ ہے اور دوسرے اس بات کا اندیشہ ہے کہ سانس

کے ذریعہ میل یا گرد کے ذرات پینے کی چیز میں جاسکتے ہیں اور پھونکنے سے بعض اوقات منہ کی بو وغیرہ پانی کو متاثر کر دیتی ہے)۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنِ النَفْخِ فِی الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْقَذَاةَ أَرَاھَا فِی الْإِنَاءِ قَالَ أَھْرِقْھَا قَالَ فَإِنِّیْ لَا أَرْوٰی مَنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ قَالَ فَأَبِنِ الْقَدْحَ عَنْ فِیْکَ ثُمَّ تَنَفَّسْ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (اس پر) ایک شخص نے کہا (بعض اوقات) برتن میں کوئی تنکا (وغیرہ) دیکھتا ہوں تو اس کو پرے کرنے کی خاطر مجھے پھونکنا پڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (پھونک مارنے کے بجائے) کچھ پانی (وغیرہ) بہادو (تاکہ تنکا بھی اس کے ساتھ بہہ جائے) اس شخص نے کہا ایک سانس میں (پانی) پینے سے میری پیاس نہیں بجھتی (اس لئے مجھے برتن میں سانس لینا پڑتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیالہ (میں سانس نہ لو بلکہ اس) کو (پہلے) اپنے منہ سے دور کرلو پھر سانس لو۔

مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا بہتر نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِی السِّقَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ پانی میں کوئی موذی چیز یا کیڑا ہو جو پانی کے ساتھ مشکیزہ کے اندر چلا گیا ہو۔ مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے میں وہ موذی چیز نظر نہیں آئے گی اور سیدھی منہ میں یا پیٹ میں چلی جائے گی علاوہ ازیں اس کا بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ مشکیزہ کے منہ سے اچانک کہیں بہت زیادہ پانی آجائے اور منہ میں چلا جائے جو سخت خطرے کی بات ہے۔)

اگر مجبوری ہو تو مشکیزہ سے منہ لگا کر پینا جائز ہے۔

عَنْ کَبْشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا (ترمذی)

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور آپ نے کھڑے کھڑے لٹکے ہوئے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پیا (ایسا یا تو کسی بھی مجبوری کی وجہ سے کیا یا یہ تعلیم دینے کیلئے کیا کہ اس طرح پینا حرام نہیں ہے)۔

کھڑے ہوکر کھانا پینا

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ نَھٰی أَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ مِنْكُمْ فَلْیَسْتَقِیْٔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم (مسلمانوں) میں سے کوئی بھی ہرگز کھڑے ہو کر نہ پیئے۔ اور تم میں سے جو کوئی بھول جانے کی وجہ سے (کھڑے ہو کر پی لے) تو (یہ بذات خود ایسی بری بات ہے کہ بہتر یہ ہے کہ) یاد آنے پر وہ قے کر دے۔

فائدہ: کھڑے ہو کر پینے سے ممانعت تو اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوئی۔ ایسے ہی چونکہ نبی ﷺ سے عام طور پر کھڑے ہو کر کچھ کھانا یا کبھی ایک وقت بھی کھڑے ہو کر باقاعدہ کھانا کھانا منقول نہیں لہٰذا پینے پر قیاس کر کے کھڑے ہو کر کھانا کھانا بھی منع ہوگا۔ علاوہ ازیں اس میں کافروں اور فاسقوں کے ساتھ تشبہ بھی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

البتہ کوئی چھوٹی موٹی چیز جیسے پان یا سونف یا ٹافی چلتے پھرتے یا کھڑے کھڑے منہ میں ڈال لی تو اس کی گنجائش ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو (کسی مجبوری سے) کھڑے ہو کر (بھی) اور بیٹھ کر (بھی) پیتے دیکھا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَاكُلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِیْ وَ نَشْرَبُ وَ نَحْنُ قِیَامٌ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں چلتے پھرتے کچھ کھا لیا کرتے تھے اور (کبھی مجبوری سے) کھڑے کھڑے کچھ پی لیا کرتے تھے۔

زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس زمزم کے پانی کا ایک ڈول لے کر آیا تو آپ نے کھڑے کھڑے اسے نوش فرمایا۔

دودھ پینے پر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سُقِيَ (أَحَدُكُمْ) لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) دودھ پلایا جائے (مراد یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی دودھ پیئے تو وہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (اے اللہ ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور مزید عطا فرما یہ دعا اس لئے ہے) کیونکہ دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز ایسی نہیں جو کھانے کی چیز اور پینے کی چیز دونوں کا کام دے۔

باب: 67

مہمانی کے آداب

عَنْ أَبِیْ شُرَیْحِ الْکَعْبِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتُهٗ یَوْمٌ وَلَیْلَةٌ وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ أَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا یَحِلُّ لَهٗ أَنْ یَثْوِیَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یُحْرِجَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ مہمان کی خاطر تکلف و اہتمام ایک دن و رات کا ہے اور مہمانی تین دن کی ہوتی ہے (لہٰذا پہلے دن کے بعد اگلے دو دن وہی کچھ مہمان کو کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ اس مدت (یعنی تین دن) کے بعد مہمانی کرنا (صدقہ اور بھلائی) ہے (چاہے تو کرے اور چاہے نہ کرے) اور مہمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ (میزبان کی درخواست اور خوشی کے بغیر تین دن سے زائد) میزبان کے ہاں ٹھہرے اور اس کو حرج اور تنگی میں مبتلا کرے۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ نَضْرٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَرَأَیْتَ إِنْ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ یَقْرِنِیْ وَلَمْ یُضِفْنِیْ ثُمَّ مَرَّبِیْ بَعْدَ ذٰلِکَ أَقْرِیْهِ أَمْ أَجْزِیْهِ قَالَ بَلْ اِقْرِهٗ (ترمذی)

حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول بتائیے اگر میں (سفر میں) ایک شخص کے پاس سے گزروں اور وہ میری مہمانی نہ کرے پھر اس کے بعد وہی شخص (خود مسافر ہونے کی حالت میں) میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس کی مہمانی کروں یا میں اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کروں (جیسا اس نے میرے ساتھ کیا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں تم ویسا ہی برتاؤ نہ کرو) بلکہ تم اس کی مہمانی کرو (کیونکہ یہ تو عمدہ اخلاق کی بات ہے)۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِسْتَاذَنَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ ...... ثُمَّ دَخَلُوْا الْبَیْتَ فَقَرَّبَ لَهٗ زَبِیْبًا فَأَکَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ أَکَلَ طَعَامَکُمُ

اَلْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ (شرح السنة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر پر پہنچ کر (اندر داخل ہونے کی) اجازت لینے کی خاطر السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہا...... پھر گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں کشمش پیش کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تناول فرمائے۔ جب آپ (کشمش کھانے سے) فارغ ہوئے تو (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو یہ) دعا دی أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ (نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دعا کریں اور روزہ دار تمہارے ہاں روزہ کھولیں)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يُرْفَعُ يَدَهٗ وَإِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَخْجَلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب دسترخوان بچھا دیا جائے) تو جب تک (اور لوگ کھا رہے ہوں اور) دسترخوان نہ اٹھایا جائے نہ تو کوئی شخص (کھانے سے) اٹھے اور نہ ہی (کھانے سے) اپنا ہاتھ کھینچے اگرچہ اس کا پیٹ بھر چکا ہو یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی کھانے سے فارغ ہو جائیں اور (اگر جانا ہی ہو تو دوسروں کے سامنے) اپنا عذر رکھ دے کیونکہ اس بات (یعنی ایک کا کھانے سے اٹھ جانا یا اس کا اپنا ہاتھ کھینچ لینا اس) سے اس کا ہم نشین (بھی) شرمندہ ہو کر اپنا ہاتھ کھینچ لے گا حالانکہ ہو سکتا ہے کہ ابھی اس کو کھانے کی حاجت ہو۔

باب: 68

لباس

سفید لباس

عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْیَبُ (ترمذی و نسائی)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ زیادہ پاک ہوتے ہیں (جس کی وجہ یہ ہے کہ ان پر میل جلد آتا ہے تو جلدی دھونے پڑتے ہیں اس لئے عام طور سے پاک رہتے ہیں (اور (شریعت کی نظر میں بھی) خوب عمدہ ہوتے ہیں۔

رنگین اور دھاریدار لباس

عَنْ أَنَسٍ قَالَ کَانَ أَحَبُّ الثِّیَابِ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ أَنْ یَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جو لباس پہننا سب سے زیادہ پسند تھا وہ (رنگین) دھاریوں والا تھا (کیونکہ وہ میل خور ہوتا ہے یعنی وہ جلدی میلا نہیں ہوتا)

عَنْ أَبِی رِمْثَةَ التَّیْمِیِّ قَالَ أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے پاس آیا تو (اس وقت) آپ سبز رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس تھے۔

مردوں کے لئے خالص سرخ رنگ کا کپڑا جائز نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو دو (خالص) سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھا گزرا اور نبی ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے اس کو (سلام کا) جواب نہیں دیا (جو اس بات کی واضح دلیل

ہے کہ مردوں کو خالص سرخ کپڑا پہننا منع ہے اور جو شخص کسی ممنوع کام کو کرنے کے وقت دوسرے کو سلام کرے تو وہ سلام کے جواب کا مستحق نہیں ہوتا)۔

فائدہ: مردوں کو صرف خالص سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے۔اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَآنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ مَصْبُوْغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا فَقَالَ مَاھٰذَا فَعَرَفْتُ مَاکَرِہَ فَانْطَلَقْتُ فَأَحْرَقْتُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَاصَنَعْتَ بِثَوْبِکَ قُلْتُ أَحْرَقْتُہٗ قَالَ أَفَلاَ کَسَوْتَہٗ بَعْضَ أَھْلِکَ فَإِنَّہٗ لاَ بَاسَ لِلنِّسَاءِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا جبکہ میں ایسا کپڑا پہنا ہوا تھا جو کسم میں رنگا ہوا تھا (اور چونکہ کسم کا سرخ رنگ نکلتا ہے لہٰذا وہ) ایسا تھا کہ (سرخ) گلاب کا رنگ کیا ہوا ہے۔آپ نے پوچھا یہ کیا ہے (جو تم پہنے ہوئے ہو) کہتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ آپ کو وہ کپڑا پسند نہیں تو میں گیا اور میں نے جا کر اس کپڑے کو جلا دیا (بعد میں) نبی ﷺ نے (مجھ سے) پوچھا تم نے اس کپڑے کا کیا کیا۔میں نے جواب دیا کہ میں نے اس کو جلا دیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا تم نے وہ اپنے گھر کی کسی عورت کو کیوں نہ پہنا دیا کیونکہ عورتوں کیلئے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

جب خالص سرخ رنگ کا کپڑا پہننا مردوں کیلئے جائز نہیں تو ذیل کی حدیث میں جو سرخ کپڑا پہننے کا ذکر ہے تو اس سے مراد خالص سرخ نہیں بلکہ سرخ دھاریوں والا کپڑا ہے۔اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ لغت میں بُرُدٌ دھاریدار کپڑے کو کہتے ہیں۔

عَنْ عَامِرٍ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِمِنًا یَخْطُبُ عَلٰی بَغْلَۃٍ وَعَلَیْہِ بُرُدٌ أَحْمَرُ وَعَلِیٌّ أَمَامَہٗ یَعْبُرُ عَنْہُ (ابوداؤد)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو منیٰ میں دیکھا۔آپ ایک خچر پر سوار خطبہ دے رہے تھے۔اور آپ پر سرخ دھاریدار کپڑا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کی بات (اپنی اونچی آواز میں) لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

مردوں کیلئے ریشم کا استعمال منع ہے عورتوں کیلئے جائز ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ أُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حُلَّۃٌ سِیَرَاءُ فَبَعَثَ بِھَا إِلَیَّ فَلَبِسْتُھَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ إِنِّیْ لَمْ أَبْعَثْ بِھَا إِلَیْکَ لِتَلْبَسَھَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِھَا إِلَیْکَ لِتُشَقِّقَھَا خُمُرًا بَیْنَ النِّسَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو ایک ریشمی جوڑا ہدیہ میں دیا گیا۔ آپ ﷺ نے وہ جوڑا مجھے بھیج دیا میں نے (یہ خیال کر کے کہ آپ نے مجھے بھیجا ہے تو شاید میرے حق میں اس کے پہننے کی شرعی اجازت ہے) اس کو (خود) پہن لیا (لیکن جب آپ نے مجھے وہ پہنا ہوا دیکھا) تو میں نے آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ تمہیں اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم (خود) اس کو پہن لو میں نے تو تمہیں محض اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس کو کاٹ کر (گھر کی) عورتوں کیلئے دوپٹے بنالو۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ أَن النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِأُنَاثِ مِنْ أُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُكُوْرِهَا (ترمذی و نسائی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کیلئے حلال کئے گئے ہیں اور میری امت کے مردوں کیلئے حرام کئے گئے ہیں۔

چار انگل تک ریشمی گوٹہ کناری مردوں کیلئے جائز ہے

عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا (بخاری و مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ أَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِلَّا مَوْضَعُ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع کیا مگر اتنی مقدار اور (وہ مقدار بتانے کیلئے) رسول اللہ ﷺ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلیاں اٹھائیں اور دونوں کو ملا دیا (یعنی دو انگلیوں کی چوڑائی کے برابر مقدار کا استعمال جائز قرار دیا)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (شام کے شہر) جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا مگر دو انگل یا تین انگل یا ر چار انگل (یعنی زیادہ سے زیادہ چار انگل کی مقدار کے استعمال کی رخصت بتائی)۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِیْ بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةً طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَلْبَسُهَا (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی

کسروانی جبہ نکالا جس کے دامن میں ایک ریشمی پیوند لگا ہوا تھا اور اس کے (آگے اور پیچھے) دونوں جانب کٹاؤ کے گرد ریشمی گوٹہ لگا ہوا تھا اور بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو (میری بہن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے اس جبہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور (اہم بات یہ ہے کہ) نبی ﷺ اس جبہ کو پہنا کرتے تھے۔

جس کپڑے کا تانا ریشم کا ہو اور بانا ریشم کا نہ ہو تو وہ مردوں کیلئے جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيْرِ فَأَمَّا الْعَلَمُ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَاسَ بِهٖ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) محض اس کپڑے سے منع کیا جس کا تانا اور بانا دونوں ہی ریشم کے ہوں۔ رہا وہ کپڑا جس پر (چار انگل کی مقدار تک) پھول بوٹے لگے ہوں یا جس کا صرف تانا ریشم کا ہو تو اس (کے استعمال) میں کچھ حرج نہیں۔

علاج کے طور پر مردوں کیلئے ریشم کا استعمال

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّهُمَا شَكَوَا الْقُمَّلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِيْ قُمُصِ الْحَرِيْرِ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے کھٹملوں کی وجہ سے خارش کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ریشمی کرتہ پہننے کی رخصت دی۔

جبہ کا استعمال

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

کُرتے کی تفصیل

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصَ (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں سے سب سے زیادہ کرتا پسند تھا۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّسْغِ (ترمذی و

(ابو داؤد)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے کرتے کی آستین (کبھی) پہنچے تک ہوتی تھی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قَمِيصُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَكَانَ كُمُّهٗ مَعَ الْأَصَابِعِ (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا کرتا (آپ کے) ٹخنوں سے اوپر ہوتا تھا اور اس کی آستین (کبھی ہاتھوں کی) انگلیوں تک ہوتی تھی۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهٖ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کرتا پہنتے تھے تو اس کے دائیں طرف سے شروع کرتے تھے۔

مردوں کے تہبند اور شلوار وغیرہ کے پائنچے ٹخنوں سے اوپر رہیں

جو شخص اپنا تہبند اور پائنچے تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے رکھے اس کے لئے جہنم کی سزا کی وعید ہے لیکن جو غفلت اور سستی سے ایسا کرے وہ بھی مکروہ تنزیہی ہے اور جو دوسروں کی دیکھا دیکھی کرے تو اس کو کافروں یا فاسقوں کے ساتھ مشابہت کا گناہ بھی ہوگا۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِى النَّارِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہبند (اور شلوار) کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ (یعنی اسکا پہننے والا جہنم کی) آگ میں ہوگا۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ بَطَرًا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے جس نے تکبر (اور سرکشی) کی وجہ سے اپنے تہبند (یا پائنچے) کو زمین پر گھسیٹا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ فِىْ إِزَارِىْ اِسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلٰى أَيْنَ قَالَ إِلٰى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو (اس وقت) میرا تہبند کچھ ڈھیلا تھا (اور ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ اپنا تہبند اوپر کرو۔ میں نے اسے کچھ اوپر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور اوپر کرو تو میں نے اور اوپر کرلیا۔ پھر اس کے بعد سے میں اس کی نگہداشت کرتا رہا۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا آپ نے کہاں تک اونچا کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ نصف پنڈلیوں تک۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِزَارِیْ يَسْتَرْخِیْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے (لٹکایا اور) گھسیٹا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہ کریں گے (یہ سن کر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول میرا تہبند پھسل جاتا ہے (اور ٹخنوں یا پیروں تک آجاتا ہے) الا یہ کہ اس کی (پوری پوری) نگہداشت کرتا رہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو ایسا تکبر کی وجہ سے کرتے ہیں۔

کپڑے کے استعمال کے ناجائز طریقے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ أَوْ يَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی چادر کو اپنے گرد اس طرح سے لپیٹ لے کہ اس کے ہاتھ اسی میں بند ہو جائیں (نکل نہ سکیں) اور اس سے منع فرمایا کہ آدمی (اندر کچھ پہنے بغیر اور عریاں ہو کر اپنے گھٹنے اٹھا کر بیٹھ جائے اور اپنے گرد کپڑا لپیٹ لے (کیونکہ اس صورت میں اگر کہیں لڑھک گیا تو سارا ستر کھل جائے گا)

عورتوں کو باریک اور تنگ لباس پہننا منع ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ الْمَرْأَةُ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ أَنْ يُّرٰى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ (حجاب کا حکم آنے سے پہلے ان کی بہن) حضرت اسماء

باریک کپڑے پہنے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں تو آپ نے ان سے اپنی نظریں ہٹالیں اور فرمایا اے اسماء عورت بلوغت کو پہنچ جائے تو جائز نہیں کہ سوائے اس کے اور اس کے جسم کا کوئی حصہ دیکھا جائے اور آپ نے اپنے چہرے پر اپنی ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کیا۔

عَنِ امْرَأَةِ أَبِىْ عَلْقَمَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا (مؤطا مالک)

ابو علقمہ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام بلال) کی اہلیہ کہتی ہیں کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے) عبدالرحمٰن کی بیٹی حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں جبکہ ان کی سر کی اوڑھنی باریک تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ دیا اور ان کو موٹی اوڑھنی اوڑھائی۔

عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيْفَةَ قَالَ أُتِىَ النَّبِىُّ ﷺ بِقَبَاطِيِّ فَأَعْطَانِىْ مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ اِصْدَعْهَا صِدْعَيْنِ فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيْصًا وَأَعْطِ الْآخَرَ اِمْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهٖ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ وَأْمُرْ اِمْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا (ابو داؤد)

حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قبطی سفید باریک کپڑے لائے گئے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑے کرنا۔ ایک ٹکڑے سے (اپنا) کرتا بنانا اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دینا کہ وہ اس کا دوپٹہ بنالے۔ جب دحیہ (باہر آنے کے لئے) واپس مڑے تو آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا اور (ہاں) اپنی بیوی کو کہنا کہ وہ اس (باریک کپڑے) کے نیچے استر لگالے تاکہ دوپٹہ سے اندر کا جسم (اور بال) نظر نہ آئیں۔

ٹوپی اور عمامہ کا استعمال

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی اوڑھتے تھے۔

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلشُّهَدَاءُ أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِىَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَاسَهٗ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ. (ترمذی)

فضالہ بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید چار طرح کے ہیں۔ ایک وہ پختہ ایمان والا جس کا کافر دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لڑائی کی یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ یہ وہ شخص ہے کہ قیامت

کے دن لوگ اس کو دیکھنے کے لئے اپنی آنکھیں اس طرح اٹھائیں گے۔ فضالہ بن عبید کہتے ہیں یہ بتانے کے لئے حضرت عمر ﷛ نے اپنا سر اتنا اٹھایا کہ ان کی ٹوپی گر گئی۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى الْخَلَاءَ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ. (عبدالرزاق)

سعید بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سفید ٹوپی پہنے ہوئے بیت الخلاء میں داخل ہوئے اوراس سے نکلے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عَلٰى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَمِنْ خَزٍّ. (بخاری)

سلیمان تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ریشم ملی زرد رنگ کی اونچی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَهٗ قَلَنْسُوَةٌ طَوِيْلَةٌ وَ قَلَنْسُوَةٌ ذَاتُ اٰذَانٍ وَقَلَنْسُوَةٌ لَاطِيَةٌ. (فیض القدیر).

حضرت عبداللہ بن بسر ﷛ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مختلف ٹوپیاں استعمال کرتے دیکھا۔ ایک جو سر سے کچھ اونچی تھی، دوسری جو کانوں (کو ڈھانپنے) والی تھی اور تیسری جو سر کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

قَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُوْنَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ (بخاری)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں صحابہ عمامہ اور ٹوپی پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تھے تو اس کا شملہ (اپنی کمر پر) اپنے کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. (شمائل ترمذی).

حضرت جابر ﷛ کہتے ہیں نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ (مکرمہ) میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حیثیت ہو تو صاف اور اچھے کپڑے پہنے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرًا فَرَأٰى رَجُلاً...... عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ (احمد و نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں ملاقات کے لئے آئے (راستہ میں) آپ ﷺ نے ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کیا اس کو (صابن وغیرہ جیسی) وہ چیز نہیں ملتی جس سے یہ اپنے کپڑے کو دھو لیتا (یعنی جب اس کو وہ چیزیں میسر ہیں تو پھر اس نے اپنے کپڑوں کو میلا کیوں رکھا ہے)

عَنْ أَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ وَعَلَیْهِ مِطْرَفٌ مِنْ خَزٍّ وَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ نِعْمَةً فَإِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ أَنْ یُّرٰی أَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰی عَبْدِهٖ (احمد)

ابو رجاء رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو وہ اون اور ریشم سے بنی ہوئی (قیمتی) چادر اوڑھے ہوئے تھے (ریشم صرف تانے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا اس لئے اس کا استعمال جائز تھا) اور (اس قیمتی چادر کے اوڑھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اس کے بندے پر اس کی (دی ہوئی) نعمت کا اثر نظر آئے۔

محض عاجزی اور تواضع کی خاطر خوبصورت کپڑے ترک کرنا

عَنْ صَحَابِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَکَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ تَوَاضُعًا کَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْکَرَامَةِ (ابو داؤد و ترمذی)

ایک صحابی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے (زینت و) جمال کے کپڑے پہننا محض اللہ (کے خوف اور اس) کے سامنے تواضع و عاجزی کی خاطر ترک کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو (جنت کے خاص) اکرام کا لباس پہنائیں گے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عَائِشَةُ إِنْ أَرَدْتِّ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِکِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِ الرَّاکِبِ وَإِیَّاکِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِیَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِیْهِ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ اگر تم آخرت میں میرے ساتھ (کمال درجے کا) ملنا چاہتی ہو تو تمہارے لئے دنیا کا اتنا سامان کافی ہو جانا چاہئے جتنا کہ ایک مسافر کا ہوتا ہے اور مالداروں کی ہم نشینی سے بچو اور کپڑے کو اس وقت تک پرانا نہ سمجھو جب تک اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لو۔

دکھلاوے اور شہرت کے لئے لباس پہننا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِی الدُّنْیَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ

مَذَلَّةٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (ابو داؤد و احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شہرت (اور دکھلاوے) کی خاطر کوئی لباس پہنا (خواہ کوئی پھٹا پرانا لباس اس غرض سے پہنا ہو کہ لوگوں میں اس کے زہد کی شہرت ہو) تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

نیا کپڑا پہننے کی دعا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاہُ بِاسْمِہٖ عِمَامَۃً أَوْ قَمِیْصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ یَقُوْلُ أَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ أَسْأَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَمَا صُنِعَ لَہٗ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کپڑے کا نام لیتے اور یوں فرماتے أَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ أَسْأَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَمَا صُنِعَ لَہٗ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ یعنی اے اللہ آپ نے جو مجھے یہ (کرتا یا چادر یا شلوار) پہنائی اس پر آپ کا شکر ہے میں آپ سے اس (کرتے وغیرہ) کی بھلائی (یعنی اس کی بقاء اور صفائی ستھرائی اور ضرورت کے لئے اس کا استعمال) چاہتا ہوں اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی (یعنی گرمی سردی سے بچاؤ اور ستر عورت) چاہتا ہوں اور اس کے شر (یعنی اس کے حرام اور نجس اور جلد پھٹ جانے) سے پناہ چاہتا ہوں اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر (یعنی دکھلاوے اور تکبر اور معصیت) سے پناہ مانگتا ہوں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَأَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ عَمَدَ إِلَی الثَّوْبِ الَّذِیْ أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِہٖ کَانَ فِیْ کَنَفِ اللّٰہِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَفِیْ سِتْرِ اللّٰہِ حَیًّا وَمَیِّتاً (احمد و ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نیا کپڑا پہنا پھر یوں کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَاأُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَأَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ (یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور جس سے میں اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں) پھر اپنے پرانے کپڑے کو لیا اور صدقہ میں (کسی غریب کو) دے دیا تو وہ زندہ اور مردہ (دونوں حالتوں میں) اللہ تعالیٰ کے سایہ میں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اور اللہ تعالیٰ کے پردے میں ہوگا۔

کوئی بھی کپڑا پہننے کی دعا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَ رَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ (ابو داؤد)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی کپڑا پہنا اور یوں کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ (یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میرے کسی زور اور قوت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا) تو اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

نیا کپڑا جمعہ کے دن پہننا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا لَبِسَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ (ابن حبان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پاتے تو (ابتداء میں) اس کو جمعہ کے دن پہنتے تھے۔

جوتی پہننے کے آداب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا شَعْرٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی جوتیاں پہنے ہوئے دیکھا جن (کے چمڑے) پر بال نہ (تھے بلکہ صاف کر دیئے گئے) تھے۔

جوتی پہننے کی ترغیب

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا یَقُوْلُ اِسْتَکْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ رَاکِبًا مَا انْتَعَلَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غزوہ میں جس میں آپ موجود تھے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جوتی کا خوب استعمال کیا کرو کیونکہ آدمی جب تک جوتی پہنے رہتا ہے وہ سوار کی مانند ہوتا ہے (کہ اس کی طرح مشقت سے بھی بچتا ہے اور پیر بھی تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رہتے ہیں)۔

جوتی پہلے دائیں پاؤں میں پہنے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِالْیُمْنٰی وَإِذَا نَزَعَ

فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتی پہنے تو وہ دائیں سے شروع کرے اور جب جوتی اتارے تو بائیں سے شروع کرے۔ چاہئے کہ دایاں (پاؤں) جوتی پہننے میں پہلا ہو اور جوتی اتارنے میں آخری ہو۔

کوئی مجبوری نہ ہو تو صرف ایک جوتی میں نہ چلے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَمْشِیْ أَحَدُكُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِیُحْفِهِمَا جَمِیْعًا أَوْ لِیَنْعَلْهُمَا جَمِیْعًا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی (صرف) ایک جوتی (پہن کراس) میں نہ چلے یا تو دونوں جوتیاں اتار دے (اور ننگے پیر چلے) یا دونوں پہن لے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَمَا مَشَى النَّبِیُّ ﷺ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ کبھی کبھی (صرف) ایک جوتی (پہن کراس) میں چل لیتے (ایسا کسی مجبوری کی وجہ سے مثلاً فرش کے سخت گرم ہونے کی وجہ سے کیا ہو کہ جوتی والا پیر زمین پر پورا رکھ لیا اور دوسرا پیر کا کچھ کونا زمین پر ٹکا لیا۔ آپ ﷺ کے اس عمل میں یہ تعلیم بھی ہے کہ ایک جوتی پہن کر چلنا اگرچہ عام طور سے پسندیدہ نہیں لیکن حرام بھی نہیں)۔

جس میں مشقت ہو وہ جوتی بیٹھ کر پہنے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ایسی) جوتی کو کھڑے ہو کر پہننے سے منع فرمایا (جس میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہو یا کھڑے ہو کر اس کو پہننے میں مشقت ہو)

کبھی کبھی ننگے پیر چلنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَامُرُنَا أَنْ نَحْتَفِیَ أَحْیَانًا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم کبھی کبھی ننگے پیر چلا کریں (تاکہ نفس میں تواضع اور عاجزی پیدا ہو اور ننگے پیر چلنے کی عادت بھی ہو تاکہ کبھی مجبوری ہو جائے تو زیادہ پریشانی نہ ہو)۔

باب: 69

سونے چاندی وغیرہ کا استعمال

مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے

عَنْ عَلِيٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخذَ حَرِيرًا فَجعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَأَخذَ ذَهَبًا فَجعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَ يْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ (ابوداؤد و نسائی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم (کا کپڑا) لیا اور اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑا اور سونا لیا اور اس کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا پھر فرمایا یہ دونوں چیزیں (یعنی ان کا پہننا) میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ وَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهٗ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے (خود) اس کو اتارا اور (ایک طرف کو) پھینک دیا اور فرمایا تم میں سے ایک (جہنم کی) آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد ان صاحب سے (کسی کی جانب سے) کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالو اور اس سے (کوئی اور جائز) نفع اٹھاؤ (مثلاً گھر میں کسی عورت کو پہنا دو یا انگوٹھی توڑ کر سونے سے اپنی ضرورت کی کوئی چیز خرید لو) انہوں نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم میں تو اس کو کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پھینکا ہے۔

مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے

عَنِ أَنَسٍ أَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ کَانَ خَاتَمُہٗ مِنْ فِضَّۃٍ وَکَانَ فَصُّہٗ مِنْہُ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی (یعنی اس کا حلقہ چاندی کا تھا) اور اس کا نگ بھی چاندی کا تھا۔

نگ سونے چاندی کا بھی جائز ہے اور کسی دوسرے چیز کا بھی

عَنْ أَنَسٍ ...... کَانَ فَصُّہٗ مِنْہُ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا نگ چاندی کا تھا۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّۃٍ فِیْ یَمِیْنِہٖ فِیْہِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی۔ اس میں سیاہ رنگ کا نگ لگا ہوا تھا۔

بہتر ہے کہ نگ ہتھیلی کی طرف ہو

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ...... کَانَ یَجْعَلُ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی انگوٹھی کے نگ کو ہتھیلی کی طرف (یعنی اندر کی طرف) رکھتے تھے۔

مرد کو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا بہتر ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ ھٰذِہٖ وَأَشَارَ إِلَی الْخِنْصَرِ مِنْ یَدِہِ الْیُسْرٰی (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی اس (انگلی) میں ہوتی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ ثُمَّ حَوَّلَہٗ فِیْ یَسَارِہٖ (ابن عدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (پہلے) اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے پھر آپ نے اس کو (اپنے بائیں) ہاتھ میں بدل لیا (یعنی اس میں پہننے لگے)

مردوں کو انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننا درست نہیں

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَھَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِیْ إِصْبَعِیْ ھٰذِہٖ أَوْ ھٰذِہٖ قَالَ فَأَوْمَأَ إِلَی

اَلْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْهَا (مسلم)

حضرت علی ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اس انگلی یا اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے اور حضرت علی ؓ نے درمیانی اور اس کی ساتھ والی انگلی (یعنی انگشت شہادت) کی طرف اشارہ کیا۔

مردوں کیلئے چاندی کی انگوٹھی کا وزن

عَنْ بُرَیْدَةَ ...... اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالاً (ترمذی)

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول میں انگوٹھی کس چیز کی پہنوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا چاندی کی لیکن اس (چاندی) کا وزن پورا ساڑھے چار ماشہ (4.3 گرام) نہ ہو۔

لوہے اور تانبے کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے منع ہے

عَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ مَا لِیْ اَجِدُ مِنْکَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَیْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَا لِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ وَرِقٍ (ترمذی)

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے جو پیتل کی انگوٹھی پہنا ہوا تھا فرمایا کہ کیا بات ہے مجھے تمہارے پاس سے بتوں کی بو آرہی ہے (کیونکہ بت عام طور سے پیتل سے بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس پر اس شخص نے وہ انگوٹھی (اتار کر) پھینک دی۔ پھر وہ دوبارہ آیا تو (اب) وہ لوہے کی انگوٹھی پہنا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا کیا بات کہ میں تمہیں جہنمیوں کا زیور پہنے دیکھ رہا ہوں۔ (مطلب یہ تھا کہ مسلمان کو ان چیزوں کی انگوٹھی پہننی جائز نہیں) اس شخص نے وہ انگوٹھی (بھی اتار کر) پھینک دی اور پوچھا اے اللہ کے رسول میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا چاندی کی (انگوٹھی پہن سکتے ہو)۔

فائدہ: چونکہ لوہے اور پیتل کی انگوٹھی میں جو علت بتائی وہ مردوں کے ساتھ خاص نہیں اس لئے عورتوں کو بھی ان سے اجتناب کا حکم ہے۔ لوہے اور پیتل کے دیگر استعمال کو منع نہیں فرمایا۔ مثلاً جنگوں میں لوہے کا خود پہنتے تھے اور زرہیں استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح عورتوں کو لوہے پیتل وغیرہ سے بنے دیگر زیورات سے بھی منع نہیں کیا اس لئے عورتوں کو انگوٹھی کے علاوہ ان دھاتوں کے بنے ہوئے دیگر

زیورات پہننا جائز ہے۔

دیگر چیزوں کا زیور

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا ثَوْبَانُ اِشْتَرِ لِفَاطِمَۃَ قِلَادَۃً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَیْنِ مِنْ عَاجٍ (ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ثوبان فاطمہ کے لئے پٹھوں سے بنایا ہوا موتیوں کا ہار اور ہاتھی دانت کے بنے ہوئے دو کڑے خرید لو۔

بجنے والا زیور پہننا عورت کے لئے جائز نہیں

عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ أَنَّ مَوْلَاۃً لَّھُمْ ذَھَبَتْ بِابْنَۃِ الزُّبَیْرِ إِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ رِجْلِھَا أَجْرَاسٌ فَقَطَعَھَا عُمَرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے خاندان والوں کو ایک آزاد کردہ باندی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (کے خاندان) کی ایک بچی کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ اس بچی کے پیر میں گھنگھرو تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کاٹ دیا اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گھنگھرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے (جو پہننے والے کو گھنگھرو خوشنما کر کے دکھاتا ہے)۔

عَنْ بُنَانَۃَ مَوْلَاۃِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَیَّانِ الْأَنْصَارِیِّ کَانَتْ عِنْدَ عَائِشَۃَ إِذْ دُخِلَتْ عَلَیْھَا بِجَارِیَۃٍ وَعَلَیْھَا جَلَاجِلُ یُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَھَا عَلَیَّ إِلَّا أَنْ تُقَطِّعْنَ جَلَاجِلَھَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ جَرَسٌ (ابوداؤد)

حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی بنانہؒ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں کہ ان کے پاس ایک لڑکی لائے جانے لگی جو بجنے والے گھنگھرو پہنے ہوئے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب تک تم اس کے گھنگھرو کاٹ نہ لو اس کو میرے پاس نہ لانا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں (بجنے والی) گھنٹی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

چاندی کا زیور پہننے کی ترغیب

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ یُحَلِّقَ حَبِیْبَہٗ حَلْقَۃً مِنْ نَارٍ فَلْیُحَلِّقْہُ مِنْ ذَھَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یُطَوِّقَ حَبِیْبَہٗ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْیُطَوِّقْہُ طَوْقًا مِنْ ذَھَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یُسَوِّرَ حَبِیْبَہٗ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْیُسَوِّرْہُ سِوَارًا مِنْ ذَھَبٍ وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِالْفِضَّۃِ فَالْعَبُوْا بِھَا (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ وہ اپنے محبوب (اور پیارے کو مثلاً بیوی کو یا بیٹی یا بہن وغیرہ) کو (جہنم کی) آگ کی بالیاں پہنائے تو وہ اس کو سونے کی بالیاں پہنا دے (جس کی وجہ یہ ہے کہ ساڑھے سات تولے سونے پر تو ویسے ہی زکوٰۃ ہے اگر ایک تولہ سونا اور کچھ چاندی یا روپیہ ہو اور کل کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی بنتی ہو تو پہننے والے کو زکوٰۃ دینی ہوگی جس سے بہت سے لوگ غفلت کرتے ہیں اور یوں جہنم کی آگ کے مستحق بنتے ہیں اور اس طرح سے انجام کے اعتبار سے سونے کا نہیں پہنایا جہنم کی آگ کا پہنایا) اور (اسی طرح) جو یہ پسند کرے کہ اپنے پیارے (جہنم کی) آگ کا گلو بند پہنائے تو وہ اس کو سونے کا گلو بند پہنا دے اور جو یہ پسند کرے کہ اپنے پیارے کو (جہنم کی) آگ کا کڑا پہنائے تو وہ اس کو سونے کا کڑا پہنا دے (تو سونے کے زیور میں یہ بڑا خطرہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں چاندی میں وزن کے حساب سے زکوٰۃ کا نصاب زیادہ ہے اور مذکورہ خطرہ بہت کم ہے) تو تم چاندی کو استعمال کرو اور اس سے اپنا دل بہلاؤ۔

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ الَّذِیْ یَاکُلُ وَیَشْرَبُ فِیْ آنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ إِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے یا سونے کے برتن میں کھاتا ہے اور پیتا ہے تو یہ چیز اس کے پیٹ میں جہنم کی آگ کو حرکت دیتی ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... یَقُوْلُ ...... لَا تَشْرَبُوْا فِیْ آنِیَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَلَا تَاكُلُوْا فِیْ صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهِیَ لَكُمْ فِی الْآخِرَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سونے اور چاندی کے برتن میں (کچھ) مت پیو اور اس کے پیالے میں مت کھاؤ کیونکہ یہ (سونے چانی کے برتن) کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہوں گے۔

تلوار کے دستے کی ٹوپی چاندی کی

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ قَبِیعَةُ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ فِضَّةٍ (نسائی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی ٹوپی چاندی کی تھی۔ (لیکن تلوار پکڑتے ہوئے چونکہ اس پر ہاتھ نہیں آتا اس لئے چاندی کا استعمال نہیں ہوا)۔

سونے چاندی کے مصنوعی اعضاء

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بْنَ سَعْدٍ قُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ (ترمذی و ابوداؤد)

عبدالرحمٰن بن طرفہؓ سے روایت ہے کہ ان کے دادا عرفجہ بن سعدؓ کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر استعمال کی۔ لیکن وہ بدبو دینے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر استعمال کرنے کا حکم دیا۔

باب:70

بالوں کے متعلق آداب

سر کے بال رکھنا اور کتنے رکھنا

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ ...... كَانَتْ جُمَّتُهُ تَضْرِبُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ (شمائل ترمذی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال (کبھی) آپ کے کانوں کی لو تک ہوتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ...... كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال (کبھی) اس سے زائد ہوتے تھے جو کانوں کی لو تک ہوں اور اس سے کم تھے جو کندھوں تک ہوں (یعنی کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان تک ہوتے تھے)۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَارَأَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ (شمائل ترمذی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ (دھاریوں والے) جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں تک آ رہے تھے۔

عَنْ أُمِّ هَانِیٍٔ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْنَا بِمَكَّةَ قَدْمَةً وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مکہ (مکرمہ) میں آئے۔ آپ (کے بالوں) کے چار گیسو تھے۔

سر اور داڑھی کے بالوں کی نگہداشت کرنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ دَهْنَ رَاسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ (شرح السنة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کثرت سے اپنے سر میں تیل لگاتے تھے اور (کثرت سے) داڑھی (کے بالوں کے الجھاؤ کو دور کرنے کے لئے اس) کو کنگھی کرتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے (سر اور داڑھی کے) بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے (کہ ان کو صاف ستھرا رکھے اور ان کو تیل لگائے اور کنگھی کرتا رہے)

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِیْ جُمَّةً أَفَأُرَجِّلُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا قَالَ فَكَانَ أَبُوْقَتَادَةَ رُبَمَا دَهَنَهَا فِی الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا (مؤطا مالک)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرے بال کندھوں تک ہیں کیا میں ان کی کنگھی کر لیا کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اور ان بالوں کا اکرام (بھی) کیا کرو۔ رسول اللہ ﷺ کے (اس) فرمان سے کہ ہاں اور ان کا اکرام (بھی) کیا کرو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (نے سمجھا کہ محض کنگھی کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس سے زائد نگہداشت کرنی چاہئے اس لئے وہ) کبھی ایک دن میں (اپنے) سر میں دو دو مرتبہ تیل لگایا کرتے تھے (تاکہ بال چمکتے دمکتے رہیں)۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّاسِ وَاللِّحْيَةِ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ كَأَنَّهٗ يَامُرُهٗ بِإِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَ لِحْيَتِهٖ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَ لَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَّاتِیَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّاسِ كَأَنَّهٗ شَيْطَانٌ (مؤطا مالک)

عطاء بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں (تشریف فرما) تھے کہ ایک شخص داخل ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اس طرح اشارہ کیا کہ گویا آپ اس کو اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو ٹھیک کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اس شخص نے (پیچھے جا کر) اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کیا پھر پلٹ کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اب اس کو دیکھ کر) فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی اس حالت میں آئے کہ اس کے سر (اور داڑھی) کے بال بکھرے ہوئے ہوں گویا کہ وہ بھوت ہو۔

کسی کے بال بکھرے ہوئے نہ ہوں تو کنگھی ایک دن کا وقفہ کر کے کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (اس سے) منع کیا (کہ جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے نہ ہوں وہ ان میں روزانہ کنگھی کرے) مگر یہ کہ ایک دن چھوڑ کر کنگھی کرے۔

سر کے بالوں میں مانگ نکالنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِذَا فَرَّقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاسَهٗ صَدَعْتُ فَرْقَهٗ عَنْ يَافُوْخِهٖ وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں جب رسول اللہ ﷺ کے سر کے بالوں کو (دو حصوں میں) تقسیم کرتی تھی (دائیں جانب اور بائیں جانب) تو میں آپ کی مانگ نکالتی تھی جس کا بڑا حصہ سر کے درمیان میں ہوتا تھا اور مانگ کا اگلا حصہ آپ کے آنکھوں کے درمیان (یعنی بیچ میں) ہوتا تھا (مطلب یہ ہے کہ آپ کی سیدھی مانگ نکلتی تھی)

سر مونڈنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ لَا تَبْكُوْا عَلٰی أَخِیْ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُوْا لِیْ بَنِیْ أَخِیْ فَجِیْءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ اُدْعُوْا لِیَ الْحَلَّاقَ فَأَمَرَهٗ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا (ابوداؤد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (ان کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ایک جنگ میں شہادت پر) رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو تین دن تک (غم کی وجہ سے رونے دھونے میں) چھوڑے رکھا۔ (تین دن کے بعد) آپ ان کے پاس گئے اور فرمایا اب آج کے بعد میرے (چچا زاد) بھائی پر رونا دھونا مت کرنا (کیونکہ بیوی کے علاوہ اور لوگوں کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں) پھر فرمایا میرے (چچا زاد) بھائی کے بیٹوں (عبداللہ، عون اور محمد) کو میرے پاس لاؤ۔ (حضرت عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں) ہم کو آپ کے پاس لایا گیا (ہم اتنے چھوٹے تھے) گویا کہ ہم چوزے تھے۔ آپ ﷺ نے (یہ دیکھ کر کہ ہم بچوں کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس اپنے غم کی وجہ سے ہماری دیکھ بھال نہیں کر پا رہیں اور دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے سروں میں میل اور جوئیں پڑ جائیں گی) فرمایا میرے پاس نائی کو لاؤ (نائی آیا تو) آپ نے اس کو حکم دیا کہ (کہ وہ ہمارے سر مونڈ دے) تو اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔

سفید بال نہ چننا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَنْتِفُوْا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اپنے سر اور داڑھی کے) سفید بال مت چنو کیونکہ وہ تو مسلمان کا نور ہے جس کا ایک بال بھی اسلام کی اطاعت میں سفید ہوا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے ایک نیکی لکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس سے ایک گناہ کو معاف کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی و نسائی)

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا ایک بال بھی اسلام (کی اطاعت) میں سفید ہوا وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

سر کا کچھ حصہ مونڈنا کچھ چھوڑنا منع ہے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قِيْلَ لِنَافِعٍ مَا الْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَاسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ الْبَعْضُ (بخاری و مسلم)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کو قزع سے منع کرتے ہوئے سنا۔ نافع رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ قزع سے کیا مراد ہے کہا کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ تو مونڈ دیا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اِحْلِقُوْا كُلَّهٗ أَوْ اُتْرُكُوْا كُلَّهٗ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ تو مونڈا گیا تھا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس (طرح کرنے) سے لوگوں کو منع کیا اور فرمایا یا تو پورے سر کو مونڈ و یا پورے سر کو چھوڑ دو۔

عورتوں کے سر کے بال مونڈنا اور کترانا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا (نسائی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ عورت اپنے سر کو مونڈے۔

عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوْهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِانَاءٍ قَدْرَ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَهَا سِتْرٌ فَأَفْرَغَتْ عَلٰی رَاسِهَا ثَلاَ ثاً قَالَ وَکَانَ أَزْوَاجُ النَّبِیِّ یَاخُذْنَ مِنْ رُؤُسِهِنَّ حَتّٰی تَکُوْنَ کَالْوَفْرَةِ (مسلم)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (ایک اور رضاعی) بھائی (عبداللہ بن زید) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو عبداللہ بن یزیدؒ نے ان سے نبی ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا (مثلاً یہ کہ پانی کی کتنی مقدار استعمال فرماتے تھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع کی مقدار پانی کا برتن منگوایا اور اس سے غسل کیا (جس کی صورت یہ تھی کہ) ہمارے اور ان کے درمیان ایک پردہ تھا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر اور چہرہ اور بازو ہمیں نظر آرہے تھے اور محرم ہونے کی وجہ سے یہ اعضاء ان حضرات کو دیکھنا جائز تھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ (ان کے لئے ایک صاع پانی کے کافی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے ان کے بال بہت لمبے نہیں تھے ایک تو عمر کی وجہ سے کہ بڑی عمر میں وہ ویسے ہی چھوٹے ہو جاتے ہیں پھر) نبی ﷺ کی ازواج ان کے (کچھ کچھ) کنارے کتر لیتی تھیں جس سے وہ وفرہ (کندھوں سے کچھ نیچے ہونے) کی مانند تھے (مطلب یہ کہ کندھوں سے نیچے تھے لیکن بہت نیچے تک نہیں تھے کمر پر اوپر اوپر ہی تھے)۔

فائدہ: موجودہ دور میں عورتوں کے بال کاٹنے کا جو رواج ہے یہ حدیث ان کے جواز کی دلیل نہیں کیونکہ:

1۔ موجودہ دور میں کافر اور فاسق عورتوں میں اس کا رواج ہے اور ان ہی کی دیکھا دیکھی ایسا کیا جاتا ہے، جبکہ کافروں اور فاسقوں کے ساتھ مشابہت کرنے سے دین میں مستقل طور پر منع کیا گیا ہے۔

2۔ نبی ﷺ کی ازواج کا یہ عمل نبی ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے اور ایسا انہوں نے ترک زینت کی وجہ سے کیا جبکہ موجودہ دور میں زینت کی خاطر بال کٹوائے جاتے ہیں۔

3۔ بڑی عمر میں عورتوں کے بال عموماً ویسے ہی چھوٹے ہو جاتے ہیں تو نبی ﷺ کی ازواج تھوڑے تھوڑے کنارے کاٹتی تھیں جبکہ آج کل جوانی میں بال کاٹے جاتے ہیں اور مستقل کاٹے جاتے ہیں لہٰذا دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔

دوسرے انسان کے بال لگانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اپنے بالوں میں دوسرے انسان کے بال لگانے والی پر اور لگوانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

غیر ضروری بال صاف کرنے کی مدت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَۃِ أَنْ لَّا نَتْرُکَ أَکْثَرَ مِنْ أَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مونچھیں کترنے اور ناخن کاٹنے اور بغلوں کے بال صاف کرنے اور زیر ناف بال صاف کرنے کے لئے ہمارے لئے (رسول اللہ ﷺ کی جانب سے) مدت مقرر کی گئی کہ ہم ان بالوں کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں (یعنی ان چیزوں کی صفائی کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے)

عَنْ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْأَغَرِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقُصُّ شَارِبَہٗ وَ یَاخُذُ مِنْ أَظْفَارِہٖ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ (شرح السنۃ)

حضرت ابوعبداللہ اغر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ میں (یعنی ہر ساتویں دن) اپنی مونچھیں کترتے اور اپنے ناخن کاٹتے تھے۔

ایک مشت داڑھی رکھنا اور مونچھیں کترنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ أَوْفِرُوا اللِّحٰی وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو (اور ان کے ساتھ مشابہت نہ رکھو جس کی ایک بڑی صورت یہ ہے کہ چونکہ مشرک لوگ داڑھیاں کتراتے ہیں یا مونڈتے ہیں اور مونچھیں بڑی رکھتے ہیں تو) تم داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترو۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ یَاخُذْ مِنْ شَارِبِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا (احمد و ترمذی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی مونچھیں نہ کتریں وہ ہم (لوگوں کے طریقے پر چلنے والوں) میں سے نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ مِنْ عَرْضِھَا وَطُوْلِھَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو عرض میں سے اور طول میں سے کچھ کاٹتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو طول میں سے کتنا کاٹتے تھے اس کی وضاحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل میں ملتی ہے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور جو (اس سے) زیادہ ہوتی اس کو کاٹ دیتے۔

سر اور داڑھی کے بالوں کو رنگنا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ (اپنی داڑھیوں کو نہیں رنگتے تو تم ان کی مخالفت کرو (اور اپنی داڑھیوں کو رنگو)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑھاپے (کی سفیدی) کو بدل دو اور یہود کے ساتھ مشابہت مت اختیار کرو (لہٰذا ان کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھیوں کو سیاہ کے علاوہ کوئی رنگ دے لو)

فائدہ: بالوں کو خضاب لگانے کا حکم اس وقت واجب ہے جب غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ ہوتا ہو۔ جب ایسا نہ ہو تو خضاب لگانا یعنی بالوں کو رنگنا یا ان کو سفید چھوڑنا دونوں یکساں ہیں۔ سفید بالوں کی اپنی فضیلت وارد ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ أَوَّلَ النَّاسِ رَأٰى شَيْبًا فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ زِدْنِیْ وَقَارًا (مؤطا مالک)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص تھے کہ جب انہوں نے اپنی داڑھی میں سفیدی دیکھی تو پوچھا اے میرے رب یہ (سفیدی) کیا (حکمت رکھتی) ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم (اس میں) وقار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

درخواست کی (وقار حاصل ہو جائے یہ تو آپ کی نعمت ہے لہٰذا اے میرے رب) میرا وقار بڑھا دیجئے (جس کی ایک ظاہری صورت یہ ہے کہ بالوں میں سفیدی بڑھ جائے)۔

سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِیَ بِأَبِی قُحَافَةَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ وَرَاسُهُ وَلِحْیَتُهُ کَالثُّغَامَةِ بَیَاضًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ غَیِّرُوْا هٰذَا بِشَیْءٍ وَ اجْتَنِبُوا السَّوَادَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد) ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو (نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور حالت یہ تھی کہ ان کا سر اور ان کی داڑھی سفیدی میں ایک سفید پھول کی طرح تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا اس (سفیدی) کو کسی چیز (یعنی رنگ وغیرہ) سے بدل دو اور رنگنے میں سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَکُوْنُ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ یَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَّامِ لَا یَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (ابوداؤد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو اس سیاہ رنگ کے ساتھ (اپنی داڑھیوں کو) رنگین کریں گے گویا کہ وہ کبوتر کے سینے ہیں (جو عام طور سے سیاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ داڑھی سینے کے مقابل ہوتی ہے اس لئے سینہ پر سیاہی کے ساتھ تشبیہ دی) وہ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے (اور سزا کے طور پر ایک مدت کے لئے جنت میں داخلہ سے بھی محروم رہیں گے اور دور سے بھی جنت کی خوشبو نہ پائیں گے حالانکہ جنت کی خوشبو تو پانچ سو سال کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہے)۔

سیاہ کے علاوہ دیگر رنگوں سے خضاب جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ الْحِنَاءَ فَقَالَ مَا أَحْسَنَ هٰذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَاءِ وَالْکَتَمِ فَقَالَ هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا ثُمَّ مَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا کُلِّهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کے سامنے سے ایک صاحب گزرے جنہوں نے مہندی سے (اپنی داڑھی کو) رنگا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا یہ تو کیا ہی اچھا ہے۔ پھر ایک اور صاحب گزرے جنہوں نے مہندی اور وسمہ (کو ملا کر اس) سے رنگا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو (اس) پہلے سے بھی عمدہ ہے۔ پھر ایک تیسرے صاحب گزرے جنہوں نے (داڑھی کے بالوں کو)

زرد رنگ کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو اس (دوسرے) سے بھی عمدہ ہے۔

فائدہ: بالوں کو سرخ رنگ کرنا اگرچہ مردوں کے لئے جائز ہے لیکن اس میں زنانہ پن ہوتا ہے۔ مہندی میں سرخ رنگ ہوتا ہے۔ جب مہندی کے وسمہ ملا تو رنگت سیاہی مائل یا سبزی مائل سرخ ہو جاتی ہے جو سرخ سے ہٹ کر ہے اس لئے اس میں زنانہ پن سے زیادہ دوری ہے اور زرد رنگ تو بہرحال سرخ سے بالکل مختلف ہے۔

باب: 71

سلام، مصافحہ اور معانقہ کے آداب

سلام کی مشروعیت

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی أُوْلٰئِکَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَکَ فَإِنَّهَا تَحِیَّتُکَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِکَ فَذَهَبَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ قَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو (ان سے) فرمایا جاؤ اور ان افراد کو سلام کرو۔ وہ افراد فرشتے تھے جو بیٹھے ہوئے تھے اور (فرمایا کہ) سننا وہ تمہیں سلام میں کیا کہتے ہیں کیونکہ وہی (یعنی تمہارا سلام اور ان کا جواب یہی) تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام (ان کے پاس) گئے اور (ان سے) کہا السلام علیکم! انہوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمتہ اللہ۔ فرمایا کہ فرشتوں نے (جواب میں) ورحمتہ اللہ (کے الفاظ) کا الفاظ کا اضافہ کیا (جو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے سلام میں نہیں کہے تھے)

سلام میں کتنے الفاظ کہہ سکتا ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَیْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَیْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا

السلام علیکم نبی ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا (ان کو سلام کے یہ الفاظ کہنے پر) دس نیکیاں (ملیں) پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے (یوں) کہا السلام علیکم و رحمتہ اللہ نبی ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا (یہ الفاظ کہنے پر) بیس نیکیاں (ملیں) پھر ایک اور صاحب آئے اور (یوں) کہا السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا (یہ الفاظ کہنے پر) تیس نیکیاں (ملیں)۔

سلام کرنے والے نے صرف السلام علیکم کہا تو جواب دینے والا زیادہ کلمات کہہ سکتا ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... فَذَهَبَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ قَالُوْا السَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کے حکم دینے پر کہ حضرت آدم علیہ السلام جا کر بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کریں) حضرت آدم علیہ السلام (ان کے پاس) گئے اور کہا السلام علیکم۔ فرشتوں نے جواب میں السلام علیک ورحمتہ اللہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں نے جواب میں ورحمتہ اللہ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔

سلام میں پہل کرنا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ (احمد و ترمذی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

واقف اور ناواقف دونوں کو سلام کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اسلام کی کونسی بات بڑی بھلائی (اور ثواب) کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کہو اس کو بھی جس کو تم جانتے ہو اور اس کو بھی جس کو تم نہیں جانتے۔

سلام باہمی محبت کا باعث ہے جو جنت میں داخلہ کا سبب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہو سکتے جب تک تم (کامل) ایمان والے نہ ہو جاؤ اور تم (کامل ایمان والے) نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس کو کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے (وہ بات یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

ضابطہ کے مطابق کون کس کو سلام کرے

اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَا بُنَیَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰی أَهْلِكَ فَسَلِّمْ یَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَیْكَ وَعَلٰی أَهْلِ بَیْتِكَ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا اے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں میں جاؤ تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ اس سے تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت ہوگی۔

کسی بھی گھر میں داخل ہوتے وقت

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی أَهْلِهٖ وَإِذَا خَرَجْتُمْ فَأَوْدِعُوْا أَهْلَهٗ بِسَلَامٍ (بیهقی)

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب تم کسی (کے) گھر میں داخل ہو تو اس میں رہنے والے کو سلام کرو اور جب تم (وہاں سے) نکلو تو اس میں رہنے والوں کو سلام چھوڑ کر (یعنی کہہ کر) آؤ۔

سوار پیدل چلنے والا اور تھوڑے لوگ اور کم عمر سلام میں پہل کریں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْكَثِیْرِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار پیادہ کو سلام کرے اور پیادہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑی تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔

ضابطہ کے خلاف سلام میں پہل کرنا بہتر ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے (پہلے) ان کو سلام کیا۔

ایک سلام کے کتنی دیر بعد دوسرا سلام کر سکتے ہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے۔ پھر اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور (دوبارہ) اس سے ملے تو (دوبارہ) اس کو سلام کرے۔

محض سلام کرنے کے لئے لوگوں کے پاس جانا

عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَاتِي ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهُ إِلَى السُّوْقِ قَالَ فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَّاطٍ وَلَا عَلٰى صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا مِسْكِيْنٍ وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ إِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا أَبَا بَطْنٍ قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ إِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ (مؤطا مالک)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے طفیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے تو وہ ان کے ساتھ بازار چلے جاتے۔ طفیلؒ کہتے ہیں جب ہم بازار جاتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی بھی معمولی چیز فروخت کرنے والے یا کسی سودا فروخت کرنے والے یا کسی مسکین یا کسی بھی شخص کے پاس سے گزرتے تو اس کو (ضرور) سلام کرتے۔ طفیلؒ کہتے ہیں ایک دن میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے بازار کی طرف ساتھ چلنے کو کہا۔ میں نے کہا آپ بازار میں کیا کریں گے آپ نہ تو کوئی سودا لیتے ہیں اور نہ کوئی بھاؤ پوچھتے ہیں اور نہ بازار کی کسی بیٹھک میں بیٹھتے ہیں آپ تو بس یہاں ہمارے پاس بیٹھیے تاکہ ہم (دین و دنیا کی کچھ کام کی) باتیں کریں۔ چونکہ طفیل رحمہ اللہ کا پیٹ بڑھا ہوا تھا تو کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا ارے توند والے ہم صرف (لوگوں کو) سلام کرنے کی خاطر ہی جاتے ہیں تاکہ جس سے ملیں اس کو سلام کریں۔

دوسرے کے ذریعے سلام کہلوانا اور اس کا جواب

عَنْ غَالِبٍ قَالَ أَنَا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ بَعَثَنِيْ أَبِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ائْتِهٖ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ أَبِيْ يُقْرِءُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلٰى أَبِيْكَ السَّلَامُ (ابوداؤد)

غالب رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ ایک صاحب (حضرت حسن بصریؒ کے پاس) آئے اور کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان کو میرے دادا نے بتایا کہ ان کے (یعنی میرے دادا کے) والد نے ان کو (یعنی میرے دادا کو) رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ کو (میری طرف سے) سلام کہو۔ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میرے والد آپ کو سلام کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے (جواب میں) فرمایا عَلَيْكَ وَ عَلٰى أَبِيْكَ السَّلَامُ (یعنی تم پر اور تمہارے والد پر بھی سلامتی ہو۔)

جماعت کو سلام کرنا اور جماعت کا جواب دینا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ (بیهقی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک جماعت کی طرف سے یہ کافی ہے جب کہ وہ کسی کے پاس سے گزرے کہ اس کا ایک فرد سلام کرلے اور بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں (کو جب سلام کیا جائے تو ان) کی طرف سے یہ کافی ہے کہ ان کا ایک فرد جواب دے لے۔

جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں عورتوں کو سلام کرنا

عَنْ جَرِيْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ (احمد)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا۔

کافروں کوسلام کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْدَؤُا الْیَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود ونصاریٰ (اور دیگر کافروں) کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔

کافراور مسلمان اکٹھے ہوں تو ان کوسلام کرنا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِیْهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْیَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور بت پرست مشرک اور یہودی ملے جلے تھے۔ نبی ﷺ نے (مسلمانوں کی نیت کرتے ہوئے) ان کو سلام کیا۔

کافرا گرکسی مسلمان کوسلام کریں

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ أَهْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب تم (مسلمانوں) کو سلام کریں تو (جواب میں) تم (صرف یوں) کہو وَعَلَیْکُمْ (یعنی تمہارے لئے بھی وہی کچھ ہو جو تم ہمارے لئے چاہتے ہو۔ اگر تم واقعی ہماری سلامتی کے لئے دعا گو ہو تو ہماری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایمان و اسلام سے مشرف کر کے سلامتی دیں اور اگر تمہاری نیت بد ہے تو تم پر بھی اسی کے موافق ہو اور اگر محض رسم کے طور پر کہہ دیا کچھ مطلب مراد نہیں تو اس صورت میں بھی تمہارے لئے اسی کے موافق ہو)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمُ الْیَهُوْدُ فَإِنَّمَا یَقُوْلُ أَحَدُهُمُ اَلسَّامُ عَلَیْکَ فَقُلْ وَعَلَیْکَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی جب تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے (ہر) ایک (السلام علیک کی جگہ تم کو) السام علیک (یعنی تم پر جلدی موت آئے) کہتا ہے لہٰذا تم (ان کو جواب میں) یوں کہا کرو وَعَلَیْکَ (یعنی اور تم پر بھی)

کافروں کے سلام کے الفاظ سے ممانعت

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَأَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ (ابو داؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم جاہلیت (کے دور) میں (ایک دوسرے کو سلام کے طور پر) یوں کہتے تھے أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا (یعنی اللہ تمہاری پسندیدہ چیزوں کے ذریعے تمہاری آنکھ ٹھنڈی رکھے) اور أَنْعِمْ صَبَاحًا (یعنی صبح بخیر Good Morning) جب اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔

مصافحہ کی مشروعیت اور فضیلت

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ (بخاری)

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں مصافحہ کا رواج تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں (تھا)۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا (احمد و ترمذی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا (جب) کوئی سے دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور (سلام کے بعد) آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے (مصافحہ میں) ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے ان کی (صغیرہ گناہوں سے) مغفرت کر دی جاتی ہے۔

مصافحہ کا طریقہ

اصل یہ ہے کہ دو ہاتھوں سے کیا جائے۔ اسی طرح سنت متواترہ سے ثابت ہے جس کی دلیل یہ روایت اور عمل بھی ہے

صَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ. (بخاری

حماد بن زید رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے اپنے دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

یہ حضرات تبع تابعین تھے جن کا دور بھی خیر القرون میں سے ہے۔

فائدہ: رہی یہ حدیث قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَعَلَّمَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ التَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا

ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ اگرچہ یہ حدیث مصافحہ کے طریقے پر صریح نہیں کیونکہ بظاہر تعلیم میں مزید اہتمام کے لئے ہاتھوں میں تھام لیا تھا اور مصافحہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث بھی مصافحہ کے باب میں لائے ہیں جو اس پر دلیل ہے کہ وہ بھی دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو مسنون سمجھتے ہیں اور کسی کے اعتراض نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے دور میں بھی اور بعد کے ادوار میں بھی یہی عمل سنت متواترہ کے طور پر رہا ہے۔

معانقہ کی مشروعیت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (کسی سفر یا غزوہ سے واپس) مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا (یہ جان کر کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے) رسول اللہ ﷺ (جو اپنی اوپر کی چادر اتارے اوپر کے ننگے دھڑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اسی) ننگے دھڑ کے ساتھ اپنی چادر کو (پوری طرح اوڑھے بغیر اس کو) کھینچتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اللہ کی قسم میں نے آپ کو نہ تو اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد ننگے دھڑ کے ساتھ (کسی کے استقبال کے لئے اٹھتے) دیکھا اور آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ مَا لَقِيْتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ إِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ أَكُنْ فِيْ أَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ أُخْبِرْتُ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ أَجْوَدَ وَأَجْوَدَ (ابوداؤد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جب بھی کبھی رسول اللہ ﷺ سے ملا آپ نے (ہمیشہ) مجھ سے مصافحہ کیا۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھے بلوایا۔ میں (اس وقت) اپنے گھر میں نہ تھا۔ جب میں آیا تو مجھے بتایا گیا (کہ اس طرح سے نبی ﷺ نے مجھے بلایا تھا) میں آپ کے پاس آیا تو آپ ایک چارپائی پر تھے۔ آپ میرے گلے لگ گئے تو یہ بات تو (میرے لئے) سب سے زیادہ عمدہ تھی۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَقّٰى جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ (ابوداؤد)

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب سے ملے تو آپ ان کے گلے لگ گئے اور آپ نے ان کی دونوں آنکھوں کے مابین (ماتھے کا) بوسہ لیا۔

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا

عَنْ زَارِعٍ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَهُ (ابوداؤد)

(قبیلہ عبدالقیس کے وفد میں آنے والے) زارع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اترنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔

باپ بیٹی کا ایک دوسرے کے ہاتھ چومنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ (فَاطِمَةُ) إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب کبھی نبی ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان (کے سر یا پیشانی) کا بوسہ لیتے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے اور (اسی طرح) جب کبھی رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تو وہ آپ کے استقبال کے لئے کھڑی ہوتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑتیں اور آپ (کے ہاتھ) کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی (اکرام کی) جگہ بٹھاتیں۔

استقبال کرتے ہوئے خوش آمدید کہنا

عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ جِئْتُهُ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ (ترمذی)

(ابوجہل کے بیٹے) عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (اسلام قبول کرکے) حاضر ہوا تو آپ نے (مجھے) فرمایا سوار مہاجر کو خوش آمدید۔

استقبال کے لئے کھڑے ہونا

اس کی پہلی دلیل تو اوپر ذکر کی ہوئی حدیث ہے کہ نبی ﷺ کے آنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کرتیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے پر نبی ﷺ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيْبًا مِنْهُ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْأَنْصَارِ قُوْمُوْا

إِلٰى سَيِّدِكُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (یہود کا ایک قبیلہ) بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی ایک جگہ پر تھے۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے اور جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے (استقبال کے) لئے کھڑے ہو جاؤ (اور آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرو۔

عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ جِئْتُهُ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ وَزَادَ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحًا وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ حَتّٰى بَايَعَهُ (ترمذی)

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کہتے ہیں جب میں (اسلام قبول کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مجھے دیکھتے ہی اوپر کی چادر لئے بغیر خوشی سے کھڑے ہوئے اور میری طرف لپکے اور فرمایا اے سوار مہاجر خوش آمدید اور مجھے بیعت کر لیا۔

باب: 72

پردہ اور حجاب

مسلمان عورت جو آزاد ہو اور بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو اور جوان ہو یا بوڑھی ہو اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں اور تینوں ہی اپنی جگہ واجب ہیں۔

پہلا درجہ

سوائے چہرہ اور ہتھیلیوں (اور پیروں) کے باقی تمام بدن کو کپڑوں سے چھپایا جائے۔ یہ پردہ کا ادنیٰ درجہ ہے۔

1- قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ ...... لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا. (سورہ نور: 31)

آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے...... کہ وہ اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو (اکثر) کھلا رہتا ہے (اور جس کو چھپانے میں حرج ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے **مَاظَهَرَ مِنْهَا** کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ: **اَلْوَجْهُ وَالْكَفَّانُ** یعنی اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں اور عورت اپنا چہرہ اور اپنی ہتھیلیاں کھلی رکھ سکتی ہے۔

2- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِى بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَاوَ قَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ أَنْ يُّرَىٰ مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهٖ وَ كَفَّيْهِ. (ابو داؤد).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ایک مرتبہ میری بہن) اسماء بنت ابی بکر نبی ﷺ کے پاس آئیں تو باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ نبی ﷺ نے ان سے اپنا رخ پھیر لیا اور فرمایا۔ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ سوائے اس اس کے اس کا کوئی حصہ دکھائی دے اور نبی ﷺ نے اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: یہ درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اس لئے اس کا حکم جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو

شامل ہے۔ البتہ بوڑھی عورتوں کو یہ رخصت ہے کہ وہ صرف اس درجہ کے پردے پر اکتفا کریں کیونکہ ان میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَةٍ وَأَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ. (سورہ نور: 60)

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے (جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا جاتا ہے) اتار دیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں۔ اور اس سے بھی احتیاط رکھیں (اور وہ زائد کپڑے نہ اتاریں) تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔

ان بڑی بوڑھی عورتوں کے مقابلہ میں جوان اور ادھیڑ عمر کی عورتوں میں فتنہ کا اندیشہ ہے اس لئے ان کے لئے دوسرے درجہ کا پردہ فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے واجب اور ضروری ہے۔ یہ بھی اس وقت ہے جب مجبوری سے باہر نکلنا ہو ورنہ جب نکلنے کی کوئی مجبوری نہ ہو تو پردہ کا تیسرا درجہ واجب ہے۔

دوسرا درجہ

چہرے کو بھی برقعہ وغیرہ سے چھپایا جائے پیروں کو بھی چھپانا بہتر ہے۔ یہ پردہ کا درمیانہ درجہ ہے۔

1- یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ. (سورہ احزاب: 59).

اے نبی آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے اور (دیگر) مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (جب ضرورت پڑنے پر گھروں سے باہر جانا پڑے تو اپنے (چہروں کے) اوپر (بھی) چادروں کا حصہ (لٹکا کر چہروں کے) قریب کرلیا کریں۔

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ یَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ. (ابوداؤد).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (حج کے سفر میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام میں تھیں۔ (احرام کی وجہ سے ہمارے چہرے کھلے تھے لیکن جب کچھ سوار ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم میں سے (ہر) ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے (نیچے چہرے پر) لٹکا لیتی اور جب وہ سوار ہم سے آگے بڑھ جاتے تو ہم چادر کو اپنے چہرے سے ہٹا لیتیں۔

3- عَنْ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ یُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِیَ مُتَنَقِّبَةٌ

تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُوْلٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جِئْتِ تَسْأَلِيْنَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ فَقَالَتْ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِيْ فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِيْ. (ابوداؤد).

حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک خاتون جو ام خلاد کہلاتی تھیں۔(اپنے چہرے پر) نقاب ڈالے ہوئے نبی ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئیں جو (کسی غزوہ میں) شہید ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کسی نے (ان سے) کہا (حیرت ہے کہ) تم اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی ہو اور (اس حالت میں بھی) تم نے نقاب ڈال رکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا اگر میں اپنے بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہوئی ہوں تو اپنی حیا کے بارے میں تو مصیبت زدہ ہونے کو تیار نہیں۔

قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لِهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا (بخاری و مسلم).

ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول (ایسا بھی ہے کہ) ہم میں سے کسی کے پاس چادر ہی نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا دوسری عورت اس کو اپنی چادر میں سے اوڑھا دے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ ذَكَرَ الْإِزَارَ فَالْمَرْأَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُرْخِيْ شِبْرًا فَقَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْخِيْنَ ذِرَاعًا. (ابوداؤد).

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے (مردوں کو نصف پنڈلیوں تک) ازار یعنی تہہ بند باندھنے کے) ذکر کرنے پر پوچھا اے اللہ کے رسول عورت کہاں تک تہہ بند باندھے۔ آپ نے فرمایا عورت (مردوں کے مقابلہ میں) ایک بالشت مزید لٹکا لے۔ اس پر انہوں نے کہا پھر تو عورتوں کے پاؤں کھلے رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر وہ ایک ہاتھ اور لٹکا لے۔

تیسرا درجہ

عورت اجنبی مردوں کے سامنے ہی نہ آئے دیوار یا پردے کے پیچھے اوٹ میں رہے۔ یہ پردہ کا اعلیٰ درجہ ہے۔

1- وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (سورہ احزاب: 33)

اے نبی کی بیویو! تم اپنے گھروں میں ہی رہا کرو۔

2- وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ. (سورہ احزاب: 53)

اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوْمَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهٗ فَقَالَ مَا أَدْرِيْ أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ اِمْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ يَدُ اِمْرَأَةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ اِمْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِيْ بِالْحِنَاءِ (ابوداؤد و نسائی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو ایک پرچہ دینا چاہا۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا؟ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے؟ اس عورت نے جواب دیا (یہ مرد کا ہاتھ نہیں) بلکہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم (سمجھدار) عورت ہوتیں تو اپنے ناخنوں ہی کو مہندی سے رنگ لیتیں۔

4- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَيْمُوْنَةُ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ. (ترمذی و ابوداؤد).

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک (ایک نابینا صحابی) عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (سامنے سے) آ گئے اور نبی ﷺ کے پاس آنے لگے (کہتی ہیں چونکہ وہ نابینا تھے اس لئے ہم نے پردہ کی ضرورت نہ سمجھی اور وہیں بیٹھی رہیں) رسول اللہ ﷺ نے (ہم سے) فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ تو نابینا ہیں (ہمیں دیکھتے تو نہیں پھر ان سے پردہ کی کیا ضرورت ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔ (پردہ میں رہنے کی وجہ دو طرفہ ہے کہ نہ مرد عورت کو دیکھے اور نہ عورت مرد کو دیکھے)۔

باب: 73

مجلس کے آداب

مجلس میں جس کو جہاں جگہ مل جائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَ تَوَسَّعُوْا. (بخاری و مسلم).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھائے اور خود وہاں بیٹھ جائے بلکہ (اگر جگہ تنگ ہو تو) تم سب لوگ (سرک کر اور سمٹ کر) کشادگی پیدا کیا کرو۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلَیْہِ فَهُوَ أَحَقُّ بِہٖ. (مسلم).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھے (اور اس کا ارادہ جلد ہی اپنی جگہ پر واپس آنے کا ہو) پھر وہ اپنی جگہ پر واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

مجلس کے لوگ کسی بڑے کے آنے پر کھڑے نہ ہوں

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَیْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَکَانُوْا إِذَا رَأَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاهِیَتِہٖ لِذٰلِکَ. (ترمذی).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا لیکن جب وہ آپ ﷺ کو آتا دیکھتے تھے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی ﷺ کو یہ ناپسند ہے۔

فائدہ: ایک چیز ہے کسی کے آنے پر اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا جیسے استاد کے آنے پر

کلاس میں شاگردوں کا کھڑا ہونا۔ یہ تو ناپسندیدہ چیز ہے جس کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ اور دوسری چیز ہے کسی کے استقبال کے لئے کھڑے ہونا۔ استقبال خود آگے بڑھ کر کیا جاتا ہے اور اس کے لئے ظاہر ہے کہ بیٹھے ہوئے شخص کو کھڑا ہونا پڑے گا۔ یہ ممنوع نہیں۔ اس کے دلائل سلام و مصافحہ کے آداب میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُتَّكِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا یَقُوْمُ الْأَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا. (ابو داؤد).

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی کا سہارا لیتے ہوئے (اپنے گھر سے) باہر تشریف لائے۔ ہم آپ کی تعظیم کی خاطر کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تم (اس طرح) مت کھڑے ہو۔

دو آدمیوں کے بیچ میں گھس کر بیٹھنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا. (ترمذی و ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھے مگر جب کہ ان سے اجازت لے لی ہو۔

مجلس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَیْنَا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم جَلَسَ أَحَدُنَا حَیْثُ یَنْتَهِیْ. (ابو داؤد).

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے (ہر) ایک مجلس کے آخر میں بیٹھ جاتا تھا (لوگوں کے اندر نہیں گھستا تھا)۔

مجلس کا کفارہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِیْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوْبُ إِلَیْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس سے بہت سی چھوٹی موٹی غلط باتیں ہوئی ہوں تو وہ اپنی مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے یہ کلمات کہہ لے **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوْبُ إِلَیْكَ** تو اس کی اس مجلس میں جو کوتاہیاں ہوئیں وہ معاف کر دی جاتی ہیں۔

باب: 74

لیٹنے بیٹھنے کے آداب

چوکڑی مار کر بیٹھنا

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِیْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا (ابو داؤد)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھا چکتے تو سورج کے خوب اچھی طرح نکلنے تک اپنی جگہ پر چوکڑی مار کر بیٹھے رہتے۔

گھٹنوں کو اٹھا کر اور رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ (بخاری).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ کے (گرد) صحن میں اس طرح بیٹھے دیکھا کہ آپ گھٹنے اٹھائے ہوئے اپنی رانوں کو اپنے پیٹ سے ملائے ہوئے تھے اور ٹانگوں کے گرد بازوؤں سے حلقہ بنائے ہوئے تھے۔

بیٹھنے کی ناپسندیدہ ہیئت

عَنْ شُرَيْدِ بْنِ السُّوَيْدِ قَالَ مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِی الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِیْ وَاتَّكَأْتُ عَلٰى أَلْيَةِ يَدِیْ فَقَالَ أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ. (ابو داؤد).

حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اس طرح بیٹھا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے کیا ہوا تھا اور اپنی دائیں ہتھیلی کے انگوٹھے کی جانب کے گوشت پر سہارا لگایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات کہ تم ایسے لوگوں کے طریقہ پر بیٹھے ہو جن پر خدا کی ناراضگی ہے۔

چت لیٹنا جائز ہے

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى (بخاری و مسلم).

حضرت عباد بن تمیم کے چچا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا اور آپ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: اگر تہبند باندھا ہو اور چت لیٹ کر ایک گھٹنا اٹھالے اور اس پر دوسری ٹانگ رکھ لے اور اس سے ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ٹانگیں نہ اٹھائے جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ. (مسلم).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اپنی پشت پر چت لیٹا ہو اور وہ ایک ٹانگ (کا گھٹنا) اٹھا کر دوسری اس پر رکھے۔

تکیہ استعمال کرنا اور بائیں کروٹ پر لیٹنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى وَسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ. (ترمذی).

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ پر سہارا لگا کر لیٹے دیکھا۔

دائیں کروٹ پر لیٹنا

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ. (شرح السنة).

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب (سفر میں) رات کو پڑاؤ کرتے تھے تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

تھوڑی دیر لیٹنے کی ایک کیفیت

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَ وَضَعَ رَاسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ. (شرح السنة).

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب (سفر میں) فجر سے کچھ پہلے پڑاؤ کرتے

تو آرام کرنے کی خاطر آپ (لیٹ کر اور کہنی زمین سے لگا کر) اپنا بازو کھڑا کر لیتے اور اپنی ہتھیلی پر اپنا سر ٹکا دیتے (تاکہ آنکھ نہ لگے اور نماز قضا نہ ہو)۔

پیٹ کے بل لیٹنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَأٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ إِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا یُحِبُّهَا اللّٰهُ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اپنے پیٹ کے بل لیٹے دیکھا تو اس سے فرمایا لیٹنے کی یہ کیفیت ایسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

بغیر روک کی چھت پر سونا درست نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَطْحٍ لَیْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَیْهِ (ترمذی).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی ایسی چھت پر سوئے جس کے کناروں پر کوئی روک نہ ہو (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آدمی نیند سے اٹھ کر غفلت میں چلے اور چھت سے نیچے گر پڑے)۔

کچھ دھوپ کچھ سایہ میں ہونا درست نہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِی الْفَیْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهٗ فِی الشَّمْسِ وَبَعْضُهٗ فِی الظِّلِّ فَلْیَقُمْ (ابوداؤد).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سایہ میں ہو۔ پھر سایہ اس سے سمٹ جائے اور وہ شخص کچھ دھوپ میں اور کچھ سایہ میں ہو جائے تو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے (اور یا تو پورا دھوپ میں ہو جائے یا پورا سایہ میں ہو جائے)۔

باب: 75

کسی کے گھر میں جانے کے آداب

داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرے

عَنْ كَلْدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بُعِثَ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ارْجِعْ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ (ترمذی و ابوداؤد).

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ان کے ماں شریک بھائی) صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو کچھ دودھ اور ایک ہرن کے بچے اور چند ککڑیاں دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ صفوان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ ایک وادی کے اوپری حصہ پر تھے۔ کہتے ہیں میں آپ کے پاس گیا اور میں نے (اپنی کم علمی کے باعث) نہ تو سلام کیا اور نہ ہی اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی ﷺ نے (عملی تربیت کی خاطر ان سے) فرمایا تم (باہر) واپس جاؤ اور یوں کہو السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ اِلْحَقْ بِأَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کے گھر میں) داخل ہوا۔ آپ ﷺ نے (گھر میں) دودھ کا بڑا پیالہ پایا تو فرمایا اے ابوہریرہ اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ کہتے ہیں میں ان کے پاس گیا اور ان کو دعوت دی۔ وہ حضرات آئے اور (گھر پر آ کر) اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ ان کو اجازت ملی تو وہ (گھر میں) داخل ہوئے۔

کسی قریبی عزیز کے خاص کمرے میں داخل ہونے کے لئے اجازت لے یا کھنکھار کر کچھ وقفہ سے داخل ہو

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَسْتَاذِنُ عَلٰى أُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاذِنْ عَلَیْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّیْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاذِنْ عَلَیْهَا أَ تُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْیَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاذِنْ عَلَیْهَا. (مؤطا مالک).

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا (کیا) میں اپنی والدہ کے کمرے میں جانے کے لئے بھی اجازت لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس شخص نے کہا میں تو ان کے ساتھ ہی کمرے میں رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (پھر بھی) داخل ہوتے وقت اجازت مانگو۔ اس نے کہا میں تو ان کا خدمتگار ہوں (اور میرا ان کے پاس آنا جانا اس وجہ سے کثرت سے ہوتا ہے (اور ہر دفعہ اجازت مانگنا دشوار معلوم ہوتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (خواہ کچھ بھی ہو) اجازت مانگو (ہوسکتا ہے کہ کسی وقت ان کے جسم سے کپڑا ہٹا ہو اور تم بلا اطلاع داخل ہو جاؤ تو) کیا تم اپنی ماں کو ننگا دیکھنا چاہو گے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اجازت لو۔

گھر سے پوچھنے پر اپنا نام بتائے (تعارف کرائے) یہ نہ کہے میں ہوں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ دَیْنٍ کَانَ عَلٰی أَبِیْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا کَأَنَّهٗ کَرِهَهَا (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے والد کے ذمہ قرض کے سلسلہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا کون ہے۔ میں نے جواب دیا میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (یہ) میں میں (کیا ہوتا ہے) گویا کہ آپ نے اس طرح کہنے کو پسند نہیں کیا۔

اجازت لیتے وقت دروازے سے ایک طرف کو کھڑے ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتٰی بَابَ قَوْمٍ لَمْ یَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰکِنْ مِنْ رُکْنِهِ الْأَیْمَنِ أَوِ الْأَیْسَرِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ ذٰلِکَ أَنَّ الدُّوْرَ لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ عَلَیْهَا سُتُوْرٌ (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے پر آتے تھے تو دروازہ کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ اس کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور السلام علیکم فرماتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہ لگے ہوتے تھے (پردہ لگا ہو تو دروازہ کھلنے سے بے پردگی نہیں ہوتی۔)

فائدہ: پردہ لگا ہو تب بھی نبی علیہ السلام کی اتباع میں ایک طرف کو ہی کھڑے ہونا بہتر ہے علاوہ ازیں بعض اوقات پردہ ہو تب بھی کچھ بے پردگی ہو جاتی ہے۔

تین دفعہ سلام کرنے یا کھٹکھٹانے یا گھنٹی بجانے پر جواب نہ ملے تو لوٹ آئے

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَیَّ أَنْ آتِیَهٗ فَأَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ أَنْ تَاتِیَنَا فَقُلْتُ إِنِّیْ أَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِکَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَاذَنَ أَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ (بخاری و مسلم).

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پاس آنے کا پیغام بھیجا۔ میں ان کے (گھر کے) دروازے پر آیا اور (وقفہ وقفہ سے) تین دفعہ سلام کیا (تا کہ سلام سن کر وہ سلام کا جواب بھی دیں اور داخلہ کی اجازت بھی دیں لیکن ان کے گھر سے) کسی نے مجھے جواب نہیں دیا۔ اس پر میں چلا آیا (بعد میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (عتاب کے طور پر) پوچھا (جب ہم نے آپ کو بلایا تھا تو) آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں تو آیا تھا اور میں نے آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ سلام کیا تھا لیکن آپ لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں واپس چلا آیا اور (ایسا میں نے اس وجہ سے کیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ دی جائے (یعنی جواب میں خاموشی پائے) تو وہ واپس لوٹ آئے۔

قاصد کے ساتھ آئے تو اجازت لینا ضروری نہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِیَ أَحَدُکُمْ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَإِنَّ ذٰلِکَ لَهٗ إِذْنٌ (ابوداؤد).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو (کسی قاصد کے ہاتھ) بلوایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آجائے تو اس کے (داخل ہونے کے) لئے (بس) یہی اجازت ہے۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب بلوانے والا شخص ملاقات کے لئے مردانہ بیٹھک میں بیٹھا ہو۔ اگر گھر کے اندر ہو جہاں عورتیں بھی ہوں تو پھر اجازت مانگنا ضروری ہے۔

باب: 76

ہنسنے مسکرانے کے آداب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكاً حَتَّى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (بخاری).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی ﷺ کو کھلکھلا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ (کے حلق) کا کوا دیکھ لیتی ۔آپ ﷺ (عام طور سے) صرف مسکراتے تھے (کبھی ہنستے بھی تھے تو اتنا نہیں کہ کوا نظر آنے لگے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی).

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ﷺ لوگوں سے مسکراہٹ کے ساتھ ملتے تھے اور خوشدلی کا مظاہرہ فرماتے تھے)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِىْ يُصَلِّىْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاخُذُوْنَ فِىْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ ﷺ (مسلم).

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھانے کے بعد سورج نکلنے تک اپنے مصلے سے نہ اٹھتے (بلکہ وہیں بیٹھے بیٹھے ذکر اور دعا وغیرہ میں مصروف رہتے تھے) جب سورج طلوع ہو جاتا تھا تو آپ (اشراق کے نفل پڑھ کر) کھڑے ہوتے اور کبھی صحابہ کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے اور) صحابہ آپس میں باتیں کرتے اور جاہلیت کے دور کی حماقتیں ذکر کرتے تھے اور ہنستے تھے اور رسول اللہ ﷺ (بھی ان کے ساتھ) مسکراتے تھے۔

باب: 77

نام رکھنے سے متعلق آداب

اچھے نام رکھنے کی تاکید

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِأَسْمَائِکُمْ وَ أَسْمَاءِ آبائِکُمْ فَأَحْسِنُوْا أَسْمَائَکُمْ (احمد و ابوداؤد).

حضرت ابوداراداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تم اپنے ناموں سے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے تو تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (تا کہ اتنے بڑے مجمع میں برے نام کی وجہ سے شرمندگی ورسوائی نہ ہو)۔

چند اچھے نام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِکُمْ إِلَی اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ (مسلم).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسند ہیں وہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن (جیسے نام) ہیں (جن میں بندے کی نسبت اللہ کی طرف ہو)۔

عَنْ أَبِی وَهْبِ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِیَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَی اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ. (ابوداؤد)

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء (علیہم السلام) کے ناموں پر (اپنے) نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام حارث (کمائی کرنے والا) اور ھَمَّام (فکر والا) ہے (کیونکہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو کمائی نہ

کرتا ہو اور جس کو فکر لاحق نہ ہو)۔

برے نام

عَنْ أَبِیْ وَهْبِ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَ مُرَّةُ. (ابو داؤد)

ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) سب سے برے نام حرب (جنگ) اور مرہ (کڑوا جیسے نام) ہیں (کیونکہ جنگ میں قتل اور خونریزی ہوتی ہے اور کڑوی چیز طبیعت کو ناپسند ہوتی ہے)۔

برے اور غیر مناسب نام و کنیت کو بدلنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَمِيْلَةَ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بدل کر جمیلہ (خوبصورت) رکھ دیا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِیَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِیْ أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ فَقَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ لَا لٰكِنْ اِسْمُهُ الْمُنْذِرُ. (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب منذر بن ابی اسید پیدا ہوئے تو ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں رکھا اور پوچھا کہ اس (بچے) کا کیا نام ہے۔ بتایا کہ اس کا یہ نام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (یہ نام درست نہیں) بلکہ اس کا نام (آئندہ سے) منذر (ڈرانے والا) ہوگا (جو آدمی دین میں تفقہ حاصل کر کے بنتا ہے)۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِیِّ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ أَصْرَمُ وَكَانَ فِی النَّضَرِ الَّذِیْ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُکَ قَالَ أَصْرَمُ قَالَ بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ (ابو داؤد) وَقَالَ (ابو داؤد) وَغَيَّرَ النَّبِیُّ ﷺ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ.

حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام اصرم (یعنی کٹا ہوا) تھا ان لوگوں میں تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس شخص سے) پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے جواب دیا کہ (میرا نام) اصرم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (اصرم ٹھیک نہیں ہے) بلکہ (میں تمہارا بہتر نام تجویز کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم زرعہ ہو (یعنی کھیتی ہو)۔

ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اور بہت سے نام بدلے مثلاً عاص (نافرمان) اور عزیز (کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے اور بندے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ عزیز کی بجائے عبدالعزیز کہلائے) اور عتلہ (یعنی سختی اور شدت کیونکہ مومن کو تو نرم ہونا چاہئے نہ کہ سختی اور شدت والا) اور شیطان اور حکم (بڑا فیصلہ دینے والا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے) اور غراب (یعنی کوا) اور حباب (جو شیطان کا نام بھی ہے اور سانپ کی ایک قسم کو بھی کہتے ہیں) اور شہاب (یعنی آگ کا شعلہ، البتہ اگر دین کی طرف منسوب ہو کر ہو یعنی شہاب الدین یعنی دین کا شعلہ تو پھر اس کا معنی اچھا ہے برا نہیں)۔

عَنْ هَانِئِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَ إِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكْنٰى أَبَا الْحَكَمِ قَالَ إِنَّ قَوْمِيْ إِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ أَتَوْنِيْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ بِحُكْمِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْسَنَ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِيْ شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ قَالَ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ فَأَنْتَ أَبُوْ شُرَيْحٍ. (ابوداؤد و نسائی).

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کے (لوگوں کے) ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کو ابوالحکم کی کنیت سے پکارتے سنا تو آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ حکم (حقیقت میں) تو (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور حکم دینے کا حق بھی صرف انہی کو ہے پھر تمہیں ابو الحکم کیوں کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری قوم (کے لوگوں) میں جب کوئی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے تو وہ (مقدمہ لے کر فیصلہ کے لئے) میرے پاس آتے ہیں۔ میں ان کے درمیان فیصلہ دیتا ہوں تو دونوں فریق میرے فیصلہ پر راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ (اب یہ بتاؤ کہ) تمہارے لڑکے کتنے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میرے لڑکے (تین ہیں جو) شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں۔ آپ نے پوچھا ان میں سے بڑا کون ہے۔ کہتے ہیں میں نے جواب دیا شریح (سب سے بڑا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (آئندہ کے لئے میں تمہاری کنیت بدلتا ہوں اور) تم ابوشریح ہو۔

بڑا نیک یا نفع یا آسانی یا کامیاب جیسے نام نہ رکھنا بہتر ہے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيْحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُوْلُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا. (مسلم).

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بچے کا نام نہ تو آسانی رکھو

اور نہ نفع رکھو اور نہ کامیاب رکھو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ (کبھی) تم پوچھو کہ کیا وہ (یعنی آسانی یا نفع یا کامیاب نامی شخص) وہاں ہے اور وہ وہاں نہ ہو تو جواب دینے والا یوں کہے گا کہ (یہاں نفع، آسانی وغیرہ) نہیں ہے (اور اس طرح سے غیر مناسب جملہ بولا جائے گا)

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّمِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ. (مسلم)

حضرت زینب بنت ابی سلمہرضی اللہ عنہا (جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نبی ﷺ سے نکاح کی وجہ سے آپ کی پرورش میں آ گئی تھیں اور اس وقت چھوٹی بچی تھیں وہ) کہتی میں میرا نام برہ (یعنی بڑی نیک) رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خود اپنے آپ کو پاک (اور نیک) نہ کہو تم میں جو نیک ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں (لہٰذا) ان کا نام زینب رکھ دو۔ آپ ﷺ ان کو پیار سے ارے زوینب ارے زوینب کہتے تھے۔

کسی مناسبت سے کنیت رکھنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَنَّانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ أَجْتَنِيهَا. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (حمزہ نام کی) ایک بوٹی کی وجہ سے جو میں چنتا تھا میری کنیت ابوحمزہ (یعنی حمزہ والا) رکھ دی۔

سب سے برا نام اور لقب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ. (بخاری)

وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے برے (اور سب سے زیادہ غصہ کیے جانے والے اور سب سے زیادہ خبیث) نام والا وہ شخص ہو گا جو (اپنے آپ کو) ملک الاملاک (یعنی تمام ملکیتوں کا مالک اور بادشاہ یا شاہ شاہان یا شہنشاہ کہلواتا ہے (کیونکہ اللہ کے علاوہ تو کوئی (حقیقی) بادشاہ ہے ہی نہیں۔

آدمی کسی کو میرا بندہ یا میری بندی کہے جائز نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَ أَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ

اللّٰہِ وَ کُلُّ نِسَائِکُمْ إِمَاءُ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَ جَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَ فَتَاتِیْ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی (اپنے غلام کو) میرا بندہ اور میری بندی نہ کہے (کیونکہ) تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں البتہ یوں کہہ سکتے ہو کہ میرا غلام اور میری لونڈی (کنیز) اور میرا لڑکا اور میری لڑکی۔

غیر اللہ کو مولا کہنا

مَوْلٰی کے مختلف معنی ہیں:

1- محبوب۔ اس معنی میں غیر اللہ کا مولا ہونا اس حدیث میں مذکور ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... قَالَ أَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ أَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ فَلَقِیَہٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا لَّکَ یَا ابْنَ أَبِیْ طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَ أَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ. (احمد)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں جس کا مولا (محبوب) ہوں علی بھی اس کے مولا (محبوب) ہیں۔ اے اللہ تو اس سے دوستی کر جو علی سے دوستی رکھے اور تو اس سے دشمنی کر جو علی سے دشمنی رکھے۔ اس کے بعد جب (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کی (حضرت) علی سے ملاقات ہوئی تو (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن ابی طالب آپ کو شادمانی ہو کہ آپ ہر مومن مرد و عورت کے مولا (محبوب) ہوگئے ہیں۔

2- آزاد کیا ہوا غلام: اس معنی میں غیر اللہ کا مولا ہونا اس حدیث میں مذکور ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِھِمْ. (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا مولا (یعنی آزاد کردہ غلام) اسی قوم میں سے شمار ہوگا۔

3- حلیف: اس معنی میں غیر اللہ کو مولا کہنا اس حدیث میں مذکور ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَوْلَی الرَّجُلِ أَخُوْہُ وَ ابْنُ عَمِّہٖ. (طبرانی)

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا سگا بھائی اور اس کا چچازاد بھائی اس کے مولا (حلیف) ہوتے ہیں۔

4- مالک اور سردار: اس معنی میں غیر اللہ کو مولا کہنا اس حدیث میں مذکور ہے۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم...... لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ وَ

مَوْلَایَ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام (اپنے مالک و سردار کو) میرا رب نہ کہے بلکہ یوں کہہ سکتا ہے میرا سید اور میرا مولا۔

5- ناصر اور مددگار: اس معنی میں غیر اللہ کو مولا کہنا منع ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... لَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَإِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰهُ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام اپنے مالک کو میرا مولا (یعنی میرا مددگار) نہ کہے کیونکہ تمہارا (حقیقی اور اصل) مولا (یعنی مددگار) تو اللہ تعالیٰ ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ. (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے نام پر اپنا نام رکھ سکتے ہو۔

فائدہ: محمد نام رکھ کر اس کا احترام کرنا چاہیے۔

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَمَّیْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوْهُ وَلَا تُحَرِّمُوْهُ. (بزار).

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (کسی بچے کا) محمد نام رکھو تو اس بچے کو (محض سزا کے طور پر) نہ مارو اور نہ اس کو (اس کے حقوق سے) محروم کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم تھی ایک تو اس وجہ سے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام قاسم تھا اور دوسرے اس وجہ سے کہ آپ علم کے قاسم یعنی تقسیم کرنے کی صفت بھی رکھتے تھے۔ جس درجہ کی یہ صفت آپ کو حاصل تھی اس میں کوئی آپ کے برابر نہیں ان دونوں وجہوں سے آپ نے اپنی حیات میں دوسروں کو یہ کنیت اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں کسی دوسرے کے یہی کنیت رکھنے سے التباس پیدا ہوتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو التباس میں مبتلا کرنا غیر مناسب بات تھی اس وجہ سے بھی منع فرما دیا۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ فَإِنِّیْ إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَیْنَکُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری کنیت پر (اپنی کنیت نہ رکھو کیونکہ میں

(علم کا) قاسم بنایا گیا ہوں میں (علم کو) تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں (اور اس کو پھیلاتا ہوں)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے پکارا اے ابو القاسم۔ نبی ﷺ اس کی طرف مڑے تو اس شخص نے کہا (اے اللہ کے رسول) میں نے (آپ کو نہیں بلکہ) اس فلاں شخص کو بلایا تھا۔ (اس پر) نبی ﷺ نے فرمایا میرے نام پر تو نام رکھ لو لیکن میری کنیت اپنی کنیت نہ رکھو (کیونکہ اس طرح سے مجھے التباس میں مبتلا کرنا تمہارے لئے غیر مناسب ہے)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَّجْمَعَ أَحَدٌ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ وَيُسَمِّي مُحَمَّدًا أَبَا الْقَاسِمِ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اس سے منع کیا کہ کوئی شخص آپ کا نام اور آپ کی کنیت (دونوں اپنے لئے جمع کرے) اور محمد ابو القاسم کہلوائے (کیونکہ اس میں تو التباس اور بھی زیادہ ہے)۔

لیکن یہ التباس چونکہ آپ ﷺ کی حیات تک تھا بعد میں نہیں تھا اس لئے اپنے بعد آپ ﷺ نے دوسروں کو ابو القاسم کنیت اختیار کرنے کی اجازت دے دی۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَ أُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ (ابو داؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول بتایئے اگر آپ کے بعد میرا کوئی بیٹا پیدا ہو (تو کیا) میں آپ کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (اسی وجہ سے خولہ بنت جعفر حنفیہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو بیٹے ہوئے ان کا نام محمد رکھا گیا اور وہ محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی کنیت ابو القاسم رکھی گئی)۔

باب: 78

طب وصحت

حفظان صحت

حفظان صحت کی اہمیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں رہتے ہیں (وہ ہیں) صحت وفراغت۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ مِحْصَنِ الْأَنْصَارِيِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ أَصْبَحَ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ آمِنًا فِيْ سَرْبِهٖ عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے صبح کی اس حال میں کہ اس کو جسمانی عافیت اور اپنے بارے میں امن اور اس دن کی خوراک حاصل ہو تو گویا اس کے لئے پوری دنیا جمع کر دی گئی۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ أَوَّلُ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيْمِ أَنْ يُّقَالَ لَهُ أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہوں گی کہ کہا جائے گا کیا ہم نے تیرے جسم کو صحیح وتندرست نہ کیا تھا اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

(احمد)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عباس، اے رسول اللہ ﷺ کے چچا اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کیا کیجئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَا أَسْأَلُ اللّٰهَ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَالَ سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالأٰخِرَةِ. (زاد المعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ پانچ نمازوں کے بعد میں اللہ سے کس چیز کا سوال کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے عافیت طلب کیا کرو۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ تیسری مرتبہ کے سوال میں آپ نے فرمایا اللہ سے دنیا و آخرت کی عافیت طلب کیا کرو۔

زیتون کا تیل

عَنْ أَبِيْ أَسِيْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَإِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ. (ترمذی)

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (روٹی کے ساتھ) زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کو سر و جسم پر بھی لگاؤ کیونکہ یہ تیل مبارک درخت کا ہوتا ہے۔

کسر و تعدیل کی رعایت

جب کھانے کی کسی شے کی کیفیت کسر و تعدیل کی محتاج ہوتی تو اگر ممکن ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ایسی شے کو ملا لیتے جس سے کیفیت میں اعتدال پیدا ہو جاتا۔ اور اگر کوئی دوسری شے مہیا نہ ہوتی تو بغیر اسراف کے صرف اتنی مقدار میں اس شے کو تناول فرماتے جتنی میں وہ ضرر رساں نہ ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهٗ كَانَ يَاكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ يَقُوْلُ يَدْفَعُ حَرُّ هٰذَا بَرْدَ هٰذَا. (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خربوزہ کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے اور فرماتے تھے اس کی حرارت اس کی برودت کو دور کر دیتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے

دیکھا۔

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ منہ دھونا

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِی التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَکَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرَکَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ. (ترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔ اس کا ذکر میں نے نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کھانے کی برکت کھانے سے پیشتر اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِهٖ غَمْرٌ لَمْ یَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ. (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ پر (کھانے کی) چکنائی لگی ہو اور اس نے ہاتھ نہ دھوئے ہوں اور اس کی (بو کی) وجہ سے (کسی جانور کے کاٹنے کے باعث) اس کو کچھ نقصان و تکلیف پہنچی ہو تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

کھانا کھاتے ہوئے بیٹھنے کا ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں کھانا آسانی سے معدہ میں اتر جائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَارُؤِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَاکُلُ مُتَّکِأً قَطُّ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی ٹیک و سہارا لگا کر کھاتے نہیں دیکھا گیا۔

وَ فِیْ رِوَایَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَآ اٰکُلُ مُتَّکِأً. (ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

ٹیک لگانے کی چار صورتیں ہیں اور چاروں اس میں داخل ہیں۔ اول یہ کہ دائیں یا بائیں پہلو کو دیوار یا تکیہ وغیرہ پر سہارا لگائے۔ دوسرے یہ کہ ہتھیلی سے زمین پر سہارا لگائے۔ تیسرے یہ کہ چوکڑی مار کر بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ کمر گاؤ تکیہ یا دیوار سے لگائے۔ یہ سب صورتیں بفرق مراتب ٹیک میں داخل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَی النَّبِیُّ اَنْ یَّاکُلَ رَجُلٌ اَوْ یَشْرَبَ مُنْبَطِحًا عَلٰی بَطْنِهٖ (رزین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے منہ کے بل لیٹ کر کھانے اور

پینے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ مُقْعِیًا یَأْکُلُ تَمَرًا (شمائل ترمذی) وَفِی رِوَایَۃٍ أَنَّہٗ کَانَ یَجْلِسُ لِلْأَکْلِ مُتَوَرِّکًا عَلٰی رُکْبَتَیْہِ وَ یَضَعُ بَطْنَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی ظَھْرِ قَدَمِہِ الْیُمْنٰی. (زاد المعاد)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کھانے کے لئے گھٹنوں کے بل بیٹھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کا تلوا دائیں پاؤں کی پشت پر رکھتے تھے۔

چھوٹے لقمے لے اور خوب چبائے

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَأْکُلُ بِأَصَابِعِہِ الثَّلَاثِ. (شمائل ترمذی)

حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھاتے تھے۔

فائدہ : تین انگلیوں سے کھانے میں لقمہ زیادہ بڑا نہیں ہوگا اس لئے پوری طرح چبانا بھی ہو جاتا ہے اور نگلنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

پانی ایک سانس میں نہ پیئے

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَیَقُوْلُ إِنَّہٗ أَرْوٰی وَ أَمْرَأُ وَأَبْرَأُ. (مسلم)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طریقے میں زیادہ سیرابی، زیادہ پچنا اور (تکلیف سے) زیادہ بچاؤ ہے۔

مجبوری نہ ہو تو مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی نہ پیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِی السِّقَاءِ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مشکیزہ میں پانی کے ساتھ کوئی نقصان دہ چیز بھی چلی گئی ہو پھر اس کو منہ لگا کر پانی پینے سے وہ شے منہ میں یا پیٹ میں جا کر نقصان دے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ أَنْ یَتَنَفَّسَ فِی الْإِنَاءِ أَوْیُنْفَخَ فِیْہِ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پینے کے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

عَنِ النَّبِيِّ قَالَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَمُصَّ الْمَاءَ مَصًّا وَلاَ يَعِبَّ عَبًّا فَإِنَّ الْكُبَادَ مِنَ الْعَبِّ.
(بیہقی)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم پانی پیو تو چھوٹے چھوٹے گھونٹ لو منہ لگا کر پیتے ہی نہ جاؤ کیونکہ جگر کا درد اسی سے ہوتا ہے۔ (گرمی کے موسم میں جلدی سے بہت سا پانی پینے سے معدہ میں درد ہو جاتا ہے یہاں جگر کے درد سے وہی مراد ہے)۔

بہت پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز

عَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ. (ترمذی)

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ سے برا برتن کوئی نہیں بھرتا۔ ابن آدم کے لئے تو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا کئے رکھیں۔ اگر زائد کھانا ہی ہے تو تہائی معدہ کھانے کے لئے، تہائی پینے کے لئے اور تہائی (کو خالی رکھے آسانی کے ساتھ) سانس لینے کے لئے۔

فائدہ: البتہ کبھی اتفاق سے ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں جیسا کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں اور آپ کے اصرار پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بار بار دودھ پیا یہاں تک کہ آخر کہنے لگے وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب میں مزید گنجائش نہیں پاتا۔

منہ اور دانتوں کی صفائی

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ اَلسِّوَاكُ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا مسواک منہ کو صاف کرنے اور رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔

جسمانی صفائی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِيْ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ (مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْخِتَانُ بَدَلَ اِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں موچھیں کترانا۔ داڑھی بڑھانا۔ ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، جوڑوں کے اوپر کھال کی سلوٹوں کو دھونا۔ بغلوں کے بال نوچنا۔ زیر ناف بالوں کو مونڈنا اور استنجا کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات میں بھول گیا ہوں الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔ اور ایک روایت میں داڑھی بڑھانے کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ...... اَلْخِتَانُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں جن میں سے ایک ختنہ ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ زَائِرًا فَرَأٰی رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهٗ فَقَالَ مَا كَانَ یَجِدُ هٰذَا مَا یُسَكِّنُ بِهٖ رَاسَهٗ وَرَاٰی رَجُلًا عَلَیْهِ ثِیَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ مَاكَانَ یَجِدُ هٰذَا مَا یَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ. (نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ملاقات کے لئے تشریف لائے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال پراگندہ تھے تو فرمایا کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اپنے بالوں کو ٹھیک کرے اور ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھولے؟

ماحولیاتی صفائی

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَهِّرُوْا أَفْنِیَتَكُمْ فَإِنَّ الْیَهُوْدَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِیَتَهَا. (ترمذی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے صحنوں کو پاک و صاف رکھا کرو ہاں یہ یہود ہیں جو اپنے صحنوں کو صاف نہیں رکھتے۔ (تو اچھی بات کو ترک کرنے میں یہود کی مشابہت مت کرو)۔

بینائی کی حفاظت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِكْتَحِلُوْا بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَ زَعَمَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَتْ لَهٗ مِكْحَلَةٌ یَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَیْلَةٍ ثَلَاثَةً فِیْ هٰذِهٖ وَثَلٰثَةً فِیْ هٰذِهٖ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اثمد سرمہ لگایا کرو کیونکہ

یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال بڑھاتا ہے۔ نبی ﷺ کی ایک سلائی تھی جس سے آپ ہر رات سرمہ لگاتے تھے تین مرتبہ اس آنکھ میں اور تین مرتبہ اس آنکھ میں۔

شام کے کھانے کا التزام

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَعَشُّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مُهْرِمَةٌ. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شام کا کھانا کھاؤ اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور کی ہو کیونکہ شام کے کھانے کو ترک کرنا بڑھاپا لاتا ہے۔

برتن ڈھانپ کر اور مشکیزہ باندھ کر رکھنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ وَسِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الدَّاءِ. (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرِضَ عَلٰى إِنَائِهِ عُوْدًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ برتنوں کو ڈھانپ کر رکھا کرو اور مشکیزوں کے منہ کو بند کر کے رکھا کرو کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں بیماری کی وبا نازل ہوتی ہے اور جس برتن پر ڈھکنا نہ ہو اور جس مشکیزہ کا منہ بند نہ کیا ہوا ہو اس میں اتر جاتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کسی کو (برتن ڈھانپنے کے لئے) کچھ نہ ملے تو اگر ہو سکے کہ اپنے برتن پر عرضاً کوئی لکڑی ہی رکھ دے اور بسم اللہ پڑھ لے تو یہی کر لیا کرے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ النَّبِيُّ أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا. (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری شخص ابو حمید نبی ﷺ کے پاس (مقام) نقیع سے (بغیر ڈھکن کے) ایک برتن میں دودھ لے کر آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں۔ اگر کچھ نہ ملتا تھا تو اس پر عرضاً ایک لکڑی ہی رکھ دیتے۔

شروع رات میں چھوٹے بچوں کو گھروں میں رکھنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ

يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ. (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ اِنْتِشَارًا وَخِطْفَةً.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شام پڑ جائے تو اپنے چھوٹے بچوں کو گھروں کے اندر کرلو کیونکہ اس وقت جنوں کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ شام (غروب آفتاب) کے وقت اپنے بچوں کو جمع کرلو یعنی ان کو اندر کرلو کیونکہ اس وقت جن پھیل جاتے ہیں۔

سونے سے پہلے چراغ گل کرنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِطْفَوُا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسَقَةَ رُبَمَا اِجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ. (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوتے ہوئے چراغوں کو گل کر دیا کرو کیونکہ بعض اوقات چوہا (جلتے ہوئے) چراغ کی بتی کھینچ لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے (یعنی جلتی بتی کی وجہ سے گھر کو آگ لگ جاتی ہے)۔

پیالے کے ٹوٹے کنارے سے منہ لگا کر پینے سے اجتناب

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الشُّرْبِ فِيْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ. (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے پینے سے اور پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

برتن میں اگر مکھی گر جائے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَأَمْقُلُوْهُ يَقُوْلُ اِغْمِسُوْهُ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً وَأَنَّهُ يَتَّقِيْ بِجَنَاحِهِ الَّذِيْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ. (بخاری، احمد، ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو برتن میں موجود پانی وغیرہ میں (پورا) ڈبو دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفا۔ وہ اپنے اس پر کو مقدم کرتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے لہٰذا اسے پوری

طرح ڈبو دو۔

فائدہ: کوئی اگر طبعی طور پر ایسے پانی کو پینا پسند نہ کرے تو نہ پیئے لیکن اس کو نہ بھولنا چاہئے کہ بہت سے علاقوں میں پانی کی قلت ہوتی ہے اور پانی پھینکنا ان پر گراں ہوتا ہے۔ اور اگر دودھ وغیرہ میں گر جائے تو بہت سے لوگوں میں اس کی استطاعت نہ ہوگی کہ اسے ضائع کر دیں۔

متعدی امراض سے بچاؤ کی تدابیر

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیمار جانوروں والا اپنے بیمار جانوروں کو تندرست جانوروں والے کے پاس نہ لائے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ. (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجذوم (جذام والے) سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

متعدی امراض کے مریضوں سے سابقہ پیش آنے پر اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ بِیَدِ رَجُلٍ مَجْذُوْمٍ فَأَدْخَلَهَا مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ وَقَالَ كُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَیْهِ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑا اور اپنے (ہاتھ کے) ساتھ اس کو کھانے کے برتن میں داخل کیا اور فرمایا کھاؤ (اور خود یہ کلمات کہے) **بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَیْهِ** (یعنی ہم اللہ کا نام لے کر اور اس پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے کھاتے ہیں)۔

خطرناک امراض سے بچاؤ کی مسنون دعائیں

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّئِ الْأَسْقَامِ. (حصن حصین)

اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں برص سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَدْوَاءِ. (حصن حصین)

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق اور (برے) اعمال اور (بری) خواہشات اور

(برے) امراض سے (تو مجھے ان سے محفوظ رکھ)۔

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَدْمِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْغَرْقِ وَالْحَرْقِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِیَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فِیْ سَبِيْلِکَ مُدْبِرًا وَ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا. (حصن حصين)

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی عمارت وغیرہ کے نیچے) دب کر مرنے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی اونچی جگہ سے) گر کر مرنے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ڈوب کر مرنے سے، جل کر مرنے سے اور حد سے زیادہ بڑھاپے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان مرتے وقت میرے ہوش وحواس خبط کردے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ سانپ بچھو کے کاٹنے سے مروں۔

وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبُکَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْأَسْقَامِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ. (حصن حصين).

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن سے گونگے پن سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور بدترین (موذی) بیماری سے اور قرض کے غلبہ سے۔

علاج معالجہ

علاج کا مشورہ دینا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَاءَ تِ الْأَعْرَابُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهُ أَ نَتَدَا وٰی فَقَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً غَيْرَدَاءٍ وَاحِدٍ قَالُوْا مَا هُوَ قَالَ الْهَرَمُ. (احمد)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ چند بدو آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم دوا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اے اللہ کے بندو دوا کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس کے لئے شفا بھی پیدا کی ہے سوائے ایک بیماری کے۔ انہوں نے پوچھا وہ کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا بڑھاپا۔

طبیب کو مریض کے پاس بھیجنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ کَوَاهُ عَلَيْهِ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب کو

بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹا پھر اس کو داغ لگایا۔

ماہر طبیب کو اختیار کرنا

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلاً فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ جُرِحَ فَاحْتَقَنَ الدَّمُ وَأَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَیْنِ مِنْ بَنِیْ أَنْمَارٍ فَنَظَرَا إِلَیْہِ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَھُمَا أَیُّکُمَا أَطَبُّ فَقَالَ أَ وَفِی الطِّبِّ خَیْرٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِیْ أَنْزَلَ الدَّاءَ. (مؤطا مالک)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صاحب کو زخم لگا۔ ان صاحب نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلوایا۔ دونوں نے آکر معائنہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں میں سے طب میں زیادہ ماہر کون ہے؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب دینے کے بعد) ان صاحب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا طب میں خیر و بھلائی (اور اثر) ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (کیوں نہیں) جس ذات نے بیماری پیدا کی ہے اسی نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے۔

جاہل طبیب نقصان کا ذمہ دار ہوگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ یُعْلَمْ مِنْہُ الطِّبُّ قَبْلَ ذٰلِکَ فَھُوَ ضَامِنٌ. (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کا علاج کیا حالانکہ اس کے بارے میں اس سے پیشتر طبیب ہونے کا علم نہ ہو تو (جو نقصان ہوگا اس کا) تاوان اس (علاج کرنے والے) کے ذمے ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا علاج کرانا

عَنْ عَبْدِا الرَّحْمٰنِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی کَاھِلِہٖ مِنْ أَجْلِ الَّذِیْ أَکَلَ مِنَ الشَّاۃِ حَجَمَہٗ أَبُوْھِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَۃِ. وَبَقِیَ بَعْدَ ذٰلِکَ ثَلَاثَ سِنِیْنَ حَتّٰی کَانَ وَجْعُہُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ فَقَالَ مَا زِلْتُ أَجِدُ مِنَ الْأَکْلَۃِ الَّتِیْ أَکَلْتُ مِنَ الشَّاۃِ یَوْمَ خَیْبَرَ حَتّٰی کَانَ ھٰذَا أَوَانُ اِنْقِطَاعِ الْأَبْھَرِ مِنِّیْ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ شَھِیْدًا. (عبدالرزاق)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن سے نیچے کمر کے بالائی حصے پر مسموم (زہریلی) بکری کا گوشت کھانے کی بناء پر پچھنے لگوائے۔ ابو ہند نے سینگ اور نیزے کے پھل کی نوک سے پچھنے لگائے۔ اس کے بعد آپ تین سال حیات رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خیبر کے موقع پر جو مسموم بکری کے گوشت کا ایک لقمہ کھایا تھا اس کی

تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا یہاں تک کہ اب تو ابہر رگ کے گویا پھٹنے کا وقت ہے۔ (یعنی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابہر رگ پھٹنے کو ہے اور (اس طرح سے) رسول اللہ ﷺ کو شہادت کی وفات نصیب ہوئی۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ لَا يُصِيبُ رَسُوْلُ اللّٰهِ قُرْحَةً وَلَا شَوْكَةً إِلَّا وَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَاءَ.

(ترمذی و ابن ماجه)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی چھری تلوار کا زخم لگتا یا آپ کے کوئی کانٹا چبھتا تو آپ اس پر مہندی لگاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک پر کپڑا باندھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَدْ عَصَبَ رَاسَهٗ بِعِصَابَةٍ. (ابو نعیم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ نے سر پر (سر درد کی وجہ سے) کپڑا باندھا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے مبارک ہاتھوں سے داغنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رُمِیَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِیْ أَكْحَلِهٖ فَحَسَمَهُ النَّبِیُّ بِيَدِهٖ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرَمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو میں اکحل رگ پر تیر لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے نیزے کے پھل سے داغ لگایا۔ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جب دوبارہ ورم ہوا تو آپ نے دوبارہ داغ لگایا۔

بیماری میں دوا تجویز کرنا

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَخِیْ اِسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ أَسْقِهٖ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا إِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ. (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو اسہال لگے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ اس نے شہد پلایا اور پھر آ کر کہا کہ میں نے اس کو شہد پلایا لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔ تین مرتبہ آپ نے فرمایا: شہد ہی پلاؤ۔ چوتھی مرتبہ جب آپ نے یہی فرمایا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو شہد پلایا ہے لیکن اس کی تکلیف میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ آپ

نے فرمایا: اللہ کا قول سچا ہے اور تمہارے بھائی کے پیٹ نے خطا کی ہے۔ پھر جب شہد پلایا تو تکلیف دور ہو گئی۔

فائدہ: چونکہ لوگوں کے مزاج مختلف ہوتے ہیں اور بیماری کے اسباب بھی متعدد ہوتے ہیں اور موسم و آب و ہوا سے بھی فرق پڑتا ہے پھر یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کس کو کتنی مقدار دی جائے اور کس طریقے سے دی جائے اس لئے حدیث میں موجود کسی علاج کو کسی ماہر طبیب کے مشورے سے اختیار کیا جائے۔

طبیب کا اپنا علاج کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ لَا يُصِيبُ رَسُوْلُ اللّٰهِ قُرْحَةً وَلَا شَوْكَةً إِلَّا وَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَاءَ.

(ترمذی و ابن ماجه)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی چھری تلوار کا زخم لگتا یا آپ کے کوئی کانٹا چبھتا تو آپ اس پر مہندی لگاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا مختلف بیماریوں کا علاج بتانا

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ نَتَدَاوِىَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ.(ترمذی و نسائی)

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ذات الجنب کی بیماری میں ہم قسط بحری اور زیتون کا تیل بطور دوا استعمال کریں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُرَيْنَةَ وَعُكْلَ عَلَى النَّبِيِّ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَشَكَوُا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَلَمَّا صَحُّوْا...... (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عرینہ اور عکل (قبیلوں) کی ایک جماعت نبی ﷺ کے پاس آئی۔ ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ انہوں نے اس کی شکایت نبی ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جاؤ اور ان کے پیشاب (بدن پر ملو اور ان کا) دودھ پیو تو فائدہ ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا (اور صحیح وتندرست ہو گئے)۔

حلال دواؤں کی موجودگی میں حرام ادویہ سے اجتناب

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ

دَوَاءً فَتَدَاوُوْا وَلَا تَدَاوُوْا بِالْمُحَرَّمِ. (ابوداؤد)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ نے بیماری اور (اس کی) دوا (دونوں ہی) پیدا کیں اور ہر بیماری کے لئے دوا بنائی سنو اے لوگو! تم دوا کرو۔ البتہ حرام چیز کو دوا نہ بناؤ۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بِأَرْضِنَا أَعْنَابًا نَعْتَصِرُهَا فَنَشْرَبُ مِنْهَا ؟ قَالَ لَا فَرَاجَعْتُهُ قُلْتُ إِنَّا نَسْتَشْفِىْ لِلْمَرِيْضِ قَالَ إِنَّ ذٰلِکَ لَيْسَ بِشِفَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ. (مسلم)

حضرت طارق بن سوید حضرمی ؓ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاقے میں انگور ہوتے ہیں کیا ہم ان کا رس نکال کر (اور اس کی شراب بنا کر) اس کو پی سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے دوبارہ آپ سے یہ سوال کیا کہ ہم یہ مریض کو بطور دوا کے پلا دیا کریں۔ آپ نے فرمایا یہ (یعنی شراب) شفا نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود بیماری ہے۔

بچوں کے لئے طریقہ علاج آسان ہو

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ. (بخاری)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلق کی تکلیف میں اپنے بچوں کے حلق دبا کر ان کو تکلیف مت دو بلکہ قسط کے استعمال کو لازم پکڑو۔

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَا تَدْغِرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعُلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ (بخاری)

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) ارشاد فرمایا تم اپنے بچوں کے حلق کو انگلی سے کیوں دباتی ہو (یہ تو تکلیف دہ طریقہ ہے) عود ہندی کے استعمال کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں سات (بیماریوں سے) شفا ہے۔ ان میں سے ایک ذات الجنب ہے۔

بیماری میں پرہیز

مضر اشیاء سے پرہیز

عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَعَهُ عَلِيٌّ (وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ

مِنْ مَرَضٍ) وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَاکُلُ مِنْھَا وَقَامَ عَلِیٌّ یَاکُلُ مِنْھَا فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَقُوْلُ لِعَلِیٍّ مَهْ فَإِنَّکَ نَاقِهٌ حَتّٰی کَفَّ قَالَتْ وَصَنَعْتُ شَعِیْرًا وَسَلَقًا فَجِئْتُ بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ لِعَلِیٍّ مِنْ هٰذَا أَصِبْ فَإِنَّهٗ أَنْفَعُ لَکَ. (ابن ماجه)

حضرت ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ وہ کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ کھانے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی یہ نہ کھاؤ کیونکہ تمہارے اندر ابھی مرض کی نقاہت باقی ہے (اور یہ کھجوریں ابھی تمہارے لئے ثقیل رہیں گی) ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے جو اور چقندر پکائے اور وہ پیش کئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے علی یہ کھاؤ یہ تمہارے لئے مفید ہیں۔

غیر مضر قلیل مقدار کی اجازت

عَنْ صُهَیْبٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَبَیْنَ یَدَیْهِ خُبْزٌ وَتَمْرٌ فَقَالَ اُدْنُ وَکُلْ فَأَخَذْتُ تَمْرًا فَأَکَلْتُ فَقَالَ اَتَاکُلُ تَمْرًا وَبِکَ رَمَدٌ ؟ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَمْضَغُ مِنَ النَّاحِیَةِ الْأُخْرٰی فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ. (ابن ماجه)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو آپ کے سامنے روٹی اور چھوارے رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا آجاؤ اور کھاؤ۔ میں نے ایک چھوارا اٹھایا اور کھا لیا۔ آپ نے فرمایا تم چھوارے کھا رہے ہو حالانکہ تمہاری (ایک) آنکھ دکھ رہی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دوسری جانب سے کھا رہا ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔

عَنْ عَلِیٍّ أَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَهُوَ أَرْمَدُ وَبَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ تَمْرٌ یَاکُلُهٗ فَقَالَ یَا عَلِیُّ تَشْتَهِیْهِ؟ وَرَمٰی إِلَیْهِ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ بِأُخْرٰی حَتّٰی رَمٰی إِلَیْهِ سَبْعًا ثُمَّ قَالَ حَسْبُکَ یَا عَلِیُّ. (ابو نعیم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آشوب چشم کی تکلیف کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ آپ کے سامنے کچھ چھوارے رکھے ہوئے تھے جو آپ تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے علی کیا اس کی خواہش ہے؟ اور ان کی طرف ایک چھوارہ پھینکا۔ پھر ایک اور پھینکا یہاں تک سات چھوارے ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے علی بس تمہارے لئے اتنے کافی ہیں۔

مریض کو نرم غذا دینا

عَنْ عَائِشَةَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ إِذَا قِیْلَ لَهٗ إِنَّ فُلَانًا وَجِعٌ لَا یَطْعَمُ الطَّعَامَ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالتَّلْبِیْنَةِ

فَحسُّوْهُ إِيَّاهُ وَيقُوْلُ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بيدِهٖ إِنَّهَا تَغْسِلُ بَطْنَ أَحَدِكُمْ كَمَا تَغْسِلُ إِحْدَاكُنَّ وَجْهَهَا مِنَ الْوَسْخِ. (ترمذی، احمد، نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا جاتا کہ فلاں کو تکلیف ہے اور وہ کھانا نہیں کھا رہا تو آپ فرماتے کہ تلبینہ (یعنی دودھ اور شہد سے بنے ہوئے حریرہ) کا استعمال کرو اور گھونٹ گھونٹ پلاؤ۔ نیز فرماتے تھے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تلبینہ پیٹ کو ایسے صاف کرتا ہے جیسے تم میں سے ایک عورت اپنے چہرے سے میل کو دھوتی ہے۔

مریض کی خواہش کو پورا کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ عَادَ رَجُلاً فَقَالَ لَهٗ مَا تَشْتَهِىْ فَقَالَ أَشْتَهِىْ خُبْزَ بُرٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلٰى أَخِيْهِ ثُمَّ قَالَ إِذَا اشْتَهٰى مَرِيْضُ أَحَدِكُمْ شَيْأً فَلْيُطْعِمْهُ. (ابن ماجه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک شخص کی عیادت کو گئے اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے گندم کی روٹی کی خواہش ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے ہاں گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کو بھیج دے۔ پھر ارشاد فرمایا جب تمہارا کوئی مریض کسی شے کی خواہش کرے (اور وہ شے اس کیلئے مضر نہ ہو) تو وہ شے اس کو کھلا دو۔

بیمار کی عیادت

اہمیت وفضیلت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِىْ خَرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ. (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس لوٹنے تک وہ جنت کے باغیچے (یعنی جنت میں لے جانے والے عمل) میں ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِىْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِىْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِىْ عِنْدَهٗ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں آپ کی عیادت کیونکر کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تجھے علم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ مِنْ وَجْعٍ كَانَ بِعَيْنِيْ. (ترمذی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں تکلیف کی وجہ سے میری عیادت کی۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا. (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو وہ ساٹھ سال کی مسافت جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے۔

عیادت کے آداب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ. (رزین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کی عیادت کا سنت طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی دیر بیٹھو اور شور نہ کرو۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْعِيَادَةُ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ. (بیھقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیادت تو بس اتنی دیر کی ہے جتنی دیر کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے درمیان مختصر سا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ افضل عیادت اس میں ہے کہ عیادت کرنے والا جلدی اٹھ جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَاسَ طَهُوْرٌ إِنْشَاءَ اللّٰهُ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ اس (مرض) کو مشقت خیال نہ کرو بلکہ انشاء اللہ یہ گناہوں کو دور کرنے

والا ہے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ إِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت کو جاتا ہے اور سات مرتبہ یہ کہتا ہے اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ تو اس کو شفا ہوتی ہے الا یہ کہ مریض کی موت ہی کا وقت ہو چکا ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوْدُ مَرِيْضًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى جَنَازَةٍ.(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جائے تو یوں کہے

اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى جَنَازَةٍ

اے اللہ اپنے بندے کو شفا عطا فرما تاکہ یہ تیرے دشمن کو زخم لگائے اور تیری رضا کے لئے جنازہ کے ساتھ چلے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهُ فِيْ أَجَلِهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيَطِيْبُ بِنَفْسِهِ.(ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم مریض کے پاس (عیادت کیلئے) جاؤ تو اس کی موت کے بارے میں اس کے غم کو دور کرو تمہاری یہ بات تقدیر کو تو نہیں پھیر سکتی لیکن مریض کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَادَ مَرِيْضًا فَقَالَ أَبْشِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ نَارِيْ أُسَلِّطُهَا عَلٰى عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لِتَكُوْنَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا کہ خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میری آگ ہے جو میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ قیامت کے دن کی آگ کے بدلے میں ہو جائے۔

مریض کیلئے دعا

دوا کے ساتھ اور بغیر دوا کے بھی مریض کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا اشْتَكٰى مِنَّا إِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ أَذْهِبُ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے جسم پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا کرتے اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. (اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور کر دے اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں اور وہ کچھ بیماری نہیں چھوڑتی)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجْعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ كَانَ يَنْفُثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ جب بیمار ہوتے تو آپ معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے ہاتھوں کو اپنے جسم (مبارک) پر پھیر لیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو میں نے وہی معوذات پڑھ کر آپ کے ہاتھ مبارک پر دم کیا اور آپ کے ہاتھ آپ کے جسم (مبارک) پر پھیرے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ شَكٰى إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَجْعًا يَجِدُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ. (مسلم)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ اپنے جسم کے تکلیف دہ حصے پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ کہو۔ عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور فرما دی۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَّعَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ. (مسلم و ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل نبی ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا

کہ اے محمد کیا آپ بیمار ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا۔ (اللہ کے نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں ہر ایسی چیز سے جو آپ کو ایذاء پہنچائے ہر جی کے شر سے اور حاسد نگاہ سے اللہ آپ کو شفا عطا فرمائیں میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں)

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیئٍ یُوْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ وَ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِیْکَ.

بیماری میں ابتلاء کی حکمت

1- گناہوں سے مغفرت

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ مَایُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَةَ یَشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ. (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو جو بھی زخم و تکلیف اور فکر وحزن وغم پہنچے یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی اس کو چبھے تو اس کے بدلے میں اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰی أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَکِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتْ اَلْحُمّٰی لَا بَارَکَ اللّٰهُ فِیْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّهَا تَذْهَبُ خَطَایَا بَنِیْ آدَمَ کَمَا یَذْهَبُ الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ان کی حالت دیکھ کر ان سے پوچھا تم کپکپا کیوں رہی ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخار (کی وجہ سے) اللہ اس میں برکت نہ رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ تو تمہارے لئے خیر کا ذریعہ ہے۔ وہ اس طرح سے کہ یہ) اولاد آدم کے گناہ اسی طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو دور کرتی ہے۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا یُصِیْبُ عَبْدًا نَکْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْدُوْنَهَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُو اللّٰهُ تَعَالٰی أَکْثَرُ وَقَرَأَ وَمَا أَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ أَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْعَنْ کَثِیْرٍ. (ترمذی)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کو جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کے سبب سے پہنچتی ہے اور جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے

ہیں وہ زیادہ ہوتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيرٍ. (اور تم پر جو کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ تو تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے آتی ہے اور اللہ تو بہت سے گناہوں کو معاف ہی کر دیتا ہے)۔

2- رفع درجات کا سبب

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ أَوْ فِيْ مَالِهٖ أَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ. (ابو داؤد)

محمد بن خالد سلمی کے دادا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کے لئے اللہ کی جانب سے بلند مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن اس کے عمل اتنے نہیں ہوتے کہ اس تک پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر اس کو اس آزمائش میں صبر عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کی جانب سے لکھے ہوئے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔

3- اصلاح احوال و اعمال کا سبب

عَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْأَسْقَامَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَمَوْعِظَةً فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ وَأَنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ وَلِمَ أَرْسَلُوْهُ. (ابو داؤد)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ عزوجل اس کو صحت عطا فرماتے ہیں تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لئے نصیحت بنتی ہے۔ اس کے برعکس منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر تندرست ہوتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے کہ اس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو پھر کھول دیا ہو اور اونٹ کو کچھ سمجھ نہیں ہوتی کہ اس کو کیوں باندھا تھا اور کیوں کھول دیا۔

تنبیہ: 1- اصل فائدہ رضا بالقضا میں ہے

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَالصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى رَجُلٍ مَرِيْضٍ يَعُوْدَانِهٖ فَقَالَا لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ قَالَ أَصْبَحْتُ بِنِعَمِهٖ قَالَ شَدَّادٌ أَبْشِرْ بِكَفَّارَاتِ السَّيِّاٰتِ وَحَطِّ الْخَطَايَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِيْ عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُوْمُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا وَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ

وَتَعَالٰی أَنَا قَیَّدْتُ عَبْدِیْ وَابْتَلَیْتُهٗ فَأَجْرُوْا لَهٗ مَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهٗ وَهُوَ صَحِیْحٌ. (احمد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت صنابجی رضی اللہ عنہ ایک بیمار شخص کی عیادت کے لئے اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی؟ اس نے جواب دیا کہ بڑی نعمت یعنی اللہ کی قضاء پر رضا و تسلیم کے ساتھ کی۔ اس پر حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں گناہوں کے کفاروں کی اور خطاؤں کے مٹنے کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو دکھ و تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف اٹھے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کیا اور اس کی آزمائش کی تو (اے فرشتو) تم اس کے لئے وہی اجر لکھو جو اس کے لئے صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔

2- بیماری پر اجر تکلیف کے بقدر ہوتا ہے

عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَیُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ اَلْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِهٖ فَإِنْ كَانَ فِیْ دِیْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ وَإِنْ كَانَتْ فِیْ دِیْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَیْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰی یَمْشِیْ عَلٰی أَرْضٍ مَا لَهٗ ذَنْبٌ. (ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے سخت مصیبت و تکلیف کس کو پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر جو ان کے مشابہ ہیں اور اس کے بعد جو ان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں پختہ ہے تو اس کی آزمائش و تکلیف بھی سخت ہو گی اور اگر وہ دین میں کمزور ہے تو اس کی تکلیف و آزمائش ہلکی ہو گی۔ (آزمائش کا) یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس (مومن) پر کچھ گناہ باقی نہیں رہتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ وَهُوَ یُوْعَكُ فَمَسَسْتُ بِیَدِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَجَلْ إِنِّیْ أُوْعَكُ كَمَا یُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَیْنِ فَقَالَ أَجَلْ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کو ہاتھ سے چھوا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ کو تو سخت بخار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھے بخار کی حرارت اتنی شدید ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ (کیا) ایسا اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا اجر ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

باب: 79

صلح

صلح کا جواز

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ الصُّلْحُ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ جَائِزٌ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالاً أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا. (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے سوائے اس صلح کے جس میں کسی حلال کو حرام کیا ہو یا کسی حرام کو حلال کیا ہو۔

مدعا علیہ کا دعویٰ کے انکار کے باوجود صلح کرنا

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ اُتِیَ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ فِیْ شَیْءٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَجَوْرٌ وَلَوْ لَا أَنَّهُ صُلْحٌ لَرَدَدْتُهُ. (محلی ابن حزم)

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا (جس کے فریقین نے آپس میں صلح کر لی تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (صلح کی نوعیت کو دیکھ کر) فرمایا کہ یہ تو خود ظلم ہے۔ اگر یہ باہمی صلح کے طور پر نہ ہوتی تو میں اس کو ختم کر دیتا۔

یہ جاننے کے باوجود کہ حق پر کون ہے فریقین میں صلح کی کوشش کرنا

عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَدِّدُوا الْخُصُوْمَ حَتّٰى یَصْطَلِحُوْا فَإِنَّ فَصْلَ الْقَضَاءِ یُوْرِثُ بَیْنَ الْقَوْمِ الضَّغَائِنَ. (محلی ابن حزم)

محارب بن دثار رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا فریقین کو لوٹاؤ تاکہ وہ آپس میں صلح کر لیں کیونکہ مقدمہ کا فیصلہ تو لوگوں کے درمیان (عام طور سے) رنجشوں کا سبب بن جاتا ہے۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّهُ کَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ حَدْرَدِ الْأَسْلَمِیِّ مَالٌ فَلَقِیَهُ فَلَزِمَهُ

حَتّٰی اِرْتَفَعَتْ أَصْوَا تُهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا کَعْبُ فَأَشَارَ بِیَدِهٖ کَأَنَّهٗ یَقُوْلُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَالِهٖ عَلَیْهِ وَتَرَکَ نِصْفًا. (بخاری)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا عبداللہ بن ابی حدرد کے ذمہ کچھ مال تھا (جو وہ پورا دے نہیں پا رہے تھے) ایک دفعہ حضرت کعب بن مالک کی ملاقات عبداللہ بن ابی حدرد سے ہوئی تو وہ ان کے چمٹ گئے اور جھگڑے میں ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ (آواز سن کر) رسول اللہ ﷺ (باہر تشریف لائے اور حالات کا اندازہ کر کے آپ) نے فرمایا اے کعب اور ان کو اشارہ کیا کہ آدھا قرض چھوڑ دو۔ اس پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا مال لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا (یعنی معاف کر دیا)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَیْرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِیْ یَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِیُّ سَرِّحِ الْمَاءَ یَمُرُّ فَأَبٰی عَلَیْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَیْرِ أَسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰی جَارِکَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِیُّ فَقَالَ أَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ أَسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰی یَرْجِعَ إِلَی الْجُدْرِ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری (یعنی ایک انصار خاندان سے تعلق رکھنے والا جو در پردہ منافق تھا اس) نے نبی ﷺ کے پاس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر مقدمہ کیا حرہ مقام کے پانی کے بہاؤ کے بارے میں جن سے لوگ اپنے باغوں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری کا کہنا تھا کہ اپنے باغ کو پانی دینے کے دوران پانی کو چلتا رہنے دو۔ حضرت زبیر نے نہیں مانا۔ دونوں جب نبی ﷺ کے پاس مقدمہ لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر سے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی اپنے اس پڑوسی کی طرف چھوڑ دو۔ اس پر انصاری (یعنی وہ منافق) ناراض ہوا اور کہا یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں (اس لئے آپ نے ان کی حمایت میں فیصلہ دیا ہے) اس نازیبا بات پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ (ناراضگی کی وجہ سے) بدل گیا اور آپ نے فرمایا (ابھی تو میں نے انصاری کی رعایت کی تھی۔ اب میں اس رعایت کو ختم کرتا ہوں) تو اے زبیر تم (اپنا حق پورا وصول کرو اور) باغ کو سیراب کرنے کے بعد پانی روکے رہو یہاں تک کہ دیواروں تک پہنچ جائے (اس کے بعد چھوڑو)۔

قرض میں سے کچھ وصول کرنے اور باقی معاف کر دینے پر صلح کرنا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّیَ وَتَرَکَ عَلَیْهِ ثَلَاثِیْنَ وَسَقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْیَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهٗ جَابِرٌ

فَأَبٰی أَنْ يُنْظِرَهٗ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْفَعُ لَهٗ إِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ كَلَّمَ الْيُهُوْدِیَّ لِيَاخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهٖ بِالَّذِیْ لَهٗ فَأَبٰی فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَمَشٰی مِنْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهٗ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِیْ لَهٗ فَجَدَّهٗ بَعْدَ مَارَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِيْنَ وَسَقًا وَفَضَلَتْ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسَقًا.

(بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد وفات پا گئے اور انہوں نے اپنے ذمہ ایک یہودی کے تیس وسق کھجور بطور قرض چھوڑے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہودی سے مہلت مانگی لیکن اس نے مہلت نہیں دی۔ حضرت جابر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ آپ یہودی سے ان کی سفارش کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ اس یہودی کے پاس آئے اور اس سے بات کی کہ اپنے قرض کے عوض باغ کا جتنا بھی پھل ہے صرف وہ لے لے لیکن یہودی نہیں مانا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ حضرت جابر کے باغ میں گئے اور اس کا چکر لگایا پھر حضرت جابر سے فرمایا کہ پھل توڑو اور یہودی کا قرض ادا کر دو۔ رسول اللہ ﷺ کے واپس جانے کے بعد حضرت جابر نے پھل توڑا اور (اس میں اتنی برکت ہوئی کہ انہوں نے) یہودی کے تیس وسق کھجور واپس کیئے اور سترہ وسق باقی بھی بچ گئے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ جَالِسَةً فَجَاءَهٗ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ يَخْتَصِمَانِ فِیْ أَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ وَ بَادَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِنَّمَا أَقْضِیْ بَيْنَكُمَا فِيْمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَیَّ فِيْهِ شَیْءٌ (بِرَايِیْ) فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَیْءٍ بِحُجَّةٍ أَرَاهَا فَاقْتَطَعَ بِهَا مِنْ مَالِ أَخِيْهِ ظُلْمًا أَتٰی بِهَا إِسْطَامًا فِیْ عُنُقِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَبَكَی الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّیْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِیْ أَطْلُبُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اِذْهَبَا فَاسْتَهِمَا وَ تَوَخَّيَا ثُمَّ لِيُحَلِّلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهٗ (بیھقی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ کے پاس دو آدمی چند ایسی چیزوں کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے جو ختم ہو چکی تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا خاص اس جھگڑے کے بارے میں مجھ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی لہٰذا میں محض اپنی رائے سے فیصلہ دیتا ہوں۔ کسی کی دلیل و حجت کو قابل اعتبار سمجھ کر میں کسی کے حق میں فیصلہ دے دوں اور ناحق اس کو اس کے بھائی کے مال میں سے دے دوں تو (وہ اس کو اپنے لئے حلال نہ سمجھے بلکہ) وہ قیامت کے دن آگ کو ہلانے کے آلہ کی صورت میں اس کی گردن میں ہوگا (جس سے اس پر آگ مزید بھڑکے گی۔ یہ سن کر) وہ دونوں رو پڑے اور ان میں سے ہر ایک نے کہا اے اللہ کے رسول میرا حق جو میں طلب کرتا ہوں وہ میں اپنے بھائی کو دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے نہیں بلکہ تم دونوں جاؤ اور چیزوں کو آپس میں تقسیم کرو اور مطالبہ کرو پھر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کیلئے اس کو (حاصل شدہ چیز) حلال کر دے۔

قرض کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے قرض وصول کرنے کے عوض کچھ قرض معاف کرنا درست نہیں

عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاعَ بَزًّا مِنْ أَصْحَابِ دَارِ بَحْلَةَ إِلٰی أَجَلٍ ثُمَّ أَرَادَ الْخُرُوْجَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ یَّنْقُدُوْهُ وَیَضَعَ عَنْهُمْ فَسَأَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ لَا آمُرُکَ أَنْ تَاکُلَ ذٰلِکَ وَ تُوْکِلَهُ. (مدونہ مالک)

ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دار بحلہ والوں کے ہاتھ کپڑا ایک مدت کے ادھار پر بیچا۔ پھران کا ارادہ باہر جانے کا ہوا تو انہوں نے اپنے خریداروں سے کہا کہ تم ادائیگی پہلے کر دو اور میں تمہیں کچھ چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر ابو صالح نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (یہ طریقہ غلط ہے اور) میں تمہیں نہ تو اس کے خود کھانے کا حکم دیتا ہوں اور نہ دوسرے کو کھلانے کا کہتا ہوں۔

فائدہ: البتہ ادائیگی کا وقت ہو جانے پر قرضخواہ اپنے قرض سے کچھ چھوڑ دے تو جائز ہے۔

قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ یَسَارٍ إِذَا حَلَّ الْأَجَلُ فَلْیَضَعْ لَهُ إِنْ شَاءَ.

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا جب ادائیگی کی مدت آ جائے تو پھر قرضخواہ چاہے تو کچھ چھوڑ سکتا ہے۔

صلح کرنے میں کسی کو با اختیار وکیل بنانا

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ یَقُوْلُ اِسْتَقْبَلَ وَ اللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ مُعَاوِیَةَ بِکَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنِّیْ لَأَرٰی کَتَائِبَ لَا تُوَلِّیْ حَتّٰی تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِیَةُ...... أَیْ عَمْرٌو إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ وَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِیْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِیْ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِیْ بِضَیْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَیْهِ رَجُلَیْنِ مِنْ قُرَیْشٍ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ فَقَالَ اِذْهَبَا إِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فاعرضا عَلَیْهِ وَ قُوْلَا لَهُ وَ اطْلُبَا إِلَیْهِ فَأَتَیَاهُ فَدَخَلَا عَلَیْهِ فَتَکَلَّمَا وَقَالَا لَهُ وَ طَلَبَا إِلَیْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ إِنَّا بَنُوْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِیْ دِمَاءِ هَا قَالَا فَإِنَّهُ یَعْرِضُ عَلَیْکَ کَذَا وَ کَذَا وَ یَطْلُبُ إِلَیْکَ وَ یَسْئَلُکَ قَالَ فَمَنْ لِیْ بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَکَ بِهٖ فَمَا سَأَلَهُمَا شَیْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَکَ بِهٖ فَصَالَحَهُ (بخاری)

ابو موسیٰ کہتے ہیں میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو کہتے سنا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حضرت

معاویہ ﷺ کی طرف پہاڑوں کی مانند لشکر لے کر چلے۔عمرو بن عاص نے (حضرت معاویہ ﷺ) سے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ جب تک ان لشکروں کے سردار قتل نہ کئے جائیں گے تب تک یہ لشکر واپس نہ پلٹیں گے۔(مطلب یہ تھا کہ آپ بھی ان کا مقابلہ کیجئے اور جنگ میں ان کے بڑوں کو قتل کرنے کا اہتمام کیجئے)۔حضرت معاویہ ﷺ جو عمرو بن عاص سے بہتر تھے انہوں نے فرمایا اگر ہمارا لشکر ان کے لشکر کو اور ان کا لشکر ہمارے لشکر کو قتل کرے گا تو لوگوں کے معاملات کی کفالت کون کرے گا۔ان کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا اور ان کے بچوں اور ضعیفوں کی کفالت کون کرے گا۔تو حضرت معاویہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی ﷺ کی طرف قریش کے قبیلہ بنو عبد شمس کے دو آدمی عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا اور فرمایا کہ تم دونوں (حضرت) حسن بن علی ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کو صلح کی پیشکش کرو اور اس پر ان سے بات کرو اور اس پر ان کو آمادہ کرو۔وہ دونوں حضرت حسن ﷺ کے پاس گئے اور ان سے صلح کی بات کی اور ان کو صلح پر راضی ہونے کے لئے آمادہ کیا۔حضرت حسن ﷺ نے کہا کہ ہم بنو عبدالمطلب نے اپنی خلافت میں بہت سے مستحق افراد پر مال خرچ کیا ہے (یعنی ہمارے سرکاری خرچ کے ساتھ بہت سے افراد کی وابستگی ہو چکی ہے اگر ہم نے آئندہ کے لئے ان کے خرچ بند کر دیئے تو بڑی خرابی پیدا ہو گی اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ امت اپنے ہی خون میں بہت خراب ہو چکی ہے۔ان دونوں نے کہا کہ حضرت معاویہ آپ کے سامنے یہ یہ پیشکش رکھتے ہیں اور آپ سے اس کو قبول کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔اس پر حضرت حسن ﷺ نے کہا اس کی مجھے کون ضمانت دیتا ہے۔ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم دیتے ہیں۔پھر حضرت حسن ﷺ نے ان دونوں کے سامنے جو بھی مطالبہ رکھا تو ان دونوں نے کہا کہ ہم ضمانت دیتے ہیں۔اس پر حضرت حسن ﷺ نے حضرت معاویہ ﷺ سے صلح کر لی (اور ان کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے)۔

باب: 80

وصیت

وصیت پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگا

عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّكُمْ تَقْرَءُ وْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ (ترمذی)

حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے لوگو) تم یہ آیت پڑھتے ہو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ (یعنی وارثوں کو ان کا حق ملے گا وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو یا قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اس آیت میں وصیت اور قرض کے درمیان بظاہر ترتیب نہیں لیکن حقیقت میں ترتیب مراد ہے) درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ (جن کے پاس غیر کتابی وحی بھی آتی تھی اور کتاب اللہ کی مراد کی تعلیم دینا آپ کا فرض منصبی تھا آپ) نے وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی کا فیصلہ دیا ہے۔

وارث ہوں تو ایک تہائی مال تک وصیت کر سکتا ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ مَالاً كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ أَفَأُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ. (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ کے سال مجھے اتنا سخت بخار ہوا کہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرے پاس بہت سا مال ہے اور (اصحاب فروض میں سے) سوائے میری بیٹی کے اور کوئی میرا

وارث نہیں ہے (ہاں عصبہ وارث بہت سے ہیں۔ اور چونکہ میری بیٹی بھی غنی ہے) تو کیا اپنے کل مال کی وصیت کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اچھا اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا پھر ایک تہائی کی کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) ایک تہائی (کی وصیت کر دو) اور ایک تہائی (بھی کم نہیں) بہت ہے اور تم اپنے وارثوں کو (خواہ وہ اصحاب فروض ہوں یا عصبہ ہوں) غنی چھوڑو (یعنی ان کے لئے اتنا ترکہ چھوڑو جس سے وہ لوگوں سے مانگنے سے بچے رہیں) یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو تنگدست چھوڑو کہ وہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر لوگوں سے مانگیں۔

وارث نہ ہونے کی صورت میں کل مال کی وصیت کرنا جائز ہے۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ هَمْدَانَ إِنَّهُ يَمُوْتُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ وَلَا يَتْرُكُ وَارِثًا فَلْيَضَعْ مَالَهُ حَيْثُ أَحَبَّ.

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قبیلہ ہمدان تم میں سے کوئی شخص وفات پانے والا ہو اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ اپنے مال کو جہاں چاہے لگائے (یعنی جس کے حق میں چاہے اپنے پورے مال کی وصیت کرے)۔

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ (ابو داؤد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار (کے لئے اس کا حق مقرر کر دیا ہے اور اس کو بیان کر دیا ہے اور لوگوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ اس کو ادا کریں۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار) کو اس کا حق ادا (کئے جانے کا انتظام) کر دیا ہے لہٰذا اب وارث کے لئے وصیت (کا سابقہ حکم) نہیں ہے۔

کافر ذمی کے لئے وصیت جائز ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ صَفِيَّةَ قَالَتْ لِأَخٍ لَهَا يَهُوْدِيٍّ أَسْلِمْ تَرِثْنِيْ فَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالُوْا تَبِيْعُ دِيْنَكَ بِالدُّنْيَا فَأَبٰى أَنْ يُسْلِمَ فَأَوْصَتْ لَهُ بِالثُّلُثِ (بیہقی)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سے جو یہودی تھا کہا کہ (اے بھائی) تم مسلمان ہو جاؤ تو تم (عصبہ ہونے کی وجہ سے) میرے (سارے مال کے) وارث ہو گے۔ اس نے اس بارے میں اپنے لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا (اس طرح سے تو) تم اپنے

دین کو دنیا کے (مال کے) عوض فروخت کرو گے۔اس پر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لئے (اپنے) تہائی مال کی وصیت کر دی۔

وصیت کرنے والا وصیت میں تبدیلی کر سکتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يُحْدِثُ الرَّجُلُ فِيْ وَصِيَّتِهٖ مَاشَاءَ وَمِلَاكُ الْقَضِيَّةِ آخِرُهَا. (ابن حزم)

عبداللہ بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی (اپنی زندگی میں) اپنی وصیت میں جو چاہے تبدیلی کر سکتا ہے اور (وصیت کے) معاملہ کا اصل مدار آخری وصیت پر ہوتا ہے۔

باب: 81

میراث

مسلمان اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ (بخاری و مسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى. (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مختلف (یعنی اسلام اور کفر کی) ملت والے ایک دوسرے کے وارث نہیں۔

اپنے مورث کو قتل کرنے والا اس کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ وَارِثٌ فَوَارِثُهٗ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ وَلَا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا. (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قاتل کے لئے (مقتول کے مال میں) کچھ میراث نہیں اور اگر مقتول کا (قاتل کے علاوہ) کوئی وارث (اصحاب فروض میں سے) نہ ہو تو اس کا وارث وہ شخص (اور عصبہ) ہو گا جو اس سے قریب ترین رشتہ رکھتا ہو گا اور قاتل وارثت میں سے کچھ نہ پائے گا۔

مرتد کی میراث اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہو گی

عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ أُتِيَ بِمُسْتَوْرِدِ الْعَجَلِيِّ وَقَدْ ارْتَدَّ فَعَرَضَ

عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ فَأَبٰى فَقَتَلَهُ وَجَعَلَ مِيْرَاثَهُ بَيْنَ وَرَثَتِهِ الْمُسْلِمِيْنَ. (کتاب الخراج لابی یوسف)

ابو عمر شیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مستورد عجلی کو لایا گیا جو مرتد ہو گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اسلام کی پیشکش کی لیکن اس نے (اسلام قبول کرنے سے) انکار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ارتداد کی حد میں) اس کو قتل کروایا اور اس کی میراث اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم کی۔

دشمنوں کی قید میں موجود قیدی کی وراثت

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ امْرَأَةِ الْأَسِيْرِ أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُهَا (دارمی)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے (دشمنوں کے پاس) قیدی کی بیوی کے بارے میں فیصلہ دیا کہ وہ (اپنے) قیدی (شوہر) کی وارث ہوگی اور قیدی اپنی بیوی کا وارث ہوگا (دشمن کی قید میں ہونے سے میراث سے محرومی نہ ہوگی)۔

عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ يُوْرَثُ الْأَسِيْرُ إِذَا كَانَ فِيْ أَيْدِي الْعَدُوِّ. (دارمی)

قاضی شریح رحمہ اللہ نے یہ فیصلہ دیا کہ (مسلمان) قیدی جب دشمنوں کے ہاتھ میں ہو تو اس کی میراث جاری ہوگی۔

میراث میں حمل کا حصہ ہوتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ (فِي الْأَوْسَاقِ الَّتِيْ نَحَلَهَا) فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيْهِ أَوْ اِحْتَزْتِيْهِ كَانَ لَكِ وَإِنَّمَا هُوَ أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ يَا أَبَتِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هُوَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الْأُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً (مؤطا مالک).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (وہ پھل جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ہدیہ کیا تھا اس کے بارے میں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم نے اس کو تڑوا لیا ہوتا یا اس پر قبضہ کر لیا ہوتا تو وہ تمہارا ہو جاتا لیکن اب (جب کہ میں مرض وفات میں مبتلا ہوں) وہ وارثوں کا مال ہے اور وارث وہ (تمہارے علاوہ) تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں لہٰذا تم سب کتاب اللہ کے مطابق آپس میں اس کو تقسیم کر لینا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جان اللہ کی قسم اگر بات ایسے ہی ہے تو میں وہ پیداوار چھوڑتی ہوں لیکن (بہن تو) صرف اسماء (رضی اللہ عنہا) ہیں دوسری بہن کونسی ہے۔ انہوں نے فرمایا (تمہاری سوتیلی ماں) بنت خارجہ کا حمل ہے جس کے بارے میں میرا اندازہ ہے کہ وہ لڑکی ہوگی۔

نومولود کب وارث بنتا ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُوْدُ وَرِثَ. (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب نومولود آواز نکال کر روئے تو (چونکہ یہ اس کے زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے لہٰذا) وہ وارث ہوگا۔

خنثیٰ کی میراث

عَنْ كَثِیْرٍ قَالَ شَهِدْتُ عَلِیًّا فِیْ خُنْثٰی قَالَ أُنْظُرُوْا مَسِیْلَ الْبَوْلِ فَوَرِّثُوْهُ مِنْهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ إِنْ بَالَ مِنْ مَجْرَی الذَّكَرِ فَهُوَ غُلَامٌ وَإِنْ بَالَ مِنْ مَجْرَی الْفَرَجِ فَهُوَ جَارِیَةٌ. (بیہقی)

کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں خنثیٰ کے بارے میں مسئلہ کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (کہ اس کے) پیشاب کی گزرگاہ کو دیکھو اور اس کی بنیاد پر (لڑکا یا لڑکی سمجھ کر) اس کو میراث میں حصہ دو۔ اور ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا بچہ اگر مردانہ آلہ تناسل سے پیشاب کرے تو وہ لڑکا ہے اور اگر وہ زنانہ شرمگاہ سے پیشاب کرے تو وہ لڑکی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هَانِیٍ قَالَ سُئِلَ الشَّعْبِیُّ عَنْ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ وَلَیْسَ بِذَكَرٍ وَلَا أُنْثٰی لَیْسَ لَهٗ مَا لِلذَّكَرِ وَلَیْسَ لَهٗ مَا لِلْأُنْثٰی یَخْرُجُ مِنْ سُرَّتِهٖ كَهَیْئَةِ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ سُئِلَ عَنْ مِیْرَاثِهٖ فَقَالَ نِصْفُ حَظِّ الذَّكَرِ وَ نِصْفُ حَظِّ الْأُنْثٰی. (دارمی)

ابو ہانی کہتے ہیں امام شعبی رحمہ اللہ سے ایسے نومولود کے میراث پانے کے بارے میں پوچھا گیا جو نہ لڑکا تھا اور نہ لڑکی تھا۔ اس کی شرمگاہ نہ لڑکوں جیسی تھی اور نہ لڑکیوں جیسی تھی۔ اس کی ناف کے رستہ پیشاب جیسی چیز اور پاخانہ نکلتا تھا۔ تو امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کو آدھا لڑکے کا حصہ اور آدھا لڑکی کا حصہ ملے گا۔

شوہر کی دیت میں اس کی بیوی بھی وارث ہوگی

عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْیَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلَیْهِ أَنْ وَرِّثْ اِمْرَأَةَ أَشْیَمَ الضِّبَابِیِّ مِنْ دِیَةِ زَوْجِهَا. (ترمذی)

حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لکھا کہ اشیم ضبابی (جو غلطی سے قتل ہو گئے تھے ان) کی دیت میں سے ان کی بیوی کو میراث کا حصہ دو۔

دادا کا حصہ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنِيْ مَاتَ فَمَا لِيْ مِنْ مِيْرَاثِهٖ قَالَ لَکَ السُّدُسُ فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ سُدُسٌ آخَرُ فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ لَکَ السُّدُسُ الْآخَرُ طُعْمَةٌ. (ترمذی و ابوداؤد).

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میرا پوتا مر گیا ہے (اس کا باپ پہلے ہی مر چکا تھا) تو اس کی میراث میں سے میرا کتنا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اصحاب فروض ہونے کی وجہ سے) تمہارے لئے چھٹا حصہ ہے۔ جب وہ مڑ کر جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا (عصبہ ہونے کی وجہ سے) ایک اور چھٹا حصہ تمہیں ملے گا۔ جب وہ مڑ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا یہ دوسرا چھٹا حصہ تمہارے عصبہ ہونے کی وجہ سے ہے (اصحاب فروض میں سے ہونے کی وجہ سے نہیں)۔

دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم رہتے ہیں

عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَیْکَةَ أَنَّ ابْنَ الزُّبَیْرِ کَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْعِرَاقِ أَنَّ أَبَابَکْرٍ کَانَ یَجْعَلُ الْجَدَّ أَبًا. (عبدالرزاق).

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کو لکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (باپ کے وفات یافتہ ہونے کی صورت میں) دادا کو باپ (کے قائم مقام) کرتے تھے۔

وارث اگر والدین ہوں اور میاں بیوی سے کوئی ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فِيْ امْرَأَةٍ وَأَبَوَیْنِ فَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعَ وَ لِلْأُمِّ ثُلُثَ مَا بَقِيَ وَلِلْأَبِ مَا بَقِيَ. (حاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بیوہ اور دو ماں باپ (کی میراث) کے بارے میں مسئلہ آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیوہ کے لئے چوتھا حصہ، ماں کے لئے بقیہ کا تہائی اور باقی باپ کے لئے بتایا۔

وارث اگر صرف بیٹی، بہن اور پوتی ہو

عَنْ هُزَیْلِ بْنِ شُرَحْبِیْلٍ قَالَ أَتَیْتُ...... ابْنَ مَسْعُوْدٍ فِيْ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَالْأُخْتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ فَقَالَ ...... أَقْضِيْ بِمَا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ (حاکم).

ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ کہتے ہیں میں ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن (جب کہ صرف یہ وارث ہوں تو ان) کی میراث کے بارے میں پوچھنے کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ بیٹی کو آدھا اور پوتی کو چھٹا اور باقی بہن کو ملے گا۔

عَنْ قُبَیْصَةَ بْنِ ذُوَیْبٍ قَالَ جَاءَ تِ الْجَدَّةُ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ فَسَأَلَتْهُ مِیْرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَکِ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ شَیْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَکِ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَیْئًا فَارْجِعِیْ حَتّٰی أَسْأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ هَلْ مَعَکَ غَیْرُکَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِیُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰی إِلٰی عُمَرَ تَسْأَلُهُ مِیْرَاثَهَا فَقَالَ هُوَ ذٰلِکَ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَیْنَکُمَا وَأَیَّتُکُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا. (ترمذی و ابوداؤد).

قبیصہ بن ذویب رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک (وفات پانے والے شخص کی) دادی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بارے میں کتاب اللہ میں تو کچھ ذکر نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں کچھ ہو اس کا مجھے علم نہیں ہے لہٰذا تم (بعد میں) دوبارہ آنا اتنے میں اور لوگوں سے اس کی تحقیق کر لوں۔ (تحقیق کی) تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جب آپ نے دادی کو ترکہ کا چھٹا حصہ دلوایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ان سے) پوچھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی (اس حدیث کو ذکر کرتا) ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ (ہاں) محمد بن مسلمہ انصاری ہیں۔ (محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا) تو انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مثل حدیث بتائی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادی کے لئے چھٹے حصہ کو نافذ کر دیا۔ بعد میں اسی میت کی دوسری جدہ (یعنی نانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو جانے پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تمہارے لئے (بھی) وہی چھٹا حصہ ہے۔ تم دونوں (یعنی دادی اور نانی) اکٹھی ہونگی تو چھٹا حصہ تمہارے مابین تقسیم ہو گا اور تم میں سے جو بھی تنہا ہو گی (کہ دوسری انتقال کر چکی ہو) تو چھٹا حصہ پورا کا پورا اس کا ہو گا۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَضٰی لِلْجَدَّتَیْنِ مِنَ الْمِیْرَاثِ بِالسُّدُسِ بَیْنَهُمَا. (مسند احمد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جدہ (یعنی ایک دادی اور ایک نانی) کے لئے میراث میں سے چھٹے حصہ کا فیصلہ دیا (اور وہ چھٹا حصہ ان میں برابر برابر تقسیم ہو گا)

ماں موجود ہو تو دادی نانی محروم رہتی ہیں

عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهَا أُمٌّ (ابو داؤد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (میت کی) دادی کے لئے (ترکہ کے) چھٹے حصہ کا فیصلہ اس وقت دیا جب کہ اس سے ورے (میت کی) ماں حیات نہ ہو۔

باپ موجود ہو تو دادی محروم رہتی ہے

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَ زَيْدٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يُوَرِّثَانِ الْجَدَّةَ أُمَّ الْأَبِ مَعَ الْأَبِ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ لَا يُوَرِّثُ الْجَدَّةَ وَابْنَهَا. (دارمی)

امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ باپ کے ہوتے ہوئے دادی کو وارث نہیں بناتے تھے۔ اور امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (میت کی) دادی اور اس کے بیٹے (یعنی میت کے باپ دونوں) کو (اکٹھے) وارث نہیں بناتے تھے (بلکہ باپ کے ہوتے ہوئے دادی کو محروم رکھتے تھے)۔

پہلے اصحاب فروض کو میراث ملے گی پھر جو باقی بچے وہ عصبات کا حصہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ مقررہ حصے ان کے حقداروں (یعنی اصحاب فروض) کو دو اور جو باقی بچے وہ (میت کے) قریب ترین مرد کو دو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قُتِلَ أَبُوْهُمَا مَعَکَ شَهِيْدًا فِيْ أُحُدٍ وَأَنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا بِمَالٍ فَقَالَ يَقْضِي اللّٰهُ فِيْ ذٰلِکَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَکَ. (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ سعد سے اپنی دو بیٹیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے والد آپ کے ساتھ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور ان بچیوں کے چچا نے ان (کے باپ) کا (چھوڑا ہوا) مال خود لے لیا ہے اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اور مال کے بغیر تو ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

ہی اس بارے میں کچھ فیصلہ فرمائیں گے (لہٰذا انتظار کرو) پھر آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلوایا اور فرمایا کہ سعد کی بچیوں کو (ترکہ کا) دو تہائی مال دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچے (صرف) وہ تمہارا حق ہے۔

اصحاب فروض اور عصبات نہ ہوں تو ذوی الارحام میراث پاتے ہیں

عَنْ أُمَامَةَ بْنِ سُهَيْلٍ قَالَ كَتَبَ مَعِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰی أَبِیْ عُبَيْدَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ...... اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ (ترمذی)

امامہ بن سہیل رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر بھیجی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا (اصحاب فروض اور عصبات میں سے کوئی وارث نہ ہو تو) ماموں اس کا وارث ہوگا۔

جس کا کسی قسم کا وارث نہ ہو

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ أَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ يَعْنِیْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْنَا نَازِلًا فَخَرَجَ إِلَی الْجَبَلِ فَمَاتَ وَتَرَكَ ثَلٰثَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هَلْ تَرَكَ وَارِثًا أَوْ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ عَلَيْهِ عَقْدُ وَلَاءٍ قُلْتُ لَا قَالَ هٰهُنَا وَرَثَةٌ كَثِيْرٌ (أَرَادَ بِهِ الْمُسْلِمِيْنَ) فَجَعَلَ مَالَهٗ فِیْ بَيْتِ الْمَالِ (بیهقی)

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بتایا کہ ایک (باہر کا) شخص ہم میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک دفعہ وہ پہاڑ کی طرف گیا تو (وہاں اس کی موت واقع ہوگئی اور اس نے تین سو درہم چھوڑے ہیں (اب ہم اس رقم کا کیا کریں) حضرت عبداللہ بن مسعود نے پوچھا کیا اس نے کوئی وارث چھوڑا ہے یا تم میں سے کسی کے ساتھ اس کا عقد موالات ہے۔ میں نے بتایا کہ نہیں (نہ تو اس کا کوئی وارث ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ اس کا عقد موالات ہے اس پر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (کوئی بات نہیں) یہاں (اس کے) بہت سارے وارث ہیں (اور ان کی مراد عام مسلمان تھے) تو انہوں نے اس کا مال لے کر بیت المال میں جمع کر دیا۔

رد کا مسئلہ

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ كَانَ عَلِیٌّ يَرُدُّ عَلٰی كُلِّ ذِیْ سَهْمٍ قَدْرَ سَهْمِهٖ إِلَّا الزَّوْجَ وَالْمَرْأَةَ. (عبدالرزاق)

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں (عصبہ کے نہ ہونے کی صورت میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ باقی ماندہ رقم سوائے شوہر اور بیوی کے باقی اصحاب فروض پر ان کے حصوں کے تناسب سے رد (کر کے تقسیم) کرتے تھے۔

عول کا مسئلہ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا أَعَالَا الْفَرَائِضَ. (بيهقى)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میراث کے مسائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عول (کے طریقے) پر عمل کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ أَعَالَ الْفَرَائِضَ عُمَرُ (حاكم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے پہلے جس نے میراث کے مسائل میں عول پر عمل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔